”فَلَوْلَانَفَرَمِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْافِى الدِّيْنِ“(التوبة)
”قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ يُّرِدِاللّٰهُ بِهٖ خَيْرًايُّفَقِّهْهُ فِى الدِّيْنِ“(الحديث)

ارشاد المفتین

(جلداول)

فقیہ العصر، مفتی اعظم، شیخ الحدیث والتفسیر، حضرت اقدس، ولی کامل

مفتی حمید اللہ جان صاحب نوراللہ مرقدہ

بانی و مہتمم جامعۃ الحمید لاہور

کی علمی، تحقیقی، اور نصف صدی سے زائد پر مشتمل فقیہانہ ذوق کی پہلی کاوش مدلل عربی حوالہ جات کے ساتھ جس میں صحیح اسلامی عقائد اور سنت کی رہنمائی بھی ہے اور بدعت اور گمراہی سے نجات بھی، مختلف گمراہ فرقوں کا عادلانہ تعاقب بھی ہے اور شعائر اسلام کا دفاع بھی مزید اس کے علاوہ عقائد سے متعلق تمام امور کے فتاویٰ جات کو یکجا کیا گیا ہے۔

ناشر

مکتبہ الحسن

حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

نام کتاب: ارشادالمفتین (جلداول)
مجموعہ فتاویٰ جات: حضرت اقدس مفتی حمیداللہ جان نوراللہ مرقدہ
باہتمام: مفتی عارف اللہ صاحب، قاری سیف اللہ ناصر
تصحیح وتخریج: مفتیان ومتخصصین جامعۃ الحمید لاہور
تقدیم تبویب وترتیب: مفتی محمد حامد علی نفیسی
اشاعت ثانی: جنوری 2017ء
قیمت:
ناشر: مکتبہ الحسن حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

ملنے کے پتے:

جامعۃ الحمید عظیم آباد رائیونڈ روڈ لاہور 042.35971895
دارالعلوم الاسلامیہ لکی مروت
جامع مسجد محمد ﷺ گلشن معمار کراچی

ضروری وضاحت:

اگرچہ انسانی وسعت کے مطابق کوشش کی گئی ہے کہ فتاوی ارشادالمفتین کی تصحیح وتخریج وکمپوزنگ میں کسی قسم کی لفظی غلطی نہ رہے، لیکن کبھی سہواً کوئی غلطی رہ جاتی ہے اگرکسی صاحب کو ایسی غلطی کا علم ہوتو ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح ہوسکے، آپ کے تعاون کاشکرگزار رہوگا۔ ازمرتب

﴿انتساب﴾

میں اپنی اس عظیم کاوش کوسراج الامۃ امام الائمۃ امام اعظم ابوحنیفہؒ اوران کے تلامذہ اورامت کے تمام فقہاء کرام کے نام منسوب کرتا ہوں جنہوں نے ہر دور میں روکھی سوکھی کھا کرامت محمدیہ ﷺ کی صحیح راہنمائی کی اوراس امت کی رہبری کا بیڑہ اٹھایا، اللہ تعالیٰ ان تمام کی ارواح کو اپنے شایان شان اجر جزیل عطا فرمائے، اورہمیں بھی ان کے فقہی فیض سے حظ وافر عطا فرمائے (آمین)

گرقبول افتدزھے عزوشرف

(مرتب)

بسم الله الرحمن الرحیم ط

(کتاب العقائد)

اجمالی فهرست

المجلدالاول فی کتاب العقائد وفیه مقدمة وخمسة عشر ابوابا

مقدمة فی رسم الفقه وتدوینه وتاریخ الافتاء

(۱) (الباب الاول) مایتعلق بالایمان والعقائد،

(۲) (الباب الثانی) مایتعلق بذات الله تعالی وصفاته،

(۳) (الباب الثالث) مایتعلق بالقرآن

(۴) (الباب الرابع) مایتعلق بالتفسیر،

(۵) الباب الخامس) مایتعلق بالانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام،

(۶) (الباب السادس) مایتعلق بالحدیث ،

(۷) (الباب السابع) مایتعلق بالصحابة رضی الله عنهم،

(۸) (الباب الثامن) مایتعلق بالعلم والعلماء،

(۹) (الباب التاسع) مایتعلق بالذکر والدعوات،

(۱۰) (الباب العاشر) مایتعلق بالسنة والبدعة ،

(۱۱) (الباب الحادی عشر) مایتعلق بالفرق المختلفة،

(۱۲) (الباب الثانی عشر) مایتعلق بالتصوف والتزکیة والاحسان،

(۱۳) (الباب الثالث عشر) مایتعلق بالتاریخ ،

(۱۴) (الباب الرابع عشر) مایتعلق بالتقلیدوالاجتهاد،

(۱۵) (الباب الخامس عشر) مایتعلق بالمتفرقات،

☆☆☆☆☆☆☆

تفصیلی فہرست ارشادالمفتین (جلداول)

	احوال مؤلف نوراللہ مرقدہ	25
	مقدمة فی رسم الفقه وتدوینه وتاریخ الافتاء	31

(الباب الاول) مایتعلق بالایمان والعقائد

مسئلہ نمبر	عنوان مسئلہ	صفحہ نمبر
مسئلہ نمبر(۱)	قادیانی کو مسلمان کرنے کا طریقہ:	66
مسئلہ نمبر(۲)	دل میں کفریہ خیالات کا آنا:	66
مسئلہ نمبر(۳)	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کا انکار:	67
مسئلہ نمبر(۴)	کیا مسلمان کے لیے کلمہ پڑھنا ضروری ہے؟	68
مسئلہ نمبر(۵)	کیا ایمان صرف توحید ورسالت کا نام ہے؟	69
مسئلہ نمبر(۶)	کوئی مزاقاً کہے کہ میں مسلمان نہیں ہوں:	70
مسئلہ نمبر(۷)	جھوٹے مدعی نبوت کی نبوت پر زبردستی سے گواہی دینا:	71
مسئلہ نمبر(۸)	عذاب قبر برحق ہے:	72
مسئلہ نمبر(۹)	سماع موتی:	73
مسئلہ نمبر(۱۰)	عقیدہ حیات النبی ﷺ:	74
مسئلہ نمبر(۱۱)	حضور ﷺ صلوۃ وسلام براہ راست سنتے ہیں:	75
مسئلہ نمبر(۱۲)	منکرین عذاب قبر کا حکم:	76
مسئلہ نمبر(۱۳)	روح کی حقیقت:	77
مسئلہ نمبر(۱۴)	قبر میں کیا کیا سوال کئے جائیں گے؟	78
مسئلہ نمبر(۱۵)	کیا جہاد نہ کرنے والا کافر ہے؟	79
مسئلہ نمبر(۱۶)	عیسائیت کے فارم پر دستخط کرنا:	80

مسئلہ نمبر(۱۷)	مرتکب کبائر مسلمان جنت میں جائے گا؟	80
مسئلہ نمبر(۱۸)	نظریہ ڈارون اور دیگر غلط نظریات کو ترویج دینے والے شخص کا حکم:	81
مسئلہ نمبر(۱۹)	اذان کو بکواس کہنے والے کا حکم:	84
مسئلہ نمبر(۲۰)	منکر نکیر کے سوالات سے منکر کی امامت:	84
مسئلہ نمبر(۲۱)	قبرستان میں مردوں کو سلام کرنا:	85
مسئلہ نمبر(۲۲)	نماز سے استہزاء کرنا:	87
مسئلہ نمبر(۲۳)	سائنس اسلام کی نظر میں:	87
مسئلہ نمبر(۲۴)	حالت جنابت میں نماز پڑھنے سے ایمان کا حکم:	90
مسئلہ نمبر(۲۵)	مسلمان کے ذی وجہین قول کو صحیح تعبیر پر محمول کیا جائے گا:	91
مسئلہ نمبر(۲۶)	کفریہ عقائد رکھنے والے شخص کا حکم:	91
مسئلہ نمبر(۲۷)	بے اختیاری میں کلمہ کفر کہنے کا حکم:	93
مسئلہ نمبر(۲۸)	عذاب قبر روح مع الجسد کو ہوتا ہے اور ائمہ اربعہ کا عقیدہ:	94
مسئلہ نمبر(۲۹)	عذاب قبر کہاں ہوتا ہے؟	95
مسئلہ نمبر(۳۰)	فاسق جنتی ہے یا نہیں؟	96
مسئلہ نمبر(۳۱)	مرتد کا حکم؟	96
مسئلہ نمبر(۳۲)	مردوں کا سلام کا جواب دینے کا ثبوت:	97
مسئلہ نمبر(۳۳)	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ اطہر میں سلام کا جواب دینا:	98
مسئلہ نمبر(۳۴)	کفریہ الفاظ کہنے والے کے نکاح کا حکم:	99
مسئلہ نمبر(۳۵)	حضرت عیسی علیہ السلام کے رفع الی السماء اور نزول کے منکر کا حکم:	100
مسئلہ نمبر(۳۶)	مسلمان کا قادیانی عورت سے نکاح کا حکم:	100
مسئلہ نمبر(۳۷)	کیا عذاب قبر انہی قبروں میں ہوتا ہے؟	101
مسئلہ نمبر(۳۸)	حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم:	102

مسئلہ نمبر (۳۹)	مماتیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم:	104
مسئلہ نمبر (۴۰)	کفریہ عقائد والے شخص سے میل جول اور رشتہ داری کا حکم:	105
مسئلہ نمبر (۴۱)	جاوید احمد غامدی کے نظریات کا حکم:	110
مسئلہ نمبر (۴۲)	منکرین حیات الانبیاء کے احکام:	112
مسئلہ نمبر (۴۳)	عقائد اسلام کا اقرار کرنے والا کافر نہیں	113
مسئلہ نمبر (۴۴)	گھر کے جھگڑے ختم نہ ہوئے تو مذہب چھوڑ دوں گا کہنے کا حکم؟	115
مسئلہ نمبر (۴۵)	تنظیم انجمن سرفروشان اسلام کے عقائد اور احکام:	116
مسئلہ نمبر (۴۶)	مسلمان ہو کر دوبارہ عیسائی ہو جانا:	119
مسئلہ نمبر (۴۷)	اگر اللہ تعالیٰ حضرت علی کو پیدا نہ کرتے تو محمد ﷺ کو بھی پیدا نہ کرتے، کہنے والے کا حکم؟	120
مسئلہ نمبر (۴۸)	کلمہ کفر کسے کہتے ہیں؟	121
مسئلہ نمبر (۴۹)	مختلف نظریات کے حامل شخص کا حکم؟	121
مسئلہ نمبر (۵۰)	تنظیم فکر شاہ ولی اللہی کے عقائد اور ان کا حکم:	123
مسئلہ نمبر (۵۱)	کیا حیات انبیاء اور قبر کے عذاب وثواب کا منکر اہل سنت والجماعت میں داخل ہے؟	125
مسئلہ نمبر (۵۲)	نشے کی حالت میں مرنے والے کے ایمان کا حکم:	127
مسئلہ نمبر (۵۳)	بغیر حلالہ کے بیوی کو رکھنے والے کے ایمان کا حکم:	128
مسئلہ نمبر (۵۴)	کیا عذاب قبر کا منکر اہل سنت والجماعت میں داخل ہے؟	130
مسئلہ نمبر (۵۵)	حیات النبی ﷺ کے خلاف عقیدہ رکھنے والے کا حکم:	131
مسئلہ نمبر (۵۶)	مطلق عذاب قبر کے منکر کا حکم:	133
مسئلہ نمبر (۵۷)	کفار کے لیے دخول جنت کے قائل کا حکم:	134
مسئلہ نمبر (۵۸)	کافر کے پیچھے نماز جنازہ پڑھنے کا حکم:	135
مسئلہ نمبر (۵۹)	احوال برزخ کے بارے میں اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ:	136
مسئلہ نمبر (۶۰)	کیا مردے سلام کا جواب دیتے ہیں؟	139

مسئلہ نمبر(۶۱)	اگرفلاں کام کروں تو اللہ اوراس کے رسول کے شرک کا مرتکب ٹھہروں سے ایمان کا حکم:	139
مسئلہ نمبر(۶۲)	مشرک کس کو کہتے ہیں؟	140
مسئلہ نمبر(۶۳)	انبیاءعلیہم السلام کی ارواح کا براہ راست جسم کے ساتھ تعلق ہے:	141
مسئلہ نمبر(۶۴)	اسلام قبول کرنے کے بعد دوبارہ عیسائی ہونے کا حکم:	142
مسئلہ نمبر(۶۵)	قبر کے اندر کیا حساب وکتاب ہوتا ہے؟	142
مسئلہ نمبر(۶۶)	اگر سب کچھ پہلے سے لکھا ہوا ہے تو انسان کے عمل کا کیا فائدہ ہے؟	143
مسئلہ نمبر(۶۷)	بلا دلیل کسی کے اسلام میں شک کرنے کا حکم:	145
مسئلہ نمبر(۶۸)	اشتراکیت کا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے:	146
مسئلہ نمبر(۶۹)	ماہ صفر میں شادی کرنے اوراس کو منحوس سمجھنے کا حکم؟	147
مسئلہ نمبر(۷۰)	ایصال ثواب کی نیت سے کھانا کھلانے کا حکم	148
مسئلہ نمبر(۷۱)	میں آپ کی شریعت کو نہیں مانتی کہنے سے ایمان کا حکم؟	149

الباب الثانی مایتعلق بذات اللہ وصفاتہ

مسئلہ نمبر(۷۲)	شرکیہ عبارت پر قول کرنا:	152
مسئلہ نمبر(۷۳)	میں مذہب چھوڑ دوں گا کلمہ کفر ہے:	152
مسئلہ نمبر(۷۴)	انکار اثبات علم الغیب للہ تعالیٰ:	153
مسئلہ نمبر(۷۵)	اللہ تعالیٰ کے بارے فرضی لطیفہ بنانا کفر ہے:	154
مسئلہ نمبر(۷۶)	(نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کو برا بھلا کہنے والے کی توبہ کا حکم:	155
مسئلہ نمبر(۷۷)	غصہ میں اللہ تعالیٰ کو گالی دینے کا حکم:	156
مسئلہ نمبر(۷۸)	''میرا پیر میرا خدا، میرا پیر میرا رسول'' کہنے والے کا حکم:	157
مسئلہ نمبر(۷۹)	کن فیکون کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرنا:	158
مسئلہ نمبر(۸۰)	اپنے آپ کو خدا کہنا (العیاذ باللہ):	158
مسئلہ نمبر(۸۱)	کسی انسان کو خدا سمجھنا:	159

مسئلہ نمبر(۸۲)	غافر الذنوب اللہ تعالیٰ کے دو نام ہیں یا ایک؟	160
مسئلہ نمبر(۸۳)	کیا اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی کو علم غیب حاصل ہے؟	161
مسئلہ نمبر(۸۴)	اللہ تعالیٰ کو کمی کہنے والے کا حکم:	162
مسئلہ نمبر(۸۵)	زنا میں انزال کے وقت اللہ کا نام لینے کا حکم:	162
مسئلہ نمبر(۸۶)	ذات وصفات کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے بارے میں اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ:	163
مسئلہ نمبر(۸۷)	کسی انسان کو خدا ماننے والے شخص کا حکم:	164
مسئلہ نمبر(۸۸)	اللہ تعالیٰ کے پاس سوائے وحدت کے اور کیا ہے، کہنے والے کا حکم:	166
مسئلہ نمبر(۸۹)	رب اپنا اپنا، آیئے ہمارا رب دیکھیے کہنے والے کا حکم:	167
مسئلہ نمبر(۹۰)	اللہ تعالیٰ کو گالیاں دینے والے کا حکم:	169
مسئلہ نمبر(۹۱)	اللہ تعالیٰ کے بارے میں غلط عقائد رکھنے والے شخص کا حکم:	170
مسئلہ نمبر(۹۲)	کیا لفظ شارع کا اطلاق غیر اللہ پر ہوسکتا ہے؟	173
مسئلہ نمبر(۹۳)	غیر اللہ سے مدد مانگنے کا حکم:	175
مسئلہ نمبر(۹۴)	غلط کام کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنے کا حکم:	176
مسئلہ نمبر(۹۵)	اللہ تعالیٰ کو محتاج کہنے والے شخص کا حکم:	177
مسئلہ نمبر(۹۶)	اللہ کے نام اور کلام کو بے معنی کہنے والے شخص کا حکم:	178
مسئلہ نمبر(۹۷)	اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو کن کن چیزوں سے پیدا کیا؟	178
مسئلہ نمبر(۹۸)	اللہ تعالیٰ کے ہر جگہ موجود ہونے کا کیا مطلب ہے؟	180

الباب الثالث مایتعلق بالقرآن

مسئلہ نمبر(۹۹)	احکام قرآن کا مذاق اڑانا:	183
مسئلہ نمبر(۱۰۰)	قرآن مجید اور مسجد کو گالی دینا:	183
مسئلہ نمبر(۱۰۱)	قرآن کے منکر کا حکم:	184
مسئلہ نمبر(۱۰۲)	کوئی یوں کہے کہ تمہارے خدا اور قرآن کو نہیں مانتا:	184

مسئلہ	عنوان	صفحہ
مسئلہ نمبر (۱۰۳)	قرآن مجید کو گرنتھ کہنا:	185
مسئلہ نمبر (۱۰۴)	آیات محکم اور متشابہ:	186
مسئلہ نمبر (۱۰۵)	آیات قرانی کی بے حرمتی کرنا:	187
مسئلہ نمبر (۱۰۶)	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ افک کے منکر کا حکم:	188
مسئلہ نمبر (۱۰۷)	قرآن کی طرف پاؤں پھیلانا:	189
مسئلہ نمبر (۱۰۸)	ڈیجیٹل قرآن پر بغیر متن کے ترجمہ کا حکم:	189
مسئلہ نمبر (۱۰۹)	قرآن پاک کے بوسیدہ اوراق کو جلانے کا حکم:	190
مسئلہ نمبر (۱۱۰)	قرآن مجید کو عمدہ اور بہتر آواز سے پڑھنا:	191
مسئلہ نمبر (۱۱۱)	منکر قرآن وسنت کا حکم:	192
مسئلہ نمبر (۱۱۲)	قرآن مجید بغیر متن کے چھاپنا:	193
مسئلہ نمبر (۱۱۳)	قرآنی آیات کے میسج کرنے کا حکم؟	194
مسئلہ نمبر (۱۱۴)	قرآنی آیات پلیٹوں پر لکھنے کا حکم؟	194
مسئلہ نمبر (۱۱۵)	معراج آسمانی، معجزات، جادو اور قرآن مجید کے شان نزول کے منکر کا حکم:	196
مسئلہ نمبر (۱۱۶)	لوڈ سپیکر اور نوافل میں شبینہ پڑھنے کا حکم:	199
مسئلہ نمبر (۱۱۷)	آیات قرآنی سے دم اور تعویذ کرنے کا حکم:	202
مسئلہ نمبر (۱۱۸)	قرآن پاک کو مشکوک قرار دینے والے کا حکم:	203
مسئلہ نمبر (۱۱۹)	بغیر متن کے قرآن پاک چھاپنے کا حکم:	204
مسئلہ نمبر (۱۲۰)	سورۃ التوبہ کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنے کا حکم:	205
مسئلہ نمبر (۱۲۱)	خیر وبرکت کی نیت سے قرآن پاک کی تلاوت اور ختم قرآن کرنے کا حکم:	206
مسئلہ نمبر (۱۲۲)	موبائل فون سے قرآنی آیات کو مٹانے کا حکم:	207
مسئلہ نمبر (۱۲۳)	قرآن پاک اور نعت کو گانے کی طرز پر پڑھنے کا حکم:	208
مسئلہ نمبر (۱۲۴)	تلاوت کے وقت قرآن پاک کو چومنے کا حکم:	208

مسئلہ نمبر(۱۲۵)	موبائل میں تلاوت والی ٹون لگانا:	209
مسئلہ نمبر(۱۲۶)	قران کے بوسیدہ اوراق کے بارے میں:	210
مسئلہ نمبر(۱۲۷)	قران مجید کو چومنا:	211
مسئلہ نمبر(۱۲۸)	مترجم قرآن پر کچھ اعتراضات:	211

الباب الرابع مایتعلق بالتفسیر

مسئلہ نمبر(۱۲۹)	درس قرآن میں بعض غلط عقائد بیان کرنے والے کا حکم:	213
مسئلہ نمبر(۱۳۰)	ایک جاہل مماتی کا قرآن سے غلط استدلالات:	214
مسئلہ نمبر(۱۳۱)	فلما قضیٰ زید میں زید سے کون مراد ہیں؟	217
مسئلہ نمبر(۱۳۲)	"ولاتصل علیٰ احدمنهم مات ابدا" کا شان نزول اور تفسیر:	218
مسئلہ نمبر(۱۳۳)	"من یطع الرسول فقداطاع الله" کی تفسیر:	221
مسئلہ نمبر(۱۳۴)	"کل من علیهافان" سے کونسی مخلوق مراد ہے؟	222
مسئلہ نمبر(۱۳۵)	آیات کا صحیح ترجمہ اور تفسیر:	223
مسئلہ نمبر(۱۳۶)	ان الله اشتری من المؤمنین انفسهم کا مفہوم:	224

الباب الخامس مایتعلق بالانبیاء علیهم الصلوۃ والسلام

مسئلہ نمبر(۱۳۷)	حضور ﷺ نور ہیں یا بشر؟	226
مسئلہ نمبر(۱۳۸)	کیا کلمہ توحید سے حضور ﷺ کا حاضر وناظر ہونا ثابت ہوتا ہے؟	227
مسئلہ نمبر(۱۳۹)	بطور عقیدت "یارسول اللہ" کہنا:	227
مسئلہ نمبر(۱۴۰)	"یارسول اللہ مدد" اور "یا علی مدد" (کہنے، لکھنے اور مٹانے) کا حکم:	228
مسئلہ نمبر(۱۴۱)	حضور ﷺ کے وسیلہ سے دعا مانگنا:	232
مسئلہ نمبر(۱۴۲)	تعداد بنات نبی ﷺ:	232
مسئلہ نمبر(۱۴۳)	حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے:	233

مسئلہ نمبر (۱۴۴)	حضور ﷺ کی مدح سرائی ایسے انداز میں کرنا کہ جس سے باقی انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین لازم آئے:	234
مسئلہ نمبر (۱۴۵)	اگر کوئی کہے کہ بیویوں میں محبت کا انصاف تو نبی ﷺ سے بھی نہ ہو سکا:	234
مسئلہ نمبر (۱۴۶)	کیا گستاخ رسول ﷺ کو خواب میں نبی ﷺ کی زیارت ہو سکتی ہے؟	236
مسئلہ نمبر (۱۴۷)	حضور ﷺ اور آپ کی امت کو جہنمی کہنا: (العیاذ باللہ):	236
مسئلہ نمبر (۱۴۸)	معجزہ کیا ہے؟	237
مسئلہ نمبر (۱۴۹)	حیات عیسی (علیہ السلام) اور معراج وغیرہ کے منکر کا حکم:	238
مسئلہ نمبر (۱۵۰)	جوش خطابت کی وجہ سے عصمۃ انبیاء پر کلام کرنے والے کا حکم:	240
مسئلہ نمبر (۱۵۱)	نور و بشر و مسئلہ غیب اور علم نبی ﷺ:	241
مسئلہ نمبر (۱۵۲)	حضور ﷺ کے توسل سے دعا مانگنا:	250
مسئلہ نمبر (۱۵۳)	تمام انبیاء معصوم ہیں:	252
مسئلہ نمبر (۱۵۴)	عصمت انبیاء علیہم السلام:	253
مسئلہ نمبر (۱۵۵)	انبیاء اور صحابہ کرام کی فلمیں بنانے والوں کا حکم:	255
مسئلہ نمبر (۱۵۶)	انبیاء اور صحابہ کرام کی فلم بنانے والوں کا حکم:	260
مسئلہ نمبر (۱۵۷)	گستاخ رسول کی توبہ کا حکم:	263
مسئلہ نمبر (۱۵۸)	حضور ﷺ کے وسیلہ سے دعا مانگنا:	264
مسئلہ نمبر (۱۵۹)	انبیاء اور صلحاء کے وسیلے سے دعا مانگنے کا حکم:	265
مسئلہ نمبر (۱۶۰)	دعوی نبوت کرنے والے کا حکم:	265
مسئلہ نمبر (۱۶۱)	مدعی نبوت کو نبی ماننے والے کا حکم:	265
مسئلہ نمبر (۱۶۲)	زمانہ نبوت میں نبی پیدا ہونے پر حاکمیت محمدی کا حکم:	266
مسئلہ نمبر (۱۶۳)	گستاخ انبیاء گستاخ صحابہ اور گستاخ امہات المؤمنین کا حکم:	267
مسئلہ نمبر (۱۶۴)	حیات انبیاء علیہم السلام:	267

مسئلہ نمبر(۱۶۵)	حالت بیداری میں میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوسکتی ہے یانہیں؟	268
مسئلہ نمبر(۱۶۶)	انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنے والے کاحکم:	270
مسئلہ نمبر(۱۶۷)	توہین رسالت کی ویب سائٹ کاحکم:	270
مسئلہ نمبر(۱۶۸)	عصمت انبیاء علیہم السلام اوران کی طرف منسوب الفاظ کا صحیح مفہوم:	278
مسئلہ نمبر(۱۶۹)	حضرت یوسف علیہ السلام پرفلم بنانے والوں کاحکم:	280
مسئلہ نمبر(۱۷۰)	کسی نبی کوقتل کرنے والے کاحکم:	281
مسئلہ نمبر(۱۷۱)	حیات انبیاء علیہم السلام کے بارے میں اہل سنت والجماعت کاعقیدہ:	283
مسئلہ نمبر(۱۷۲)	انبیاء علیہم السلام،صحابہ کرام اورامہات المؤمنین کے گستاخ کاحکم:	284
مسئلہ نمبر(۱۷۳)	کیا آپ ﷺ کے بول وبراز پاک تھے؟	285
مسئلہ نمبر(۱۷۴)	حضور ﷺ کوحاضروناظر جاننے والے کاحکم:	285
مسئلہ نمبر(۱۷۵)	یوسف کذاب کومسلمان سمجھنے والے اوراس کادفاع کرنے والے کاحکم:	286
مسئلہ نمبر(۱۷۶)	غیرانبیاء کے لیے علیہم السلام کالفظ استعمال کرنے کاحکم:	288
مسئلہ نمبر(۱۷۷)	کسی کی زبان سے توہین اور گستاخی کی بات نکل جائے توتوبہ کی صورت کیاہوگی؟	289
مسئلہ نمبر(۱۷۸)	انبیاء،صدیقین،شہداءاورصالحین کے وسیلہ سے دعامانگنے کاحکم:	290
مسئلہ نمبر(۱۷۹)	کیاحضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدین مسلمان تھے؟	293
مسئلہ نمبر(۱۸۰)	انبیاء علیہم السلام کی طرف گناہ اورغلطی کی نسبت کرنے والے کاحکم:	293
مسئلہ نمبر(۱۸۱)	عزوجل،علیہ السلام ﷺ اوررضی اللہ عنہ کاصحیح استعمال کیاہے؟	295
مسئلہ نمبر(۱۸۲)	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کوحاضروناظر ماننا کیساہے:	299

الباب السادس مایتعلق بالحدیث

مسئلہ نمبر(۱۸۳)	منکرحدیث کاحکم:	301
مسئلہ نمبر(۱۸۴)	بعض ضروریات دین کے منکرکاحکم:	302
مسئلہ نمبر(۱۸۵)	بخاری ومسلم کی احادیث کے منکرکاحکم:	305

مسئلہ نمبر	عنوان	صفحہ
مسئلہ نمبر(۱۸۶)	لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق:	306
مسئلہ نمبر(۱۸۷)	مولوی صاحب کا حدیث سے غلط استدلال کرنا:	307
مسئلہ نمبر(۱۸۸)	عذاب قبر کی احادیث صحیح ہیں یا نہیں؟	308
مسئلہ نمبر(۱۸۹)	حجیت حدیث کے منکر کا حکم:	309
مسئلہ نمبر(۱۹۰)	”من رانی فی المنام“ حدیث کی تحقیق:	311
مسئلہ نمبر(۱۹۱)	حضرت خدیجہ کی عمر آپ ﷺ سے نکاح کے وقت چالیس سال نہ تھی کہنے والے کا حکم؟	313
مسئلہ نمبر(۱۹۲)	حجیت حدیث:	314
مسئلہ نمبر(۱۹۳)	”لاصلوٰة لجار المسجد الافی المسجد“ حدیث کی تشریح:	316
مسئلہ نمبر(۱۹۴)	کیا درجة الرفیعة کے الفاظ حدیث سے ثابت ہیں؟	317
مسئلہ نمبر(۱۹۵)	سبحان اللہ کہہ کر لقمہ دینے کا حدیث سے ثبوت:	318
مسئلہ نمبر(۱۹۶)	جہاد، مجاہد اور ڈاڑھی کے مذاق اڑانے والے کا حکم:	319

الباب السابع مایتعلق بالصحابة رضی الله عنهم

مسئلہ نمبر	عنوان	صفحہ
مسئلہ نمبر(۱۹۷)	شاتم صحابہ ؓ کا حکم:	320
مسئلہ نمبر(۱۹۸)	ایک مبلغ اسلام کی غلط فہمیاں:	320
مسئلہ نمبر(۱۹۹)	صحابہ کرام کی گستاخی کاروبار میں چیکنگ پر غفلت اور توبہ نامہ:	328
مسئلہ نمبر(۲۰۰)	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحابیت کے منکر کا حکم:	329
مسئلہ نمبر(۲۰۱)	صحابہ کی گستاخی کرنے والے کا حکم:	331
مسئلہ نمبر(۲۰۲)	اھل بیت میں کون کون شامل ہیں؟	332
مسئلہ نمبر(۲۰۳)	حضرت عائشہ ؓ کی عمر نکاح کے وقت نو سال نہ تھی کہنے والے کا حکم؟	333
مسئلہ نمبر(۲۰۴)	حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازیبا کلمات کہنے والے کا حکم:	333
مسئلہ نمبر(۲۰۵)	حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا کہنے والے کا حکم:	334
مسئلہ نمبر(۲۰۶)	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرنے والے کا حکم:	336

مسئلہ نمبر(۲۰۷)	وہ تو صحابہ تھے آپ تو اچھے ہیں، کہنے سے نکاح کا حکم:	337
مسئلہ نمبر(۲۰۸)	حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلاف کا سبب کیا تھا؟	337
مسئلہ نمبر(۲۰۹)	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا حدیث سے ثبوت:	338
مسئلہ نمبر(۲۱۰)	صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین معیار حق ہیں:	339
مسئلہ نمبر(۲۱۱)	کیا ام البنین بنت حرام کی شادی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی؟	340

الباب الثامن مایتعلق بالعلم و العلماء

مسئلہ نمبر(۲۱۲)	علماء کو بُرا بھلا کہنے والے کا حکم:	342
مسئلہ نمبر(۲۱۳)	علماء کو وہابی یا کافر کہنا:	342
مسئلہ نمبر(۲۱۴)	امام کعبہ کی توہین کرنے والے کا حکم:	343
مسئلہ نمبر(۲۱۵)	علم دین سیکھنے کے لیے والدین کی اجازت:	344
مسئلہ نمبر(۲۱۶)	امام ابوحنیفہؒ کا ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا:	345
مسئلہ نمبر(۲۱۷)	شیعہ اور عیسائی بچوں کو تعلیم دینا:	346
مسئلہ نمبر(۲۱۸)	علماء ربانی اور علماء سوء کی پہچان:	348
مسئلہ نمبر(۲۱۹)	علماء سے بغض رکھنا اور کسی عالم کی غیبت کرنے کا حکم:	349
مسئلہ نمبر(۲۲۰)	عالم کی بے عزتی کرنے والے کا حکم:	350
مسئلہ نمبر(۲۲۱)	غیر عالم کا مسجد میں وعظ کرنے کا حکم:	351
مسئلہ نمبر(۲۲۲)	جدید مغربی تعلیم:	352
مسئلہ نمبر(۲۲۳)	علم نجوم کے بارے میں کچھ معلومات:	353
مسئلہ نمبر(۲۲۴)	کالا علم یا کالا جادو سیکھنے کا حکم؟	354

الباب التاسع مایتعلق بالذکر و الدعوات

مسئلہ نمبر(۲۲۵)	الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہنے کا حکم:	356

مسئلہ نمبر(۲۲۶)	''القول الاظھر فی الذکر بالجھر''یعنی اجتماعی ذکر بالجہر کا حکم:	357
مسئلہ نمبر(۲۲۷)	بروز جمعہ فجر کی نماز کے بعد درود کی محفل کا حکم:	374
مسئلہ نمبر(۲۲۸)	ذکر بالجہر کے احکام:	375
مسئلہ نمبر(۲۲۹)	تعویذات کا حکم:	376
مسئلہ نمبر(۲۳۰)	مناجات مقبول اور حدیث مبارکہ کی دعاؤں میں لفظی تصحیح:	377
مسئلہ نمبر(۲۳۱)	تعویذات وعملیات کا حکم؟	385
مسئلہ نمبر(۲۳۲)	روضہ اطہر کی تصویر اور اس کے سامنے درود پڑھنے کا حکم:	386
مسئلہ نمبر(۲۳۳)	اجتماعی ذکر کی مجالس میں شرکت کا حکم:	386
مسئلہ نمبر(۲۳۴)	محفل نعت کی وجہ سے مسجد کی جماعت چھوڑنے کا حکم:	387
مسئلہ نمبر(۲۳۵)	ذکر بالجہر کے بارے میں:	388
مسئلہ نمبر(۲۳۶)	دوردتاج کے بارے میں:	390

الباب العاشر مایتعلق بالسنة و البدعة

مسئلہ نمبر(۲۳۷)	ڈاڑھی کا استہزا کرنا:	391
مسئلہ نمبر(۲۳۸)	اسلام میں ڈاڑھی ہے ڈاڑھی میں اسلام نہیں کہنے والے کا حکم:	392
مسئلہ نمبر(۲۳۹)	ڈاڑھی کی توہین کرنا:	392
مسئلہ نمبر(۲۴۰)	عقیدہ حیات النبی ﷺ کے منکر کو بدعتی نہ کہنے والے کا حکم:	393
مسئلہ نمبر(۲۴۱)	سورۃ الملک شب جمعہ کو ہیئت اجتماعیہ سے پڑھنے کا حکم:	394
مسئلہ نمبر(۲۴۲)	شہید کی روح کو ایصال ثواب پہنچانے کا حکم:	396
مسئلہ نمبر(۲۴۳)	موت کے بعد روح کو ثواب وعقاب کیسے محسوس ہوتا ہے؟	396
مسئلہ نمبر(۲۴۴)	تیجہ، دسواں، چالیسویں کا حکم:	398
مسئلہ نمبر(۲۴۵)	اہل بدعت کی مجالس میں شرکت:	398
مسئلہ نمبر(۲۴۶)	ڈاڑھی منڈوانا:	399

مسئلہ نمبر(۲۴۷)	میت کے گھر تین دن تک کھانا کھانا:	400
مسئلہ نمبر(۲۴۸)	خواتین کے میلاد کا حکم:	400
مسئلہ نمبر(۲۴۹)	بیوی کا توہین آمیز کلمات کہنا:	402
مسئلہ نمبر(۲۵۰)	ڈاڑھی کی شرعی حیثیت:	403
مسئلہ نمبر(۲۵۱)	ڈاڑھی کا استہزاء کرنے کا حکم:	410
مسئلہ نمبر(۲۵۲)	ربیع الاول کے جلوس میں شرکت کا حکم:	410
مسئلہ نمبر(۲۵۳)	اسم محمد ﷺ پر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں کو لگانا:	411
مسئلہ نمبر(۲۵۴)	تمہاری ڈاڑھی کھنچوادوں گا کہنے کا حکم؟	412
مسئلہ نمبر(۲۵۵)	بزرگوں کے مزارات پر جانے کا حکم؟	413
مسئلہ نمبر(۲۵۶)	ایصال ثواب کا طریقہ:	415
مسئلہ نمبر(۲۵۷)	ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کا اہتمام:	417
مسئلہ نمبر(۲۵۸)	ایصال ثواب کا شرعی طریقہ کیا ہے؟	418
مسئلہ نمبر(۲۵۹)	وفات کی رسومات، قرآن خوانی اور دعا کا حکم:	420
مسئلہ نمبر(۲۶۰)	بدعت کی تعریف اور بدعتی سے تعلقات کا حکم:	421
مسئلہ نمبر(۲۶۱)	مجبوراً رسومات اور بدعات میں شرکت کا حکم:	423
مسئلہ نمبر(۲۶۲)	وفات کے بعد ختم اور چالیسویں کا حکم:	425
مسئلہ نمبر(۲۶۳)	ڈاڑھی کی توہین کرنے والے کا حکم:	426
مسئلہ نمبر(۲۶۴)	حیات الانبیاء علیہم السلام کا منکر بدعتی ہے:	428
مسئلہ نمبر(۲۶۵)	بدعت کس کو کہتے ہیں؟	429
مسئلہ نمبر(۲۶۶)	ایصال ثواب کے لیے بار بار فاتحہ پڑھنے کا حکم:	431
مسئلہ نمبر(۲۶۷)	ختم دلوانے کا شرعی حکم:	431
مسئلہ نمبر(۲۶۸)	ایصال ثواب کے لیے نفل پڑھنے کا حکم:	432

مسئلہ نمبر(۲۶۹)	تعویذ اور جھاڑ پھونک کا حکم:	433
مسئلہ نمبر(۲۷۰)	زیارتوں پر جانا اور منت ماننے کا حکم:	433
مسئلہ نمبر(۲۷۱)	ایصال ثواب کے لیے دن کی تعیین کو لازمی سمجھنے کا حکم:	434
مسئلہ نمبر(۲۷۲)	تعویذات پر اجرت لینے کا حکم:	435
مسئلہ نمبر(۲۷۳)	سالانہ برسی اور سالگرہ منانے کا حکم:	436
مسئلہ نمبر(۲۷۴)	قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا حکم:	436
مسئلہ نمبر(۲۷۵)	ورثاء کا وفات پر کھانا تیار کرنا کیسا ہے؟	437
مسئلہ نمبر(۲۷۶)	کیا مسجد میں اکٹھے ہو کر ایصال ثواب جائز ہے؟	438
مسئلہ نمبر(۲۷۷)	اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام اور انگوٹھے چومنے کا حکم:	438
مسئلہ نمبر(۲۷۸)	نفل پڑھ کر ایصال ثواب کرنا جائز ہے:	440
مسئلہ نمبر(۲۷۹)	ڈاڑھی منڈا کر اس کی تحقیر اور استہزاء کرنے والے کا حکم:	440
مسئلہ نمبر(۲۸۰)	تعویذ دینا ہاتھوں پر دم کر کے بدن پر ملنا:	441
مسئلہ نمبر(۲۸۱)	ایصال ثواب:	442

الباب الحادی عشر مایتعلق بالفرق المختلفة

مسئلہ نمبر(۲۸۲)	کسی مسلمان کو کافر کہنے والے کا حکم:	444
مسئلہ نمبر(۲۸۳)	خوارج مسلمان ہیں یا کافر؟	445
مسئلہ نمبر(۲۸۴)	شیعہ کے ساتھ رشتہ داری کرنا:	446
مسئلہ نمبر(۲۸۵)	فارم میں اپنے آپ کو شیعہ لکھوانا:	447
مسئلہ نمبر(۲۸۶)	اہل تشیع مسلمان ہیں یا غیر مسلم؟	447
مسئلہ نمبر(۲۸۷)	کیا تفضیلی شیعہ کافر ہیں؟	448
مسئلہ نمبر(۲۸۸)	''علیؓ مشکل کشا'' کہنے کا حکم:	449
مسئلہ نمبر(۲۸۹)	مودودی صاحب کی کتابوں کا مطالعہ کرنا اور ان کے ساتھ سیاسی و مذہبی اتحاد کا حکم:	450

مسئلہ نمبر(۲۹۰)	کیا قادیانی ذمی ہیں؟	451
مسئلہ نمبر(۲۹۱)	قادیانی کی تعظیم کرنا ناجائز ہے:	454
مسئلہ نمبر(۲۹۲)	آغاخانی تنظیم سے فنڈ لینا:	454
مسئلہ نمبر(۲۹۳)	شوہر کے مرزائی ہونے کے بعد نکاح کا حکم:	456
مسئلہ نمبر(۲۹۴)	مودودی کی کتابوں کے مطالعہ کرنے کے نقصانات:	457
مسئلہ نمبر(۲۹۵)	تبلیغی جماعت کو فرقہ جبریہ اور ان کو کافر کہنا:	458
مسئلہ نمبر(۲۹۶)	جماعت المسلمین کے بعض عقائد ونظریات:	460
مسئلہ نمبر(۲۹۷)	اسماعیلی، آغاخانی فرقہ کا حکم:	462
مسئلہ نمبر(۲۹۸)	مروجہ طریقہ کار تبلیغ کا حکم:	464
مسئلہ نمبر(۲۹۹)	قادیانیوں کے ساتھ تعلقات کا حکم:	465
مسئلہ نمبر(۳۰۰)	عیسائیوں اور یہودیوں سے میل جول اور مشترکہ کھانے کا حکم:	467
مسئلہ نمبر(۳۰۱)	قادیانی کی نماز جنازہ پڑھنے والے کا حکم:	468
مسئلہ نمبر(۳۰۲)	شیعہ کا نکاح پڑھنے والے کا حکم:	468
مسئلہ نمبر(۳۰۳)	شیعہ سے نکاح کا حکم:	469
مسئلہ نمبر(۳۰۴)	شیعہ کا نماز جنازہ پڑھنے کا حکم:	471
مسئلہ نمبر(۳۰۵)	قادیانیوں سے مسجد کے لیے زمین لینے کا حکم:	471
مسئلہ نمبر(۳۰۶)	شیعہ کی نماز جنازہ پڑھانے والے کا حکم:	472
مسئلہ نمبر(۳۰۷)	شیعوں سے تعلقات رکھنے والے کے نکاح کا حکم:	473
مسئلہ نمبر(۳۰۸)	شیزان کمپنی کی مصنوعات:	474
مسئلہ نمبر(۳۰۹)	مسلمان مرزائی ہوگیا تو نکاح کا حکم:	476
مسئلہ نمبر(۳۱۰)	کفار سے صلح کا معاملہ کب جائز ہے؟	478
مسئلہ نمبر(۳۱۱)	شیعہ کو مسلمان سمجھنے اور ان کی حمایت کرنے والے کا حکم:	479

مسئلہ نمبر	عنوان	صفحہ
مسئلہ نمبر(۳۱۲)	سنی لڑکی کا نکاح شیعہ سے پڑھانے والے امام کا حکم:	479
مسئلہ نمبر(۳۱۳)	شیعہ کی قربانی اور گوشت کے احکام:	480
مسئلہ نمبر(۳۱۴)	کافر اور مرتد سے تعلقات کا حکم:	481
مسئلہ نمبر(۳۱۵)	مسلمان عورت کا قادیانی سے نکاح کا حکم:	484
مسئلہ نمبر(۳۱۶)	شیعہ کا نماز جنازہ پڑھانے والے کا حکم:	486
مسئلہ نمبر(۳۱۷)	فرقہ واریت کی شرعی حیثیت:	487
مسئلہ نمبر(۳۱۸)	یہودیت اور نصرانیت کی مبلغ این جی اوز کے ساتھ تعاون کا حکم:	488
مسئلہ نمبر(۳۱۹)	آغا خانیوں کا جنازہ پڑھانے کا حکم:	489
مسئلہ نمبر(۳۲۰)	کوئی مسلمان اگر شیعہ کا جنازہ پڑھ لے تو کیا حکم ہے؟	490
مسئلہ نمبر(۳۲۱)	شیعہ کے ساتھ شادی اور میل جول کے احکام:	490
مسئلہ نمبر(۳۲۲)	مسلمانوں کے خلاف کفار آرمی کی مدد کرنے والے کا حکم:	493
مسئلہ نمبر(۳۲۳)	شیعہ کے ذبیحہ کا حکم:	494
مسئلہ نمبر(۳۲۴)	شیعہ کی قربانی کے گوشت کو کھانے کا حکم:	495
مسئلہ نمبر(۳۲۵)	سنی لڑکے کا شیعہ لڑکی سے نکاح کا حکم:	497
مسئلہ نمبر(۳۲۶)	آغا خانیوں سے امداد لینے کا حکم:	498
مسئلہ نمبر(۳۲۷)	شیعہ کی محفل میلاد میں شرکت کا حکم؟	499
مسئلہ نمبر(۳۲۸)	شیعہ کے ساتھ معاملات کرنے کا حکم:	501
مسئلہ نمبر(۳۲۹)	علم کے باوجود کسی رافضی کا جنازہ پڑھانے والے کا حکم:	502
مسئلہ نمبر(۳۳۰)	مسلمان لڑکی کا شیعہ لڑکے سے نکاح کا حکم:	502
مسئلہ نمبر(۳۳۱)	مختلف غلط عقائد رکھنے والے کیا اہل سنت والجماعت میں شامل ہیں؟	503
مسئلہ نمبر(۳۳۲)	شیعہ کے ساتھ مناکحت کا حکم:	505
مسئلہ نمبر(۳۳۳)	اسماعیلی (آغا خانیوں) کے عقائد اور ان کے مذبوحہ کا حکم:	507

مسئلہ نمبر	عنوان	صفحہ
مسئلہ نمبر(۳۳۴)	شیعہ اور قادیانی کا جنازہ اور نکاح پڑھنے والے کا حکم:	509
مسئلہ نمبر(۳۳۵)	دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث کے اختلاف اور نکاح کا حکم:	509
مسئلہ نمبر(۳۳۶)	شیعہ کا جنازہ پڑھا کر یہ کہنا کہ سب چلتا ہے، کا حکم:	511
مسئلہ نمبر(۳۳۷)	شیعہ کی وفات پر ان کی تعزیت اور دعا کرنے کا حکم:	512
مسئلہ نمبر(۳۳۸)	ایک مسئلہ میں ایک امام کی اور دوسرے مسئلہ میں دوسرے امام کی تقلید کرنے کا حکم:	514
مسئلہ نمبر(۳۳۹)	قادیانی کی نماز جنازہ پڑھنے کا حکم:	515
مسئلہ نمبر(۳۴۰)	شیعہ کے جنازہ اور ختم اور قل وغیرہ میں شرکت کا حکم:	516
مسئلہ نمبر(۳۴۱)	مسجد کے اندر تعلیم وتدریس کرنا، جمعہ چھوڑ کر تبلیغ کرنا اور یہ کہنا کہ تبلیغ کے بغیر کسی کا دین مکمل نہیں ہوتا:	517
مسئلہ نمبر(۳۴۲)	مسلمان عورت کا مرزائی مرد سے نکاح کا حکم:	520
مسئلہ نمبر(۳۴۳)	کیا کوئی مسلمان کسی قادیانی کو اپنی جائیداد ہبہ کرسکتا ہے؟	520
مسئلہ نمبر(۳۴۴)	قادیانی کے بچے کا جنازہ پڑھنے کا حکم:	522
مسئلہ نمبر(۳۴۵)	کسی رافضی کو دعوت میں شریک کرنے سے نکاح اور ایمان کا حکم:	523
مسئلہ نمبر(۳۴۶)	قادیانی سے صدقہ خیرات لینے کا حکم:	524
مسئلہ نمبر(۳۴۷)	مرزائیوں کے پیسوں کو مسلمانوں کی مسجد میں خرچ کرنے کا حکم:	526
مسئلہ نمبر(۳۴۸)	سنی لڑکے کا آغا خانی لڑکی سے نکاح کا حکم:	526
مسئلہ نمبر(۳۴۹)	شیعہ کے کل فرقے اور ہر فرقہ کا حکم:	527
مسئلہ نمبر(۳۵۰)	قادیانی افسر کی زیرنگرانی کام کرنے کا حکم:	528
مسئلہ نمبر(۳۵۱)	نکاح کے بعد شوہر مرزائی ہو جائے تو نکاح کا حکم:	529
مسئلہ نمبر(۳۵۲)	شیعہ بیوی کا سنی خاوند کے ساتھ رہنے کا حکم:	531
مسئلہ نمبر(۳۵۳)	شیعوں کے ساتھ تعلقات کے بارے میں:	532

الباب الثانی عشر مایتعلق بالتصوف والتزکیة والاحسان

مسئلہ نمبر(۳۵۴)	پیروں کو ماننے اوران سے دعا کروانے کا حکم:	533
مسئلہ نمبر(۳۵۵)	ایک پیر سے بیعت توڑ کر دوسرے پیر سے بیعت کرنے کا حکم:	533
مسئلہ نمبر(۳۵۶)	تصور شیخ کی حقیقت اور حکم:	534
مسئلہ نمبر(۳۵۷)	جھوٹے پیر کی بیعت اوراس سے تعلقات کا حکم؟	535

الباب الثالث عشر مایتعلق بالتاریخ

مسئلہ نمبر(۳۵۸)	جنات کا وجوداوران کا انسان سے غلط کام کروانا:	539
مسئلہ نمبر(۳۵۹)	حضرت آدم علیہ السلام کوکس کے وسیلہ سے معافی ملی تھی:	540
مسئلہ نمبر(۳۶۰)	آپ ﷺ نے حلیمہ کا دودھ نہیں پیا تھا کہنے والے کا حکم؟	540
مسئلہ نمبر(۳۶۱)	ظہور مہدی علیہ الرضوان کے وقت حالات کیسے ہونگے ؟	541
مسئلہ نمبر(۳۶۲)	کیا جنت اور جہنم تیار ہو چکی ہیں؟	542
مسئلہ نمبر(۳۶۳)	حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر کس نے دیا تھا:	545
مسئلہ نمبر(۳۶۴)	مخلوق کی تخلیق کے بارے میں:	545

الباب الرابع عشر مایتعلق بالتقلیدوالاجتہاد

مسئلہ نمبر(۳۶۵)	تقلید کا حکم:	546
مسئلہ نمبر(۳۶۶)	قیاس کے منکر کا حکم:	546
مسئلہ نمبر(۳۶۷)	مذاہب چار کیوں:	547
مسئلہ نمبر(۳۶۸)	تقلید کے منکر کا حکم:	548
مسئلہ نمبر(۳۶۹)	قیاس کے منکر کا حکم:	549
مسئلہ نمبر(۳۷۰)	امام ابوحنیفہ اورامام شافعی رحمہما اللہ کے درمیان فرق:	549

الباب الخامس عشر مایتعلق بالمتفرقات

مسئلہ نمبر(۳۷۱)	کیا جہنم ہمیشہ رہے گی:	551

مسئلہ نمبر(۳۷۲)	خودکو کافر کہنے کا حکم:	551
مسئلہ نمبر(۳۷۳)	کسی پر غلط فتوی لگانے کا حکم:	552
مسئلہ نمبر(۳۷۴)	اپنے آپ کو غصہ میں کافر کہنا:	553
مسئلہ نمبر(۳۷۵)	یزید پر لعنت کرنے والے کا حکم:	554
مسئلہ نمبر(۳۷۶)	گناہ کبیرہ کے مرتکب شخص کا حکم:	554
مسئلہ نمبر(۳۷۷)	مجاہدین کو دہشت گرد کہنے والے کا حکم:	555
مسئلہ نمبر(۳۷۸)	حیض کے مسائل کو لاؤڈ اسپیکر پر بیان کرنے کو خلاف تہذیب کہنا:	556
مسئلہ نمبر(۳۷۹)	جھوٹی قسم اٹھانا گناہ کبیرہ ہے:	557
مسئلہ نمبر(۳۸۰)	فضائل اعمال کتاب کیسی ہے؟	557
مسئلہ نمبر(۳۸۱)	کعبہ پر چڑھنے کا حکم؟	558
مسئلہ نمبر(۳۸۲)	خودکشی کرنے والے کا حکم:	559
مسئلہ نمبر(۳۸۳)	عالم دین یا تبلیغی جماعت والوں کا اکرام کرنا:	560
مسئلہ نمبر(۳۸۴)	غلیظ گالیاں دینے کا حکم:	560
مسئلہ نمبر(۳۸۵)	کفار کی تعزیت کرنا کیسا ہے؟	561
مسئلہ نمبر(۳۸۶)	عیسائیوں کے ساتھ معاملات کا حکم:	561
مسئلہ نمبر(۳۸۷)	عیسائی سے روحانی علاج کروانے کا حکم:	563
مسئلہ نمبر(۳۸۸)	گھر کا نام مقام محمود رکھنا:	564
مسئلہ نمبر(۳۸۹)	صفر کے مہینے کو منحوس سمجھنا اور اس میں نکاح کرنے کا حکم:	565
مسئلہ نمبر(۳۹۰)	جھوٹی گواہی دینے والے کا حکم:	566
مسئلہ نمبر(۳۹۱)	مجبوراً شیعہ کا جنازہ پڑھنے والے کا حکم:	567
مسئلہ نمبر(۳۹۲)	کیا دارالاسلام میں جہالت عذر ہے؟	568
مسئلہ نمبر(۳۹۳)	تعویذات پر اجرت لینے کا حکم:	568

مسئلہ نمبر(۳۹۴)	اگر دینی جذبہ سے کوئی کام کرنے سے لوگوں کو تکلیف ہو تو کیا حکم ہے؟	569
مسئلہ نمبر(۳۹۵)	کسی قوم کی برائی کو اس کے مصلح کی طرف منسوب کرنے کا حکم:	571
مسئلہ نمبر(۳۹۶)	جہاد کی فرضیت کے بعد اس میں نہ جانے والے کا حکم:	572
مسئلہ نمبر(۳۹۷)	عاملوں اور نجومیوں کو ہاتھ دکھانے کا حکم:	573
مسئلہ نمبر(۳۹۸)	عاملوں کے معاوضہ کا حکم:	574
مسئلہ نمبر(۳۹۹)	کیا ریاست عاملوں کو اپنے پیشے کی اجازت دے سکتی ہے؟	574
مسئلہ نمبر(۴۰۰)	لوگوں پر جادو کرنے والے کا حکم:	575
مسئلہ نمبر(۴۰۱)	خودکشی کرنے والے کی توبہ کا حکم:	576
مسئلہ نمبر(۴۰۲)	کالا جادو کرنے والے کا حکم:	577
مسئلہ نمبر(۴۰۳)	زنا کرنے والے اگر توبہ کرلیں تو کیا ان کی اخروی سزا معاف ہو جائے گی؟	578
مسئلہ نمبر(۴۰۴)	غیر اللہ سے مدد طلب کرنا:	578
مسئلہ نمبر(۴۰۵)	تمام مسلک کے لوگوں کی مساجد میں نماز پڑھنا:	579
مسئلہ نمبر(۴۰۶)	یزید کے بارے میں اہل السنۃ والجماعۃ کا مؤقف:	579

تمت بالخیر

احوال مؤلف:

ولادت باسعادت:

آپ چھ شوال ۱۳۵۹ھ میں ضلع لکی مروت صوبہ سرحد کے موضع ناورخیل میں پیدا ہوئے، اپنے خاندانی حوالے سے آپ ایک علمی ومذہبی خاندان کے چشم وچراغ ہیں، آپ کے والدگرامی حضرت مولانا نیاز محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے جید عالم دین تھے، آپ مدرسہ امینیہ دہلی میں مفتی اعظم ہند مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید تھے، آپ نے دارالعلوم الاسلامیہ لکی مروت کی بنیاد رکھی تاحیات اہتمام کے فرائض بغیر مشاہرہ کے انجام دیتے رہے، حضرت مفتی صاحب کے جدامجد حضرت مولانا جان محمد صاحب نے مسلسل اٹھارہ سال ڈیرہ اسماعیل خان کے موضع چودھواں میں علوم دینیہ کی تکمیل کی، آپ کی والدہ محترمہ کا تعلق سادات خاندان سے تھا۔

حضرت مفتی صاحب کے دونوں بڑے بھائی جلیل القدر عالم دین تھے، ان میں سے سب سے بڑے بھائی حضرت مولانا فضل احمد صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ امینیہ کے فارغ التحصیل اور مفتی اعظم ہند مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ کے تلمیذ رشید تھے، وہ لکی مروت کے مشہور ومعروف علمی ادارے دارالعلوم الاسلامیہ لکی مروت کے صدر مدرس تھے، وفات سے ایک سال قبل اہتمام کی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد یکم اپریل 1978ء کو خالق حقیقی سے جا ملے، ان کی وفات کے بعد اہل شوریٰ نے حضرت اقدس مولانا فضل اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دارالعلوم الاسلامیہ لکی مروت کا مہتمم اور حضرت اقدس مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب نوراللہ مرقدہ کو صدر مدرس مقرر کیا، حضرت مولانا فضل اللہ صاحب ٹنڈوالہ یار میں محدث کامل حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری اور امام العصر فخر المحدثین حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے تلمیذ خاص رہے، مولانا فضل اللہ صاحب کی وفات کے بعد دارالعلوم الاسلامیہ لکی مروت کے اہتمام اور انتظام وانصرام کی ذمہ داری آپ پر ڈال دی گئی، اور تاحال وہاں کا اہتمام آپ کے پاس ہے۔

حصول علم:

ابتدائی چندسال سکول میں پڑھنے کے ساتھ ساتھ روایت کے مطابق حضرت مفتی صاحب نے قرآن مجید اپنی والدہ محترمہ سے پڑھا اور اس کے بعد اپنی بستی ناورخیل میں اپنے والد محترم حضرت مولانا نیاز محمد صاحبؒ اور بڑے بھائی مولانا فضل احمد صاحبؒ سے ابتدائی دینی تعلیم حاصل کی، شوال ۱۳۷۱ھ بمطابق ۱۹۵۱ء سے دارالعلوم الاسلامیہ لکی مروت میں مروجہ دینی نصاب تعلیم کا باقاعدہ آغاز کیا اور اس کے بعد مشہور معروف اساطینِ علم اور اساتذۂ فن سے علمی پیاس بجھائی اور تمام متداول علوم حاصل کیے، رأس الاتقیاء والاذکیاء حضرت مولانا فضل احمد صاحب نوراللہ

مرقدہ شیخ الحدیث حضرت مولانا معزالحق صاحب فاضل دیوبند، حضرت اقدس مفتی حبیب اللہ صاحب ؒ سابق صدر مدرس دارالعلوم الاسلامیہ لکی مروت اور مولانا فضل اللہ صاحب ؒ سے کتابیں پڑھیں۔

معقولات کی تحصیل مشہور منطقی استاذ مولانا عبدالسلام چکیسری صاحب ؒ اور مولانا گل جعفری صاحب سے کی ،موقوف علیہ کے ساتھ ساتھ آپ نے فقہ اور افتاء میں ماہرین فن خصوصی طور پر فقیہ کامل حضرت مولانا فضل احمد نوراللہ مرقدہ اور حضرت مفتی حبیب اللہ صاحب رحمہ اللہ سے تحقیقی اسباق پڑھے،جن میں قدوری (مکمل) شرح وقایہ(مکمل) ہدایہ(مکمل) اور درمختار جلداول بالاستیعاب پڑھیں،آپ نے حصول علم میں نابغہ روزگار شیوخ سے استفادہ کیا،صحیح البخاری اور جامع ترمذی امام العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری ؒ سے پڑھیں ،اور مسلم شریف علامہ انورشاہ کشمیری رحمہ اللہ کے خصوصی شاگرد مجاہد ملت مولانا لطف اللہ صاحب (جہانگیرہ والے) سے سنن ابی داؤد ولی کامل مولانا فضل محمد رحمۃ اللہ علیہ فاضل دیوبند و مہتمم مظہرالعلوم سوات اور شرح معانی الآثار و موطاامام مالک حضرت مولانا ادریس میرٹھی سے پڑھیں،اور احادیث کی بقیہ کتب مسند امام احمد، سنن نسائی، مؤطاامام محمد کتاب الآثار، سنن ابن ماجہ استاذالحدیث حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی سے جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں پڑھیں، شعبان ۱۳۸۰ھ بمطابق ۱۹۶۰ء میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے درجہ عالمیہ (فرسٹ ڈویژن) پاس کیا۔

تدریس:

شوال ۱۳۸۰ھ میں علوم دینیہ سے فراغت کے بعد آپ نے مادرعلمی دارالعلوم الاسلامیہ لکی مروت سے تدریس کا آغاز کیا اور زندگی علوم دینیہ کی تعلیم وتدریس اور نشرواشاعت کے لیے وقف کردی، پھر مختلف علمی مراکز میں پڑھایا،اور پچیس سال تک اپنے علاقے میں افتاء اور تدریسی خدمات انجام دیتے رہے، درمیان میں ایک سال دارالعلوم سرحد پشاور میں تدریسی خدمات کے ساتھ ساتھ سیکنڈری بورڈ کی جامع مسجد میں خطیب بھی رہے،ایک سال کا عرصہ یہاں مکمل ہونے کے بعد آپ دارالعلوم ٹل ضلع ہنگو میں بحیثیت استاذالحدیث مقرر ہوئے،اسی سال یکم اپریل آپ کے بڑے بھائی حضرت اقدس مولانا فضل احمد صاحب نوراللہ مرقدہ وفات پاگئے جس کی وجہ سے اراکین دارالعلوم الاسلامیہ لکی مروت نے آپ کو اپنے آبائی ادارہ میں افتاء وتدریس اور انتظامی امور سنبھالنے کی غرض سے آنے پر مجبور کیا۔

اور یہاں رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ تک خدمات سرانجام دیتے رہے،اس کے بعد چھ سال دارالعلوم حنفیہ چکوال اور دوسال جامعہ مخزن العلوم کراچی میں شیخ الحدیث کے عہدے پر فائز رہ کر بخاری شریف کی دونوں جلدیں پڑھانے کے ساتھ ساتھ صدر مفتی کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے،اور شوال ۱۴۱۹ھ سے جامعہ اشرفیہ لاہور میں

میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی البازیؒ اور رئیس دارالافتاء مفتی جمیل احمد تھانوی دونوں کے مسند کو سنبھالتے ہوئے بطور مجمع البحرین علوم فقہ وحدیث دونوں کے تشنگان کو ۱۳ سال تک سیراب کرتے رہے۔

اور شوال ۱۴۳۲ھ سے جامعۃ الحمید عظیم آباد رائیونڈ روڈ لاہور میں تشریف لے آئے، اور اس وقت آپ اس ادارے کے بانی اور مہتمم ہیں، یہاں پہلے سال میں تخصص کی کلاسیں جاری رہیں، اس کے بعد ایک سال جامعہ مظاہر العلوم آرائے بازار میں بخاری شریف کا درس دیا، اور شوال ۱۴۳۴ھ سے تا حال اپنے ادارہ جامعۃ الحمید میں بخاری شریف اور ترمذی شریف جیسے اہم اسباق آپ کے زیر درس ہیں، اس کے ساتھ ساتھ افتاء کی مکمل ذمہ داری اور جامعۃ الحمید کے اہتمام کے فرائض بھی سرانجام دے رہے ہیں۔

بیعت وسلوک:

رمضان المبارک ۱۳۸۶ھ کے آخری عشرے میں حضرت اقدس مولانا عبدالعزیز رائے پوریؒ سے اصلاحی تعلق قائم کیا جو حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ مجاز اور جانشین تھے، آپ نے اپنے استاذ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے حکم پر یہ بیعت کی تھی، سب سے پہلے حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ قدس سرہ (صدر مدرس دارالعلوم الاسلامیہ لکی مروت) نے نقشبندی سلسلے میں خلعت خلافت سے نوازا، اس کے بعد حضرت مولانا حافظ عبدالوحید رائے پوری نے چاروں سلسلوں میں آپ کو بیعت وارشاد کی اجازت عطا فرمائی، جو کہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری کے بھانجے اور چاروں سلاسل میں خلیفہ مجاز تھے۔

بشارت:

ایک دفعہ آپ اپنے ایک مرید، بھائی مولانا محمد جاوید صاحب کی دعوت پر پاکپتن کے قریب ایک بستی ملکہ ہانس میں وعظ کے لیے تشریف لے گئے، دوران وعظ ایک شخص آپ کو بار بار بڑی توجہ سے دیکھتا رہا وعظ ختم ہونے پر آپ کے قریب آکر کہنے لگا حضرت میرا نام ماسٹر عبدالقیوم ہے میں نے کچھ عرصہ پہلے خواب میں دیکھا کہ ایک مجلس لگی ہوئی ہے حضور ﷺ تشریف فرما ہیں، ساتھ میں کوئی بزرگ تشریف رکھتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہونا چاہتا ہوں آپ نے اس بزرگ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو جاؤ، نیند سے بیدار ہونے پر بزرگوں کی مجالس میں جاتا رہا مگر وہ چہرہ نہ ملا مجھے آج بھی وہ چہرہ اچھی طرح یاد ہے، آج میں نے آپ کو دیکھا تو فوراً پہچان لیا وہ آپ ہی کا چہرہ تھا، لہٰذا آپ مجھے بیعت کر لیں۔

ایک دفعہ آپ تخصص فی الافتاء کی کلاس میں تشریف فرما تھے کہ دوران سبق آپ کی صاحبزادی کا فون آیا جو کہ اس وقت دورہ حدیث شریف کی طالبہ تھیں، اور انہوں نے بتایا کہ ایک عورت جو کہ میرے ساتھ مدرسہ میں

دورہ حدیث شریف کی شریکہ ہے اس کا ابھی تھوڑی دیر پہلے فون آیا تھا اور وہ کہہ رہی تھی کہ مجھے رات خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حمید اللہ جان کو میرا اسلام کہہ دو، اور ان کو یہ بتلا دو کہ میں ان سے محبت کرتا ہوں اور ان کی حاضری کے لیے اللہ تعالی سے دعا گو ہوں، یہ بات سن کر استاذ محترم آبدیدہ ہو گئے، اسی دن ایک آدمی آیا کہ حضرت آپ نے عمرہ کے سفر پر جانا ہے اور اس کا سارا انتظام ہو چکا ہے، اور اس کے چند دن کے بعد آپ سفر عمرہ پر روانہ ہوئے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

سیاسی زندگی:

امت مسلمہ کے انحطاط کے اس زمانے میں حضرت مفتی صاحب نے جہاں تعلیم و تدریس، تصنیف و تالیف اور وعظ وارشاد کی خدمات انجام دیں وہاں آپ نے سیاست کی خار دار وادی میں اپنے دامن کو آرائشوں سے بچاتے ہوئے قدم رکھا اور محرک کردار ادا کیا، آپ ابتداء ہی میں جمیعت علماء اسلام سے وابستہ رہے حضرت مولانا عبداللہ درخواستی کی قیادت میں متحدہ جمہوری محاذ کے پلیٹ فارم سے سرگرم عمل رہے، پاکستان قومی اتحاد (P,N,A) اور دیگر تمام اسلامی تحریکوں میں اپنے اکابر کے ساتھ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، مختلف عہدوں پر کام کرتے ہوئے صوبائی جنرل سیکرٹری سے لے کر مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل کے عہدوں پر رہ کر شاندار کردار ادا کیا۔

پاکستان میں شریعت بل کی جو تحریک چلی تھی اور بالآخر ''سینٹ'' نے اس بل کو منظور بھی کر لیا تھا اس تحریک میں مفتی صاحب صف اول کے قائدین میں سے تھے آپ نے شریعت بل کی تحریک کو تیز کرنے اور اس میں روح ڈالنے میں اساسی کردار کیا لیکن شومئی قسمت کہ مسلم لیگ حکومت نے اس بل کو سبوتاژ کیا، یاد رہے کہ یہ وہ بل تھا جس پر تمام مکاتب فکر کا اتفاق ہو چکا تھا اس بل کی اہم دفعہ یہ تھی کہ ملک کی تمام عدالتیں تمام فیصلوں میں شریعت کی پابند ہوں گی، عام آدمی سے لیکر صدر تک تمام لوگ عدالت کے سامنے جواب دہ ہوں گے، اس بل کے لیے مختلف کانفرنسوں کے انعقاد کا سہرا بھی مفتی صاحب کے سر ہے۔

۱۹۷۴ء تحریک ختم نبوت میں مفتی صاحب نے مرکز میں حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ اور ضلعی سطح پر حضرت مولانا مفتی حبیب اللہؒ کی زیر قیادت بھرپور حصہ لیا اور ختم نبوت کی تحریک کو کامیاب کرنے کے لیے انتھک سعی اور جدوجہد کی، مگر بالآخر سیاسی جمہوری تنظیموں سے مایوس ہو کر انقلابی تنظیموں کی سرپرستی شروع کی اور جمہوری سیاست کو خیر باد کہا۔

چنانچہ ان تمام مصروفیات کے ساتھ ساتھ آپ ہمیشہ سے اہل حق کی جہادی تنظیموں کی عملی سرپرستی فرماتے

رہے ہیں، آپ کا تعلق مجاہدین سے ہمیشہ مربی ومحسن کا رہا، ۱۹۸۸ء میں علماء کرام کے ایک وفد کے ساتھ با قاعدہ افغانستان کے جہاد اول میں عملی حصہ لیا، جس میں دیگر حضرات کے علاوہ، مولانا زاہد الراشدی صاحب، مولانا عبدالرؤف فاروقی صاحب، مرزا غلام نبی جانباز مرحوم، ڈاکٹر غلام محمد اور مولانا یحییٰ نارووال شامل تھے۔

تصنیف وتالیف:

حضرت مفتی صاحب کی مصروفیات کا اندازہ دیکھ کر ہی لگایا جا سکتا ہے، چنانچہ بے پناہ مصروفیات کے باعث اگرچہ تصنیف وتالیف کی طرف توجہ نہ دے سکے، لیکن اس فن میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ملکہ دیا ہے، نوجوانی میں ہی آپ نے عربی زبان میں علم اصول فقہ میں ''زبدۃ الاصول'' کے نام سے ایک رسالہ لکھا جو زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ گیا ہے، اس رسالہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس پر محقق العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری کی تقریظ ثبت ہے، جب کہ فضائل علم پر ''الفیوضات الالہیۃ فی الوراثۃ النبویۃ'' کے نام سے رسالہ لکھا یہ بھی چھپ چکا ہے۔

آپ کی مشہور زمانہ درس ترمذی کی تقریر ''زبدۃ المعارف'' بھی چھپ کر منظر عام پر آ چکی ہے اور اہل علم خصوصاً درس ترمذی دینے والے حضرات اس سے خوب مستفید ہو رہے ہیں، اور موجودہ دور میں اسلامی نظام معیشت کے تناظر میں بینکنگ پر ایک تحقیقی فتویٰ رسالہ کی صورت میں بھی چھپ چکا ہے، اسی طرح ذکر بالجہر پر ''القول الاظہر فی الذکر بالجہر'' بھی چھپ چکا ہے افتاء کے میدان میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ید طولیٰ دیا ہے، اس بات کی دلیل حضرت مفتی صاحب پر آپ کے استاذ افتاء مفتی حبیب اللہ صاحبؒ کا وہ اعتماد ہے کہ شاگرد ہونے کے باوجود آپ سے فتاویٰ کے بارے میں مشورہ فرمایا کرتے تھے، چنانچہ اپنے استاذ کے دست راست ہو کر آپ نے ہزاروں فتاویٰ جاری کیے۔

آپ کے مکمل فتاویٰ کا صحیح اندازہ تو نہیں لگایا جا سکا صرف کراچی، چکوال اور لکی مروت اور جامعہ اشرفیہ میں رہ کر جو فتاویٰ جاری کیے ان کی تعداد پچاس ہزار سے متجاوز ہے، اس کے علاوہ دارالافتاء والارشاد اور جامعۃ الحمید میں رہ کر جو فتاویٰ جات دس سال کے اندر جاری ہوئے ہیں وہ ان کے علاوہ ہیں، اور فتاویٰ کا یہ سلسلہ الحمدللہ تادم تحریر جاری وساری ہے، اور آپ نے کبھی بھی فتویٰ اور شرعی حکم کے مقابلہ میں کسی کے خوف اور لالچ کی کوئی پرواہ نہیں کی، بقول شاعر

موحد چہ بر پائے ریزی زرش　چہ شمشیر ہندی نہی بر سرش
امید وہراسش نہ باشد زکس　ہمیں است بنیاد توحید وبس

جس کا مشاہدہ ہم نے اپنی زندگی میں بے شمار اور ان گنت دفعہ کیا ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ کا شمار ان اکابرین امت میں ہوتا ہے جو اعلیٰ درجہ کے حق گو ہیں،

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی　　　　اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اسی لیے آپ حدیث مبارکہ "**افضل الجهاد كلمة حق عندسلطان جائر**" کے مصداق اتم ہیں، آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت مفتی صاحب کا سایہ عاطفت امت مسلمہ پر تادیر قائم رکھ کر آپ کے فیوضات وبرکات سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق عطاء فرمائے (آمین)

☆☆☆☆☆☆☆

مقدمہ ارشادالمفتین

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

فقہ کا لغوی معنی:

لغوی اعتبار سے کسی چیز کے جاننے اور اس کی سمجھ رکھنے کو فقہ کہا جاتا ہے، اور لفظ فقہ کا غالب استعمال اس کی شرافت اور فضیلت کی وجہ سے علم دین پر ہوتا ہے، اگر یہ لفظ باب عَلِمَ سے تو ہو فَقِہَ بمعنی جاننا سمجھدار ہونا، اور اگر باب کَرُمَ سے ہو تو فَقُہَ کا معنی ہوگا فقیہ ہونا اور اگر باب تفعیل سے ہو فَقَّہَ یا افعال سے ہو تو اَفْقَہَ کا معنی سکھانا، اور اگر باب تفعُّل سے ہو تَفَقَّہَ تو معنی علم فقہ حاصل کرنا یا سیکھنا، اور فقیہ سمجھدار، ذکی ذہین عالم اور علم فقہ کے جاننے والے کو کہا جاتا ہے، تو خلاصہ یہ ہوا کہ فقہ کا اطلاق لغۃً علم، فہم، ذکاوۃ، ذہانت، تعلیم، علم کی گہرائی اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سارے معانی پر ہوتا ہے (لسان العرب :۲۰۶۵/ج۶، مصباح اللغات:۶۴۲، البحر الرائق: ۱/۱۰)

اور علامہ خیر الدین رملی رحمہ اللہ نے اپنے حاشیہ میں فقہ کے لغوی معنی کے متعلق ایک بہترین ترتیب یوں لکھی ہے کہ اگر فَقِہَ قاف کے کسرہ کے ساتھ ہو تو مطلب کہ جب آدمی کو خود سمجھ آجائے، اور فَقَہَ قاف کے فتح کے ساتھ ہو تو مطلب جب آدمی غیر تک اس فہم کو پہنچادے، اور اگر فَقُہَ قاف کے ضمہ کے ساتھ ہو تو مطلب جب فقہ اس آدمی کی خاصیت اور پہچان بن جائے (شامی: ۲۷، ۱/۲۸)

فقہ کا اصطلاحی معنی:

فقہ کے اصطلاحی معنی دو ہیں، ایک فقہ کا اصطلاحی معنی ہے اصولیین کے نزدیک اور ایک فقہ کا اصطلاحی معنی ہے فقہاء کے نزدیک۔

عندالاصولیین فقہ کا اصطلاحی معنی:

''العلم بالاحکام الشرعیۃ الفرعیۃ المکتسب من ادلتھا التفصیلیۃ ''

احکام شرعیہ اور فرعیہ کا وہ علم جو ادلہ تفصیلیہ یعنی ادلہ اربعہ سے حاصل ہو، یعنی اصولیین کے نزدیک فقہ احکام کو دلائل کے ساتھ جاننے کا نام ہے، تو اس صورت میں اصولیین کے نزدیک فقیہ صرف مجتہد کو کہیں گے، اور وہ مقلد جس کو بہت سارے مسائل یاد ہوں اس پر فقیہ کا اطلاق مجازاً ہوگا (شامی: ۱/۲۸)

عندالفقہاء فقہ کا اصطلاحی معنی:

فقہاء کے نزدیک فقہ کے اصطلاحی معنی دو ہیں، ایک ہے فقہ کا قدیم اصطلاحی معنی جو متقدمین فقہاء حضرات سے مروی ہے اور دوسرا فقہ کا وہ اصطلاحی معنی جو متاخرین فقہاء کرام سے مروی ہے۔

اسلام کے قرونِ اولیٰ میں فقہ کا اصطلاحی معنی:

قرونِ اولیٰ میں اصطلاحاً فقہ پورے دین کی گہری سمجھ کو کہا جاتا تھا، یعنی دین کی تمام تعلیمات کی گہری بصیرت اورمہارت حاصل کرنے کو فقہ کہتے ہیں، چاہے ان تعلیمات کا تعلق دین کے کسی بھی شعبہ سے ہو، تو اس صورت میں فقیہ اس شخص کو ہی کہا جا سکتا ہے جو پورے دین کی گہری بصیرت ومہارت رکھتا ہو اور وہ اپنی پوری زندگی کو اسلامی سانچے میں ڈھال چکا ہو۔

متاخرین فقہاء کرام کے نزدیک اصطلاحی معنی:

"**العلم بالاحکام الشرعية العملية المكتسبة من ادلتها التفصيلية**" اور یہی اصولیین کے نزدیک بھی اصطلاحی معنی ہے جیسا کہ پہلے اس کا ذکر کیا گیا ہے۔

احکام شرعیہ فرعیہ کا وہ علم جو ادلہ تفصیلیہ سے حاصل ہو، اس تعریف میں فقہ پر علم کا اطلاق کیا گیا ہے جب کہ علم قطعی ہوتا ہے اور فقہ ظنی ہے اور دلائل بھی ظنیہ ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب مجتہد کا ظن ہوگا تو اس کے مقتضا پر اس مجتہد کے لیے اور اس کے مقلدین کے لیے عمل کرنا واجب ہوگا، تو اس اعتبار سے یہ علم کے قریب ہے اس لیے اس پر علم کا اطلاق کر دیا گیا، دوسری وجہ یہ ہے کہ جس کو ہم فقہ کہتے ہیں یہ تو وہ ہے جس کے بارے میں وحی نازل ہوئی ہے اور جس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے تو اب فقہ ظنی نہ رہی بلکہ قطعی بن گئی تو اب اس پر علم کا اطلاق درست ہوا، نیز علم کا اطلاق کبھی ظنیات پر بھی ہوتا ہے تو اس لحاظ سے بھی فقہ پر علم کا اطلاق درست ہوا۔

درمختار میں ہے کہ فقہاء کے نزدیک فقہ فروع کو یاد کرنے کا نام ہے اور اس کی کم سے کم تعداد تین مسائل ہیں چاہے وہ دلائل کے ساتھ یاد ہوں یا بغیر دلائل کے۔

اور کتاب التعریفات میں علامہ سید شریف جرجانی رحمہ اللہ نے بھی فقہ کی یہی تعریف کی ہے، مزید لکھتے ہیں کہ فقہ کہتے ہیں ایسے مخفی معنی تک پہنچنا اور اس پر واقفیت حاصل کرنا جس کے ساتھ حکم متعلق ہے تو فقہ وہ علم ہے جو رائے اور اجتہاد سے مستنبط ہو، جب رائے اور اجتہاد سے حاصل ہوگا تو معلوم ہوا کہ اس میں غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر لفظ فقیہ کا اطلاق نہیں ہوسکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک فقہ کی تعریف:

"**معرفة النفس مالها وماعليها**" یعنی فقہ نام ہے احکامات کو اس حیثیت سے پہچاننے کا کہ کونسے احکام انسان کے لیے جائز ہیں اور کونسے احکام انسان کے لیے ناجائز ہیں بالفاظ دیگر امام صاحب کے نزدیک جائز ناجائز اور حلال وحرام کے جاننے کو فقہ کہتے ہیں۔

اہل حقیقت کے نزدیک فقہ کی تعریف:

"الجمع بین العلم والعمل " یعنی علم اور عمل کے جمع کرنے کو فقہ کہتے ہیں،یعنی شریعت اور طریقت کو جمع کرنے کا نام فقہ ہے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے نزدیک فقیہ کی تعریف:

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ فقیہ کون ہوتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا"وهل رأيت فقيها بعينك انما الفقيه الزاهد فى الدنياالراغب فى الآخرة البصيربدينه المداوم على عبادة ربه الورع الكاف عن اعراض المسلمين العفيف عن اموالهم الناصح لجماعتهم " کیاتم نے اپنی آنکھ سے کبھی کوئی فقیہ دیکھا بھی ہے ؟ فقیہ تو وہ ہوتا ہے جو دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنے والا ہواور آخرت کا طلب گار ہو وہ اپنے دین کی بصیرت رکھتا ہواور ہمیشہ اپنے رب کی عبادت میں لگا رہے، متقی ہو،مسلمانوں کی عزت وآبرو کی حفاظت کرنے والا ہو،ان کے مال ودولت سے مستغنی ہواور تمام مسلمانوں کا خیر خواہ ہو۔

حاوی القدسی میں ہے کہ لغت میں فقہ واقف ہونے اور اطلاع پانے کا نام ہے،اورشریعت میں خاص واقفیت کو فقہ کہا جاتا ہے،اوروہ ہے نصوص کے معانی اوراس کے اشارات اوراس کے مدلول اوراس میں چھپی ہوئی چیزوں اوراس کے تقاضوں پر واقفیت رکھنا تو فقیہ اس شخص کو کہیں گے جوان تمام چیزوں کی واقفیت رکھنے والا ہو، اورفقہی مسائل یاد کرنے والے کو مجازاً فقیہ کہیں گے۔

خلاصہ:

فقہ کی مختلف تعریفیں مختلف الفاظ میں مختلف حضرات کے نزدیک سامنے آئی ہیں،سوال یہ ہے کہ ان میں اختلاف کیوں ہے؟اس کے جواب سے پہلے ایک بات ذہن نشین کرلینی چاہیئے کہ دینی احکام تین قسم پر ہیں (۱) پہلی قسم وہ ہے جن کا تعلق عقائد سے ہے جیسے ایمان مفصل اورایمان مجمل وغیرہ (۲) دوسری قسم وہ ہے جس کا تعلق ظاہری اعمال سے ہے یعنی وہ اعمال جوانسان کے اعضاء ظاہری سے وجود میں آتے ہیں جیسے نماز،روزہ،حج وغیرہ (۳) تیسری قسم احکام کی وہ ہے جس کا تعلق باطنی اعمال سے ہے یعنی جن کوانسان کا باطن سرانجام دیتا ہے، مثلاً اللہ اوراس کے رسول کی محبت،اللہ کی رضا پر راضی رہنا،پہلی قسم کے احکام کو عقائد اوردوسری قسم کے احکام کو عبادات اورتیسری قسم کے احکام کو اخلاقیات کہا جاتا ہے،پھر اخلاقیات کی بھی دو قسمیں ہیں،اخلاقِ حسنہ اوراخلاقِ رذیلہ،قناعت،صبر،حوصلہ،دینی غیرت وحمیت وغیرہ اخلاق حسنہ ہیں اورحسد،کینہ،بغض وغیرہ رذائل میں سے ہیں،

اورقرآن پاک میں سورۃ العصر میں اوراسی طرح احادیثِ مبارکہ میں سے حدیثِ جبرئیل میں ان تینوں قسموں کا بیان ہے،تو دین ان تینوں قسموں کے احکام کو بجالانے کا نام ہے اورانہی تینوں قسموں کے احکام کی گہری بصیرت کوقرون اولیٰ میں فقہ کہاجاتا تھا،اسی لیے امام اعظم رحمہ اللہ نے عقائد پرجوکتاب لکھی تھی اس کا نام بھی الفقہ الاکبر رکھا، اورحسن بصری رحمہ اللہ کی تعریف سے بھی معلوم ہورہاہے کہ فقہ صرف جاننے کا نام نہیں بلکہ پوری زندگی کو دین کے مطابق ڈھالنے کا نام ہے،اورحدیث "مَنْ یُّرِدِاللّٰہُ بِہٖ خَیرًا یُّفَقِّھْهُ فِی الدِّیْنِ" میں کسی خاص شعبہ کی تخصیص نہیں بلکہ سب شعبوں کوشامل ہے،لیکن جب ان علوم کی ترتیب وتدوین کی ضرورت محسوس کی گئی تو تدوین کرنے والوں نے عوام کی سہولت کے لیے تینوں قسم کے احکام کوالگ الگ کردیا،پہلی قسم کے احکام کوعلمِ کلام دوسری قسم کے احکام کوعلمِ فقہ اورتیسری قسم کے احکام کوعلمِ تصوف کا نام دیدیا گیا،اسی لیے متقدمین فقہاء نے جوتعریف کی ہے وہ ان تینوں قسموں کو شامل ہے کیونکہ اس زمانے میں فقہ کا اطلاق ان تینوں قسموں پرہوتا تھا،اورمتاخرین فقہاء کی تعریف صرف احکام کی اس قسم کوشامل ہے جس کاتعلق انسان کے ظاہری بدن اورظاہری اعمال سے ہے،اسی لیے متاخرین فقہاء نے اپنی تعریف میں العملیۃ کی قید لگائی ہے،تواب فقہ کا اطلاق احکام کی صرف اس قسم پرہوگا جس کاتعلق ظاہری اعمال سے ہے،یہی وجہ ہے کہ مختلف فقہاء کرام اورمختلف حضرات نے فقہ کی تعریف مختلف کی ہے۔

فقہ کاموضوع:

"فعل المکلف ثبوتااوسلبامن حیث انه مکلف"

یعنی مکلّف آدمی کافعل اس حیثیت سے کہ تکلیف اس کے لیے ثابت ہے جیسے واجب اورحرام میں،یااس حیثیت سے کہ اس کی تکلیف اس سے سلب ہے جیسے مندوب اورمباح کہ ان کا آدمی مکلّف نہیں،یعنی مکلّف ہونے کی حیثیت سے مکلّف آدمی کافعل یہ فقہ کا موضوع ہے،اوربعض حضرات نے فقہ کی جدید تعریف کی طرف دیکھتے ہوئے کہاہے کہ فقہ کا موضوع انسان کے ظاہری اعمال ہیں،یعنی یہ جاننا کہ ظاہری اعمال کے شرعی احکام کیا ہیں یہی فقہ کا موضوع ہے،اسی طرح فقہ کی قدیم تعریف کے مطابق فقہ کا موضوع صرف ظاہری اعمال نہیں ہوں گے بلکہ عقائد اورظاہری وباطنی اعمال سب فقہ کا موضوع ہیں،معلوم ہوا کہ جدیداصطلاحی فقہ علم دین کا ایک تہائی حصہ ہے،اوراس ایک تہائی کے لیے دوسرے دوتہائی کا ہونا بھی ضروری ہے۔

فقہ کاماٗخذ:

"واستمداده من الکتاب والسنة والاجماع والقیاس"

فقہ کا ماخذ اصول اربعہ یعنی قرآن،حدیث،اجماع،اورقیاس ہیں،وہ قیاس جوان تینوں قسموں سے مستنبط

ہو،سابقہ امتوں کی شریعتوں کے مسائل کتاب اللہ کے تحت داخل ہیں ،اقوال صحابہ سنت کے تحت داخل ہیں ، تعامل ناس اجماع امت کے تحت داخل ہے،تحری اوراستصحاب حال قیاس کے تحت داخل ہیں،اورقرآن وحدیث، اجماع امت اورقیاس کی حجیت کوآگے بیان کیا جائے گا۔

جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ فقہ قرآن وسنت اوراجماع وقیاس سے ماخوذ ہےتو معلوم ہوگیا کہ فقہ قرآن وسنت کا ہی دوسرانام ہے،اور فقہ قرآن وسنت سے الگ کوئی تیسری چیز نہیں ہے،تیرہویں صدی ہجری کے بعض نادان لوگوں نے مسلمانوں کو فقہ سے دورکرنے کے لیے یہ شور مچایا اور یہ شوشا چھوڑا کہ فقہ قرآن وسنت کے خلاف ہے اوردلیل کے طور پر مجتہد فیہ مسائل اوران کے یکطرفہ دلائل کوایک طرف لاکر دوسری طرف فقہ حنفی کا مسئلہ رکھا اورلوگوں کواس زعم میں مبتلا کرنے کی کوشش کی کہ فقہ حدیث کے خلاف ہے،آپ نے حدیث کی بات ماننی ہے یاامام اعظم کی فقہ کی ، جب کہ مجتہد فیہ مسئلہ میں دوسری جانب کے دلائل کوعوام کی نظروں سے بالکل اوجھل رکھا گیا،اس بات کے نقلی دلائل تو آگے وضاحت سے آجائیں گےلیکن یہاں مختصرایک عقلی دلیل سے اس بات کوواضح کرنا چاہتا ہوں کہ فقہ قرآن وحدیث سے ہی ماخوذ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے نفع کے لیے جتنی چیزیں پیدافرمائی ہیں ان کاتعلق انسان کی زندگی کے جس شعبہ سے بھی ہومثلاً کھانے پینے کی اشیاء،اجناس،لکڑی،پھل،سبزیاں،کپڑا،اوراس کے علاوہ وہ تمام چیزیں جن کوانسان اپنی زندگی کے لیے استعمال کرتا ہے وہ سب چیزیں بلاواسطہ یا بالواسطہ زمین سے ہی نکلتی ہیں ،اب اگرایک آدمی کہتا ہے کہ گندم زمین سے نکلتی ہے،مکئی زمین سے نکلتی ہے، کپڑا زمین سے نکلتا ہے،کپاس زمین سے نکلتی ہے، گنا زمین سے نکلتا ہے تمام پھل زمین سے نکلتے ہیں تواس کی اس بات پرکوئی واویلا کرنا شروع کردے کہ تم جھوٹ بولتے ہو لوگوں کودھوکہ دیتے ہو،میں نے تو تجربہ کیا ہے،میں نے کئی مرتبہ کسی لےکرزمین کوگہرائی تک کھودا ہے نہ اس میں سے گندم نکلی ہےاورنہ اس میں سے کپڑانکلا ہے نہ اس میں سے مکئی نکلی ہےاورنہ کوئی دوسری چیز،وہاں تومٹی کے ڈھیلوں کے سوااورکچھ ہے ہی نہیں توتم کیسے کہتے ہوکہ یہ ساری چیزیں زمین سے نکلتی ہیں،اب کیا کیا جائے اس جیسے آدمی کی عقل کا؟اس کی عقل پر جتنا ماتم کیا جائے کم ہے،ارے بھائی تو سمجھا ہی نہیں،یہ ساری چیزیں نکلتی زمین سے ہی ہیں لیکن ان کونکالنے کا ایک خاص طریقہ ہے جو تجھے نہیں آتا اوراعتراض زمین داروں پرکرتا ہے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں کہ یہ سب چیزیں زمین سے نکلتی ہیں،جس طرح تو نکالنا چاہتا ہےاس طرح نہیں نکلیں گی ،اس کے لیے پہلے زمین کو نرم کرنا پڑے گا، بیج ڈالنا ہوگا، پانی دینا ہوگا اوراس کی حفاظت کرنی پڑے گی پھراس کے بعدبھی بہت ساری محنتیں اور مشقتیں ہیں جوکرنی پڑیں گی تب جاکرگندم نکلے گی،مکئی نکلے گی، کپڑا حاصل ہوگا۔

اسی طرح جب فقہ کا انکار کرنے والوں کو کہا جاتا ہے کہ فقہ کے تمام مسائل قرآن وحدیث سے ماخوذ ہیں گویا فقہ قرآن وحدیث کا ہی دوسرا نام ہے، تو وہ بھی فوراً شور مچاتے ہیں کہ تم جھوٹ بولتے ہو، لوگوں کو دھوکہ دیتے ہو یہ مسائل قرآن وحدیث میں نہیں ہیں ہم نے کئی بار دیکھا ہے، تو سمجھدار آدمی ان کو بیوقوف نہیں کہے گا تو اور کیا کہے گا، وہ یہی کہے گا کہ بھئی نکلتے سارے مسائل قرآن وسنت سے ہی ہیں لیکن ان کے نکالنے کا ایک خاص طریقہ ہے جو تجھے نہیں آتا اور اس طریقے کا علم تیرے پاس نہیں ہے، نکالنے کا طریقہ تجھے نہیں آتا اور اعتراض فقہاء کرام پر کرتا ہے، جس طرح اس آدمی کا یہ اعتراض کہ اناج، پھل، سبزیاں وغیرہ زمین سے نہیں نکلتیں نقل وعقل اور مشاہدہ کے خلاف ہے، اسی طرح فقہ کا انکار کرنے والوں کا یہ کہنا کہ یہ مسائل قرآن وسنت کے خلاف ہیں یہ بھی نقل وعقل اور مشاہدہ کے خلاف ہے، جس طرح وہ کہنے والا بے وقوف اسی طرح یہ کہنے والا اس سے بھی بڑا بے وقوف ہے۔

ادلہ اربعہ کی حجیت:

جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ فقہ قرآن، سنت، اجماع اور قیاس شرعی سے ماخوذ ہے تو اسی مناسبت سے یہاں ادلہ اربعہ کی حجیت کو ثابت کیا جائے گا تاکہ فقہ کی حجیت روز روشن کی طرح واضح ہوجائے اور فقہ کے حجت ہونے میں کوئی تأمل باقی نہ رہے۔

(۱) قرآن کریم:

فقہ کا سب سے پہلا ماخذ قرآن کریم ہے، جس کے حجت ہونے میں کسی کو شک ہو ہی نہیں سکتا تو جو چیز اس سے ثابت ہو اس میں شک کس طرح ہوسکتا ہے؟ اگر کوئی آدمی قرآن پاک میں شک کرے گا تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے "ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَارَیْبَ فِیْہِ" یہ قرآن ایسی کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے۔

(۲) سنت رسول اکرم ﷺ:

فقہ کا دوسرا ماخذ سنت رسول ﷺ جس کو خود قرآن پاک نے حجت قرار دیا ہے، اور متعدد آیات اس پر شاہد ہیں۔

(۱) فرمان باری تعالیٰ ہے "وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی، اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی" وہ نبی اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کرتا اس کی ہر بات ایک وحی ہوتی ہے جو وحی کی جاتی ہے۔

(۲) "وَمَا اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھَاکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا" اور وہ رسول تمہیں جو چیز دے اس کو لے لو اور تمہیں جس چیز سے روکے اس سے رک جاؤ۔

(۳) "مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْاَطَاعَ اللّٰهَ" جس نے رسول کی اطاعت کی تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

(۴) "یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوْا اَطِیْعُوْااللّٰهَ وَاَطِیْعُوْاالرَّسُوْلَ" اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرواور رسول کی اطاعت کرو۔

(۵) "وَاَنْزَلْنَااِلَیْکَ الذِّکْرَلِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ" ہم نے آپ کی طرف اس قرآن کواتاراتا کہ آپ لوگوں کے لیے اس کی وضاحت کریں۔

(۶) "اِنَّااَنْزَلْنَااِلَیْکَ الْکِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ" بے شک ہم نے آپ کی طرف کتاب کواتارا سچائی کے ساتھ تا کہ آپ فیصلہ کریں لوگوں کے درمیان۔

(۷) "فَلَاوَرَبِّکَ لَایُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَاشَجَرَبَیْنَهُمْ ثُمَّ لَایَجِدُوْافِی اَنْفُسِهِمْ حَرَجاًمِّمَّاقَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً" تیرے رب کی قسم وہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ آپ کو فیصل اور حکم تسلیم نہ کرلیں اپنے جھگڑوں میں پھر وہ اپنے نفسوں میں کوئی کجی نہ پائیں آپ کے فیصلہ کے بارے میں اوروہ اپنے آپ کوسپرد نہ کردیں سپرد کرنا۔

(۸) "اَلنَّبِیُّ اَوْلیٰ بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ" نبی زیادہ حق رکھتا ہے مومنوں پران کی جانوں سے۔

ان آیات مبارکہ میں حدیث پرعمل کرنے کولازمی قرار دیا گیا ہے،اورخود آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنے فرامین میں سنت کولازم پکڑنے کی تاکید فرمائی ہے۔

(۱) "عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ" میرے طریقے کولازم پکڑو اورخلفاءراشدین کے طریقے کولازم پکڑو۔

(۲) "فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ" جس نے میرے طریقے سے اعراض کیاوہ میری جماعت سے نہیں ہے۔

(۳) "لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوَاهُ تَبَعاًلِّمَاجِئْتُ بِهٖ" کوئی آدمی تم میں سے اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہشات اس چیز کے تابع نہ ہوجائیں جس کومیں لے کرآیا ہوں۔

(۴) "اذاامرتکم بشئ من دینکم فخذوہ" جب میں تمہیں تمہارے دین میں سے کسی چیز کے بارے میں حکم دوں تواس کولے لیا کرو۔

یہ چندنمونے ہیں قرآن وحدیث کے جن سے سنت کا حجیت ہونا معلوم ہوتا ہے۔

جس طرح یہ زمانہ دورنبوی ﷺ سے دور ہوتا جارہا ہے اسی طرح فتنوں کا ظہور بھی اسی تیزی سے ہورہا ہے،

ایک نیا فرقہ اٹھ کھڑا ہوا جنہوں نے سنت اور حجیتِ حدیث کا انکار کیا، اورانہوں نے کہا کہ ہدایت کے لیے رب کا قرآن ہی کافی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم تو صرف قرآن پاک کو ہی مانتے ہیں، جو شخص حدیث کو چھوڑ کر یہ کہے کہ میں تو بس قرآن کو ہی مانتا ہوں وہ اپنے دعویٰ میں ہرگز سچا ثابت نہیں ہوسکتا ہے، قرآن پاک تو کہتا ہے کہ نبی کی بات حجت ہے، نبی جو حکم فرمائے اس کو لے لو، نبی کی اطاعت ہی خدا کی اطاعت ہے، وہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپ کو فیصل نہ مان لیں، تو قرآن پاک میں تو حدیث اور سنت کو ماننے کا بار بار حکم دیا گیا ہے تو جو شخص حدیث اور سنت کو نہیں مانتا وہ درحقیقت قرآن پاک کو ہی نہیں مانتا، لہذا وہ اپنے اس دعوے میں بھی جھوٹا ہے کہ میں قرآن پاک کو مانتا ہوں۔

جس طرح سنت ایک دلیل ہے اور اس سے احکام ثابت ہوتے ہیں اسی طرح آثار صحابہ بھی ایک دلیل ہے، ان سے بھی احکام ثابت ہوتے ہیں اور یہ دلیل اسی دوسری دلیل سنت کا ہی حصہ ہے۔

(۳) اجماع امت:

فقہ کا تیسرا ماخذ اجماع امت ہے۔

اجماع کا لغوی معنی:

اجماع کا لغوی معنی ہے جمع ہوجانا، اتفاق کرلینا۔

اجماع کی شرعی واصطلاحی تعریف:

اور شرعی تعریف یہ ہے کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات کے بعد کسی وقت کے تمام مجتہدین وفقہاء کا کسی مسئلہ پر اکٹھے ہوجانا اجماع کہلاتا ہے، یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے امت محمدیہ ﷺ کو ایک نعمت عطا کی گئی ہے، اجماع کی تائید اور اس کی حجیت پر بھی قرآن وحدیث میں دلائل موجود ہیں۔

حجیت اجماع قرآن کی روشنی میں:

(۱)"ومن یشاقق الرسول من بعدماتبین له الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ماتولی ونصله جهنم وساء ت مصیرا" اور جو شخص رسول کی مخالفت کرے گا ہدایت کا راستہ واضح ہونے کے بعد اور وہ پیچھے چلے گا مؤمنین کے راستہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے راستہ کے ہم اس کو پھیر دیں گے جدھر وہ پھرا اور ہم اس کو داخل کریں گے جہنم میں اور جہنم برا ٹھکانہ ہے۔

(۲)"وکذلک جعلناکم امة وسطالتکونوا شهداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شهیدا"، اسی طرح ہم نے بنایا تم کو معتدل امت تاکہ تم گواہ ہوجاؤ لوگوں پر اور رسول گواہ ہوجائے تم پر،

(۳)"واعتصمو بحبل الله جميعاو لاتفرقوا" اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور گروہ بندی نہ کرو۔

(۴)"یاایھاالذین آمنوا اتقوا الله و کونوا مع الصادقين " اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ ہو جاؤ۔

(۵)"یاایھاالذین آمنوا اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم "اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو اور اولی الامر کی اطاعت کرو، اس آیت سے ضمناً اجماع کا حجت ہونا معلوم ہوتا ہے۔

حجیت اجماع احادیث کی روشنی میں:

(۱)"ان الله لايجمع امتی علی الضلالة " بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔

(۲)"يدالله على الجماعة" اللہ تعالیٰ کا ہاتھ (مدد) جماعت کے ساتھ ہے۔

(۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر کوئی ایسا مسئلہ پیش آجائے جس کے بارے میں کوئی صریح حکم یا ممانعت نہ ہو تو ہم کیا کریں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس میں فقہاء اور عابدین سے مشورہ لو اور کسی خاص شخص کی رائے کو نافذ نہ کرو، معلوم ہوا کہ اس کی مخالفت جائز نہیں ہے۔

(۴)"من شذشذفی النار" جو جماعت سے جدا ہوا وہ جدا ہوا آگ میں۔

(۵)"فمن اراد منکم بحبوحة الجنة فیلزم الجماعة فان الشيطان مع الواحد وهومن اثنين ابعد" تم میں سے جو شخص جنت کی خوشبو چاہتا ہے وہ جماعت کو لازم پکڑے کیونکہ ایک آدمی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے، اور شیطان دو آدمیوں سے دور بھاگتا ہے۔

حجیت اجماع آثار صحابہ کی روشنی میں:

(۱) حضرت عمر فاروقؓ نے ایک سرکاری فرمان اپنے دور میں جاری کروا کر مختلف علاقوں کی طرف بھیجا اس فرمان میں ہے "فان اتاک امر لیس فی کتاب الله فاقض بماسن رسول الله ﷺ فان اتاک امر لیس فی کتاب الله ولم یسنه رسول الله ﷺ فانظر له الذی اجتمع عليه الناس " اگر تمہارے پاس ایسی بات آجائے جو کتاب اللہ میں نہیں ہے تو پھر رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق فیصلہ کرنا، اور اگر کوئی ایسی بات (مسئلہ) آجائے جو نہ کتاب اللہ میں ہے اور نہ سنت رسول اللہ میں ہے تو پھر اس کا حل اس بات میں تلاش کرنا جس پر لوگ جمع ہو چکے ہیں۔

(۲) حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے "اتقوا لله وعليكم بالجماعة" اللہ سے ڈرو اور جماعت کو لازم پکڑو۔

(۳) آثار صحابہ میں سے ایک اثر ہے "ماراٰه المؤمنون حسنا فهو عندالله حسن "جس کام کو سب مؤمن اچھا خیال کریں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

نوٹ:

اجماع سے مراد یہ ہے کہ قرآن وسنت کے جو احکام ہیں انہی کے مطابق کسی مسئلہ اور کسی حکم پر پوری امت جمع ہوجائے یہ اجماع حجت شرعی ہے، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اگر لوگ قرآن وسنت کے خلاف کسی مسئلہ پر اکٹھے ہوجائیں تو ان کا جمع ہونا بھی حجت ہے، اس طرح کا اجماع ہدایت کی بجائے گمراہی کی جڑ اور جہنم کا راستہ ہے، وہ مسئلہ جس پر اجماع ہوا ہے اگر وہ پہلے ظنی تھا تو اجماع کے بعد وہ قطعی ہوجاتا ہے، اور اگر وہ مسئلہ پہلے ہی قطعی تھا تو اجماع سے اس کی قطعیت کو مزید تقویت حاصل ہوجاتی ہے، علماء نے اجماع کی تین قسمیں لکھی ہیں، (۱) اجماع قولی (۲) اجماع عملی (۳) اجماع سکوتی۔

اجماع قولی:

اجماع قولی کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جن میں اجماع کی اہلیت ہے وہ اپنی زبان سے کسی دینی مسئلہ پر متفق ہوجائیں، جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کی خلافت پر سب صحابہ کرام کا اجماع ہے، سب صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور زبان سے ان کے خلیفہ برحق ہونے کا اقرار بھی کیا، اجماع کی یہ قسم کتاب اللہ کی آیت کی طرح قطعی ہوتی ہے اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہوتا ہے۔

اجماع عملی:

اجماع عملی یہ ہے کہ اجماع کی اہلیت رکھنے والے تمام حضرات کوئی عمل کریں پھر اس کو بالاجماع جائز سمجھا جانے لگے، یعنی کسی ایسے مسئلہ میں صحابہ کے بعد والے لوگوں کا اجماع جس میں پہلے اختلاف نہ ہو، یہ خبر مشہور کی طرح ہوتا ہے، اس پر عمل کرنا تو واجب ہے لیکن یقین رکھنا ضروری نہیں ہے۔ اجماع کی اس قسم سے صرف فعل کا مباح ہونا یا سنت ہونا ثابت ہوسکتا ہے واجب کا ثبوت اس سے نہیں ہوسکتا۔

اجماع سکوتی:

اجماع سکوتی یہ ہے کہ ایک مسئلہ پر اہلیت والے کچھ حضرات متفقہ طور پر زبانی یا عملی فیصلہ کردیں پھر اس کے بعد جب باقی اہلیت والے حضرات کو اس کا پتہ چلے تو وہ اس بات کا موقع ملنے کے باوجود کہ وہ اس کے بارے میں غور وفکر اور بحث کرتے وہ خاموش رہیں اور سکوت اختیار کریں اور اس سے اختلاف نہ کریں، جیسا کہ مانعین زکوٰۃ کے خلاف قتال پر صحابہ کا اجماع ہے، اکثر صحابہ نے قول بھی کیا، اور بعض صحابہ اس میں خاموش رہے، اس قسم پر بھی عمل

کرنا واجب ہے اور یہ خبر متواتر کی طرح ہے لیکن اس کا منکر کافر نہیں ہے، امام شافعی رحمہ اللہ اجماع کی اس قسم کو اجماع نہیں مانتے۔

ان تین قسموں میں سے پہلی دو قسمیں تو سب فقہاء کے نزدیک حجت ہیں اور تیسری قسم میں فقہاء کا اختلاف ہے ،احناف کے اکثر حضرات کے نزدیک امام احمد اور بعض شوافع اس کو حجتِ قطعیہ مانتے ہیں، اور امام شافعی، اکثر شوافع اور اکثر مالکیہ اس کو حجت ہی نہیں مانتے، جب کہ بعض فقہاء نے اس کو حجتِ ظنیہ کہا ہے۔

امام المحدثین سید انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے اجماع کی ایک چوتھی قسم بھی بیان کی ہے، جس کو استاذ محترم حضرت اقدس مفتی حمید اللہ جان حفظہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ ''زبدۃ الاصول'' میں ذکر فرمایا ہے، وہ یہ ہے کہ صحابہ کے دور کے بعد والے لوگ کسی ایسے مسئلے پر اجماع کرلیں جس میں پہلے دور میں اختلاف ہو اور بعد والے لوگ اس میں اتفاق کرلیں، جیسے ام ولد کی بیع میں صحابہ کے اندر پہلے اختلاف تھا، حضرت عمرؓ کے نزدیک ناجائز تھی، اور حضرت علیؓ کے نزدیک جائز تھی، پھر پوری امت کا اجماع حضرت عمرؓ کے قول پر ہوگیا۔

(۴) قیاس شرعی:

فقہ کا چوتھا ماخذ قیاس شرعی ہے، جس طرح قرآن وحدیث اور اجماع امت حجت شرعی ہیں، بالکل اسی طرح قیاس شرعی بھی حجت ہے۔

قیاس کی لغوی تعریف:

قیاس کا لغوی معنی ہے اندازہ کرنا اور برابری کرنا ،یعنی کہ قیاس کے لغوی معنی میں دو قول ہیں ،علامہ ابن حاجب فرماتے ہیں کہ قیاس کا لغوی معنی مساوات اور برابری کے ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے'' **فلان یقاس بفلان**'' کہ فلاں فلاں کے مساوی ہے، اور اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ قیاس کے لغوی معنی اندازہ کرنے کے ہیں جیسے کہا جاتا ہے ''**قست الارض بالقصبة**'' میں نے بانس سے زمین کا اندازہ کیا یعنی اس کو ناپا ''**قاس الطبیب قعر الجرح**'' طبیب نے زخم کی گہرائی کا اندازہ کیا یعنی اس کو ناپا ''**قس النعل بالنعل** '' ایک جوتے کا دوسرے جوتے کے ساتھ اندازہ کرا اور ایک جوتے کو دوسرے جوتے کی نظیر اور مثل بنا، اکثر علماء کہتے ہیں کہ تقدیر اور اندازہ کرنا چونکہ ایسی دو چیزوں کا تقاضا کرتا ہے جن میں سے ایک دوسرے کی طرف مساوات کے ساتھ منسوب ہو، اس لیے لفظ قیاس بمعنی تقدیر، مساوات کے معنی میں بھی استعمال ہونے لگا، چنانچہ ''**قس النعل بالنعل** ''کا مطلب یہ ہی ہے کہ ایک جوتے کو دوسرے جوتے کے برابر کرا اور جب ایسا ہے تو ابن حاجب اور اکثر علماء کے اقوال کا مآل ایک ہوگا۔

قیاس کی اصطلاحی تعریف:

قیاس کی اصطلاحی تعریف کئی طرح سے کی گئی ہے(۱)"تقدیر الفرع بالاصل فی الحکم والعلة" یعنی فرع کا اصل کے ساتھ اندازہ کرنا حکم اور علت میں، اصل سے مراد مقیس علیہ ہے اور فرع سے مراد مقیس ہے ،(۲)"هو ابانة مثل حکم احدالمذکورین بمثل علة فی الآخر" یعنی اصل کی علت کی طرح علت کے پائے جانے کی وجہ سے فرع میں اصل کے حکم کے مثل حکم ظاہر کرنے کا نام قیاس ہے،(۳)"هو مساواة الفرع مع الاصل فی الحکم لمساواتهمافی علته" فرع کو اصل کے برابر کرنا حکم میں اس وجہ سے کہ دونوں علت میں برابر ہیں،اس کے علاوہ بھی کچھ قیاس کی اصطلاحی تعریفات کی گئی ہیں۔

حجیت قیاس قرآن پاک کی روشنی میں:

قیاس کا حجت ہونا آیت قرآنیہ سے ثابت ہے، چنانچہ ارشادربانی ہے "فاعتبروا یآاولی الابصار" اعتبارکا معنی ہے کسی شیٔ کا اس کی نظیر پر ردکرنا پیش کرنا تو گویا اس کا مفہوم یہ ہوا"قیسوا الشیٔ علی نظیره" ایک شیٔ کو قیاس کیا جائے اس کی مثل شیٔ پر اور لفظ اعتبار ہرنوع کے قیاس کو شامل ہے،یعنی جو حکم نظیر کے لیے ہوتا ہے وہ اس کے لیے ثابت کرتے ہیں اس لیے ایسی اصل کو جس پر اس کے نظائر کو پھیرا جائے عبرت کہتے ہیں، پس آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ شیٔ کا قیاس اس کی نظیر پر کرو اور یہ ہر قیاس کو شامل ہے خواہ ایسی چیز کا قیاس ہو ایسی چیز پر جس سے عبرت پکڑی جاتی ہے یا فروع شرعیہ کا قیاس اصول پر ہو،اور لحاظ عموم لفظ کا ہوتا ہے نہ کہ خصوص سبب کا اور لفظ عام ہے جو کہ نصیحت حاصل کرنے اور عبرت پکڑنے کو بھی شامل ہے اور ہر شیٔ کو اس کی نظیر کی طرف پھیرنے کو بھی شامل ہے، پس کسی شیٔ کے لیے وہ حکم ثابت کرنا جو اس کی نظیر کے لیے ثابت ہے یہ بھی "فاعتبروا" میں داخل ہے۔

حجیت قیاس احادیث مبارکہ کی روشنی میں:

جس طرح قیاس کا حجت ہونا کتاب اللہ سے ثابت ہے اسی طرح قیاس کا حجت ہونا احادیث مبارکہ سے بھی ثابت ہے۔

حدیث نمبر(۱):

رسول پاک ﷺ جس وقت حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کی طرف روانہ فرمارہے تھے،تو آپ ﷺ نے حضرت معاذؓ سے پوچھا کہ کس دلیل شرعی سے تم احکام شرعی بیان کروگے؟ اور فتویٰ دوگے؟ عرض کیا کہ کتاب اللہ سے،فرمایا کہ اگر تم کو کتاب اللہ میں نہ ملے عرض کیا کہ سنت رسول ﷺ سے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر حدیث رسول میں بھی وہ حکم نہ ملے تو،انہوں نے عرض کیا کہ میں اپنے رائے سے اجتہاد کروں گا، یہ سن کر آپ ﷺ نے پسند فرمایا

اور کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے اپنے رسول کے قاصد کو اس بات کی توفیق دی جس کو وہ پسند کرتا ہے اور جس سے وہ راضی ہے، اس حدیث سے صاف معلوم ہو گیا کہ جب کسی مسئلہ میں صریح آیت اور صریح حدیث نہ ہو تو اس وقت قیاس شرعی سے اس مسئلہ کا حکم معلوم کیا جائے گا۔

اگر قیاس کتاب وسنت کے بعد حجت نہ ہوتا اور قابل عمل نہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس کو رد فرما دیتے اور جب کہ انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا تو اس سے معلوم ہوا قیاس حجت اور عمل کے قابل ہے جب نص موجود نہ ہو، اور اجماع کا ذکر حضرت معاذؓ نے اس وجہ سے نہیں کیا کہ سرور کائنات ﷺ کے عہد مبارک میں اجماع حجت نہ تھا، بلکہ آپ کی وفات کے بعد حجت مقرر رہوا ہے۔

حدیث نمبر (۲):

حجیت قیاس پر دوسری حدیث جو ابن عباسؓ سے صحاح ستہ میں روایت کی گئی ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ایک عورت قبیلہ بنی خثعم سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرا باپ بہت بوڑھا ہے اور اس پر حج فرض ہے، اونٹ پر بیٹھنے کی اس میں طاقت نہیں ہے کیا یہ کافی ہے کہ میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بتاؤ کہ اگر تیرے باپ کے ذمہ قرض ہوتا تو تو اس کو ادا کرتی وہ کافی ہوتا، اس نے عرض کیا کہ بلاشبہ ادا کرتی اور وہ کافی ہوتا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ پس اللہ کے دین یعنی حج کو اس کی طرف سے ادا کرنا زیادہ ضروری اور بہتر ہے، حضور ﷺ نے حج کو شیخ فانیہ کے حق میں حقوق مالیہ کے ساتھ ملا دیا اور علت مؤثرہ کی طرف اشارہ فرمایا جس سے جواز ثابت ہوا اور وہ علت مؤثرہ قضاء ہے اور اسی کا نام قیاس ہے۔

حدیث نمبر (۳):

ایک شخص سرور کائنات ﷺ کے پاس جو بدوی معلوم ہوتا تھا عرض کیا یا نبی اللہ اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں کہ ایک اگر کسی شخص نے وضو کرنے کے بعد اپنے عضو تناسل کو ہاتھ لگالیا تو کیا اس کا وضو ٹوٹ جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ نہیں ہے مگر ایک ٹکڑا گوشت کا، اور یہ بھی قیاس ہے، آپ ﷺ نے اس عضو کو دوسرے اعضاء پر قیاس فرمایا کہ جیسے اور اعضاء کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اسی طرح عضو خاص کو ہاتھ لگانے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا۔

حجیت قیاس آثار صحابہ کی روشنی میں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا اور اس کا مہر متعین نہیں کیا اور خلوت سے پہلے خاوند مر گیا تو کیا اس صورت میں پورا مہر لازم ہوگا یا آدھا مہر لازم ہوگا؟ تو حضرت

ابن مسعودؓ نے ایک مہینے تک کچھ جواب نہ دیا پھر فرمایا کہ میں اس مسئلہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اگر صواب اور درست ہوا تو منجانب اللہ ہے اور اگر خطا ہوا تو ابن مسعود کی طرف سے ہے، پھر فرمایا کہ اس کو مہر مثل ملے گا کمی اور نقصان نہ ہوگا، اس عورت پر وفات کی عدت لازم ہے اور اس عورت کے لیے میراث بھی ہے، جب انہوں نے اپنے اجتہاد کو ظاہر کیا تو صحابہ کرام کا ہجوم تھا کسی صحابی نے بھی ان کی رائے سے اختلاف نہیں کیا۔

حجیت قیاس پر وارد ہونے والے اعتراضات اور ان کے جواب:

اعتراض نمبر(۱):

قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالی کا ارشاد گرامی ہے "**نزلنا علیک الکتاب تبیانالکل شئ**" ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی جس میں ہر چیز کا بیان ہے، اور دوسری جگہ قرآن کریم میں ہے "**ولا رطب ولا یابس الافی کتاب مبین**" یعنی رطب ویابس ہر چیز کتاب اللہ میں موجود ہے، جب ہر چیز کتاب اللہ میں موجود ہے تو قیاس کی کیا ضرورت ہے؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ قیاس سے مستقل طور پر قرآن کریم سے الگ کوئی حکم ثابت نہیں کیا جاتا، بلکہ قرآن پاک میں جو احکام مذکور ہیں قیاس ان کو ظاہر کرتا ہے یعنی قیاس مثبت احکام نہیں ہوتا بلکہ مظہر احکام ہوتا ہے، اور جب ایسا ہے تو قرآن پاک میں ہر چیز موجود ہونے کے باوجود قیاس کی ضرورت ہے، اور قیاس قرآن کے منافی نہیں ہے۔

اعتراض نمبر(۲):

سرور کائناتﷺ کی حدیث ہے کہ بنی اسرائیل ایک زمانہ تک راہ راست پر رہے یہاں تک کہ فتوحات کی وجہ سے جب ان کے قیدیوں کی نسل بڑھی تو انہوں نے موجودہ احکام پر غیر موجودہ احکام کو قیاس کرنا شروع کردیا جس سے وہ خود تو گمراہ ہوئے ہی دوسروں کو بھی گمراہ کردیا، قیاس کرنے پر آپﷺ کا بنی اسرائیل کی مذمت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ قیاس حجت شرعیہ نہیں ہے۔

جواب: اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ بنی اسرائیل کا قیاس سرکشی اور عناد کے طور پر تھا اس لیے ان کی مذمت کی گئی، اور ہمارا قیاس احکام شرعیہ کے اظہار کے لیے ہے لہذا ہمارا قیاس مذموم نہ ہوگا۔

اعتراض نمبر(۳):

تیسرا اعتراض یہ ہے کہ قیاس کی بنیاد چونکہ عقل پر ہوتی ہے اس لیے اس کی اصل ہی میں شبہ ہے کیونکہ یقینی طور پر کوئی نہیں بتا سکتا کہ اس حکم کی علت وہی ہے جس کو ہم نے قیاس سے نکالا ہے پس جب قیاس کی اصل میں شبہ ہے تو قیاس حجت شرعی کیسے ہوسکتا ہے؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ علت میں شبہ کا ہونا اگرچہ علم ویقین کے منافی ہے لیکن عمل کے منافی نہیں ہے اور ایسا ہوسکتا ہے کہ عمل واجب ہو اور علم یقینی حاصل نہ ہو۔

فقہ کی غرض وغایت:

"الفوز بسعادة الدارين"

فقہ کی غرض دنیا وآخرت دونوں جہانوں کی کامیابی ہے، وہ اس طرح کہ انسان علم فقہ حاصل کر کے جہالت کے اندھیروں سے نکل کر روشنی میں آجاتا ہے، اور لوگوں کے جھگڑوں کو ختم کرنے کے لیے ان کے لیے نفع مند اور نقصان دہ چیزوں کو بیان کرتا ہے، اور آخرت کی کامیابی وہ آخرت کی نعمتیں ہیں۔

تفقہ فی الدین کی حیثیت:

فقہ حاصل کرنے کی شرعی کیا حیثیت سمجھنے سے پہلے ایک فائدہ سمجھ لینا چاہیئے، وہ یہ ہے کہ علم سیکھنے کی چھ قسمیں ہیں۔

(۱) فرض عین، علم کی پہلی قسم جس کا سیکھنا فرض عین ہے یعنی اتنا علم سیکھنا ہر آدمی پر ضروری ہے جس کا وہ اپنی زندگی میں زندگی گزارنے کے لیے محتاج ہے، جیسے فرض نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر فرائض کا علم، اسی طرح آدمی جس شعبہ میں بھی ہے تو اس شعبہ میں زندگی گزارنے کے لیے جو دینی احکام ہیں ان کا سیکھنا فرض عین ہے۔

(۲) فرض کفایہ: علم کی دوسری قسم فرض کفایہ ہے یعنی اتنا علم سیکھنا جو فرض عین سے زیادہ ہوتا کہ اس سے دوسرے لوگ بھی مستفید ہوسکیں۔

(۳) مندوب، علم کی تیسری قسم مندوب ہے جیسے فقہ میں تبحر (مہارت) حاصل کرنا، یعنی ہر حکم کی گہرائی اور اس میں پوشیدہ حکمتوں تک پہنچنا، اور علم قلب کا حاصل کرنا بھی مندوب ہے، علم قلب سے مراد ہے فضائل کا علم اور ان کو حاصل کرنے کا طریقہ، رذائل کا علم اور ان سے بچنے کا طریقہ وغیرہ۔

(۴) حرام، علم کی چوتھی قسم جس کا سیکھنا حرام ہے، وہ ہے علم فلسفہ اور شعبدہ بازی کا علم، ستاروں کا علم، علم رمل، اور جسم کے احوال کا علم جب کہ وہ فلسفیوں کے طریقہ پر ہو اسی طرح جادو، کہانت، قدیم منطق، علم کیمیا اور علم موسیقی ان سب کا سیکھنا حرام ہے۔

(۵) مکروہ، علم کی پانچویں قسم جس کا حاصل کرنا مکروہ ہے، جیسے نئے شعراء کی غزلیں اور اشعار کا علم۔

(۶) مباح، علم کی چھٹی قسم جس کا سیکھنا مباح ہے، جیسے ان اشعار کا سیکھنا جن میں مسلمانوں کی تذلیل نہ ہو، اسی طرح حمد ونعت اور نظمیں۔

علم کی ان تمام اقسام کی تفصیل کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تفقہ فی الدین کا درجہ فرض کفایہ کا ہے، یعنی اتنا علم حاصل کرنا جس سے آدمی دوسرے لوگوں کو بھی فائدہ پہنچائے اور دوسرے لوگ بھی اس سے مستفید ہوں فرض کفایہ ہے، اور قرآن پاک کی آیت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے "**فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم**" ہر جماعت سے ایک گروہ پیچھے کیوں نہیں رہ جاتا کہ وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں اور وہ اپنی قوم کو ڈرائیں جب وہ ان کے پاس لوٹ کر آئیں۔

علم فقہ کی اور فقہاء کی فضیلت:

علم فقہ کی فضیلت قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں بہت سے مقامات پر اللہ رب العزت نے اور آپ علیہ السلام نے بیان فرمائی ہے، قرآن پاک کے اندر اس علم فقہ کو حکمت سے تعبیر کیا گیا ہے اور اسی کے بارے میں فرمان باری تعالیٰ ہے "**ومن يوت الحكمة فقداوتي خيرا كثيرا**" جس شخص کو حکمت عطا کر دی گئی گویا اس کو خیر کثیر عطا کر دی گئی، اور کہیں فرمایا "**هل يستوى اللذين يعلمون واللذين لايعلمون**" اہل علم اور غیر اہل علم برابر نہیں ہو سکتے، ایک جگہ ارشاد ربانی ہے "**يايها الذين آمنوا اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم**" اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اولی الامر کی اطاعت کرو، مفسرین کے ایک طبقہ کے نزدیک اولی الامر سے مراد فقہاء ہیں، اسی طرح ایک جگہ ارشاد ہے "**ولوردوه الى الرسول والى اولى الامر منهم لعلمه اللذين يستنبطونه منهم**" اور اگر وہ اس بات کو رسول اور اولی الامر کی طرف لوٹاتے تو ان میں سے استنباط کرنے والے لوگ جان لیتے، اسی طرح ایک جگہ فرمایا "**فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين**" کیوں نہیں پیچھے رہ جاتی ہر فرقہ سے ایک جماعت تاکہ وہ دین میں سمجھ بوجھ حاصل کریں۔

یہ چند نمونے تھے ان آیات قرآنیہ کے جن میں فقہ اور فقہاء کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے ورنہ فضیلت فقہ کے لیے یہی بات کافی ہے کہ قرآن پاک ایک جامع اور مکمل ترین نصاب ہے، پیدائش سے لے کر وفات کے بعد تک زندگی کے ہر شعبہ کے بارے میں اس نے انسان کی خوب رہنمائی کی ہے، بعض شعبہ جات ایسے جن کے بارے میں قرآن پاک کی صرف ایک آیت نازل ہوئی اور وہ ایک آیت ہی ایسی جامع تھی کہ اس سے اس شعبہ کے مکمل مسائل اور قواعد اخذ کر لیے گئے، اور وہ آیت اس شعبہ کے تمام مضامین کے لیے کفایت کرتی ہے، کسی موضوع پر قرآن پاک کی دس آیات ہیں اور کسی موضوع پر قرآن پاک کی بیس آیات ہیں، لیکن وہ آیات جن کا تعلق فقہی احکام سے ہے ان کی تعداد ایک دو یا پانچ دس اور بیس نہیں بلکہ ان کی تعداد پانچ سو ہے، اس سے اس موضوع کی فضیلت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

فقہ کی فضیلت احادیث مبارکہ کی روشنی میں:

(۱)　"من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین" اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں اس کو دین کی سمجھ بوجھ عطا فرمادیتے ہیں۔

(۲)　"فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد" ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔

(۳)　"نعم الرجل الفقیہ فی الدین ان احتیج الیہ نفع وان استغنی عنہ اغنی نفسہ" دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والا کتنا اچھا آدمی ہے اگر کسی کو اس کی طرف حاجت ہوتی ہے تو وہ اس کو نفع پہنچاتا ہے اگر کوئی اس سے لاپروا ہوجاتا ہے تو وہ اپنے آپ کو غنی رکھتا ہے۔

(۴)　آپ علیہ الصلوۃ والسلام علم فقہ حاصل کرنے والوں کے بارے میں وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں "ان الناس لکم تبع وان رجالا یاتونکم من اقطار الارض یتفقھون فی الدین فاذا اتوکم فاستوصوا بھم خیرا" بے شک لوگ تمہارے تابع ہیں اور لوگ تمہارے پاس زمین کے کناروں سے فقہ حاصل کرنے کے لیے آئیں گے جب وہ تمہارے پاس آجائیں تو ان کے بارے میں خیر کی وصیت کو قبول کرو۔

(۵)　آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے چچازاد بیٹے کے لیے دعا کرتے ہوئے فرمایا "اللھم فقھہ فی الدین" اے اللہ! اس کو دین کی سمجھ بوجھ عطا فرما۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت ساری احادیث فقہ کی فضیلت پر موجود ہیں اختصار کے پیش نظر انہی احادیث مبارکہ پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

فائدہ:

فضیلت فقہ میں ایک بات کی طرف توجہ دینا ضروری ہے، کہ قرآن وحدیث کی صحیح سمجھ انسان کو اسی وقت ہی آسکتی ہے جب کہ اس کو علم فقہ میں بصیرت ومہارت ہو، یا یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ فقہ قرآن وحدیث کے معانی کو سمجھنے کا ہی دوسرا نام ہے، یہی وجہ ہے کہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ تہذیب التہذیب میں فرماتے ہیں الفقہ فی الحدیث نصف العلم" حدیث کے معانی میں غور وفکر اور تدبر کرنا اس موضوع کا نصف علم ہے، اور امام ترمذی رحمہ اللہ علیہ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں "کذلک قال الفقھاء وھم اعلم بمعانی الحدیث" امام ترمذی رحمہ اللہ ایک حدیث نقل کرکے اس کے معانی کی وضاحت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ لفظوں سے تو اس کا یہ مطلب سمجھ میں آتا ہے لیکن فقہاء فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مطلب اور صحیح محمل یہ ہے اور وہ فقہاء ہی حدیث کے معانی کو

بہتر جانتے ہیں، اسی لیے تو............محدث فرماتے ہیں "**یامعشر الفقهاء انتم الاطباء ونحن الصیادلة**" اے فقہاء کی جماعت تمہاری مثال تو طبیبوں کی سی ہے اور ہماری مثال پنساری کی سی ہے، یعنی جس طرح پنساری کے پاس ادویات سب ہوتی ہیں جب بھی کوئی آدمی اس سے طلب کرے گا اور اس دوائی کا نام لے گا تو وہ اس کو اسی نام کی دوائی دے دے گا، لیکن اگر کوئی پنساری کے پاس جائے کہ مجھے فلاں مرض ہے اس کی دوائی دے دو تو وہ کہے گا کہ طبیب کے پاس جاؤ وہ تشخیص کرے گا کہ آپ کو کونسا مرض ہے اور آپ کے لیے کونسی دوائی مؤثر ہے تب میں دوائی دوں گا، اور طبیب مرض بھی پہچانے گا اور دوائی بھی دے گا، اسی طرح محدثین کے پاس احادیث تو بہت ساری موجود ہیں لیکن اگر ان سے دریافت کریں گے کہ اس حدیث کا صحیح مطلب اور محمل بتادو تو وہ کہیں کہ بھئی احادیث تو ہمارے پاس ہیں لیکن ان کا صحیح مطلب اور مفہوم کیا ہے یہ فقہاء ہی بتائیں گے۔

صاحب خلاصۃ الفتاویٰ نے فقہ کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ہمارے اصحاب یعنی فقہاء کی کتب کا مطالعہ کرنا اور ان کا پڑھنا قیام لیل سے بہتر ہے (یعنی ایک آدمی رات کو فقہی کتابوں کا مطالعہ کرے اور دوسرا آدمی نوافل وغیرہ پڑھے) یعنی نوافل وغیرہ سے بہتر ہے ورنہ رات کے وقت فقہاء کی کتب کا مطالعہ وہ قیام لیل ہی میں شامل ہے، اور یہ بھی لکھا ہے کہ فقہ کو سیکھنا قرآن پاک سیکھنے سے افضل ہے، اس دوسری بات کی وضاحت یہ ہے کہ ایک آدمی نے کچھ وقت میں قرآن پاک سیکھا ہے بعض قرآن اس نے سیکھ لیا اور س کے پاس وقت فارغ ہے تو اب اس کے لیے فقہ کا سیکھنا باقی قرآن سیکھنے سے افضل ہے، کیونکہ قرآن پاک کو حفظ کرنا فرض کفایہ ہے اور وہ مسائل فقہ جو ضروری ہیں وہ فرض عین ہیں اور فرض عین کا درجہ فرض کفایہ سے زیادہ ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایک ہی آدمی پر پوری فقہ کا حاصل کرنا فرض عین ہے بلکہ ہر آدمی پر وہ جس حال میں اور جس شعبہ میں ہے تو اس کے لیے اس حالت اور اس شعبہ کے تمام مسائل کا یاد کرنا ضروری ہے، مثلاً نماز کے لیے نماز کے تمام مسائل اور روزے کے لیے روزے کے تمام مسائل، حج کے لیے حج کے تمام مسائل، کاروباری آدمی کے لیے بیع وشراء کے تمام مسائل کا سیکھنا فرض عین ہے، علی ہذاالقیاس، تو ایک ایک وقت اور ایک ایک شعبہ جن کے مسائل کا سیکھنا فرض عین ہے اگر ان سب کو اکٹھا کیا جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ پوری فقہ کا سیکھنا فرض عین، اگرچہ الگ الگ حالات اور الگ الگ شعبہ جات کو ملا کر ہی، لیکن اگر قرآن پاک کو مکمل اسی طرح الگ الگ حالات اور الگ الگ شعبہ جات پر تقسیم کریں تو پورے قرآن کا سیکھنا پھر بھی فرض کفایہ ہی رہتا ہے، یعنی پورے قرآن کا سیکھنا فرض عین نہیں ہوتا۔

فقہ کی فضیلت میں امام محمد رحمہ اللہ کا فرماتے ہیں کہ آدمی کے لئے یہ بات لائق نہیں کہ وہ شعروں کے ساتھ مشہور ہو یعنی وہ شاعر ہو اور شعر اس کی پہچان ہو، کیونکہ اس کام کی انتہاء لوگوں سے سوال کرنا ہے، یعنی وہ لوگوں کی مدح

کرے گا اور لوگوں سے پیسے وصول کرے اور وہ لوگ اس ڈر سے کہ اگر اس کو پیسے نہ دیے تو یہ شاعر ہے کہیں ہماری ہجو نہ بیان کردے، اور آدمی کے لیے یہ بھی مناسب نہیں کہ وہ نحو میں مشہور ہو کیونکہ اس کی انتہاء بچوں کو تعلیم دینا ہے، اور نہ آدمی کے لیے یہ مناسب ہے کہ وہ علم حساب میں مشہور ہو کیونکہ اس کی انتہاء زمینوں کی پیمائش ہے، اور نہ آدمی کے لیے یہ مناسب ہے کہ وہ علم تفسیر میں مشہور ہو کیونکہ اس کی انتہاء وعظ ونصیحت اور واقعات کو بیان کرنا ہے، بلکہ آدمی کو چاہیئے کہ وہ ایسے علم میں مشہور ہو جس میں حلال وحرام اور ضروری احکام کا پتہ چل سکے اور وہ علم علم فقہ ہے، پیچھے جو کچھ گزرا یہ فقہ کی فضیلت نثر میں تھی شاعر بھی پیچھے نہ رہے انہوں نے بھی اپنے اشعار میں فقہ کی فضیلت کو اجاگر کیا ہے۔

اذا مااعتز ذو علم بعلم   فعلم الفقه اولی باعتزاز

فکم طیب یفوح ولا کمسک   وکم طیریطیر ولا کبازی

جب کوئی علم والا کسی علم کی وجہ سے عزت حاصل کرے تو علم عزت حاصل کرنے کے زیادہ لائق ہے، کتنی ہی خوشبوئیں ہیں جو خوشبو دیتی ہیں لیکن وہ مسک کی طرح تو نہیں ہیں اور کتنے ہی پرندے ہیں جو ہوا میں اڑتے ہیں لیکن ان میں سے کوئی باز کی مثل نہیں ہے۔

وخیر علوم علم فقه   لانه یکون الی کل العلوم توسلا

فان فقیها واحدامتورعا   علی الف ذی زهد تفضل واعتلی

علوم میں سے بہترین علم وہ علم فقہ ہے کیونکہ یہ باقی تمام علوم کا ذریعہ بنتا ہے، کیونکہ ایک متقی فقیہ ہزار عابدوں پر فضیلت رکھتا ہے اور مرتبہ میں ان سے بلند ہے۔

تفقه فان الفقه افضل قائد   الی البر والتقوی واعدل قاصد

وکن مستفیدا کل یوم زیادة   من الفقه واسبح فی بحور الفوائد

فان فقیها واحدامتورعا   اشدعلی الشیطان من الف عابد

فقہ ضرور حاصل کرو کیونکہ فقہ نیکی اور تقوی کی طرف بہترین راہنمائی کرنے والی ہے ....اور ہر دن تو فقہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے والا بن جا اور تو غوطہ خوری کر فوائد کے سمندروں میں، کیونکہ ایک متقی فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔

یہی ہیں جن کے سونے کو فضیلت ہے عبادت پر   یہی ہیں جن کے ارتقاء پر ناز کرتی ہے مسلمانی

فضیلت فقہاء:

فقہ کی مذکورہ عظمت سے فقہاء کی عظمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، لیکن اس بارے میں چند باتوں کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے۔

(۱) فقہاء کرام رحمہم اللہ نے لکھا ہے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کوئی انسان بھی یہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کا اس کے بارے میں کیا ارادہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ ایک غیب کی چیز ہے، البتہ فقہاء کرام جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ان کے بارے میں بھلائی کا ارادہ ہے کیونکہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی صحیح حدیث مبارکہ میں یہ بات آئی ہے **"من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین"** اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں اس کو دین کی سمجھ بوجھ عطا فرمادیتے ہیں تو معلوم ہو گیا کہ فقہاء کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارادہ بھلائی کا ہے۔

(۲) فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ قیامت کے دن انسان سے ہر چیز کے بارے میں سوال ہوگا سوائے اس علم نافع کے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ بنا ہو، وجہ اس کی یہ ہے کہ خود اللہ رب العزت نے اپنے نبی کو اس علم میں زیادتی طلب کرنے کا حکم دیا اور فرمایا **"وقل رب زدنی علما"** اے نبی آپ کہہ دو کہ اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما، جب خود اللہ تعالیٰ اس بات کا حکم دے رہے ہیں تو اس کے بارے میں قیامت میں سوال کس طرح ہوگا؟

(۳) اہل علم کے لیے علم ایک ایسی دولت ہے کہ جس سے معزول ہونا اور ریٹائرڈ ہونا نہیں ہے، یعنی اہل علم کبھی بھی اپنے اس عہدے سے معزول نہیں ہوتے بلکہ ان کا یہ اعزاز ہمیشہ رہتا ہے، جب بادشاہ کسی امیر کو معزول کرتا ہے تو اس کی حیثیت ختم ہو جاتی ہے اب یہ امارت تو حقیقت میں امارت نہ ہوئی بلکہ یہ امارت تو ایک عارضی ہے، اور حقیقت کے اعتبار سے امیر وہ ہے کہ اگر اس کو اس کے عہدے سے ہٹا بھی دیا جائے تو وہ تب بھی امیر ہو، فقیہ اور عالم کی امارت ایسی ہے اگر بادشاہ اس کو کسی ظاہری عہدے سے معزول بھی کر دے تو اس کی اپنی امارت باقی رہتی ہے اور وہ اپنے فضل اور مرتبے میں ہوتا ہے۔

تدوین فقہ قدم بقدم:

اللہ تعالیٰ نے انسان کی رہبری و رہنمائی کے لیے جس طرح انبیاء علیہم السلام کو بھیجا اسی طرح ان کے ساتھ ایک قانون اور کتاب بھی بھیجی، یا مختلف صحیفے اتارے، امت محمدیہ کو قرآن پاک جیسی عظیم الشان کتاب عطا کی گئی، اور اس کے ساتھ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقوال وافعال کو حجت اور مشعل راہ قرار دیا گیا، جیسا کہ حجیت حدیث کی بحث میں تفصیل گزر چکی، چنانچہ فرمایا **"وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی"** وہ نبی اپنی خواہش سے نہیں بولتا بلکہ وہ ایک وحی ہے جو وحی کی جاتی ہے" تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت پر دو قسم کی وحی آئی ہے ایک ہے وحی متلو اور دوسری ہے وحی غیر متلو، یعنی حدیث مبارکہ اور قرآن پاک میں قرآن پاک کے بارے میں ہی ارشاد ربانی ہے **"تبیانا لکل شئ"** کہ یہ قرآن ہر چیز کی وضاحت کرنے والا ہے اور ہر چیز کو کھول کر بیان کرنے والا ہے، تو جس طرح قرآن پاک میں ہر چیز کی وضاحت ہے اور یہ ہر چیز کو کھول کر بیان کرنے والا ہے اسی طرح قرآن پاک میں ہی

متعدد مقامات پر آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ آپ ﷺ اس قرآن کے معانی کے وضاحت کرنے والے ہیں اوراس کے معانی کو بیان کرنے والے ہیں "لتبین للناس مانزل الیھم" جس سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن پاک میں اگر چہ ہر چیز کی وضاحت ہے لیکن اس کے باوجود قرآن پاک کے معانی کو سمجھنے کے لیے وضاحت نبوی ﷺ کی ضرورت ہے۔

بہر حال قرآن پاک اور احادیث مبارکہ کے الفاظ میں جامعیت ہے کہ ان کے اندر اس طرح کے اصول بیان کردیے گئے کہ قیامت تک آنے والے انسان ان اصولوں کی روشنی میں چل کر کامیابی کی راہ پر گامزن رہ سکتے ہیں، لیکن ان میں زیادہ تر اصول اور کلیات اور بعض مقامات پر جزئیات کے احکام بھی آئے، تو دور نبوی میں اگر کوئی ایسا مسئلہ پیش آتا جس کا واضح حکم قرآن وسنت میں نہ ہوتا تو صحابہ وہ بات آپ ﷺ سے دریافت کرلیتے تھے، اوراس کا جواب مل جاتا تھا، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہوتے ہوئے کسی کو اجتہاد کی ضرورت نہ تھی، ہاں غیر منصوص مسائل میں اجتہاد کر کے اس کا حکم نکالنے کی ضرورت یا تو اس صحابی کو محسوس ہوئی جو مدینہ منورہ سے دور کسی دوسری جگہ چلے گئے تھے یا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے غیر منصوص مسائل میں اجتہاد کیا۔

لیکن جب اسلام پھیلنا شروع ہوا اور دین عرب سے نکل کر عجم اور اطراف عالم میں پھیلنا شروع ہوا اور صحابہ کرام معلم بن کر مختلف علاقوں میں گئے تو وہاں پر مختلف مسائل پیش آنے لگے تو صحابہ کا طریقہ یہی رہا کہ اگر وہ حکم قرآن وحدیث میں صراحۃً ہوتا تو وہی جواب دے دیا جاتا، اور اگر وہ حکم قرآن وحدیث میں صراحتاً نہ ہوتا تو قرآن وحدیث کے اصول کی روشنی میں اجتہاد سے اس کا حکم معلوم کرلیا جاتا، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو جب حضور ﷺ نے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو ان سے پوچھا تھا کہ اے معاذ! تم کس چیز کے ذریعہ فیصلہ کروگے تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی کتاب سے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اگر اللہ کی کتاب میں وہ حکم نہ ملے تو پھر؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو پھر سنت رسول اللہ ﷺ سے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر وہ حکم سنت رسول اللہ میں بھی نہ ملے تو پھر؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کسی قسم کی کوتاہی نہیں کروں گا، تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ہاتھ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے سینہ پر مار کر فرمایا کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے اپنے رسول کے قاصد کو اس کام کی توفیق دی ہے جس سے اللہ اور اللہ کا رسول راضی ہے، اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوگیا کہ ایسے مسائل بھی ہیں جو صراحتاً قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہیں اوران کے حل کا راستہ اجتہاد ہے۔

نیز ایک اور حدیث مبارکہ ہے کہ ایک دفعہ آپ ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ بنو قریظہ کا محاصرہ کرنا ہے، سب لوگ نماز عصر بنو قریظہ میں پڑھیں، صحابہ کرام روانہ ہو گئے درمیان میں عصر کا وقت ہو گیا اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دو گروہ ہو گئے، بعض صحابہ کرام نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری ارشاد کی رعایت رکھی اور نماز عصر بنی قریظہ میں جا کر پڑھی، اور بعض صحابہ کرام کی رائے یہ تھی کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کا مقصد یہ تھا کہ کوشش کرو کہ عصر کی نماز وہاں جا کر پڑھو یہ مقصد نہ تھا کہ اگر درمیان میں نماز کا وقت ہو جائے تو نماز میں دیر کر دو، بہر حال بعض صحابہ کرام نے نماز راستہ میں پڑھ لی اور بعض نے بنی قریظہ میں پہنچ کر پڑھی جب آپ ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے کسی کو بھی ملامت نہ فرمائی، چونکہ آپ ﷺ کے فرمان کے دونوں مطلب مراد ہو سکتے تھے تو بعض صحابہ کرام نے اجتہاد سے ایک مطلب سمجھا اور بعض صحابہ کرام نے اجتہاد سے دوسرا مطلب سمجھا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی آپ ﷺ کی زندگی میں بعض مسائل میں اجتہاد کا راستہ اختیار کیا۔

جب اسلامی مملکت کا دائرہ کار وسیع ہو گیا اور افراد زیادہ ہو گئے، کئی سوچیں اور فکریں جمع ہونے لگیں، واقعات اور مسائل کی کثرت ہو گئی تو اس چیز کی ضرورت محسوس کی جانے لگی کہ قرآن وحدیث کے اصول اور کلیات میں اجتہاد اور استنباط کر کے نئی جزئیات اور نئے مسائل کا حل تلاش کیا جائے، مثلاً اگر کسی نے غلطی سے نماز کے کسی عمل کو چھوڑ دیا تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟ اب ایسا تو نہیں ہو سکتا تھا کہ نماز کے تمام مسائل کو لازمی قرار دیے دیا جاتا، اور یہ بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ تمام مسائل کو مستحب قرار دے دیا جاتا کہ اگر اس رکن کو چھوڑ دیا جائے تو کوئی نقصان نہ ہو، کیونکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بعض مقامات پر نماز میں سجدہ سہو کرنا بھی ثابت ہے، اس لیے ضرورت پیش آئی کہ قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں غور وفکر تدبر وتأمل کر کے تمام احکام کی تفصیل اور تمام ارکان کا حکم معلوم کیا جائے کہ کونسا عمل فرض، اور کونسا عمل واجب، اور کونسا عمل سنت، اور کونسا عمل مستحب ہے، کس حکم کے چھوڑنے سے نقصان ہے اور کس کے چھوڑنے سے نقصان نہیں ہے، اور چونکہ صحابہ کرام تمام اطراف عالم میں معلم اور مبلغ بن کر پھیل چکے تھے اور ہر علاقہ میں مختلف مسائل پیش آئے اس لیے یہ بھی ممکن نہ تھا کہ تمام صحابہ کرام کا طریقہ اجتہاد ایک جیسا ہوتا، چنانچہ بہت سارے مسائل میں اختلاف بھی واقع ہوا کیونکہ بعض مسائل میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی مختلف عمل منقول ہے اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجتہاد میں بھی مسائل میں اختلاف واقع ہوا اور یہ اختلاف **"اختلاف العلماء رحمة"** کا مصداق ثابت ہوا، بہر حال جو نئے مسائل درپیش ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن وحدیث میں غور وفکر کر کے اجتہاد سے ان مسائل کا حل معلوم کیا، اور ان تمام مسائل کو یکجا کیا جاتا رہا، یوں دورِ صحابہ میں ہی مسائل کا ایک بہت بڑا ذخیرہ تیار ہو چکا تھا۔

مجتہد وفقہاء صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین:

صحابہ کرام میں سے جو حضرات اجتہاد کیا کرتے تھے یا مجتہد تھے اور باقی حضرات مسائل میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے گویا باقی صحابہ کرام میں ان کی حیثیت ایک مرجع اور ایک مرکز کی تھی ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں، اس کے علاوہ جو صحابی جہاں بھی موجود تھا وہ مرکز ہدایت تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں کوفہ تشریف لے گئے، اور اس کے بعد کوفہ کو علم کے لحاظ سے ایک مرکزیت حاصل ہوگئی، اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کسی مسئلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مخالفت نہ کرتے تھے، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کی جماعت کے ساتھ کوفہ تشریف لائے اور کوفہ دارالخلافہ بنا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی محنت کو دیکھ کر فرمایا کہ عبداللہ کے تلامذہ تو اس بستی کے چراغ ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک عرصہ تک وہاں قرآن وحدیث وفقہ کی تعلیم دیتے رہے، اور یہی وہ صحابی ہیں جن کے اصول فتاویٰ اور مسائل آگے چل کر فقہ حنفی کی ایک مضبوط بنیاد ثابت ہوئے، اور بعد میں آنے والے حضرات نے "**اصلها ثابت وفرعها في السماء**" کے عملی نمونہ کو انہی بنیادوں پر استوار کیا۔

مجتہد وفقہاء تابعین عظام:

تابعین میں سے جو حضرات مجتہد اور فقیہ تھے ان میں حضرت علقمہ بن قیس، حضرت مسروق بن اجدع، حضرت سعید بن المسیب، حضرت سعید بن جبیر، حضرت ابراہیم نخعی، حضرت عبداللہ مکحول الہذلی، علامہ شعبی، حضرت سالم بن عبداللہ، قاسم بن محمد، حماد بن سلیمان رحمہم اللہ شامل ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ کا ذخیرہ تو بہت تھا لیکن مرتب نہ تھا، جب کوئی شخص آ کر سوال کرتا آپ جواب دیتے شاگرد اس کو لکھ لیتے، آپ کے بعد وہ علمی ذخیرہ حضرت علقمہ رضی اللہ کے پاس پہنچا، انہوں نے ان مسائل کی وضاحت اور شرح اس انداز سے کی کہ ان مسائل میں ایک نکھار اور حسن پیدا ہوگیا، پھر اس کے بعد وہ علمی ذخیرہ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے پاس آیا تو انہوں نے تمام مسائل کو یکجا کر کے اس سے نفع لینا

آسان بنادیا، پھران کے جانشین حماد بن سلیمان ہوئے انہوں نے ان مسائل کی خوب تنقیح کی جس طرح غلہ کوبھوسہ سے الگ کرکے صاف کرلیا جاتا ہے۔

حضرت حماد رحمہ اللہ کی وفات کے بعدان کے علمی جانشین سراج الامۃ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہوئے، اگرچہ اس وقت تک فقہ کے مسائل کافی حدتک مدون ہوچکے تھےلیکن ان کی کوئی ترتیب نہ تھی اوران کی حیثیت ایک فن کی نہ تھی ،اجتہادواستنباط کے مسائل کا بھی تقرر نہیں ہوا تھا،احادیث کے مراتب بھی مقرر نہ ہوئے تھے،اللہ تعالیٰ نے امام صاحب کوظاہری اور باطنی خوبیوں اورنعمتوں سے مالا مال کیا ہوا تھا،اعلیٰ درجہ کا حافظہ اوراعلیٰ درجہ کا تقویٰ تھا،ناسخ منسوخ کاعلم وغیرہ اس کے علاوہ آپ کے مبشرات بہت مشہور ہیں جوآپ کی زندگی اورمناقب پرلکھی جانے والی کتابوں میں تفصیل سے دیکھے جاسکتے ہیں،آپ کی یہ سوچ تھی کہ جب یہ شریعت ہراعتبار سے مکمل ہےاور قیامت کی صبح تک کسی اورشریعت کی ضرورت نہیں ہےتواس کی روشنی میں کام بھی ایسا ہونا چاہیئے کہ جوقیامت تک پیش آمدہ مسائل کے لیے کافی وافی ہوپھرآپ نے یہ کام صرف خودہی نہیں کیا بلکہ اس وقت کے نامورمحدثین وفقہاء اوراپنے صاحب فن اور باکمال تلامذہ کواس کام میں ساتھ شامل کیا،چنانچہ وہ حضرات جوآپ کی اس فقہی مجلس کا حصہ تھےان میں یحیٰی بن زکریا،حفص بن غیاث،قاضی ابویوسف،دواؤدطائی،حبان مندل،امام زفر،قاسم بن معن،اسدبن عمرو، یوسف بن خالد،امام محمدرحمہم اللہ اوردیگر چالیس بڑے بڑے علماءاورصاحب فن اس عظیم کام میں آپ کے شانہ بشانہ تھے۔

اسی لیےبعض فقہاء نے کہا ہے کہ فقہ کوعبداللہ بن مسعودرضی اللہ عنہ نے کاشت کیا،حضرت علقمہ نے اس کو پانی لگایا،ابراہیم نخعی نے اس کو کاٹا،اورحضرت حماد نے اس کوگاہا امام ابوحنیفہ نے اس کو پیسا امام ابویوسف نے اس کا آٹا گوندھا،امام محمدرحمہ اللہ نے اس کی روٹی پکائی اورسارے لوگ ان کی پکی ہوئی روٹیاں کھارہے ہیں،کسی عربی شاعرنے اس بات کویوں بیان کیا ہے۔

الفقه زرع ابن مسعود وعلقمة حصاده ثم ابراهيم دواس

نعمان طاحنه يعقوب عاجنه محمدخابز والاكل الناس

تدوین فقہ کاطریقہ کار:

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے زمانہ کے ماہرین فی الفنون علماءجن کی تعدادتقریباًایک ہزارتھی ان میں سے چالیس علماءکومنتخب فرمایا جوکہ مختلف علوم وفنون کے ماہراورتقویٰ کے اعلی مقام پرفائزتھے،ان میں سےبعض آپ کے شاگردبھی تھے،آپ کی نظراس بات پرتھی کہ کتاب وسنت اوراقوال صحابہ کے پورے ذخیرہ کوسامنے رکھاجائے

اوراس کی روشنی میں مسائل کومدون کیا جائے ، جو نیا مسئلہ پیش ہوتا تمام ماہرین فنون اس مسئلہ کا ہراعتبار سے جائزہ لیتے ، پہلے اس کا صریح حل قرآن پاک میں تلاش کیا جاتا، اگر مل جاتا تو فبہا ورنہ اس کا حل حدیث مبارکہ سے تلاش کیا جاتا اوراس کے بعداس مسئلہ کا حل اقوال صحابہ کی روشنی میں تلاش کیا جاتا پھراگر صحابہ کا عمل اس بارے میں مختلف ہوتا تو دیکھا جاتا کہ کونسا عمل اقرب الی القرآن والسنۃ ہے تو جو عمل اقرب الی القرآن والسنۃ ہوتا اس کو لے لیا جاتا اوراگر یہاں سے بھی کوئی صراحت نہ ملتی تو اس مسئلہ میں قرآن وسنت کے اصول کی روشنی میں اجتہاد کیا جاتا، اور جو ذخیرہ امام صاحب کے پاس موجود تھا اس کو بھی سامنے رکھا جاتا اوراجتہاد کرنے کے بعد تمام حضرات کے اتفاق سے اس مسئلہ کو لکھا جاتا، اس وقت تک کوئی مسئلہ نہ لکھا جاتا تھا جب تک کہ تمام حضرات کو اکٹھا نہ کرلیا جاتا اور تمام حضرات اس میں غور وفکر نہ کرلیتے ،اور کبھی یہ غور وفکر اورایک مسئلہ کی نشست ایک ماہ یا اس سے بھی زائد عرصہ تک رہتی، کہ اس مدت میں ایک ہی مسئلہ زیر بحث رہتا پھر اتفاق کے بعد اس مسئلہ کو لکھا جاتا۔

یہی وجہ ہے کہ ایک دفعہ امام صاحب نے امام ابویوسف رحمہ اللہ کو روکا کہ کسی مسئلہ کو فوراً نہ لکھا کرو،غور وفکر کرتے ہوئے کسی مسئلہ میں کسی دن کوئی رائے ہوتی ہے اور دوسرے دن وہ رائے تبدیل ہوجاتی ہے، اس لیے مسئلہ جب تک منقح نہ ہوجائے اس وقت تک اس کو نہ لکھا جائے ،تو جب مسئلہ واضح ہوجاتا سب اس پر اتفاق کرلیتے تو اس کے بعد امام ابویوسف کو حکم فرماتے کہ اس مسئلہ کو فلاں باب میں شامل کرلو۔

انسانی طاقت ووسعت کے مطابق پوری کوشش رہتی کہ اس کو قرآن وسنت اوراجماع وقیاس کے اصولوں پر لکھا جائے ،لیکن چونکہ انسان میں غلطی کا شائبہ ہے اس لیے امام صاحب نے فرمادیا کہ اگر میرا کوئی قول قرآن وسنت کے مخالف نظر آئے تو اس کو چھوڑ دو اور قرآن وسنت پر عمل کرو، اور امام صاحب کا یہ فرمان بھی تھا کہ جب حدیث حجیت کو پہنچ جائے تو وہی میرا مذہب ہے کیونکہ جو ترتیب مسائل کی تدوین کی ہورہی تھی وہ قرآن وسنت اوراقوال صحابہ کی روشنی میں ہی ہورہی تھی، اوراتنے بڑے علم والے اور متقی حضرات وہاں پر موجود تھے جنہوں نے پوری امت کے دینی مفاد اور آنے والے وقت کی نزاکت کو سامنے رکھتے ہوئے ان مسائل کو مدون کیا تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ کوئی مسئلہ قرآن وسنت اوراقوال صحابہ کے خلاف لکھتے۔

نیز امام صاحب نے تدوین فقہ میں مسئلہ کی بنیاد دلائل کی مضبوطی پر رکھی، اسی لیے آپ نے اپنے اصحاب کو فرمایا تھا کہ جب کوئی دلیل تم کو مل جائے تو تم وہی قول اختیار کرلو۔

یہی وجہ ہے کہ آپ کے تلامذہ نے اگر کسی جگہ پر کسی مسئلہ میں دلائل کی مضبوطی دوسری جانب دیکھی تو اس دلیل کو سامنے رکھ کر انہوں نے اصحاب مذہب کے مخالف قول کردیا، اس لیے بہت سارے مسائل ایسے ہیں جن میں بعد والے

حضرات کا اختلاف رہا، خود امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا حال یہ تھا کہ اگر کسی متفقہ مسئلہ کے خلاف بعد میں کوئی دوسری رائے قرآن وسنت کے زیادہ قریب معلوم ہوتی تو اس پہلے مسئلہ کو چھوڑ کر آپ دلائل کی قوت کی بناء پر دوسری رائے اختیار کر لیتے تھے، یہی وجہ ہے کہ بہت سارے مسائل میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا رجوع بھی ثابت ہے، معلوم ہو گیا کہ آپ کی جو فقہی رائے ہوتی تھی وہ قرآن وسنت کی روشنی میں دلائل کی بنیاد پر ہوتی تھی، وہ رائے ایسی نہیں ہوتی تھی کہ قرآن وسنت کو چھوڑ کر اس کے خلاف کوئی رائے قائم کر لی جائے۔

بلکہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تو ایسی رائے کی شدید مذمت کیا کرتے تھے جو قرآن وسنت کے خلاف ہو، اور آپ کا یہ بھی فرمان ہے کہ جب تک کسی بات کا ثبوت قرآن وسنت سے نہ مل جائے اس وقت تک اس کو زبان پر لانا بھی گناہ ہے، اور یہ بات بھی واضح رہے کہ آپ کی مجلس علمی کا اجتہاد غیر منصوص وغیر صریح مسائل میں ہوتا تھا یعنی وہ مسائل جو صراحتاً قرآن وسنت اور اقوال صحابہ میں نہ ملتے تھے ان میں بحث وتمحیص ہوتی تھی نہ کہ منصوص مسائل میں۔

اور یہ بھی آپ کی خصوصیت اور خصوصی رحمت خداوندی ہے کہ فقہ کو مدون کرنے میں آپ کو شرف اولیت حاصل ہے کہ سب سے پہلے آپ نے ہی اس کام کو قرآن وسنت اور اقوال صحابہ کی روشنی میں اس ترتیب پر شروع کیا کہ علم فقہ کی تدوین میں ابواب کی ترتیب فصلوں اور مسائل کی ترتیب لگائی، جیسا کہ آج مدون کی ہوئی پوری فقہ کا ذخیرہ ہمارے سامنے ہے آپ سے پہلے یہ کام اس طرح مدون نہ ہوا تھا، اور آپ سے پہلے لوگوں کا اکثر اعتماد اپنے حافظہ پر ہوتا تھا اور اگر کچھ لکھا بھی ہوتا تھا تو مرتب شکل میں نہ ہوتا تھا۔

اور یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ امام صاحب اور آپ کے اصحاب پہلے محدث تھے پھر فقیہ تھے، خود امام صاحب نے چار ہزار تابعین علماء ومشائخ سے کسب علم کیا تھا، جو اپنے وقت کے بڑے بڑے محدث تھے، نیز جس زمانے میں امام صاحب پھلے پھولے ہیں اس وقت کوفہ علم حدیث کا خصوصاً اور باقی تمام علوم وفنون کا عموماً ایک مرکز اور مرجع تھا، اور آگے علم حدیث کا سلسلہ انہی حضرات سے چلا اور بعد میں آنے والے ائمہ حدیث اور مصنفین کتب حدیث انہی کے شاگرد یا ان کے شاگردوں کے شاگرد تھے، استاذ محترم حضرت اقدس مولانا مفتی حمید اللہ جان حفظہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق صحاح ستہ میں کوئی صفحہ بھی ایسا نہیں ہے جس میں کوئی کوفی راوی موجود نہ ہو، اور بخاری شریف کی ثلاثیات کی تعداد ۲۲ ہے ان میں سے ۲۰ احادیث کوفی راویوں سے مروی ہیں اور ان ۲۰ روایات کے سب راوی حنفی ہیں، اسی طرح آپ کے اصحاب تلامذہ وغیرہ بھی علم حدیث میں ماہر تھے، جیسا کہ پہلے اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

مدون مسائل کی تعداد:

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ اوران کے اصحاب نے جومسائل مدون کیے تھے ان کی تعداد کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، بعض نے کہا ہے کہ ان مسائل کی تعداد تراسی ہزار ہے، بعض نے کہا کہ ان کی تعداد چھ لاکھ ہے، اور بعض نے کہا کہ ان کی تعداد بارہ لاکھ نوے ہزار ہے، اور بعض نے کہا کہ اس بات کا اندازہ لگانا بہت دشوار ہے کہ وہ کل مسائل کتنے تھے، وہ تمام مسائل امام محمد رحمہ اللہ کی تصنیفات میں آئے ہیں، نیز امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے جن مسائل کا املاء کیا تھا جس کے مجموعے کو امالی ابو یوسف کا نام دیا گیا تھا وہ کتاب ۳۰۰ جلدوں میں تھی جو کہ سقوط بغداد کے وقت ضائع ہوگئی۔

فتوی کی لغوی تعریف:

لفظ ''فتویٰ'' فاء کے فتحہ کے ساتھ بھی منقول ہے اور فاء کے ضمہ کے ساتھ بھی، لیکن صحیح فاء کے فتحہ کے ساتھ ہے: کسی بھی سوال کا جواب دینا، چاہے وہ شرعی سوال ہو یا غیر شرعی، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے،

''یاایھاالملأافتونی فی رؤیای ان کنتم للرؤیا تعبرون''سورۃ یوسف: ۱۲، ۴۳

ترجمہ: اے درباروالو: اگرتم تعبیر دے سکتے ہوتو میرے اس خواب کے بارے میں مجھ کو جواب دو۔

''یوسف ایھاالصدیق افتنا فی سبع بقرات سمان''سورۃ یوسف: ۱۲، ۴۱،

ترجمہ: ''اے یوسف! اے سچے! اے صدق مجسم! آپ ہم لوگوں کو اس کا جواب دیجئے۔

مذکور بالا آیات میں لفظ فتویٰ مطلق جواب حاصل کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے، کوئی شرعی حکم دریافت کرنے کے لیے نہیں۔

لیکن بعد میں لفظ ''فتویٰ'' شرعی حکم معلوم کرنے کے لیے خاص کیا گیا، یعنی شرعی مسئلہ پوچھنے کو فتویٰ کہا گیا اور قرآن کریم میں بھی اس معنی کے لئے استعمال ہوا ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔

''ویستفتونک فی النساء قل اللہ یفتیکم فیھن''سورۃ النساء: ۴، ۱۲۷.

ترجمہ: اور لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں فتویٰ (حکم) دیتے ہیں۔

''یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ''سورۃ النساء: ۱۷۶.

ترجمہ: لوگ آپ سے حکم دریافت کرتے ہیں، آپ فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ تم کو کلالہ کے بارے میں فتویٰ (حکم) دیتا ہے۔

احادیث مبارکہ میں بھی لفظ ''فتوی'' شرعی حکم معلوم کرنے کے لیے استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

''اجرؤکم علی الفتیا اجرؤکم علی النار ''سنن دارمی :۱۵۷، ۱،قدیمی:

''الاثم ماحاک فی صدرک وان افتاک الناس افتوک ''

فتویٰ کی اصطلاحی تعریف:

''الاخبار بحکم اللہ تعالیٰ عن مسئلة دینیة بمقتضی الادلة الشرعیة لمن سئل عنہ فی امر نازل علی جهة العموم والشمول ،لاعلی وجه الالزام ''

......(المصباح :۱۶)

فتویٰ کا تاریخی پس منظر:

نبی کریم ﷺ کے دور میں فتویٰ:

رسالت مآب ﷺ کے زمانے میں حضور نبی اکرم ﷺ خود منصب افتاء پر فائز تھے، وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتویٰ دیا کرتے تھے،اور آپ کے فتاویٰ جوامع الکلم تھے اور حضرات صحابہ کرامؓ آپ ﷺ سے پیش آنے والے مسائل سے متعلق سوالات کرتے تو آپ ﷺ وحی کے ذریعے سے ان کے جوابات مرحمت فرماتے تھے، چنانچہ قرآن کریم میں آیا ہے ''ویستفتونک فی النساء قل اللہ یفتیکم فیھن''(لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں مسئلہ پوچھتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان عورتوں کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے)اسی طرح قرآن وسنت میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سوالات اور آپ ﷺ کی طرف سے دیے گئے جوابات (فتاویٰ) مذکور ہیں، آپ ﷺ کے یہ فتاویٰ (یعنی احادیث) اسلام کے احکام کا دوسرا ماخذ ہیں، ہر مسلمان کے لیے ان پر عمل کرنا ضروری ہے،اور اس سے کسی کو انحراف کرنے کی اجازت نہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

''مااتاکم الرسول فخذوہ ومانھاکم عنہ فانتھوا ''

رسول تم کو جو چیز دیدیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے تم کو روک دیں تم رک جایا کرو۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول ''

پھر اگر کسی امر میں باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور رسول کے حوالہ کردیا کرو۔

آپ ﷺ کے عہد مبارک میں آپ کے علاوہ کوئی دوسرا فتویٰ دینے والا نہیں تھا، ہاں آپ ﷺ کسی صحابی کو دور دراز علاقوں کے لیے کبھی کبھی مفتی بنا کر بھیج دیتے تو وہ منصب قضاء اور افتاء پر فائز ہوتے، جیسے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف قاضی اور مفتی بنا کر روانہ فرمایا تو آپ ﷺ نے ان کو قرآن وحدیث اور قیاس واجتہاد

کے ذریعے سے فتویٰ دینے کی اجازت عطافرمائی،اسی طرح آپ ﷺ کی اجازت سے بعض مہاجر اور بعض انصارصحابہ بھی فتویٰ دیا کرتے تھے۔

صحابہ کرام کے دور میں فتویٰ:

نبی کریم ﷺ کے اس دنیا سے وصال فرماجانے کے بعد فتویٰ کے کام اور ذمہ داری کو صحابہ کرام نے سنبھالا اور بہت احسن طریقے سے انجام دیا، حضرات صحابہ کرام فہم وفراست اور ذہانت وذکاوت میں مختلف درجات کے حامل تھے چنانچہ ان میں سے جو حضرات فتویٰ دیا کرتے تھے ان کی تعداد ایک سوتیس سے کچھ زائد تھی (اعلام الموقعین: ج،۱،ص۱۲)

البتہ زیادہ فتویٰ دینے والے سات حضرات کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) حضرت عمر بن خطابؓ (۲) حضرت علی بن ابی طالبؓ (۳) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (۴) حضرت عائشہؓ (۵) حضرت زید بن ثابتؓ (۶) حضرت عبداللہ بن عباسؓ (۷) حضرت عبداللہ بن عمرؓ۔

ان کے علاوہ جو صحابہ کرام کم فتویٰ دیا کرتے تھے ان کی تعداد بھی بہت ہے جن میں سے چند کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت انس بن مالکؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت عمران بن حصینؓ، حضرت ابوبکرہؓ، حضرت عبادہ بن صامتؓ، اور حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ۔

تابعین کے دور میں فتویٰ:

تعلیم وتربیت اور فقہ وفتویٰ کا سلسلہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بعد بھی جاری رہا چنانچہ حضرات صحابہ کرام کے شاگردوں یعنی تابعین نے اس کام کو احسن طریقے سے سنبھالا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور مبارک میں بفضل خداوندی بہت فتوحات حاصل ہوئیں ،اس وجہ سے حضرات تابعین مختلف بلاد اسلامیہ میں دین متین کی خدمت سرانجام دے رہے تھے،اکثر بلاد اسلامیہ میں ایسے حضرات مقرر تھے جو لوگوں کی رہنمائی کرتے ،مدینہ منورہ میں حضرت سعید بن المسیب ،حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف ،حضرت عروہ بن الزبیر،حضرت عبیداللہ ،حضرت قاسم بن محمد،حضرت سلیمان بن یسار اور حضرت خارجہ بن زید انہیں کو فقہاء سبعہ بھی کہا جاتا ہے۔

ان کے علاوہ حضرت حسن بصریؒ، حضرت ابراہیم نخعیؒ، حضرت مسروقؒ، حضرت علقمہؒ بھی افتاء کی خدمات سرانجام دیتے تھے، اس کے بعد دوسری صدی ہجری میں فقہ وافتاء کے بڑے بڑے ائمہ اور مجتہدین پیدا ہوئے، جنہوں نے فقہ وفتاویٰ اور اجتہاد واستنباط کے حوالے سے کارہائے نمایاں انجام دیے، چنانچہ انہی مجتہدین میں سے چار حضرات امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کی تدوین کردہ فقہ کو امت کے سواد اعظم نے قبول کیا ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ بھی تابعین میں سے ہیں آپ کی پیدائش کے وقت کچھ صحابہ کرام کوفہ میں موجود تھے، اور وہ حضرات صحابہ کرام یہ ہیں، حضرت ابن نفیل، حضرت واثلہ، حضرت عبداللہ بن عامر، حضرت ابن ابی اوفی، حضرت عتبہ، حضرت مقداد، حضرت ابن بسر، حضرت سہل بن سعد، حضرت انس، حضرت عبدالرحمٰن ابن یزید، حضرت محمود بن لبید، حضرت محمود بن الربیع، حضرت ابوامامہ، حضرت ابوالطفیل، حضرت عمرو بن حریث، حضرت عمرو بن سلمہ، حضرت ابن عباس، حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

آٹھ صحابہ کرام ایسے ہیں جن سے امام صاحب نے روایت نقل کی ہے ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ (۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ (۳) حضرت ابی اوفی رضی اللہ عنہ (۴) حضرت عامر رضی اللہ عنہ (۵) حضرت ابن انیس رضی اللہ عنہ (۶) حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ (۷) حضرت ابن جزء رضی اللہ عنہ (۸) حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنہن۔

متقدمین اور متاخرین فقہاء امت نے تفقہ فی الدین کے سلسلہ میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کی جلالت وعظمت شان کا اعتراف کیا ہے، آپؒ کا عظیم الشان کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے فقہ حنفی کو قرآن وسنت اور تعامل امت کی روشنی میں شورائی طریقے پر مدون فرمایا ہے، کیونکہ آپ نے اپنی تدوین فقہ کی مجلس میں وقت کے بڑے بڑے فقہاء کو شامل کیا تھا۔

امام صاحب کے شاگرد:

اللہ تعالیٰ نے امام صاحب کو ایسے شاگرد عطا فرمائے تھے کہ جنہوں نے شاگردی کا حق ادا کیا اور امام صاحب کے علوم کو دنیا کے چاروں اطراف تک پہنچا دیا، ان اطراف میں امام صاحب کے علاوہ کسی دوسرے امام کے مسلک سے لوگ واقف نہیں تھے۔

”حسبک من مناقبه اشتهار مذهبه“

”قوله اشتهار مذهبه ای فی عامة بلاد الاسلام بل فی کثیر من الاقالیم والبلاد لایعرف الامذهبه کبلاد الروم والهند والسند وماوراء النهر وسمرقند“......(ردالمحتار : ۱/۱۴۰)

علامہ شامی کی تحقیق کے مطابق امام اعظمؒ کے شاگردوں کی تعداد چار ہزار ہے۔

”وروی انه نقل مذهبه نحومن اربعة آلاف نفر“......(بحواله بالا)

فقہ حنفی بطور قانون:

خلفاء عباسیہ کے دور سے لے کر گذشتہ صدی کے شروع ہونے تک اکثر اسلامی ممالک میں فقہ حنفی قانون اسلامی کے طور پر نافذ اور رائج رہی ہے، اور یوں تقریباً ایک ہزار سال سے زائد عرصہ تک فقہ حنفی بطور اسلامی قانون نافذ رہی ہے، برصغیر میں اسلام لانے والے حکمرانوں اور مجاہدین کا تعلق بھی فقہ حنفی سے تھا اس لیے یہاں اسلام کا تعارف فقہ حنفی کی شکل میں ہوا ہے، یہی وجہ ہے قضاء وافتاء کا سلسلہ فقہ حنفی سے جڑا ہوا تھا، پھر سلطنت مغلیہ کے دور میں فقہ حنفی ہی اسلام قانون کے طور پر نافذ رہی ہے۔

فتویٰ کی اہمیت:

افتاء ایک عظیم الشان منصب ہے، اس کی فضیلت واہمیت ہر شخص پر روز روشن کی طرح عیاں ہے اور فقہاء کرام اور مفتیان عظام کی وہ جماعت جنہوں نے اپنے آپ کو استنباط احکام اور استخراج مسائل کے لئے مختص کیا اور حلال وحرام کو معلوم کرنے کے لیے قواعد وضوابط مرتب کیے وہ تاریک رات میں ستاروں کی مانند ہیں اور یہی لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کے حقیقی وارث ہیں، نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

”العلماء ورثة الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولادرهما وانما ورثوا العلم فمن اخذبه فقداخذ بحظ وافر“......(رواه الترمذی فی کتاب العلم ،باب ماجاء فی فضل الفقه علی العبادة)

قرآن کریم میں اولوالامر کی اطاعت اور فرمانبرداری کو واجب اور ضروری قرار دیا گیا ہے ”یاایها الذین آمنوا اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم“ (اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اولی الامر کی) ایک تفسیر کے مطابق ”اولو الامر“ سے مراد حضرات علماء اور فقہاء ہیں۔

علامہ ابوبکر جصاص حنفی فرماتے ہیں۔

”اختلف فی تاویل اولی الامر فروی عن جابر بن عبدالله وابن عباس

روایة والحسن وعطاء ومجاهد انهم اولوالفقه والعلم "......(احکام القرآن للجصاص : ۲/۲۱۰)

اسی طرح بعض آیتوں میں علماء کی اتباع اور امور شرعیہ کے معلوم کرنے میں ان کی طرف مراجعت کو ضروری قرار دیا گیا ہے، قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالی ارشاد فرماتے ہیں۔

"فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون "

"اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے"

اسی اہمیت اور عظمت کے پیش نظر یہ ضروری ہے کہ امت کا ایک طبقہ قرآن وسنت اور تفقہ فی الدین میں مہارت حاصل کر کے امت کے باقی طبقات کی رہنمائی کے فرائض انجام دے، چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں "فلولانفر من کل فرقة منھم طائفة لیتفقھوا فی الدین "اس آیت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ قرآن وسنت اور فقہ پر مہارت تامہ رکھنے والے حضرات کے ایک طبقے کا وجود ضروری ہے جو ہر زمانے میں امت کی صحیح راہنمائی کرتا رہے۔

مفتی کا مقام:

امام شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مفتی امت میں افتاء اور تبلیغ کے اعتبار سے نبی کریم ﷺ کا قائم مقام ہوتا ہے، چنانچہ امام شاطبی لکھتے ہیں۔

"وعلی الجملة فالمفتی مخبرعن اللہ تعالیٰ کالنبی ونافذامرہ فی الامة بمنشور الخلافة کالنبی"

الحاصل مفتی لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی خبر دیتا ہے اور اس کے ارشادات کو لوگوں پر نافذ وجاری کرتا ہے۔(الموافقات: ج،۴،ص،۲۴۴ تا ۲۴۵)

مفتی کی شرائط:

افتاء ایک نازک ذمہ داری ہے جس کے لیے رسوخ فی الدین رسوخ فی العلم اور فقہ میں مہارت کاملہ کا ہونا ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ مفتی کے لیے حضرات علماء کرام نے چند شرائط بیان کی ہیں، جن کا مفتی میں پایا جانا ضروری ہے، وہ شرائط درج ذیل ہیں۔

(۱) مکلّف یعنی عاقل وبالغ ہو۔

(۲) ثقہ ہو۔

(۳) گناہ اور منکرات سے پوری طرح اجتناب کرنے والا ہو۔

(۴) بداخلاق اور بے مروت نہ ہو۔

(۵) فقیہ النفس ہو (یعنی فقہ پر عبور اور مہارت تامہ رکھنے والا)۔

(۶) مسائل میں غور وفکر کی کامل صلاحیت رکھتا ہو۔

(۷) ذہین وفطین اور بیدار مغز ہو۔

(۸) متقی اور پرہیزگار ہو۔

(۹) اس کی دیانت داری مشہور ومعروف ہو۔

(۱۰) مسائل غیر منصوصہ میں استنباط وتخریج پر قادر ہو۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”**لایجوز الفتیا الا لرجل عالم بالکتاب والسنة**“(اعلام الموقعین: ج۲،ص۲۵۲) فتویٰ دینا اس آدمی کے لیے جائز ہے جو کتاب وسنت کا عالم (ماہر) ہو۔

اسی طرح مفتی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس نے ایک عرصہ تک کسی ماہر فقیہ اور مفتی کے زیر نگرانی رہ کر فتویٰ نویسی کا کام سیکھا ہو قواعد فقہ، زمانہ کے عرف اور اس کے احوال سے بخوبی واقف ہو اور اپنے امام کے مذہب پر پورا عبور رکھتا ہو۔

مفتی کا فریضہ:

مفتی چونکہ احکام خداوندی کا ترجمان اور اللہ تعالیٰ ومخلوق کے درمیان واسطہ ہے اس لیے اس پر لازم ہے کہ فتویٰ دیتے وقت پوری بصیرت سے کام لے اور اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے سوچ سمجھ کر جواب دے، مسئلہ اگر معلوم نہ ہو تو محض اٹکل سے جواب دے کر اپنی آخرت خراب نہ کرے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

”جو شخص کسی چیز کا علم رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ وہ اسے بیان کرے اور جسے علم نہ ہو اسے کہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کیونکہ یہ بھی علم ہے کہ جو بات نہ جانتا ہو اس کے متعلق کہہ دے کہ اللہ تعالی بہتر جانتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر نبی کریم ﷺ سے ارشاد فرمایا ہے کہ ”آپ فرمادیں کہ میں تم سے اجرت کا خواہاں نہیں اور نہ تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔

فتویٰ دینے میں احتیاط:

فتویٰ نویسی کا کام جہاں عظیم الشان اور باعث اجر وثواب ہے وہاں اس کے ساتھ ساتھ انتہائی نازک بھی ہے، اگر مسئلہ درست بتایا تو اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو کر اجر وثواب کا مستحق ہوگا اور اگر خدانخواستہ مسئلہ غلط بتایا تو مستفتی کے عمل کا وبال بھی اسی پر ہوگا، اسی بناء پر فتویٰ دینے میں احتیاط بہت ضروری ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص بغیر حجت اور دلیل کے فتویٰ دے گا اس پر عمل کرنے والے کا گناہ بھی اسی مفتی پر ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ علم کو (آخری زمانہ میں) اس طرح نہیں اٹھالے گا کہ لوگوں (کے دل ودماغ) سے اسے نکال لے بلکہ علم اس طرح اٹھالے گا کہ علماء کو (اس دنیا سے) اٹھالے گا، یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا، تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے، ان سے مسئلے پوچھنے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے، لہذا وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

امام شعبی، حسن بصری اور ابوحسین تابعی رحمہم اللہ سے منقول ہے وہ لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ تم لوگ بعض مرتبہ ایسے مسئلہ کے بارے میں فتوی دیتے ہو کہ اگر اس جیسا مسئلہ حضرت عمر بن الخطابؓ کے سامنے پیش آتا تو وہ اس کا جواب معلوم کرنے کے لیے تمام اہل بدر کو جمع فرماتے اور اکیلے اپنی رائے پر اعتماد نہ فرماتے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ فرمایا کرتے تھے کہ ''اگر علم ضائع ہونے کا خوف اور اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے گرفت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ہرگز فتویٰ نہ دیتا کہ وہ عافیت میں ہو اور بوجھ مجھ پر ہو۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ منصب افتاء کی نزاکت کا خیال رکھتے ہوئے اس راہ میں پھونک پھونک کر قدم اٹھانا پڑتا ہے۔

''لاادری''

تحقیق اور تتبع اور تلاش کے بعد اگر مسئلہ کا حکم معلوم نہ ہو یا حکم معلوم ہو لیکن اس پر تشفی اور شرح صدر نہیں تو مفتی پر اس کا جواب دینا ضروری نہیں بلکہ مفتی صاف کہہ دے کہ مجھے اس کا جواب معلوم نہیں، اس طرح کہنے سے اس کی شان اور عزت ومرتبہ میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی، بلکہ اس سے شان اور بلند ہوگی، اس لیے کہ یہ قلبی طہارت، دینی قوت اور تقویٰ کی واضح دلیل ہے۔

یہ اصطلاح خود سرور کائنات جناب نبی اکرم ﷺ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام وفقہاء کرام سے مروی ہے، لہذا مسئلہ معلوم نہ ہونے کے باوجود اپنی طرف سے غلط سلط جواب دینے کی کوشش کرنا انتہائی غلط طریقہ بلکہ قرآن وسنت اور فقہاء کرام کے طرز عمل سے ناواقفیت بلکہ جہالت کی دلیل ہے، کیونکہ اسلاف کا یہ طرز عمل تھا کہ اگر انہیں مسئلہ معلوم ہوتا تو سائل کے سوال کا جواب دیتے اور اگر معلوم نہ ہوتا تو واضح طور پر کہہ دیتے کہ ہمیں یہ مسئلہ معلوم نہیں ہے۔

خصوصیات فتاوی ارشادالمفتین

(۱)　ہر مسئلہ کے ساتھ عربی حوالہ جات کا اہتمام کیا گیا ہے، تاکہ عربی کتب کی طرف رجوع کا ذوق پیدا ہو اور یہ اس فتاویٰ کی انفرادی خصوصیت ہے۔

(۲)　اکثر مسائل کے ساتھ متعدد معتبر کتب کے حوالہ جات دیے گئے ہیں تاکہ اگر ایک کتاب دستیاب نہ ہوتو دوسری اصل کتاب کی طرف رجوع ہوسکے۔

(۳)　اصول وکلیات کی وضاحت کے ساتھ ساتھ ہر مسئلہ کے ساتھ صریح جزیے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

(۴)　جن مسائل میں ہمارے ائمہ احناف سے متعدد اقوال مروی ہیں ان میں راجح اور مرجوح کی نشاندہی کی گئی ہے۔

(۵)　ایک حوالہ اگر دوبارہ آیا تو اس کو صراحتاً ذکر کیا گیا، صرف اس کی طرف اشارہ پر اکتفانہیں کیا گیا، تاکہ ڈھونڈنے میں آسانی ہو۔

(۶)　ہر مسئلہ کا حوالہ حاشیہ میں دینے کی بجائے مسئلہ کے جواب کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے تاکہ دلیل سمجھنے میں آسانی ہو۔

(۷)　اصل مسئلہ سمجھانے کے ساتھ ساتھ شعائر اسلام کا دفاع اور اہل السنۃ والجماعۃ حنفیہ کے مسلک کی صحیح راہنمائی کی گئی ہے۔

دعاؤں کا طلب گار

محمد حامد علی نفیسی

یکے از تلامذہ وخادمین حضرت مفتی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

خادم ومدرس جامعۃ الحمید عظیم آباد رائیونڈ روڈ لاہور

مایتعلق بالایمان والعقائد

قادیانی کومسلمان کرنے کا طریقہ:

(مسئلہ نمبرا)　قادیانی کومسلمان کرنے کا شرع متین کی روشنی میں کیا طریق کار ہے، وضاحت فرمائیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

قادیانی کومسلمان کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے سامنے قادیانی عقائد سے برأت وبیزاری کا اعلان کرکے دل سے بھی ان عقائد کا انکار کرے، اور واضح الفاظ میں حضرت محمد ﷺ کو خاتم النبیین تسلیم کرے نیز مرزا غلام احمد قادیانی کو جھوٹا، کافر اور مرتد کہے، اور مرزائیوں کے ہر دو گروہوں یعنی لاہوری اور قادیانی کو کافر کہہ کر کلمۂ شہادت بھی پڑھے۔

”قال فی شرح التنویر (وإسلامه أن یتبرأ عن الأدیان) سوی الإسلام (أو عماانتقل إلیه) بعد نطقه بالشهادتین و تمامه فی الفتح ولو أتٰی بهما علی وجه العادة لم ینفعه مالم یتبرأ بزازیة“......(الدرعلی الرد:۳/۳۱۳)

”قال فی رد المحتار تحت قوله (علی وجه العادة) أی بدون تبری قال فی البحر و أفاد باشتراط التبری أنه لو أتی بالشهادتین علی وجه العادةلم ینفعه مالم یرجع عماقال اذلایرتفع بهماکفره کذافی البزازیة وجامع الفصولین قلت وظاهره اشتراط التبرئ وان لم ینتحل دینااخربأن کان کفر بمجرد کلمة ردة والظاهر خلافه وإن اشتراط التبرئ فیمن انتحل دینااٰخر انما هو شرط لإجراء أحکام الدنیا“......(رد المحتار:۳/۳۱۳)

”و فی الخامس بهمامع التبرئ عن کل دین یخالف دین الاسلام بدائع وآخر کراهیة الدرر“......(درعلی رد المحتار:۳/۳۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دل میں کفریہ خیالات کا آنا:

(مسئلہ نمبر۲:)　جب میں دین کی باتیں یعنی جنت ودوزخ، آخرت اور زمین وآسمان کا تذکرہ سنتا ہوں تو سوچنے

لگتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح کرتا ہے کس طرح نہیں کرتا اور آج کل یعنی اس ہفتہ میں کفریہ سوالات ذہن میں ابھرتے ہیں یعنی مختلف مذاہب کے بارے میں کہ عیسائیت ٹھیک ہے یا یہودیت، اور جب میں نماز میں ہوتا ہوں تب میرے ذہن میں ایسے سوالات آتے ہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں ان خیالات سے پریشان نہیں ہونا چاہیے یہ ایمان کی علامت ہے کیونکہ آپ ان خیالات سے نفرت کرکے ان کی مدافعت کرتے ہیں۔

"عن أبی هريرةؓ قال جاء ناس من أصحاب رسول ﷺ إلى النبی ﷺ فسألوه إنا نجد فی أنفسنا مایتعاظم أحدنا أن يتكلم به قال اوقدوجد تموه قالوا نعم قال ذاک صريح الإيمان"......(مشكوة المصابيح: ١/ ١٩)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کا انکار:

(مسئلہ نمبر۳:) ایک آدمی حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں رفع الی السماء اور بعد از رفع حیات اور نزول کا منکر ہے، کیا وہ مسلمان ہے یا نہیں؟ ایک آدمی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بارے میں کہتا ہے کہ ان پر کوئی تہمت نہیں لگی یہ سارا واقعہ ان کی طرف غلط منسوب کیا گیا ہے ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

ایسا شخص کافر ہے۔

"وقولهم إنا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وماقتلوه وماصلبوه ولكن شبه لهم وإن الذين اختلفوا فيه لفی شک منه مالهم به من علم إلا اتباع الظن وماقتلوه يقينا بل رفعه الله إليه وكان الله عزيزا حكيما"......(النساء آية:١٥٧/ ١٥٨)

" عن أبی هريرةؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذی نفسی بيده ليوشكن أن ينزل فيكم ابن مريم حكماعدلا فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويفيض المال حتى لايقبله أحد حتى تكون السجدة الواحدة

خیرا من الدنیاومافیهاثم یقول أبو هریرة فاقرؤاإن شئتم وإن من أهل الکتاب إلالیؤمنن به قبل موته الآیة .متفق علیه“......(مشکوۃ شریف: ۴۹۱/۲)

” إن الذین جاء وابالإفک عصبة منکم لاتحسبوہ شرالکم بل ھو خیر لکم لکل امرء منهم مااکتسب من الإثم والذی تولی کبرہ منهم له عذاب عظیم ط لولاإذسمعتموہ ظن المؤمنون والمؤمنات بأنفسهم خیراوقالواھذاإفک مبین“...... (الجزء ۱۸ :آیت ۱۲/۱۱)

”(إن الذین جاء وابالإفک) والمرادبه ماأفک به الصدیقةام المؤ منین رضی الخ قیل فیفید القصر کأنه لاإفک إلاذالک الإفک وفی لفظ المجئی إشارة إلی أنهم أظهروہ من عند أنفسهم من غیر أن یکون له أصل اھ“......(روح المعانی:۱۱۱/۱۸)

” قالت (الصدیقة رضی)وأنزل اللہ تعالیٰ إن الذین جاء وابالإفک العشر الآیات ثم أنزل اللہ ھذافی برائتی اھ“......(بخاری شریف: ۵۹۶/۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیامسلمان کے لیےکلمہ پڑھناضروری ہے؟

(مسئلہ نمبر۴:) زید کہتا ہے کہ کلمہ پڑھنے سے آدمی مسلمان نہیں ہوتا صرف کردار پر جزاوسزا کا معیار ہےکلمہ تو غیر مسلم اورانڈیا کےاداکاربھی پڑھتے ہیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ ہر وہ شخص جوصدق دل سے تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہوتو ایسا شخص مسلمان ہے اوراقرار باللسان اجراءاحکام دنیوی کے لیےشرط ہےلہذا جوشخص عندالمطالبہ اقرار باللسان نہ کرےتو وہ یقیناً کافر ہے اورعدم مطالبہ کی صورت میں محض صدق دل سے مان لینے سے وہ شخص مسلمان کہلائے گا۔

”والایمان التصدیق بجمیع ماجاء به محمد ﷺ عن اللہ تبارک وتعالیٰ مماعلم مجیئه به ضرورة وھل ھو فقط او ھو مع الاقرار ؟ قولان فاکثر الحنفیة علی الثانی والمحققون علی الاول. والاقرار شرط اجراء احکام

الدنیابعد الاتفاق علی انه یعتقد متی طولب به أتی به فان طولب به فلم یقرفهو کفر عناد الخ“......(البحر الرائق: ۲۰۲/۵)

”وعندنالابد من الاقرار ایضاإماشطر او شرطاقال التفتازانی :إن الاقرارلو کان شرطالاجراء الاحکام فلابد ان یکون علی وجه الاعلان والاظهارللامام وغیره من اهل الاسلام...وفی المسایرة وجعل الاقرار بالشهادتین رکنامن الایمان هوالاحتیاط بالنسبة الی جعله شرطاخارجاعن حقیقة الایمان ثم أنه شرطاکان او شطرالابد منه عند المطالبة عند الکل فان طولب به ولم یقر فهو کافر کفر عنادوهو معنی ماقالوا:ان ترک العناد شرط فی الایمان کذاصرح به ابن الهمام رحمه الله تعالی“......(فیض الباری: ۱/ ۴۹، ۵۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

کیاایمان صرف توحیدورسالت کانام ہے؟

(مسئلہ نمبر۵:) ”سچاایمان واسلام نجات کی ضمانت“(رواہ مسلم)

اس حدیث میں توحیدورسالت کی شہادت اداکرنے کا مطلب حضورﷺ کی ایمانی دعوت کوقبول کرنا ہے اوراسلام کواپنادین بنانا ہےاسی طرح چندحدیثوں میں صرف کلمہ لاالٰہ الااللہ کےاقرار پر جنت کی بشارت دی گئی ہے اس کا مطلب بھی یہی ہے دراصل یہ مسلک حضورﷺ کی دعوت ایمان قبول کرنے اوراسلام کواپنادین بنالینے کے مشہورومعروف عنوانات ہےلہذاایمان سےصرف توحیدورسالت مرادہے یانہیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

ایمان صرف توحیدورسالت کانام نہیں بلکہ ایمان کی تعریف یہ ہے کہ تمام چیزوں کودل سے ماننا جوحضورﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سےلیکرآئے ہیں”التصدیق بجمیع ماجاء به النبی ﷺ“جس میں تمام ضروریات دین داخل ہیں توحید، رسالت، قیامت، ختم نبوت تمام رسول تمام آسمانی کتابیں تمام فرشتے اچھی بری تقدیروغیرہ اورضروریات دین میں سے ایک چیز کابھی انکارکردیناکفر ہے اس مسئلے کی پوری تفصیل کیلئے کتاب ”اکفار الملحدین“(ازعلامہ انورشاہ کشمیری)ملاخطہ ہو۔

(۱)"وهو(الایمان) هوتصدیق محمد صلی الله علیه وسلم فی جمیع ماجاء به عن الله تعالیٰ مماعلم مجیئه ضرورة"......(الدرعلی الرد:۳/۴ ۳۱)

"(قوله و هو تصدیق)معنی التصدیق قبول القلب واذعانه لماعلم بالضرورة أنه من دین محمد ﷺ ؛بحیث تعلمه العامة من غیر افتقار الی نظر واستدلال کالوحدانیة والنبوة والبعث والجزاء ووجوب الصلاة والزکاة وحرمة الخمر ونحوها"......(ردالمحتار:۳/۰ ۳۱)

(۲)"قال عامة الفقهاء والمتکلمین ،ان الایمان تصدیق بأمور مخصوصة علم کونهامن الدین ضرورة......والمراد من الضرورة مایعرف کونهامن دین النبی ﷺ بلادلیل ..... کالوحدانیةوالنبوة وختمهابخاتم الأنبیاء وانقطاعهابعده ،والبعث والجزاء وعذاب القبر"......(فیض الباری:۱/۴٦،٦۹)

"وصرح أیضابان ماکان من ضروریات الدین وهو مایعرف الخواص والعوام انه من الدین کوجوب اعتقاد التوحید والرسالة والصلوٰت الخمس واخواتهایکفر منکره ومالافلا"......(ردالمحتار:۱/۱ ۴۹)

"لکن صرح فی کتابه المسامرة بالاتفاق علی تکفیر المخالف فیماکان من اصول الدین و ضروریاته کالقول بقدم العالم ونفی حشر الاجساد ونفی العلم بالجزئیات"...... (ردالمحتار:۳/۳۳۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

کوئی مزاقاً کہے کہ میں مسلمان نہیں ہوں:

(مسئلہ نمبر٦:) ایک آدمی کوکوئی نماز کی دعوت دیتا ہےتو وہ آگے سے کہتا ہے کہ میں نماز نہیں پڑھتا، دوسرا آدمی وجہ پوچھتا ہے کہ تو کیوں نماز نہیں پڑھتا تو وہ آگے سے مذاقاً یہ کہتا ہے کہ میں مسلمان نہیں ہوں پھر بعد میں سمجھانے پر کہ یہ تو نے غلط الفاظ کہے ہیں ،اس سے آدمی ایمان سے خارج ہو جاتا ہےتو وہ دوبارہ اپنی غلطی کا اقرار کر لیتا ہے کیااس سے ایمان پر کچھ فرق پڑتا ہے نیز اس کے ایمان کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں یہ کلمہ کہنا کہ میں مسلمان نہیں ہوں یہ کلمہ کفر ہے اگرچہ کلمہ کفر مزاحا کہے لہذا ایسے شخص کے لیے تجدید ایمان کے ساتھ تجدید نکاح بھی ضروری ہے۔

"و من أتی بلفظة الکفر و ھو لم یعلم أنھاکفر الاأنه أتی بھاعن اختیار یکفر عند عامة العلماء خلافاللبعض و لایعذر بالجھل کذافی الخلاصة، الھازل أو المستھزئ اذاتکلم بکفر استخفافاو استھزاء و مزاحایکون کفراعند الکل وان کان اعتقادہ خلاف ذلک"......(الھندیة: ۲/۲۷۶)

"و من أتی بلفظة الکفر مع علمه أنھالفظة الکفر عن اعتقادہ فقد کفر و لو لم یعتقد أو لم یعلم أنھالفظة الکفر و لکن أتی بھاعلی اختیار فقد کفر عند عامة العلماء لایعذر بالجھل "......(التتارخانیة: ۵/۳۱۲)

"اذاأطلق الرجل کلمة الکفر عمدالکنه لم یعتقد الکفر قال بعض أصحابنالایکفر و قال بعضھم یکفر و ھو الصحیح عندی کذافی البحر الرائق"......(الھندیة: ۲/۲۷۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

جھوٹے مدعی نبوت کی نبوت پر زبردستی سے گواہی دینا:

(مسئلہ نمبر۷:) ایک جگہ پر دو آدمی رائے کمال احمد اور مقصود احمد نامی موجود تھے باتوں باتوں میں مقصود احمد نے کہا(جو کہ مرزائی تھا) کہ مجھے مرزائیوں کا نیا نبی مقرر کیا گیا ہے،اس پر رائے کمال احمد نے مقصود احمد سے یہ دعوی با قاعدہ تحریر کروایا اور رائے کمال احمد نے وہاں پر موجود دو آدمی سیف علی عدیل اور عون علی تارڑ سے بطور گواہ کے زبردستی دستخط کروالئے کہ واقعی مقصود احمد نامی آدمی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے،صورت مسئولہ میں ان دو آدمیوں نے نہ ہی اس کی نبوت کو تسلیم کیا ہے اور نہ ہی اس سے کوئی دلیل طلب کی ہے، آیا دونوں آدمی اس صورت میں توہین رسالت کے مرتکب ہوئے ہیں یا نہیں برائے کرم دلائل کی روشنی میں آگاہ کریں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مذکورہ میں اگران دوگواہوں کواس کے کفر پر گواہ بنادیا گیا ہوجیسا کہ سوال سے معلوم ہوتا ہے تو یہ کافر نہیں ہیں، کیونکہ کسی عمل پر گواہ بن جانا اس پر راضی ہونے کی دلیل نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

عذاب قبر برحق ہے:

(مسئلہ نمبر۸:) کیاعذاب قبرانہیں قبروں میں ہوتا ہے، ہر ایک کو ہوتا ہے یا جس کواللہ تعالیٰ کی مرضی ہوتی ہے اس کو ہوتا ہے۔

۲۔ عذاب قبر روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے یا صرف روح کو ہوتا ہے یا صرف جسم کو ہوتا ہے۔

۳۔ عذاب قبر کے بارے میں چاروں آئمہ کا کیا خیال ہے۔

۴۔ جوعذاب قبر کے منکر ہیں وہ کہتے ہیں کہ عذاب قبران قبروں میں نہیں ہوتا بلکہ اوپر کوئی قبر ہے جہاں عذاب ہوتا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

۵۔ عذاب قبر کے بارے میں جو احادیث ہیں وہ ٹھیک ہیں یا غلط اور کیا قرآن پاک میں بھی عذاب قبر کے متعلق ذکر ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ عذاب قبر برحق ہے اور اسی قبر میں ہوتا ہے جس میں میت کو دفن کیا جاتا ہے اور روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے اور اس پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے، البتہ معتزلہ اور روافض کا عقیدہ ہے کہ راحت وعذاب فقط روح پر ہے، جو اس کا منکر ہے وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہے، یہ سب احادیث سے ثابت اور درست ہے ان کو غلط کہنا غلطی ہے۔

”و ضغطة القبر حق الخ و عذابه أی ایلامه حق کائن للکفار کلهم أجمعین و بعض المسلمین أی عصاة المسلمین فقد ورد فی الحدیث أن القبر روضة من ریاض الجنة أو حفرة من حفرة النیران ، رواه الترمذی“......(شرح الفقه الاکبر: ۱۰۱)

”و لایرد تعذیب المیت فی قبره لأنه توضع فیه الحیاة عند العامة بقدر

مایحس بالألم و البنية ليست بشرط عند اهل السنة بل تجعل الحياة في تلك الأجزاء المتفرقة التي لايدركهاالبصر اه‘‘......(رد المحتار: ۱۴۳/۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

سماع موتی:

(مسئلہ نمبر۹:) گذارش یہ ہے کہ جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ مردہ دفن کیا ہوا انہیں آنکھوں اور انہیں کانوں کے ساتھ سنتا اور دیکھتا ہے جو شخص اس عقیدہ کا حامل ہے وہ اہل سنت والجماعت میں سے ہے یا اس سے خارج ہے؟ مہربانی فرما کر اس سوال کا جواب قرآن وسنت کی روشنی میں عنایت فرمائیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں سائل کی مراد احوال قبر و برزخ کو دیکھنا اور سننا ہو یا دنیا والوں کی بات سننا اور ان کو دیکھنا ہو دونوں دلائل کی روشنی میں ثابت ہیں لہذا یہ شخص اہل سنت والجماعت میں سے ہے۔

علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں:

’’والجمهور على عود الروح الى الجسد أو بعضه وقت السئوال على وجه لايحس به اهل الدنياالامن شاء الله تعالىٰ منهم‘‘......(روح المعاني: ۵۷/۲۱)

’’(و اعادة الروح) أى ردها أو تعلقها(الى العبد)أى جسده بجميع أجزائه أوببعضهامجتمعة أو متفرقة(في قبره حق)‘‘......(شرح الفقه الأكبر: ۱۰۰)

اور مشکوٰۃ صفحہ۲۶ میں ہے:

’’وعن البراء بن عازبؓ...... قال رسول الله ﷺ و يعاد روحه في جسده‘‘

ان تمام حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ عذاب اور ثواب اور سماع وغیرہ کے تمام احوال اسی دنیوی جسم کے ساتھ پیش آتے ہیں چنانچہ علامہ آلوسیؒ مذکورہ عبارت ’’والجمہور......الخ‘‘ ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

’’والحق أن الموتىٰ يسمعون في الجملة‘‘......(روح المعاني: ۵۷/۲۱)

’’وبمااخرج ابن عبد البر وقال عبد الحق الاشبيلي اسناده صحيح عن ابن عباس مرفوعامامن احد يمر بقبر اخيه المؤمن كان يعرفه في الدنيايسلم عليه الاعرفه ورد عليه‘‘......(روح المعاني: ۵۶،۵۵/۲۱)

”وبمافی الصحيحين من قوله علیه وسلم ان العبد اذاوضع فی قبره وتولی عنه أصحابه انه ليسمع قرع نعالهم“......(روح المعانی: ۲۱/ ۵۶)

” عن عائشةؓ قالت كنت أدخل بيتی الذی فيه رسول الله علیه وسلم و انی واضع ثوبی و أقول انماهو زوجی و أبی فلمادفن عمرؓ معهم فوالله مادخلته الا و أ نامشدودة علی ثيابی حياءً من عمرؓ. رواه أحمد“......(المشكوٰة المصابيح: ۱/ ۱۵۶)

”قال فی الاحياء: والمستحب فی زيارة القبور أن يقف مستدبر القبلة مستقبلا وجه الميت(الی أن قال)فيه دلالة علیٰ أن المستحب فی حال السلام علی الميت أن يكون لوجهه و أن يستمر كذلک فی الدعاء أيضاوعليه عمل عامة المسلمين“......(حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۲۱)

”وفی شرح اللباب للملاعلی القاریؒ ثم من آداب الزيارة ماقالوامن أنه يأتی الزائر من قبل رجلی المتوفی لامن قبل رأسه لانه أتعب لبصر الميت“......(ردالمحتار: ۱/ ۶۶۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

عقیدہ حیات النبی ﷺ:

(مسئلہ نمبر ۱۰:) (۱)(الف) کیا حضور اقدس ﷺ موت کے وارد ہونے کے بعد قبر مبارک میں زندہ ہیں؟

(ب) کیا یہ زندگی روح مع الجسم ہے یا صرف روحانی یا صرف جسمانی؟

(ج) اگر روح مع الجسم ہے تو جسم عنصری دنیاوی مراد ہے یا جسم مثالی؟

(د) قبر سے مراد کونسی قبر ہے علیین والی یا اسی دنیا میں روضۃ الاطہر والی؟

(۲) کیا زائرین کا صلوۃ وسلام آپ ﷺ خود سماعت فرماتے ہیں؟

(۳) اس کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟

اس بارے میں علماء دیو بند کا کیا عقیدہ ہے؟

الجواب باسم الملک الوہاب

ا۔حضور ﷺ اپنی قبر مبارک میں حیات ہیں۔

" نحن نؤمن ونصدق بانه ﷺ حتی یرزق وان جسده الشریف لاتأکله الأرض والاجماع علی ھذا."(القول البدیع: ص ۱۲۵)

یہ زندگی روح مع الجسم ہے اور جسم عنصری دنیاوی مراد ہے اور قبر سے مراد روضہ اطہر ہے۔

" ولاتقولوالمن یقتل فی سبیل الله أموات بل أحیاء ولکن لاتشعرون"(الآیة)

شہداء کی اس حیات کے بارے میں علامہ آلوسی فرماتے ہیں:

"فذھب کثیر من السلف الی أنھاحقیقة بالروح والجسد"(روح المعانی: ۲/۲۰)

تو جب شہدا کے لیے یہ حیات ثابت ہے تو انبیاء کے لیے تو بطریق اولی ثابت ہونی چاہیے، شہداء کی حیات عبارۃ النص سے ثابت ہے جب کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات دلالۃ النص سے ثابت ہے۔

" مات واذاثبت أنھم أحیاء من حیث النقل فانه یقویه من حیث النظر کون الشھداء أحیاء بنص القرآن والأنبیاء أفضل من الشھداء" (۶/۴۸۸)

اور ظاہر ہے اس سے جسم عنصری مراد ہے جیسا کہ القول البدیع کی عبارت سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے۔

۲۔قریب سے زیارت کرنے والوں کا صلوۃ وسلام آپ ﷺ خود سماعت فرماتے ہیں۔

"عن أبی ھریرةؓ قال قال رسول الله ﷺ من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیاأبلغته"(مشکوۃ: ۱/۸۸)

۳۔ علماء اہل سنت والجماعت کا بھی یہی عقیدہ ہے جو اوپر مذکور ہوا ہے اور علماء دیوبند اہل سنت والجماعت میں شامل ہیں، جیسے کہ المہند علی المفند میں مذکور ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

حضور ﷺ صلوۃ وسلام براہ راست سنتے ہیں:

(مسئلہ نمبر۱۱:) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس شخص کے بارے میں جو نہ نبی کریم ﷺ کو قبر میں زندہ مانے اور نہ نبی کریم ﷺ کے سلام سننے کا قائل ہو اور نہ ہی حضور ﷺ کو حاضر ناظر مانے اور نہ نبی کریم ﷺ پر صلوۃ وسلام

مثلاً یہ جو پڑھتے ہیں" الصلوة والسلام علیك یارسول الله" کے سننے کا قائل ہو جب کوئی نماز کی حالت میں " السلام علیك أیهاالنبی ورحمة الله وبركاته" کہے چاہے زمین کی آخری تہہ میں کھڑے ہو کر کہے، کہ سننے کا قائل ہو، اس کے بارے میں آپ کا فتوی کیا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

حیات فی القبر اور سماع سلام عند اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے اور نماز کا سلام بذریعہ ملائکہ پہنچتا ہے اور یہ اجماعی عقیدہ ہے، بنابریں جب یہ شخص اہل سنت والجماعت کے اجماعی عقیدے کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے یعنی حیات فی القبر کا منکر سماع السلام عند القبر کا منکر سلام نماز میں ہر جگہ سے براہ راست سننے کا قائل ہو تو یہ اہل سنت سے خارج اور بدعتی ہے، البتہ حضور ﷺ کو حاضر ناظر نہ ماننا درست ہے۔

"عن أبی هریرةؓ عن النبی ﷺ قال من صلی علیّ عند قبری سمعته و من صلی علی نائیاأبلغته"......(مشكوة: ۱/۸۸)

" والأحسن أن یقال أن حیاته ﷺ لایتعقبهاموت بل یستمر حیاوالأنبیاء أحیاء فی قبورهم.(هامش بخاری: ۱/۵۱۷) ومماهو مقرر عند المحققین أنه ﷺ حی یرزق ممتع بجمیع الملاذوالعبادات غیر أنه حجب عن أبصار القاصرین عن شریف المقامات ...... ینبغی لمن قصد زیارة النبی ﷺ أن یكثر الصلوة علیه فإنه یسمعهاوتبلغ الیه"......(مراقی الفلاح متن حاشیة الطحطاوی: ص ۶۴۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

منکرین عذاب قبر کا حکم:

(مسئلہ نمبر۱۲:) ایسے لوگوں کے بارے میں مفتیان عظام کیا فرماتے ہیں کہ ایک ایسا گروہ جو کہ راحت اور عذاب قبر کا کلی انکار کرتا ہے اس بارے میں حضور ﷺ کی صحیح حدیث کو نعوذ باللہ جھوٹی من گھڑت حدیث کہتا ہے، کیا یہ لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہیں کیا؟ ان کو کافر کہہ سکتے ہیں؟ کتاب وسنت کی روشنی میں جواب دے کر عند اللہ ماجور ہوں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

قبر کی راحت اور اس کا عذاب قرآن پاک میں موجود ہے، احادیث صحیحہ سے ثابت ہے، اہل سنت والجماعت کا اس پر اجماع ہے، البتہ معتزلہ جو کہ ایک گمراہ فرقہ ہے وہ اس کا انکار کرتا ہے اس لیے اہل سنت والجماعت کے اکابر نے اس فرقہ کو کافر کہنے میں احتیاط سے کام لیا ہے مگر یہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہے۔

”قال أهل السنة والجماعة عذاب القبر حق وسؤال منكر ونكير وضغطة القبر حق اھ“......(شامی: ۱/۶۱۰)

”وتجتمع فيه الأرواح وتزار القبور ويأمن الميت فيه من عذاب القبر ومن مات فيه أو فی ليلتة أمن من فتنة القبر وعذابه ولاتسجر فيه جهنم. اھ“
......(الدرعلی الرد: ۱/۶۱۰)

”ومن ينكر الشفاعة أو الرؤية أو عذاب القبر أو الكرام الكاتبين وأمامن يفضل عليافحسب فهو من المبتدعة“......(حلبی کبیری:۴۴۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

روح کی حقیقت:

(مسئلہ نمبر ۱۳:) کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قرآنی آیات کے مطابق روح ایک امر ربی ہے اس کی تفصیل کیا ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

روح ایک امر ربی ہے، مزید یہ کہ ایک لطیف ذات ہے جو ہوا کی طرح بدن میں ایسے سرایت کرتی ہے جیسے پانی درخت کی ٹہنیوں میں سرایت کرتا ہے روح نفس کی اصل اور اس کا مادہ ہے اور نفس مرکب ہے دو چیزوں سے روح اور روح کا بدن کے ساتھ اتصال سے۔

” قال ابن كثيرؒ فی تفسير قوله تعالیٰ(و يسئلونك عن الروح قل الروح من أمر ربی)ثم ذكر السهيلی الخلاف بين العلماء فی أن الروح هی النفس أو غيرهاو قرر أنهاذات لطيفة كالهواء سارية فی الجسد كسريان الماء فی عروق الشجر ......فحاصل مانقول أن الروح هی أصل النفس و مادتهاوالنفس

مرکبة منها ومن اتصالها بالبدن فهی من وجه لامن کل وجه و هذامعنی حسن والله أعلم“......(تفسیر ابن کثیر: ۱۸۰/۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

قبر میں کیا کیا سوال کئے جائیں گے؟

(مسئلہ نمبر۱۴:) ہمارے محلے کے مسجد کا امام اپنی تقریر میں یہ کہتا ہے کہ قبر میں صرف یہ سوال کیا جائے گا ”من نبیک“ کہ تمہارا نبی کون ہے، اس کے علاوہ اور کوئی سوال نہیں ہوگا، جو اس کا جواب دے گا وہ کامیاب ہوگا، ایسے امام کے متعلق کیا حکم ہے اور قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائیں کہ قبر میں کیا کیا سوال کئے جائیں گے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اس مسئلہ میں دونوں طرح کی روایات کتب احادیثِ صحاح وغیرہ میں بکثرت موجود ہیں، بعض میں اختصار ہے ان میں قبر کے اندر منکر نکیر کا سوال نبی کے متعلق مذکور ہے، جبکہ دوسری روایات میں تفصیل ہے ان میں ”من ربك من نبيك ، مادينك “ وغیرہ کے الفاظ مذکور ہے، اس دوسری قسم کی روایات کو دیکھتے ہوئے اہلسنت والجماعت کا عقیدہ یہی ہے کہ قبر میں سوال تینوں کے بارے میں ہوگا اور جب ان تینوں کا جواب صحیح طور پر دیا جائے گا تو چھٹکارا ہوگا، لہٰذا اس عقیدہ کی مخالفت کرنے والے کا یہ عقیدہ اہل سنت والجماعت کے عقائد کے خلاف اور کم علمی پر مبنی ہے۔

”وفی الحدیث عن أنس عن النبی ﷺ قال العبد اذاوضع فی قبره وتولی وذهب أصحابه حتی أنه لیسمع قرع نعالهم أتاه ملکان فأقعداه فیقولان له ماکنت تقول فی هذاالرجل محمدالخ.“......(بخاری: ۱/۱۷۸)

” وهذاالحدیث قدورد أیضاً فی کثیر من کتب الحدیث بألفاظ مختلفة اختلافاقلیلامنها“(البخاری: ۱/۱۸۴)(ومنهاالمشکوة المصابیح: ۱/ص ۲۵)(ومنها الترمذی: ۱/۳۳۲)(والنسائی : ۱/۲۸۸)

” وذکر الشیخ العلامة الآلوسی فی تفسیره تحت قوله تعالیٰ یثبّت الله الذین آمنوا.(الحدیث)وأخرج ابن أبی شیبة عن البراء بن عازب أنه قال فی الآیة التثبیت فی الحیوة الدنیااذجاء الملکان الی الرجل فی القبر فقالاله من ربک قال ربی الله قالاومادینک قال دینی الاسلام قال و من نبیک قال نبیی محمدﷺ(تفسیر روح المعانی:۱۳/۲۱۷)

" وهذاالحديث قد ورد أيضافى الكتب الآتية"

(منهاالتفسير المسمى بالجامع لأحكام القرآن: ۳۶۲/۹)

(النسائی: ۲۹۰/۱) (المشکوة: ۱/۱۴۴)(الترمذی: ۲۱۳/۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

کیا جہاد نہ کرنے والا کافر ہے؟

(مسئلہ نمبر ۱۵:) کیا ایسا شخص جس نے زندگی میں کبھی جہاد نہیں کیا باوجود اس کے کہ جہاد فرض عین ہو چکا ہے لیکن اس نے اس بات کو یعنی ترک جہاد کو سخت گناہ سمجھا اور اپنی کمزوری سمجھا، کیا صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم)، مجتہدین، آئمہ کرام کے نزدیک ایسا شخص دوزخ سے نکل کر ایک دن جنت میں جائے گا یہ سوال اس شخص کے بارے میں ہے جس نے کسی شرعی حکم کا انکار نہیں کیا اور سچے دل سے حضور ﷺ کی رسالت اور باتوں کی تصدیق کی جو ضروری تھیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں یہ شخص چونکہ مسلمان ہے اور جہاد کا انکار بھی نہیں کرتا اور جہاد میں شریک نہ ہونے پر نادم بھی ہے لہذا اس شخص کا اگر خاتمہ بالایمان ہوا تو ایک وقت جنت میں ضرور داخل ہوگا۔

"و ماكان من السيئات دون الشرك والكفر و لم يتب عنهاحتىٰ مات مؤمنافانه فى مشيئة الله تعالىٰ ان شاء عذبه و ان شاء عفاعنه و لم يعذبه بالنار ابدا(و ماكان من السيئات)أى المعاصى جميعا(دون الشرك)أى الاشراك خصوصا(و الكفر)أى عموما(و لم يتب عنها) أى عن السيئات صغيرها و كبيرهادون مااستثنىٰ منها(حتىٰ مات مؤمنا) أى غير تائب(فانه فى مشيئة الله تعالىٰ) أى تحت تعلق ارادته سبحانه بعذابه عليهاأو عفوه عنهاكمابينه بقوله(ان شاء عذبه) أى بعدله على قدر استحقاق عقابه(و ان شاء عفاعنه) أى بفضله و لو وقع شفاعة فى بابه(ولم يعذبه بالنار ابدا) بل يدخله الجنة و يجعله فيهامخلدا"......(شرح ملاعلى القارى على الفقه الأكبر: ۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

عیسائیت کے فارم پر دستخط کرنا:

(مسئلہ نمبر۱۶:) زید بسلسلہ روزگار بیرون ملک مقیم ہے چنانچہ بیرون ملک نیشنلٹی (شہریت) حاصل کرنے کے لیے کاغذی شادی (پیپر میرج) ضروری ہے، اس لیے زید نے نیشنلٹی حاصل کرنے کے لیے ایک عیسائی لڑکی سے پیپر میرج کی ہے، حال یہ ہے کہ زید پاکستان میں شادی شدہ ہے، پیپر میرج کرتے ہوئے جس فارم پر دستخط دولہا سے کرواتے ہیں اس میں یہ شرط ہے کہ شادی کرنے والا یہ اقرار کرتا ہے کہ وہ عیسائی ہے۔

جواب طلب امور یہ ہے:

۱۔ کہ زید کا سابقہ نکاح اس فعل سے برقرار ہے یا نہیں؟

۲۔ جب کہ زید کا کہنا ہے کہ اس کی نیت پیپر میرج پر دستخط کرتے وقت صرف نیشنلٹی حاصل کرنا تھی، اب بھی اس وقت بھی وہ مذہب اسلام کو دل سے اچھا سمجھتا ہے؟

۳۔ زید کا اس فعل کی وجہ سے اسلام باقی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

عیسائیوں کا فارم پر کرنا اپنے کفر وارتداد پر دستخط کرنا ہے، جہاں تک معاشی مسئلے کا تعلق ہے تو معاش کی خاطر ایمان کو فروخت نہیں کیا جاسکتا، چونکہ یہ شخص عیسائیت کے فارم پر دستخط کر چکا ہے اس لیے کفر پر راضی ہو چکا ہے، کیوں کہ یہاں کوئی شرعی اکراہ نہیں، اس لیے اس کا سابقہ نکاح ٹوٹ چکا ہے، اس کے بیوی بچوں کو چاہیے کہ اس سے قطع تعلق کر لیں اور اگر یہ تائب ہو جائے تو اس کو اپنے ایمان کی بھی تجدید کرنی چاہیے اور نکاح بھی دوبارہ پڑھوانا ضروری ہے۔

"لأنه رضی بکفر نفسه والرضابکفر نفسه کفر بلانزاع"......(البزازیة علی هامش الهندیة: ۳۲۶/۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مرتکب کبائر مسلمان جنت میں جائے گا؟

(مسئلہ نمبر۱۷:) ایک شخص نے اپنی پوری زندگی میں خوب گناہ کئے ہیں مثلاً جھوٹ بولنا، قتل کرنا، کسی کا مال کھانا اور کسی دین کے فرض پر عمل نہ کرنا مثلاً نماز، روزہ، جہاد جب فرض عین ہو جائے وغیرہ وغیرہ، مگر ان تمام گناہوں کو گناہ سمجھ کر کرنا اور حضور اکرم ﷺ کو صدق دل سے اللہ تعالیٰ کا نبی سمجھنا اور تمام ضروری باتوں کا اقرار

کرنا اور جب ایسے شخص کو موت آئے تو اسی حالت میں آئے، اور توبہ کرنے کی توفیق نہ ہو، کیا سب صحابہ، مجتہدین، آئمہ کرام کے نزدیک ایسا شخص ایک نہ ایک دن ضرور جنت میں جائے گا یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

یہ بات واضح ہے کہ کسی گناہ کو گناہ سمجھ کر کرنے سے انسان اسلام سے خارج نہیں ہوتا اور اس مسئلہ پر پوری امت کا اجماع ہے اور یہ بھی اصول ہے کہ کوئی انسان مرنے سے پہلے توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے اور جو بغیر توبہ کے فوت ہو جائے تو پھر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کو بغیر عذاب کے جنت میں داخل کر دے یا عذاب دے کر جنت میں داخل کرے۔

”ولانکفر بضم النون وکسر الفاء مخففاو مشددا:ای لاننسب الی الکفر مسلمابذنب من الذنوب أی بارتکاب معصیة وإن کانت کبیرة ای کمایکفر الخوارج مرتکب الکبیرة اذالم یستحلهاای لکن إذالم یکن یعتقد حلهالأن من استحل معصیة قد ثبت حرمتهابدلیل قطعی فهو کافر ولایزیل عنه اسم الإیمان ای ولانسقط عن المسلم بسبب ارتکاب کبیرة وصف الإیمان کمایقوله المعتزلة حیث ذهبواالی أن مرتکب الکبیرة یخرج عن الإیمان ولایدخل فی الکفر اه“......(الفقه الأکبر: ص ۷۱)

” وقال أیضا:أجمع أهل السنة أن الکبائر لایکفرهاإلابالتوبة“......(الدر المختار: ۵۶/۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

نظریہ ڈارون اور دیگر غلط نظریات کو ترویج دینے والے شخص کا حکم:

(مسئلہ نمبر۱۸) ان عبارات کا قائل اور رضا مندی کے ساتھ پڑھنے پڑھانے والے شخص شرع میں کیا حکم رکھتا ہے، نیز ان عبارات کی ترویج واشاعت کی کوشش کرنے والا عندالشرع کیسا ہوگا؟

۱۔ آثار یہ بھی ظاہر کر رہے ہیں کہ طبی تحقیقات کا نتیجہ ایک دن موت کے حتمی خاتمہ کی شکل میں نمودار ہوگا۔

۲۔ کبھی کئی کئی خاندان اکٹھے رہا کرتے تھے، وہ زمانہ بھی آیا جب خاندان سے مراد خاوند بیوی سے آزاد اور بیوی، خاوند سے لاپرواہ ہو، کوئی اپنی حال میں مست نظر آنے لگا، مستقبل میں ان رجحان میں تیزی سے تبدیلی آنے

کا امکان ہے، ممکن ہے آہستہ آہستہ ہم ہی لوگ نوری مخلوق، جن یا فرشتہ بن جائیں گے، آخر انسان کی موجودہ شکل بھی تو صدیوں کا فاصلہ طے کر کے یہاں تک پہنچی ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حیاتیاتی ارتقاء کے بارے میں ڈارون کا نظریہ جاری وساری رہے گا (ڈارون کے نزدیک انسان بندر کی ارتقائی شکل ہے)

۳۔ جس طرح ماضی کے مقابلے میں آج کا جدید معاشرہ زیادہ علم رکھتا ہے اسی طرح مستقبل میں معرض وجود میں آنے والے معاشروں میں علم اور بھی زیادہ وسیع ہوگا۔

۴۔ عالمی معاشرہ میں جنسی تفریق کو معتبر نہیں سمجھا جاتا، مرد اور عورت ہر لحاظ سے برابر حیثیت کے مالک قرار دئے گئے ہیں۔

۵۔ اقوام متحدہ خوش قسمتی سے عالمی معاشرہ کو ترقی وفلاح کے لیے ایک ایسے ادارے کی مرکزی قیادت بھی میسر آ گئی ہے جو دوسابقہ صدیوں کے معاشروں کو دستیاب نہیں تھی۔

۶۔ موجودہ معاشرہ میں وحدت، فکر وعمل بین الاقوامی سطح پر موجود آج اقوام متحدہ کا وجود بہت بڑی نعمت ہے۔

۷۔ سائنسدان نے اپنے علم اور صوفیوں نے اپنے عرفان میں دوسرں کو شریک کیا تو عوام الناس میں انہوں نے گھر کیا ان کے خیالات بدلے، دقیانوسیت ختم ہوئی، جدیدیت پیدا ہوئی، گمراہی تمام ہوئی علم وعرفان کا نور پھیلا، ظلمت دم توڑ گئی ایمان کا پھریرا لہرایا اور لحہ بہ لحہ ہر طرف یہ احساس دلوں میں جاگزیں ہوا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے شہادت کے ذریعے اور تجربہ کی وساطت سے اللہ تک پہنچنے کا زمانہ یہی موجودہ زمانہ ہے گزشتہ زمانوں میں ولی مرشد کامل اور نبی لوگوں کو اللہ پر ایمان بالغیب کی تلقین کرتے تھے۔

۸۔ موجودہ دور کا انسان خواہ وہ کہیں پر رہائش رکھتا ہے بہر حال تمام گزشتہ تمدنوں کے باسیوں سے کہیں زیادہ باعلم ہے، باعلم ہونے کی یہی خاصیت موجودہ عالمی معاشرہ کا پہلا وصف ہے۔

۹۔ آج کا انسان قناعت پسندی کو ایک دقیانوسی تصور خیال کرتا ہے۔ تقدیر کا نصب العین اپنی افادیت کھو چکا ہے، اب موجودہ معاشرہ اسی بات کا قائل ہے کہ انسان خود اپنی تقدیر کا مالک ہے، گزشتہ معاشروں میں انسان نے خواب دیکھا تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا، مگر آج کا انسان خوابوں کی تعمیر کا قائل ہے۔

۱۰۔ موجودہ معاشرے میں رہنے والا انسان ماضی کے ہر معاشرہ میں رہنے والے ہر انسان سے زیادہ باعلم ہے۔

۱۱۔ ایک زمانہ تھا کہ حق وباطل میں حد امتیاز قائم کرنے کے لیے مجاہدین شمشیر بکف ہو کر میدن کارزار میں اترتے تھے یہ طریقہ کار اس زمانہ کی روح عصر تھا، یہ عصر آج کی دنیا میں فرسودہ قرار پائے گی حق وباطل میں تمیز کا معیار موجودہ دور میں دلائل کی قوت ہے، دلائل کے دور میں شمشیر زنی جہالت کی نشانی تصور ہوگی۔

۱۲۔ ہمارے غیر مسلم بھائی مسلمانوں کے تہواروں کی خوشی میں شریک ہوئے ہیں ان کے اپنے تہوار بھی ہوتے ہیں مثلاً عیسائی ۲۵/دسمبر کو حضرت عیسی کا یوم ولادت مناتے ہیں اس کے علاوہ ایسٹر کا تہوار کافی مشہور ہے، ہندوؤں اور سکھوں کے بھی اپنے مذہبی تہوار ہوتے ہیں مسلمان اپنے غیر مسلم بھائیوں کی خوشیوں میں برابر شریک ہوئے ہیں۔

۱۳۔ چارٹر کی رو سے اقوام متحدہ کے بنیادی مقاصد کا لب لباب یہ ہے کہ نسل، رنگ یا مذہب کی بنا پر تفریق کو ختم کرنا۔

۱۴۔ درحقیقت انسان سب سے کمتر جانور ہے اور بندر اعلی مخلوق میں شامل ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

ان عبارت کا قائل اور تبلیغ وترویج کرنے والا شخص ضال ومضل ہے، یعنی خود بھی گمرہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے/اور اگر ان عبارات پر بغیر کسی تاویل کے یقین رکھتا ہوتو اسلام سے خارج ہے۔

"قال الله تبارک تعالی: واذقال ربک للملئکة انی خالق بشراً من صلصال من حماٍ مسنون"......(الآیةسوره حجر ۲۸)

"خلق الانسان من صلصال کالفخار o وخلق الجان من مارج من نار o (سورة الرحمن: آیت ۱۴، ۱۵)

"اذ قال ربک للملئکة انی خالق بشراً من طین فاذاسویته ونفخت فیه من روحی فقعواله سجدین o (سورة ص: آیت ۷۱، ۷۲)

"قال یاابلیس مامنعک ان تسجد لماخلقت بیدی"(سوره ص: آیت ۷۵)

"عن ابی هریرة عن النبی ﷺ قال خلق الله اٰدم علی صورته طوله ستون ذراعافلماخلقه قال اذهب فسلم علی اولئک نفر من الملئکة جلوس فاستمع مایحیونک فانهاتحیتک وتحیة ذریتک فقال السلام علیکم فقالواالسلام علیکم ورحمة الله فزادوه ورحمة الله وکل من یدخل الجنة علی صورة اٰدم فلم یزل الخلق ینقص بعد حتی الاٰن"......(بخاری شریف: ۲/ ۹۱۹، ۹۲۰)

"ثم ان کانت نیة القائل الوجه الذی یمنع التکفیر فهو مسلم، وان کانت نیة الوجه الذی یوجب التکفیر لاتنفعه فتوی المفتی ویؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلک وتجدید انکاح بینه وتین امرأته"......(الفتاوی التتارخانیة: ۵/ ۳۱۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

اذان کو بکواس کہنے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۱۹:)　ایک شخص نے مؤذن کے متعلق جو پانچ وقت جامع مسجد میں اذان دیتا ہے چھ یا سات دفعہ میرے سامنے کہا کہ "یہ مؤذن صبح کے وقت زیادہ بکواس کرتا ہے، جس سے میری نیند میں خلل آتا ہے اس کو منع کرو کہ صبح کے وقت اذان نہ دیا کرے"

پوچھنا یہ ہے کہ اس شخص کا شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال جس شخص نے اذان فجر کے بارے میں ایسے گستاخانہ کلمات کہے ہوں وہ کافر ہوگیا، اس شخص کو چاہیے کہ فوراً اپنے ان کلمات سے توبہ کرکے تجدید ایمان وتجدید نکاح کرے۔

"فی التخییر مؤذن أذن فقال رجل "ایں بانگ غوغااست "یکفر إن قال علی وجه الإنکار وفی الفصول ولوسمع الأذان فقال هذاصوت الجرس یکفر کذافی التتارخانیة"......(الهندیة: ۲/ ۲۶۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

منکر نکیر کے سوالات سے منکر کی امامت:

(مسئلہ نمبر ۲۰:)　ایک ایسا شخص جو میت سے منکر نکیر کے سوالات اور عذاب قبر کے متعلق تمام احادیث کا انکار کررہا ہے کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے کیا ایسے شخص کا عقیدہ قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال یہ شخص ضال ومضل ہے ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں ہے، یہ معتزلہ، کرامیہ اور روافض کا عقیدہ ہے، لہٰذا شخص مذکور کو معزول کرکے صالح شخص کو امام بنایا جائے۔

"قوله ویامن المیت من عذاب القبر الخ) قال أهل السنة والجماعة عذاب القبر حق وسؤال منکر ونکیر وضغطة القبر حق"......(ردالمحتار: ۱/ ۶۱۰)

"لایرد تعذیب المیت فی قبره لأنه توضع فیه الحیاة عند العامة بقدر مایحس بالألم والبنیة لیست بشرط عند أهل السنة بل تجعل الحیاة فی تلک الأجزاء المتفرقة التی لایدرکهاالبصر"......(ایضا: ۳/ ۱۴۳)

"لو قال " لاأعترف عذاب القبر " فهو كافر"......(التاتارخانية: ۵/ ۳۴۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

قبرستان میں مردوں کوسلام کرنا:

(مسئلہ نمبر۲۱:) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مشہور ہے کہ جب قبرستان یا کسی قبر پر جاؤتو"السلام علیکم یااهل القبور" کہوقبروالےلوگ آپ کا سلام سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں، قرآن کے مطابق یہ بات صحیح نہیں لگتی، براہ کرم وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

۱. "عن بريدة قال كان رسول الله ﷺ يعلمهم إذاخرجوالى المقابر "السلام عليكم اهل الديار من المؤمنين والمسلمين وإناإن شاء الله بكم لاحقون نسأل الله لناولكم العافية"......(مشكوة: ۱/ ۱۵۶)

۲. "كيف اقول يارسول الله تعني؟ في زيارة القبور قال قولي "السلام على اهل الديار من المؤمنين والمسلمين ويرحم الله المستقدمين مناوالمستأخرين وإناإن شاء الله بكم لاحقون"......(ايضا)

جمہور علمائے اہل سنت والجماعت اور علمائے دیوبند کثر اللہ جماعتہم کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ مردے اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور قبر پر حاضر ہونے والے شخص کا سلام بھی سنتے ہیں اور کلام بھی، بصراحتِ حدیث قبر پر آنے والوں کی جوتی کی آہٹ بھی سنتے ہیں، مردوں کے قبر میں زندہ ہونا قرآن کریم کے خلاف نہیں، بلکہ متعدد روایات صحیحہ سے ثابت ہیں جو کہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں، چنانچہ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

"وسماع الميت للأصوات من السلام والقرأة حق"

مردہ کا سلام اور قرأت کی آوازوں کا سننا حق ہے۔(اقتضاء الصراط المستقیم:ص:۱۸۱)

اور علامہ سید محمود آلوسیؒ حنفی فرماتے ہیں:

"والحق أن الموتى يسمعون في الجملة"

حق بات یہ ہے کہ مردے فی الجملہ سنتے ہیں۔

اسی لیے شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں:

"قال العبد الضعیف عفاالله عنه والذی تحصل لنامن مجموع النصوص والله اعلم أن سماع الموتی ثابت فی جملة بالاحادیث الکثیرة الصحیحة"

......(فتح الملهم ۲/ ۴۷۹)

"بندہ ضعیف (اللہ تعالیٰ کی ان لغزشوں سے درگزر کرتے ہوئے) کہتا ہے کہ جو چیز ہمیں مجموعہ احادیث سے حاصل ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ سماع موتی فی الجملہ احادیث کثیرہ صحیحہ سے ثابت ہے۔"

اسی طرح ابن حجر عسقلانیؒ اور حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ صاحب فرماتے ہیں۔

"أقول والأحادیث فی سماع الأموات قد بلغت مبلغ التواتر" ......(فیض الباری: ۲/۴۶۷)

میں کہتا ہوں کہ مردوں کے سماع کی حدیثیں تواتر کے درجہ پر پہنچی ہوئی ہیں۔"

اسی طرح دوسرے مقام پر بھی فرماتے ہیں:

"ظاهر حدیث الباب وغیره من کثیر الاحادیث یدل علی سماع الموتی"......

(العرف الشذی علی جامع الترمذی: ۱/ ۳۲۹ مطبوعه مکتبه رحمانیه لاهور)

حدیث کا ذخیرہ سماع موتی پر دلالت کرتا ہے،"

علامہ ابن کثیرؒ سماع موتی پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"والسلف مجموعون علی هذاوقد تواترت الآثار عنهم بأن المیت یعرف بزیارة الحی له یستبشر الخ"

"اور سلف صالحین کا اس بات پر اجماع ہے اور بلا شبہ تواتر کے ساتھ ان سے مروی ہے کہ مردہ اس زندہ کو جو اسکی زیارت کرتا ہے پہچانتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہے۔"

اسی طرح علامہ ابن القیمؒ اپنے مشہور قصیدہ نونیہ میں لکھتے ہیں۔

"من زار قبر اخ له فاتی بتسلیم علیه وهو ذوایمان

رده اله علیه حقا روحه حتی یرد رد بیان"

"جس شخص نے اپنے کسی مؤمن بھائی کی قبر کی زیارت کی اور سلام کہا؛ تو پروردگار یقینی طور سے اس پر روح کو لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ واضح بیان سے اس کا جواب لوٹا دیتا ہے"

(قصیدہ نونیہ: ۱۴۵)

توان جملہ روایات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مردے اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور قبر پر حاضر ہونے والوں کے کلام کو نہ صرف سنتے ہیں بلکہ جواب بھی دیتے ہیں اگر چہ حاضر ہونے والا اس جواب کے الفاظ نہیں سن سکتا، اِلا ماشاء اللہ اور یہی قول امام اعظم ابوحنیفہؒ کا ہے کہ مردے اپنی قبروں میں سنتے ہیں جیسا کہ علامہ سمہودیؒ نے اس کی صراحت کی ہے۔

”والمحقق أن أباحنيفة لاينكر سماع الأموات“(وفاء الوفاء للسمهودى)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز سے استہزاء کرنا:

(مسئلہ نمبر۲۲:) کیا فرماتے علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کو کھڑا کر کے مزاحاً نماز پر کھڑا کر دیتے ہیں پھر مختلف قسم کے مسخرے اڑاتے ہیں، کبھی نماز توڑتے ہیں کبھی بے وضو شروع کر دیتے ہیں، تاکہ لوگوں کو ہنسایا جائے، اسی طرح نماز کے استہزاء اور مسخرے کا شرع شریف میں کیا حکم ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

شریعت مقدسہ میں اسلام کے سنت اور مستحب عمل کا استخفاف اور استہزاء بھی باعث کفر ہے، (نعوذبالله من ذلك) اور سوال مسئولہ میں ایک اعلیٰ رکن اسلام نماز کا تمسخر کیا گیا ہے، لہذا یہ تو بطریق اولیٰ کفر ہے، ان ڈرامہ کرنے والوں اور ڈرامہ پر جمع ہو کر خوش ہونے اور ہنس کر دیکھنے والوں سب کا ایک حکم ہے کہ رضاء الکفر کفر فقہاء کرام کا ایک کلیہ قضیہ ہے۔

”وكذاالاستهزاء مع الشريعة.؟تو رهتك رنگ من امارات تكذيب الانبياء عليهم السلام“......(شرح فقه اكبر لملاعلى قارى: ١٨٢)

”إذاوصف الله تعالىٰ بمالايليق به أو سخراسم من أسمائه تعالىٰ أو بأمر من أوامره أو أنكر وعداووعيدايكفر“......(بزازيةعلى هامش الهندية : ٣٢٣/٦)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

سائنس اسلام کی نظر میں:

(مسئلہ نمبر۲۳:) امریکی خلاباز چاند پر پہنچ گئے ہیں، جبکہ سائنس اور اسلام میں درج ذیل تفاوت پایا جاتا ہے۔

سائنس کے رو سے آسمانوں کا کوئی وجود نہیں، بلکہ حد نظر ہے اور بلندی ہی مقصود ہے نیز چاند آسمان تلے معلق ہے، اس کے علاوہ چاند بذات خود روشن نہیں، جبکہ آیت کریمہ میں صاف ذکر کیا گیا ہے کہ چاند روشن پیدا کیا گیا ہے، لہذا اگر امریکی خلابازوں کا چاند پر جانا اور پہنچ جانا مان لیا جائے تو پھر ان کا نظریہ صحیح اور قرآن کا مقصد غلط ثابت ہوگا......؟ وضاحت فرمائیں، اگر چاند روشن ثابت ہو تو کیا اس کی روشنی میں تپش بھی ہے اور آدمی کو جلانے کی صلاحیت بھی رکھتی ہے یا نہیں، سائنس کے رو سے شہاب ثاقب زمین پر گرتے ہیں لیکن اکثر چاند میں گر کر جمع ہوتے ہیں اور چاند پر اکثر زلزلے انہیں شہاب ثاقب کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ امریکی خلابازوں نے دعوی کیا ہے کہ انہوں نے وہاں زلزلے ریکارڈ کئے ہیں، اس کے برعکس شہاب ثاقب کے بارے میں قرآن میں صاف ذکر کیا گیا ہے کہ کن کن مقاصد کے لیے استعمال کئے جاتے ہیں، اگر امریکی انسان کا چاند پر جانا مانا جائے تو پھر شہاب ثاقب کی وجہ سے وہاں کے زلزلے بھی صحیح ہوں گے، اور نعوذ باللہ قرآن کا حکم غلط ہو جائے گا، بمطابق رسالہ الحق اسلام میں ایسا کوئی ذکر نہیں کہ ستاروں تک پہنچنے میں آسمانوں سے گزرنا پڑتا ہے، اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ستارے آسمان کے تلے ہیں، لیکن آیت کریمہ میں ہے کہ آسمانوں کو میں نے ستاروں سے زینت دی ہے، کسی چیز کی کسی دوسری چیز سے زینت اس وقت ہو سکتی ہے جبکہ وہ چیزیں اس میں منسلک ہوں وضاحت بیان فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

آپ نے سوال میں جو سائنسدانوں کا آسمان سے انکار نقل کیا ہے، اگر واقعتاً انکار کیا ہو تو اس کے لیے ان کے پاس اور کوئی دلیل نہیں ہوگی، سوائے اس کے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں کافی جستجو اور تفتیش کے بعد بھی آسمانوں کا کوئی پتہ نہ چلا اور یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ کسی چیز کا کسی کے علم میں نہ آنا اس کی موجود نہ ہونے کی دلیل نہیں، جیسے کہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کو قدیم سائنسدان نہیں مانتے تھے مثلاً الفاظ کا فضا میں موجود ہونا، وہ نہیں مانتے تھے مگر جدید سائنسی تجربوں ریڈیو، وائرلیس کے ذریعہ اس کو غلط ثابت کیا۔

۲۔ آپ نے لکھا ہے کہ سائنسدان چاند کو آسمان کے تلے معلق مانتے ہیں اور چاند کو بالذات روشن نہیں مانتے بلکہ بواسطہ سورج کے روشن مانتے ہیں، یہ دونوں باتیں اسلام کے خلاف نہیں، اور جس آیت کریمہ کا تم حوالہ دے چکے ہو، اس سے کبھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ چاند آسمان سے پیوست ہے اور بذات خود وشن ہے، آیت کریمہ کے الفاظ، ترجمہ، تفسیر درج ذیل ہے، آیت کریمہ کے الفاظ یہ ہیں:

"تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیها سراجا وقمرا منیرا"، (پ ۱۹ ،سورۃ الفرقان)

ترجمہ:'' برکت والا ہے وہ ذات جس نے آسمان مین برج پیدا فرمائے، اور پیدا فرمایا اس میں چراغ (سورج) اور چاند روشن کرنے والا۔''

تو اس آیت سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ یہ چیزیں آسمان کے احاطہ میں ہیں، یہ ہرگز معلوم نہیں ہوتا کہ اس میں مرکوز ہیں یا اس کے ساتھ متصل بلاواسطہ، اور آسمان کے ساتھ معلق ہے، دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ چاند دنیا کو روشن کرنے والا ہے، یہ ہرگز معلوم نہیں ہوتا کہ چاند بذات خود روشن ہے، یا کسی اور چیز سے روشنی لیکر دنیا کو روشن کرتا ہے، لہذا امریکی خلابازوں کا چاند تک پہنچ جانے سے قرآن کریم پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

۳۔ شریعت مطہرہ نے چاند میں تپش ہونے یا نہ ہونے سے بحث نہیں کی ہے، بلکہ قرآن کریم نے اس قسم کے سوالات کو بے کار سمجھ کر علی اسلوب الحکیم فوائد سے جواب دیا ہے، جیسا کہ قرآن کریم پ۲، سورہ بقرہ میں اللہ کریم فرماتے ہیں:

''ویسئلونک عن الأھلة قل ھی مواقیت للناس والحج ''......(سورہ بقرہ : الآیة/ ۱۸۹)

ترجمہ: (اے نبی) آپ سے ہلال (چاند) کی حقیقت پوچھتے ہیں (ان سے) کہدو کہ یہ تو لوگوں کے معاملات اور حج کے اوقات بتلانے کے لیے ہیں''۔

تفسیر: ''بعض لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہلال کے متعلق سوال کیا کہ اس میں کیا ہے، کہ ابتدائی راتوں میں چاند باریک خمدار ہوتا ہے، پھر آہستہ آہستہ بڑھ جاتا ہے، اور گھٹنے لگتا ہے اور آخر پھر وہی باریک خمدار رہ جاتا ہے، چونکہ مسئلہ علم ہیئت سے متعلق تھا جس کے سمجھنے کی ان ان پڑھ لوگون کو لیاقت نہ تھی، مفت الجھن میں پڑ جاتے اس لیے اس سے اعراض کر کے جو ہلال کا فائدہ تھا وہ بتلا دیا، کہ یہ لوگوں کے معاملات اور اوقات بتاتے ہیں، اس جواب سے دو باتوں کی تعلیم ہوگئی، اول یہ کہ جن اشیاء کے حقائق واسرار سمجھنے کی لیاقت نہ ہو ان سے سوال کر کے اپنا اور مجیب کا وقت ضائع نہ کرنا چاہیے بے کار باتوں میں مصروف ہونا تضیع اوقات ہے دوم یہ کہ اگر کوئی اس قسم کا سوال کرے بھی تو جہاں تک اس کے مفید مدعا ہو، بتلا دینا چاہیے زجز وتوبیخ کرنا خلاف اخلاق ہے۔''

(از تفسیر حقانی ۳/ ۳۴)

۴۔ اس سوال کا جواب وہ ہے جو جواب سوال نمبر ۳ کا ہے۔

۵۔ رسالہ الحق آپ نے شاید غور سے دیکھا نہیں یا پھر اس کے مضمون کی حقیقت کو آپ سمجھے نہیں، ورنہ آپ کے اس اعتراض کا جواب الحق میں صاف موجود ہے اس کو دوبارہ غور سے دیکھیں۔

نوٹ: ایک پاکستانی ہفتوار اخبار نے (شعبان: ۱۴۳۰ھ) انگریزی میگزین کے حوالہ سے یہ لکھا تھا کہ امریکہ کے خلابازوں کا چالیس سالہ قدیم (چاند پر قدم رکھنے کا) دعوی جھوٹا ثابت ہوا، جس میں جدید محققین نے ان کے دعوے کو جھوٹ ثابت کرنے کے لیے دس دلائل دیئے تھے، کہ چاند پر جاکر خلابازوں نے جو ویڈیو تصاویر بناکر (جعلی) فلم جاری کی ہے اس فلم میں واضح غلطیاں ہیں، مثلاً جب امریکی خلاباز چاند پر امریکی جھنڈا گھاڑتا ہے تو وہ تیزی سے لہراتا ہے، حالانکہ چاند میں کوئی ہوا موجود نہیں، نمبر۲ خلائی جہاز کا وزن کئی ٹن تھا، اور وہ چاند کی زمین میں گھسا تک نہیں، اور دوسری طرف خلاباز کے پاؤں کے نشانات واضح نظر آرہے ہیں، بلکہ اس کے پاؤں سے ریت اٹھتی ہوئی واضح محسوس ہوتی ہیں، نمبر۳، خلاباز کے بیک گراؤنڈ میں آسمان کا رنگ بالکل بلیک (کالا) دیکھائی دیا گیا ہے، اس میں کسی قسم کی تاروں کی چمک تک نہیں، حالانکہ آسمان ستاروں سے بھرا ہوا ہے، نمبر۴، چاند پر موجود گھڑوں کے نشانات بالکل نہیں ہے، اور جو پہاڑیاں دیکھائی گئی ہیں، وہ انٹارکٹیکا کی پہاڑیوں اور چٹانوں کے بہت مشابہ ہیں، وغیر ذلک من الدلائل (فافہم)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

حالت جنابت میں نماز پڑھنے سے ایمان کا حکم:

(مسئلہ نمبر۲۴): کوئی شخص جنبی ہونے کی حالت میں عمداً نماز پڑھ لیتا ہے شرع متین میں اس کے لیے کیا حکم ہے؟ کیا اس کو تجدید نکاح بھی کرنا ہوگا؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں اگر یہ شخص صلوۃ کے لیے فرضیت طہارت کا معتقد ہی نہ ہو تو باتفاق (العیاذ باللہ) مرتد ہوگیا اور نکاح فسخ ہوگیا اسلام لائے گا اور تجدید نکاح لازم ہوگا کہ فرضیت طہارت للصلوۃ کتاب وسنت سے باجماع امت ثابت ہے۔

كمافي قوله تعالىٰ يأيها الذين إذاقمتم إلى الصلوة الخ وقوله تعالىٰ:" وإن كنتم جنبافطهروا......" الخ وقوله تعالىٰ:"أو جاء احد منكم الغائط أولامستم النساء فلم تجدواماء فتيمموا...... "الخ وقال عليه السلام:"مفتاح الصلوة الطهور"وقال:"لاتقبل صلوة من احدث" وقال:" لاتقبل صلوة بغير طهور" وغيرها"

ہاں اگر فرضیت طہارت کا معتقد ہو کر جنابت سے عمداً نماز پڑھے تو سخت گناہ گار ہے اور بعض علماء کرام نے اسے کافر بھی کہا ہے۔

کما فی تعلیم الاسلام حصہ دوم (مفتی کفایت اللہ مرحوم)

تو احوط یہ ہے کہ تجدید اسلام کے ساتھ تجدید نکاح بھی کر لے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

مسلمان کے ذی وجہین قول کو صحیح تعبیر پر محمول کیا جائے گا:

(مسئلہ نمبر ۲۵:) ایک عالم دین نے اپنے بیان میں حکمرانوں کی لادینی کو بیان کرتے ہوئے مختصر تمہید کے بعد فرمایا جو بھی نیا حکمران آتا ہے وہ اپنا پہلا پاؤں قرآن پر رکھتا ہے، ایسے شخص کا یہ فقرہ صحیح ہے یا غلط اور ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں عالم دین کا مقصد حکمرانوں کی لادینیت اور اسلام سے بیزاری کا اظہار مقصود ہے نہ کہ قرآن کی توہین کرنا اس لیے ایسے جملے کی ادائیگی پر شرعاً کوئی مواخذہ نہیں ہے۔

"واعلم أنه لایفتی بکفر مسلم أمکن حمل کلامه علی محمل حسن"......(الدرالمختار علی الرد: ۳/۲۱۶)

"لو وجد سبعون روایة علی تکفیر المؤمن وروایة ولو ضعیفة بعدمه یأخذ المعنی والقاضی بهادون غیرها"......(ردالمحتار: ۱/۱۹۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

کفریہ عقائد رکھنے والے شخص کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۲۶:) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ایسے شخص کے بارے میں جو مندرجہ ذیل عقائد رکھتا ہو۔

(۱) اسلام جناب نبی اکرم ﷺ کے بعد کسی شخص کا یہ مقام تسلیم نہیں کرتا کہ اس کی بات حرف آخر ہے وہ خلفائے راشدین کو بھی مجتہد کے درجہ میں تسلیم کرتا ہے جن کی ہر بات میں خطا اور ثواب دونوں کا احتمال موجود ہے اور ان کے کسی بھی فیصلے اور رائے سے اختلاف کی گنجائش موجود ہے۔

(۲) ہمارا مذہب اسلام صرف رسومات کا مجموعہ ہے اس کا عملی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے، اسلام کا تعلق روحانی دنیا سے ہے عملی دنیا سے نہیں ہے، یہ ذاتی معاملہ ہے اس کی جزاء وسزا کا اختیار صرف اللہ کو ہے۔

(۳) اسلام مذہبی اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کے معبودوں کے خلاف بولنے سے روکتا ہے دیگر مذاہب کے پیروکاروں کے ساتھ رواداری اور احترام کے رویے کی خصوصی تلقین کرتا ہے اگرچہ یہودی ہی کیوں نہ ہوں۔

(۴) علاقائی رسومات پر شریعت کے منافی ہونے کا فتوی نہیں لگانا چاہیئے۔

(۵) ایک غیر مسلم چیف جسٹس اگرچہ سکھ ہو اسلامی قانون، اسلامی نظام عدالت کا دفاع کرسکتا ہے اور دینی حلقوں کے دلوں میں جگہ بھی بنا سکتا ہے۔

(۶) شیعہ سنی دونوں مومن بھی ہیں، مسلمان بھی، شیعہ سنی ایک دوسرے کے لیے لازم ملزوم ہیں، ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہوسکتے، شیعہ سنی ایک جسم کی دو آنکھیں ہیں، ایک گاڑی کے دو پہیے ہیں، شیعہ مسلمان ہیں جوان کو کافر کہیں وہ شرک کے مرتکب ہورہے ہیں، شیعہ اسلام کی تبلیغ کرسکتا ہے، شیعہ مسلمان کی اصلاح بھی کرسکتا ہے اور عقائد کی اصلاح بھی کرسکتا ہے۔

(۷) جمہوریت کے بارے میں اسلام کا نقطہ نظر موجود ہے۔

(۸) ایسے گروہ کے بارے میں جو اپنے آپ کو سنی کہلائے لیکن شیعہ امام کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز سمجھے، مشرک اور کافر کے لیے دعائے مغفرت کو جائز سمجھے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال مذکورہ بالا عقائد کا مجموعہ رکھنے والا شخص زندیق کافر و مرتد ہے جو شریعت کو اپنے تابع کرنا چاہتا ہے، اس کے بعض عقائد نصوص قطعیہ کے خلاف ہیں۔

”قلت الزنديق من يحرف في معاني الالفاظ مع ابقاء الاسلام ......فهذا هو الزندقة حقا اى التغيير في المصاديق وتبديل المعاني على خلاف ماعرفت عند اهل الشرع وصرفها الى اهوائه مع ابقاء اللفظ على ظاهره والعياذ بالله“ ......(فيض الباری :۴/۴۷۲)

”يايها الذين آمنوا لاتتخذوا اليهود والنصارى اولياء بعضهم اولياء بعض ،وفي هذه الآية دلالة على ان الكافر لايكون وليا للمسلم لافي التصرف ولافي النصرة ويدل على وجوب البراءة من الكفار والعداوة لهم لان

الولایۃضدالعداوۃ فاذا امرنا بمعاداۃ الیھود والنصاری لکفرھم فغیرھم من الکفار بمنزلتھم ویدل علی الکفر کلہ ملۃ واحدۃ "......(احکام القرآن للجصاص: ۲/۲۲۲)

"والاسلام ھو القیام بالاقرار وعمل الابرار فی مقام التوفیق "......(شرح الفقہ الاکبر: ۹۰)

"والحاصل ان الایمان محلہ القلب والاسلام موضعہ القلب والجسد الکامل منھما یترکب اوالدین اسم واقع علی الایمان والاسلام والشرائع کلھا ای الاحکام جمیعھا والمعنی ان الدین اذا اطلق فالمرادبہ التصدیق والاقرار وقبول الاحکام للانبیاء علیھم الصلوۃ والسلام "......(شرح الفقہ الاکبر: ۹۰)

"ویجب اکفارالروافض فی قولھم برجعۃ الاموات الی الدنیا وبتناسخ الارواح وبانتقال روح الالہ الی الائمۃ وبقولھم فی خروج امام باطن وبتعطیلھم الامر والنھی الی ان یخرج الامام الباطن "......(الھندیۃ: ۲/۲۶۴)

"ماکان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولوکانوا اولی قربی من بعد ماتبین لھم انھم اصحاب الجحیم...... الایۃ)

"ویکفر اذا انکر آیۃ من القرآن اوسخر بایۃ منہ"......(البحرالرائق: ۵/۲۰۵)

"ومن اعتقدالحرام حلالاوعلی القلب یکفر "......(الھندیۃ: ۲/۲۷۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

بے اختیاری میں کلمہ کفر کہنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۲۷:) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ کسی شخص کے منہ سے بے اختیاری کے عالم میں کلمہ کفر نکل گیا اب میں تجدید ایمان وتجدید نکاح کروں یا نہیں؟ حالانکہ مجھے علم ہے کہ جوکلمات منہ سے نکلے وہ کلمات کفریہ ہیں خصوصی شفقت فرماتے ہوئے جلدی فتوی عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں اگر کسی شخص کے منہ سے بلا اختیار کلمہ کفر نکل آئے تو اس صورت میں آدمی کافر نہیں ہوتا، لیکن توبہ واستغفار کرے اور تجدید ایمان ونکاح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

”وان لم یکن قاصدا فی ذلک بان اراد ان یتلفظ بلفظة اخری فجری علی لسانه لفظ الکفر من غیر قصد وذلک نحوان اراد ان یقول لا اله الا الله فجری علی لسانه ان مع الله الها اخر واراد ان یقول بحق اینکه توخدای ومابندگان فجری علی لسانه علی العکس لایکفر “......(المحیط البرهانی : ۷/۷ ۳۹)

”واما الخاطی اذاجری علی لسانه کلمة الکفر خطاء بان کان اراد ان یتکلم بمالیس بکفر فجری علی لسانه کلمة الکفر خطأ لم یکن ذلک کفرا عند الکل بخلاف الهازل لان الهازل یقول قصدا “......(قاضی خان علی هامش الهندیة:۳/۷ ۵۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عذاب قبر روح مع الجسد کو ہوتا ہے اور ائمہ اربعہ کا عقیدہ:

(مسئلہ نمبر۲۸:) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عذاب قبر روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے یا صرف روح کو یا صرف جسم کو؟ نیز عذاب قبر کے بارے میں ائمہ اربعہ کا عقیدہ کیا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

عذاب قبر کے حق ہونے کے بارے میں اہل حق کا اجماع ہے، اور یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے اور عذاب قبر روح مع الجسد ہوتا ہے۔

”واعلم ان اهل الحق اتفقوا علی ان الله تعالی یخلق فی المیت نوع حیاة فی القبر قدرمایتالم اویتلذذ“......(شرح فقه الاکبر : ۱۰۱)

”ومن یعذب فی القبر یوضع فیه الحیوة فی قول العامة “......(هدایة : ۲/۶ ۹۴)

”وقوله تعالی مماخطیئاتهم اغرقوا فادخلوا نارا، فان الاصل فی وضع الفاء التعقیب واختلف فی انه بالروح اوبالبدن اوبهما وهوالاصح منهما الاانا نؤمن بصحته ولانشتغل بکیفیته“......(شرح الفقه الاکبر: ۱۰۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عذاب قبر کہاں ہوتا ہے؟

(مسئلہ نمبر۲۹) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عذاب قبر انہی قبروں میں ہوتا ہے اور ہر ایک کو ہوتا ہے یا جس کو اللہ تعالی کی مرضی ہو اسی کو ہوتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

عذاب قبر اپنی جگہوں میں ہوتا ہے جہاں ان کا وجود ہوتا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ چاہے ہوتا ہے ہر ایک کو نہیں ہوتا۔

”وعذاب القبر للکافرین ولبعض عصاة المؤمنین خص البعض لان منهم من لایریداللہ تعالی تعذیبه فلایعذب ......ثابت بالدلائل السمعیة“......(شرح عقائد: ۱۲۴)

”(وضغطة القبر وعذابه حق کائن للکفار کلهم ولبعض المسلمین) واما ماقاله الشیخ ابوالمعین فی اصوله علی مانقله عنه القونوی من ان عذاب القبر حق سواء کان مؤمنا او کافرا او مطیعا او فاسقا ولکن اذاکان کافرا فعذابه یدوم فی القبر الی یوم القیامة ویرفع عنه العذاب یوم الجمعة وشهررمضان بحرمة النبی ﷺ لانه مادام فی الاحیاء لایعذبهم الله تعالی بحرمته فکذلک فی القبر یرفع عنهم العذاب یوم الجمعة وکل رمضان بحرمته ففیه بحث لانه یحتاج الی نقل صحیح اودلیل صریح فالصواب ماقاله القونوی من ان المؤمن ان کان مطیعالایکون له عذاب القبر ویکون له ضغطة فیجد هول ذلک وخوفه“......(شرح فقه الاکبر: ۱۰۱،۱۰۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فاسق جنتی ہے یا نہیں؟

(مسئلہ نمبر۳۰:) وہ شخص جس نے اپنی پوری زندگی میں خوب گناہ کیے ہیں مثلا جھوٹ بولنا، قتل کرنا، کسی کا مال کھا جانا اور دین کے کسی فرض پر عمل نہ کرنا مثلاً نماز، روزہ، جہاد، جب فرض عین ہوجائے وغیرہ مگر ان تمام گناہوں کو گناہ سمجھ کر کرنا، اور حضور اکرم ﷺ کو صدق دل سے اللہ کا نبی سمجھنا اور تمام ضروری باتوں کا اقرار کرنا اور جب ایسے شخص کو موت آئے تو اسی حالت میں موت آئے اور توبہ کرنے کی توفیق نہ ہو، کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ائمہ دین کے نزدیک ایسا شخص ایک نہ ایک دن ضرور جنت میں جائے گا۔

الجواب باسم الملک الوھاب

یہ بات واضح ہے کہ کسی گناہ کو گناہ سمجھ کر کرنے سے انسان اسلام سے خارج نہیں ہوتا اور اس مسئلہ پر پوری امت کا اجماع ہے اور یہ بھی اصول ہے کہ کوئی انسان مرنے سے پہلے توبہ کرلیتا ہے تو اللہ تعالی نے اس کی توبہ قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے اور جو بغیر توبہ کے فوت ہوجائے تو پھر اللہ تعالی چاہے تو اس کو بغیر عذاب کے جنت میں داخل کردے، یا عذاب دے کر جنت میں داخل کردے۔

”ولانکفر مسلما بذنب من الذنوب وان کانت کبیرة اذالم یستحلھا ولانزیل عنه اسم الایمان“......(شرح الفقه الاکبر: ۷۱)

”وماکان من السیئات دون الشرک والکفر ولم یتب عنھا حتی مات مؤمنا فانه فی مشیئة اللہ تعالی ان شاء عذبه وان شاء عفاعنه ولم یعذبه بالنار ابدا“......(شرح الفقه الاکبر: ۷۸)

”واھل الکبائر من المؤمنین لایدخلون فی النار وان ماتوا من غیر توبة“......(شرح العقائد: ۱۴۵)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مرتد کا حکم؟

(مسئلہ نمبر۳۱:) عرض ہے کہ ہمارے گاؤں میں چند ماہ پہلے ایک غیر مسلم مذہبا عیسائی تھا، اس نے اسلام قبول کیا، اسلام لانے سے پہلے اس کو مسجد میں لایا گیا اور اس کے والدین کو بھی مسجد میں لاکر آگاہ کیا گیا، یہ اپنی مرضی اور خوشی سے مسلمان ہوا اس پر کوئی زبردستی نہیں کی گئی، پھر اس کا مکمل تعاون بھی کیا گیا، ہماری آپ سے گزارش ہے

کہ ایسے شخص کے متعلق جو دین اسلام قبول کرنے کے بعد منحرف ہو جائے کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس مسئلہ کی وضاحت کی جائے، آپ کی عین نوازش ہوگی۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال اگر یہ شخص اسلام قبول کر کے پھر عیسائی ہوگیا تو مرتد ہے، اور مرتد اگر تین دن سمجھانے کے باوجود باز نہ آیا تو اس کی شرعی سزا یہ ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے لیکن یہ سزا دینا عوام الناس کا کام نہیں ہے بلکہ اسلامی حکومت کا کام ہے لہذا عدالت کے ذریعے اس کو سزا دلوائی جائے۔

"اذا ارتد المسلم عن الاسلام والعياذبالله عرض عليه الاسلام فان كانت له شبهة ابداها كشفت الاان العرض على ماقالوا غيرواجب بل مستحب كذا فى فتح القدير ويحبس ثلاثة ايام فان اسلم والاقتل هذا اذااستمهل فاما اذالم يستمهل قتل من ساعته ولافرق فى ذلك بين الحروالعبد كذا فى السراج الوهاج"......(الهندية: ۲/۲۵۳)

"منها اباحة دمه اذاكان رجلا حراكان اوعبدا لسقوط عصمته بالردة قال النبى ﷺ من بدل دينه فاقتلوه ،وكذا العرب لما ارتدت بعدوفاة رسول الله ﷺ اجمعت الصحابة رضى الله عنهم على قتلهم"......(بدائع الصنائع : ۶/۱۱۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مردوں کا سلام کا جواب دینے کا ثبوت:

(مسئلہ نمبر ۳۲:) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قبرستان میں "السلام علیکم یااھل القبور" کہنا کیسا ہے؟ مردے سلام کا جواب دیتے ہیں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

قبرستان میں "السلام علیکم یااھل القبور" کہنا اور اس کہنے سے مردوں کا سلام کا جواب دینا حدیث شریف سے ثابت ہے۔

”وعنها قالت کیف اقول یارسول الله ؟تعنی فی زیارة القبور قال قولی السلام علی اهل الدیار من المؤمنین والمسلمین ویرحم الله المستقدمین منا والمستاخرین وانا ان شاء الله بکم للاحقون “رواہ مسلم ،قال القاری واخرج ابن عبدالبر فی الاستذکار والتمهید عن ابن عباس رضی الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ مامن احد یمربقبر اخیه المومن کان یعرفه فی الدنیا فیسلم علیه الا عرفه وردعلیه السلام صححه عبدالحق واخرج ابن ابی الدنیا والبیهقی فی الشعب عن ابی هریرة قال اذامرالرجل بقبر یعرفه فسلم علیه ردعلیه السلام وعرفه واذا مر بقبر لایعرفه فسلم علیه ردعلیه السلام وان لم یعرفه “......(مرقاة :۴/ ۲۲۱،۲۲۲)

”قوله قال قال رسول الله ﷺ مامن احد یمر بقبر اخیه المؤمن کان یعرفه فی الدنیا فیسلم علیه الا عرفه وردعلیه السلام “......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ۶۲۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حضورﷺ کا روضہ اطہر میں سلام کا جواب دینا:

(مسئلہ نمبر۳۳:) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آپ ﷺ روضہ مبارک میں درود سنتے ہیں یا نہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ جو شخص آپ ﷺ کے روضہ مبارک پر درود پڑھتا ہے تو آپ ﷺ خود اس کو سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں اور جو دور سے پڑھے وہ پہنچایا جاتا ہے۔

”عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من صلی علی عندقبری سمعته ومن صلی علی نائیا ابلغته “......(مشکوة المصابیح : ۱/۸۸)

”عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال مامن احدیسلم علی الارد الله علی روحی حتیٰ اردعلیه السلام “......(ابوداؤد: ۱/۲۹۵،۲۹۴)

"وینبغی لمن قصد زیارة النبی ﷺ ان یکثر الصلاة علیه فانه یسمعها وتبلغ الیه "......(حاشیة الطحطاوی علی المراقی الفلاح : ۷۴۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

کفریہ الفاظ کہنے والے کے نکاح کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۴:) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ میں تمہارے قرآن کو نہیں مانتا ،قرآن سے کچھ ہوسکتا ہے تو کرلے، یا یوں کہے کہ میں تمہارے خدا کو نہیں مانتا، خدا سے کچھ ہوسکتا ہے تو کرلے، یہ الفاظ کہنے سے انسان مرتد کافر ہو چکا یا نہیں؟ اگر مرتد ہو گیا تو مرتد و کافر ہونے کی وجہ سے اس کا نکاح باقی رہے گا یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر کوئی مسلمان اس طرح کے الفاظ کہے تو مرتد ہوجاتا ہے اوراس کا نکاح ختم ہوجاتا ہے،اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ فوراً توبہ واستغفار کرے اور تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرے۔

"ومنها ما یتعلق بذات الله تعالی وصفاته وغیر ذلک یکفر اذا وصف الله تعالی بمالایلیق به اوسخرباسم من اسمائه أوبامرمن أوامره أوانکروعده ووعیده أوجعل له شریکاأوولد اوزوجة اونسبه الی الجهل اوالعجز اوالنقص"......(الهندیة : ۲۵۸/۲)

"ومنها مایتعلق بالقرآن اذاانکر الرجل آیة من القرآن اوتسخربآیة من القرآن وفی الخزانة اوعاب کفر کذا فی التتارخانیة " ......(الهندیة: ۲۶۶/۲ ،المحیط البرهانی :۴۱۱/۷)

"وان کانت نیته الوجه الذی یوجب التکفیر لاتنفعه فتوی المفتی ویؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلک وبتجدیدالنکاح بینه وبین امرءته کذا فی المحیط "......(الهندیة: ۲۸۳/۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت عیسی علیہ السلام کے رفع الی السماء اور نزول کے منکر کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۵:) کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں رفع الی السماء اور بعداز رفع حیات اورنزول کا انکارکرتا ہے کیا وہ مسلمان ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مذکورہ میں یہ شخص حضرت عیسی علیہ السلام کے رفع الی السماء اور بعداز رفع حیات اورنزول کے انکار کی وجہ سے کافر ہے۔

"وماقتلوہ یقینا بل رفعه الله الیه وکان الله عزیزا حکیما "......(سورة النساء :۱۵۷)

"اذا انکر الرجل آیة من القرآن اوتسخر بآیة من القرآن وفی الخزانة اوعاب کفر کذا فی التتارخانیة "......(الهندیة: ۲/۲۶۶)

"عن ابن شهاب ان سعید بن المسیب سمع اباهریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماعدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب ویفیض المال حتی لایقبله احدحتی تکون السجدة الواحدة خیر من الدنیا ومافیها ثم یقول ابوهریرة واقرؤان شئتم وان من اهل الکتاب الا لیومنن به قبل موته ویوم القیامة یکون علیهم شهیدا"......(بخاری شریف : ۱/۴۹۰)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسلمان کا قادیانی عورت سے نکاح کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۶:) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ میجر ناصر محمود مسلمان خاندان کا فرد ہے، اس نے 30-4.99ء کو تبسم علوی احمدی قادیانی خاتون سے دوسرا نکاح کیا جس کا خاندان بھی احمدی/قادیانی ہے، بوقت نکاح کوئی ایسی شہادت یا ثبوت نکاح نامہ پر یا علیحدہ تحریری طور پر مسماۃ تبسم علوی کے مشرف بہ اسلام ہونے کی تصدیق نہیں کرتا، چار ماہ بعد 99-8-28 کو مسماۃ تبسم علوی نے تحریری طور پر مسلمان ہونے کا اقرار کیا، جس کی شرعی وقانونی حیثیت مبہم ہے۔

(۱)تحریری طور پر گواہوں کے مسلمان ہونے پرشہادت نہیں ہے۔

(۲)مسلمان ہونے کے لیے کسی عالم کی تصدیق نہیں ہے۔

(۳)مرزاغلام احمد قادیانی کی تغلیظ وتکفیر کا اعلان نہیں ہے۔

(۴)کسی مجاز عدالت سے مسلمان ہونے کی دستاویز نہیں ہے۔

(۵)کسی کمشنر یا مجاز افسر کی تحریر تصدیقی مہر نہیں ہے۔

(۶)مسماۃ تبسم علوی کے احمدی/قادیانی ہونے کا دستاویزی ثبوت ہے کہ بوقت نکاح 30-4.99ء کو مسلمان نہ تھی میجر ناصر محمود اور مسماۃ تبسم علوی میاں بیوی کی طرح ازدواجی زندگی گزار رہے ہیں، نکاح نامہ مؤرخہ 30-499 اور مسماۃ تبسم علوی کے تحریری بیان مؤرخہ 99-8-28 کا مطالعہ فرما کر قرآن پاک کے احکامات اور شریعت کی رو سے وضاحت فرمائیں کہ نکاح جائز ہے یا باطل؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال اگر مسماۃ تبسم علوی نکاح کے وقت احمدی/قادیانی تھی تو چونکہ باجماع امت وعلماء امت قادیانی کافر دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہیں اس لیے میجر ناصر محمود کا نکاح مرتدہ کے ساتھ باطل ہے۔

”لایجوز نکاح المجوسیات والوثنیات وسواء فی ذلک ......وکل مذھب یکفر به معتقده کذا فی فتح القدیر “...... (الھندیة: ۱/۲۸۱)

”ولایجوز للمرتد ان یتزوج مرتدة ولامسلمة ولاکافرة اصلیة وکذالک لایجوز نکاح المرتدة مع احد کذافی المبسوط“ ......(الھندیة : ۱/۲۸۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیاعذاب قبرانہی قبروں میں ہوتا ہے؟

(مسئلہ نمبر ۳۷:) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو عذاب قبر کے منکر ہیں وہ کہتے ہیں کہ عذاب قبر ان قبروں میں نہیں ہوتا بلکہ اوپر اور کوئی قبر ہے وہاں ہوتا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

عذاب قبر حق ہے اور عذاب قبر وہیں ہوتا ہے جہاں مردوں کا وجود ہوتا ہے، اہل السنة والجماعة کا یہی مسلک ہے اور پھر جس مسلم کو اللہ تعالیٰ چاہے عذاب ہوتا ہے اور جس کو نہ چاہے اس کو عذاب نہیں ہوتا۔

”وسوال منکر نکیر حق فی القبر واعادة الروح الی العبدفی قبره حق وضغطة القبر حق وعذابه حق کائن للکفار کلھم ولبعض المسلمین “......(شرح فقه الاکبر : ۱۰۰، ۱۰۱)

”ومن جملة الادلة قوله تعالیٰ النار یعرضون علیھا غدواوعشیا ای صباحا ومساء قبل القیامة وذالک فی القبر بدلیل قوله تعالی ویوم تقوم الساعة ادخلوا آل فرعون اشد العذاب “......(شرح فقه اکبر : ۱۰۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

(مسئلہ۳۸:) ۱۔اگرکوئی شخص حیات انبیاء کے بارے میں دعویٰ کرے کہ میں حیات کوتو مانتا ہوں لیکن برزخی مانتا ہوں یاروحانی مانتا ہوں یاجسم مثالی مانتا ہوں تو کیااس کا یہ عقیدہ درست ہے؟ یااہل سنت والجماعت کے عقائد سے مماثلت رکھتا ہے؟

۲۔ برائے کرم یہ بتائیں کہ ایسے عقائد رکھنا درست ہے؟ اگرنہیں تواصل حیات انبیاء کے بارے میں کیا عقیدہ ہے؟اورکیا ہونا چاہیئے ؟ بالترتیب رقم فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

تمام اہل سنت والجماعت کا اجتماعی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوراسی طرح دیگرانبیاءعلیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اپنے جسم کے ساتھ موجوداورحیات ہیں،اوریہی عقیدہ درست ہے، جب کہ چندحضرات قبرمیں زندگی کاانکارکرتے ہیں جودرست نہیں ہے،اوراس عقیدہ والاآدمی بدعتی اورفاسق ہے۔

”حیات الانبیاء والشھداء فی القبر کحیاتھم فی الدنیا ویشھد له صلاة موسی فی قبره فان الصلوة تستدعی جسدا حیا“......(الحاوی للفتاویٰ: ۵۵۹)

”ان الانبیاء احیاء فی قبورھم کماوردفی الحدیث “......(رسائل ابن عابدین : ۲/۲۰۳)

”فحصل من مجموع ھذاالکلام المنقول والاحادیث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حی بجسده وروحه وانه یتصرف ویسیر حیث یشاء فی اقطار الارض وھوبھیئته

التی کان علیھاقبل وفاتہ لم یتبدل منہ شیئ وانہ مغیب عن الابصار کما غیبت الملائکۃمع کونھم احیاء باجسادھم "......(روح المعانی : ۲۲/۳۷،۳۶)

"وقال العلماء یکرہ رفع الصوت عندقبرہ ﷺ کمایکرہ فی حیاتہ ﷺ لانہ محترم حیا فی قبرہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ دائما "......(تفسیر ابن کثیر : ۵/۶۴۶)

(ولا تقولوالمن یقتل فی سبیل اللہ اموات)قال القاضی محمد ثناء اللہ المظھری تحت ھذہ الآیۃ فذھب جماعۃ من العلماء الی......ان ھذہ الحیاۃ مختص بالشھداء والحق عندہ عدم اختصاصھا بھم بل حیاۃ الانبیاء اقویٰ منھم واشد ظھورا آثارھا فی الخارج حتی لایجوز النکاح بازواج النبی ﷺ بعد وفاتہ بخلاف الشھید "......(تفسیر مظھری : ۱/۱۷)

"فاقول حیاۃ النبی ﷺ فی قبرہ ھووسائر الانبیاء معلومۃ عندنا علما قطعیا لماقام عندنا من الادلۃ فی ذلک وتواترت بہ الاخبار وقد الف البیھقی جزءاً فی حیاۃ الانبیاء فی قبورھم فمن الاخبار الدالۃ علی ذلک مااخرجہ مسلم عن انسؓ ان النبی ﷺ لیلۃ اسری بہ مربموسی علیہ السلام وھوقائم یصلی فی قبرہ واخرج ابونعیم فی الحلیۃ عن ابن عباس ان النبی ﷺ مربقبر موسیٰ علیہ السلام وھو قائم یصلی فیہ "......(الحاوی للفتاویٰ : ۵۵۴)

"عن سلیمان التیمی قال سمعت انسا یقول قال رسول اللہ ﷺ مررت علیٰ موسیٰ وھو یصلی فی قبرہ وزاد فی حدیث عیسیٰ مررت لیلۃ اسری بی "
......(الصحیح المسلم : ۲/۲۶۸)

"عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ من صلی عندقبرہ سمعتہ ومن صلیٰ علی نائیا ابلغتہ رواہ البیھقی فی شعب الایمان "......(مشکوٰۃ المصابیح : ۱/۸۸)

اس حدیث کے بارے میں ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"قال میرک نقلا عن الشیخ وابن حبان فی کتاب ثواب الاعمال بسند جید"
......(مرقاۃ المفاتیح: ۳/۱۸)

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”وسندہ جید“ ......(القول البدیع : ۱۱۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مماتیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۹:) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مماتیوں کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جبکہ ان کا عقیدہ یہ ہو کہ قبراطہر میں آپ علیہ السلام کا دنیاوالا جسم زندہ نہیں ہے بلکہ علیین میں آپ کو جسم مثالی عطا کیا گیا ہے حالانکہ ہمارا عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں یہ ہے کہ روح اور جسم دونوں کے لیے ختم نبوت ہے اگر آپ علیہ السلام کے لیے ایک اور جسم مثالی کو مان لیا جائے تو کیا یہ ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے، دریافت طلب امر اس میں یہ ہے کہ ایسے عقیدہ رکھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں جسد عنصری کے ساتھ زندہ وتابندہ ہیں، اور حدیث میں قبر میں بعض انبیاء کرام علیہم السلام کا نماز پڑھنا ثابت ہے، اور اس عقیدے کا انکاری شخص بدعتی اور فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

”قداشتهر ان النبی ﷺ حی فی قبره وورد انه ﷺ قال مامن احدیسلم علی الاردالله علی روحی حتی ارد علیه السلام فظاهره مفارقة الروح فی بعض الاوقات فکیف الجمع؟وهوسوال حسن یحتاج الی النظر والتأمل فاقول حیاة النبی ﷺ فی قبره هووسائرالانبیاء معلومة عندنا علماقطعیا لماقام عندنا من الادلة فی ذالک وتوارت به الاخبار وقد الف البیهقی جزء فی حیاة النبی فی قبورهم فمن الاخبار الدالة علی ذلک مااخرجه مسلم عن انس رضی ان النبی ﷺ لیلة اسری به مربموسیٰ علیه السلام وهوقائم یصلی فی قبره...... عن انس رضی ان النبی ﷺ قال الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون“......(الحاوی للفتاویٰ:۵۵۴)

”واماالفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامردینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعا ولایکفیٰ انه اذاکان اعلم من

غیره لاتزول العلة فانه لایؤمن ان یصلی بهم بغیر طهارة فهو کالمبتدع تکره امامته بکل حال بل مشیٰ فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لماذکرنا ''......(شامی: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کفریہ عقائد والے شخص سے میل جول اور رشتہ داری کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۴۰) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص درج ذیل عقائد کا حامل ہے۔

(۱) حدیث سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ کبھی درجہ یقین تک نہیں پہنچتا، اس لیے دین میں ان سے کسی عقیدہ وعمل کا اضافہ بھی نہیں ہوتا۔

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول کا بھی منکر ہے۔

(۳) قیامت کے دن شفاعت بالاذن کے وقوع کا بھی انکاری ہے۔

(۴) معراج جسمانی کا بھی منکر ہے۔

(۵) تقدیر الٰہی کا بھی منکر ہے۔

(۶) قرآن مجید کی ایک قراءت کا قائل ہے باقی قراءت متواترہ کا بھی منکر ہے۔

(۷) تین طلاقوں کے وجود کا بھی منکر ہے صرف دو طلاقوں کے وجود کا قائل ہے۔

(۸) عورتوں کے پردے کا بھی منکر ہے۔

(۹) مذکورہ نظریات کا حامل شخص آٹھ دس سال سے تقریر و تدریس کے ذریعے اپنے عقائد کی اشاعت میں ہمہ تن مصروف ہے ایک معتد بہ جماعت اس کی ہمنوا ہو چکی ہے لہٰذا از روئے شرع بتائیں کہ مذکورہ بالا عقائد کے حامل وداعی اور اس کے متبعین کا کیا حکم ہے؟ کیا ان کے ساتھ سلام کرنا اور ان سے نکاح کرنا اور ان کی اقتداء میں نماز ادا کرنا اور ان کے درس میں شریک ہونا اور ان کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا اور ان کی میت پر نماز جنازہ پڑھنا وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟ نیز کچھ لوگ ایسے ہیں جو مذکورہ بالا عقائد کے حاملین کے ساتھ غمی وخوشی میں شریک ہوتے ہیں اور آٹھ دس سال سے ان کے درس وبیان میں شریک ہوتے ہیں اور ان کی اقتداء میں نماز ادا کرتے ہیں جب کہ قریب میں اہل حق کی مسجد بھی موجود ہے لیکن ہمیں کہتے ہیں کہ ہم مذکورہ بالا عقائد کے حامل وداعی کے ہمنوا اور ہم مذہب نہیں ہیں، جب ہم ان سے سوال کرتے ہیں کہ تم پھر اس کی اقتداء میں نماز اور اس کے درس میں کیوں شریک ہوتے ہیں

توجواباً کہتے ہیں کہ ہماری بیٹی اس کے نکاح میں ہے ہم اس کے درس اوراس کے پیچھے نماز اس لیے پڑھتے ہیں تا کہ ہماری بیٹی کو تکلیف یا طلاق نہ دے دے،اور یہ نکاح مذکورہ عقائد کے اظہار سے پہلے ہوا تھا لہذا ازروئے شرع تفصیل کے ساتھ بتائیں کہ اس ثانی قسم کے لوگوں کے ساتھ کیا رویہ رکھنا چاہیئے ،اس ثانی قسم کے لوگوں سے رشتہ لینا اور دینا محض اس بناء پر رکا ہوا ہے کہ ہمارے لیے لڑکی ان کے نکاح میں دینا اوران کی لڑکی اپنے نکاح میں لینا جائز ہے یانہیں؟لہذا حق بات کی طرف ہماری راہنمائی فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱)صورت مسئولہ میں اگران الفاظ سے مراد اس کی انکارحدیث ہے تووہ کافر ہے اوراگر اس سے مقصدتاویلیں کرنا ہے تو پھروہ تاویل مسلمات دینیہ میں ہوگی یامسلمات دینیہ میں نہیں ہوگی اگرمسلمات دینیہ میں کرے تو پھربھی کافر ہے اوراگرمسلمات دینیہ میں نہیں تو کافرنہیں ہے۔

”یاایھاالذین آمنوا اطیعوا الله واطیعوالرسول “......(النساء : ۵۹)

”وماآتاکم الرسول فخذوه ومانھاکم عنه فانتھوا“(الحشر :۷)

”وماینطق عن الھویٰ ان ھوالاوحی یوحیٰ“(النجم:۳)

”من یطع الرسول فقد اطاع الله“(النساء : ۸۱)

”فلاوربک لایؤمنون حتیٰ یحکموک فیماشجربینھم ثم لایجدوا فی انفسھم حرجاماقضیت ویسلموا تسلیما ،وفی ھذه الآیة دلالة علی من ردشیئا من اوامرالله تعالی اواوامر رسول الله ﷺ فھوخارج من الاسلام سواء رده من جھة الشک فیه اومن جھة ترک القبول والامتناع من التسلیم وذلک یوجب صحة ماذھب الیه الصحابة فی حکمھم بارتداد من امتنع من اداء الزکاة وقتلھم وسبی ذراریھم لان الله تعالیٰ حکم بان من لم یسلم للنبی ﷺ قضاءه وحکمه فلیس من اھل الایمان “......(احکام القرآن : ۲/۳۰۲)

(۲،۵)حیات عیسیٰ علیہ السلام اورنزول عیسیٰ علیہ السلام کا منکراور تقدیر الٰہی کا منکر کافراوردائرہ اسلام سے خارج ہے۔

”عن جابر بن عبدالله رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من انکرخروج المھدی فقدکفر بماانزل علی محمد ﷺ ومن انکرنزول عیسی ابن مریم

علیہ السلام فقد کفر ومن انکر خروج الدجال فقد کفر ومن لم یؤمن بالقدر خیرہ وشرہ من اللہ عزوجل فقد کفر فان جبریل اخبرنی بان اللہ تعالی یقول من لم یؤمن بالقدر خیرہ وشرہ من اللہ فلیتخذ ربا غیری"......(مجموعہ رسائل کشمیری: ۳/۲۴۲)

"عن کعب الاحبار رضی اللہ عنہ قال لمارأی عیسیٰ علیہ السلام قلۃ من اتبعہ وکثرۃ من کذبہ شکاذلک الی تعالی فاوحی اللہ الیہ انی متوفیک ورافعک الی ولیس من رفعتہ عندی میتا وانی سأبعثک علی الاعور الدجال فتقتلہ ثم تعیش بعدذلک اربعاوعشرین سنۃ ثم امیتک میتۃ الحی ،قال کعب وذلک یصدق حدیث رسول اللہ ﷺ حیث قال "کیف تھلک امۃ انا فی اولھا وعیسیٰ فی آخرھا "......(مجموعہ رسائل کشمیری: ۳/۲۴۶)

(۳) قیامت کے شفاعت بالاذن کتاب اللہ اوراحادیث صحیحہ سے ثابت ہے جن کا قدر مشترک تواتر کو پہنچتا ہے لہذا اس کا منکر کافر ہے۔

"وشفاعۃ الانبیاء علیھم الصلوۃ والسلام حق ای عموما فی المقصود وشفاعۃ نبینا ﷺ ای خصوصا فی المقام المحمود واللواء الممدود والحوض المورود للمؤمنین المذنبین ای من اھل الصغائر المستحقین للعقاب ولاھل الکبائر منھم ای من المؤمنین المستوجبین للعقاب حق ثابت فقدورد"شفاعتی لاھل الکبائر من امتی "رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وابن حبان والحاکم عن انس والترمذی وابن ماجۃ وابن حبان والحاکم عن جابر والطبرانی عن ابن عباس والخطیب عن ابن عمروعن کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنھم فھوحدیث مشھورفی المبنی بل الاحادیث فی باب الشفاعۃ متواترۃ المعنی ومن الادلۃ علی تحقیق الشفاعۃ قولہ تعالی واستغفرلذنبک وللمؤمنین والمؤمنات ومنہ قولہ سبحانہ وتعالیٰ فماتنفعھم شفاعۃ الشافعین اذ مفھومہ انھاتنفع المؤمنین "......(شرح فقہ اکبر : ۹۴)

(۴) معراج جسمانی کا انکار کرنے والا اگر مکہ سے بیت المقدس تک کا انکار کرنے والا ہے تو وہ کافر ہے اور اگر وہ بیت المقدس سے آسمان تک کی معراج کا منکر ہے تو وہ مبتدع اور گمراہ ہے۔

”وخبر المعراج ای بجسدالمصطفی ﷺ یقظة الی السماء ثم الی ماشاء الله تعالی من المقامات العلی حق ای حدیثه ثابت بطرق متعددة فمن رده ای ذلک الخبر ولم یؤمن بمقتضی ذلک الاثر فهوضال مبتدع ای جامع بین الضلالة والبدعة وفی کتاب الخلاصة من انکرالمعراج ینظر ان انکرالاسراء من مکة الی بیت المقدس فهو کافر ولوانکرالمعراج من بیت المقدس لایکفر وذلک لان الاسراء من الحرم الی الحرم ثابت بالآیة وهی قطعیة الدلالة والمعراج من بیت المقدس الی السماء ثبت بالسنة وهی ظنیة الروایة والدرایة“......(شرح فقه اکبر: ۱۱۲، ۱۱۱)

(۶) قرآن کریم کی جوقرأتیں تواتر کے ساتھ ثابت ہیں توان میں سے کسی ایک کا یا سب کا انکار کرنا کفر ہے۔

”من انکرالمتواترفقدکفر ومن انکرالمشهور یکفرعندالبعض“
...... (هندیه: ۲/۲۶۵)

”تتمه، القرآن الذی تجوز به الصلاة بالاتفاق هوالمضبوط فی مصاحف الائمة التی بعث بهاعثمان رضی الله عنه الی الامصار وهوالذی اجمع علیه الائمة العشرة وهذا هوالمتواتر جملة وتفصیلا فمافوق السبعة الی العشرة غیرشاذ وانماالشاذ ماوراء العشرة وهوالصحیح وتمام تحقیق ذلک فی فتاوی العلامة قاسم“......(شامی: ۱/۳۵۸)

(۷) جوآدمی تین طلاق کا علی الاطلاق منکر ہو کہ طلاقیں صرف دو ہی ہیں یعنی تیسری کے وجود کا ہی منکر ہے تو یہ آدمی قرآن کی نص قطعی کا منکر ہے اور قرآن کی ایک آیت کا انکار بھی کفر ہے، اور اگر دفعۃً تین طلاق کو ایک ہی قرار دیتے ہیں تو یہ گمراہ ہیں کافر نہیں ہیں۔

”اذا انکر آیة من القرآن اوسخربآیة من القرآن وفی الخزانة اوعاب فقدکفر“......(تاتارخانیه: ۵/۳۳۳)

”الطلاق مرتان اشارة الی الطلاق المفهوم من قوله تعالی وبعولتهن احق بردهن وهوالرجعی وهوبمعنی التطلیق الذی هوفعل الرجل کالسلام بمعنی التسلیم لانه الموصوف بالوحدة والتعدد دون ماهووصف المرءة ویؤید

ذلک ذکرماھومن فعل الرجل ایضاً بقوله تعالیٰ فامساک بمعروف ای بالرجعة وحسن المعاشرة اوتسریح باحسان ای اطلاق مصاحب له من جبرالخاطر واداء الحقوق وذلک امابان لایراجعها حتی تبین اویطلقها الثالثة وهو المأثور فقداخرج ابوداؤد وجماعة عن ابی رزین الاسدی ان رجلاقال یارسول الله انی اسمع الله تعالیٰ یقول الطلاق مرتان فاین الثالثة فقال اوتسریح باحسان هوالثالثة"......(روح المعانی :۲/۱۳۵)

(۸)اگرعورتوں کے مطلق پردے کامنکر ہےتو کافر ہےاوراگرصرف چہرے کے پردے کامنکر ہےتو فاسق اورگمراہ ہے۔

"یاایهاالنبی قل لازواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیهن من جلابیبهن، خرج نساء من الانصار کان علی رؤوسهن الغربان من اکسیة سودیلبسنها قال ابوبکر فی هذه الآیة دلالة علی ان المرء ة الشابة مامورة بستروجهها عن الاجنبیین واظهار الستر والعفاف عندالخروج لئلایطمع اهل الریب فیهن"......(احکام القرآن للجصاص:۳/۵۴۵)

(۹)مذکورہ عقائد کا حامل شخص ان عقائد کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہو چکا ہےاس لیےاسے سلام کرنا،اس کے پیچھےنماز پڑھنااوراس کےدرس میں شریک ہونا جائزنہیں ہے۔

"قال المرغینانی تجوزالصلوة خلف صاحب هوی وبدعة ولاتجوزخلف الرافضی والجهمی والقدری والمشبهة ومن یقول بخلق القرآن وحاصله ان کان هوی لایکفربه صاحبه تجوز الصلوة خلفه مع الکراهة والافلاهکذا فی التبیین والخلاصة وهوالصحیح هکذا فی البدائع "......(هندیه:۱/۸۴)

(۱۰)ایسے عقائد رکھنے والوں کے ہاتھ کاذبیحہ کھانا جائزنہیں ہے اوران کے ساتھ میل جول رکھنا بھی جائزنہیں ہے۔

"واما شرائط الزکاة فانواع ومنها ان یکون مسلما اوکتابیافلاتؤکل ذبیحة اهل الشرک والمرتد"......(هندیة:۵/۲۸۵)

(۱۱)ایسے عقائدرکھنےوالوں کا جنازہ پڑھنا جائزنہیں ہے۔

"فنقول لایصلی علی الکافر ......لان الصلوۃ علی ا لمیت دعاواستغفار له والاستغفار للکافر حرام"......(محیط برهانی : ۳/۸۲)

(۱۲)جن لوگوں نے مذکورہ عقائد کے حامل شخص کو اپنی لڑکی نکاح میں دی ہوئی ہے تو ان عقائد کی وجہ سے اس لڑکی سے نکاح خود بخود ختم ہوگیا اور ان عقائد کے اظہار کے بعد اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازیں واجب الاعادہ ہیں۔

"وحرم نکاح الوثنیة ....ویدخل فی عبدالاوثان عبدالشمس والنجوم والصورالتی استحسنوها والمعطلة والزنادقة والباطنیة والاباحیة فی شرح الوجیز وکل مذهب یکفربه معتقده"......(فتاویٰ شامی: ۲/۲۱۳،۲۱۴)

(۱۳)مذکورہ عقائد کے حامل شخص سے میل جول رکھنا اور ان کی خوشی غمی میں شریک ہونا اس کی اعانت کرنا ہے جو کہ جائز نہیں ہے، اور ثانی قسم کے لوگ اگر مذکورہ عقائد کی تردید کرتے ہیں اور ان کے عقائد مسلمانوں والے ہیں تو ان سے نکاح میں لڑکی لینا اور دینا دونوں جائز ہیں۔

"الاعانة علیٰ مالایجوز وکل ماادی الی مالایجوز لایجوز"......(درعلی الرد : ۵/۲۵۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جاویداحمد غامدی کے نظریات کا حکم:

(مسئلہ نمبر۴۱)　محترم مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش یہ ہے کہ پچھلے دنوں انٹرنیٹ کی مشہور ویب سائٹ یوٹیوب (youtube.com) پر جناب جاوید احمد غامدی صاحب کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا تھا، اس لیے کہ آج کل وہ ٹی وی پر بہت زیادہ نظر آتے ہیں اور عقلی ونقلی دلیلوں کے ذریعے سے دین کو سمجھانے کی کوششوں میں مصروف نظر آتے ہیں، آپ حضرات سے ان کی کچھ باتوں کے حوالے سے راہنمائی درکار ہے۔

(۱)غامدی صاحب کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جو واقعہ قرآن میں مذکور ہے اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مغالطہ ہوا تھا ان رسیوں کو دیکھ کر جو سانپ بن گئی تھیں، غامدی صاحب کے بقول وہ رسیاں حقیقت میں سانپ نہیں بنی تھیں بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایسا محسوس ہوا کہ وہ رسیاں سانپ کی شکل اختیار کر گئیں اور چل رہی تھیں درحقیقت وہ رسیاں ہی تھیں اور سانپ نہیں بنی تھیں البتہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایسا لگا، معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا واقعی حضرت موسیٰ علیہ کو مغالطہ ہوا تھا جیسا کہ غامدی صاحب کہتے ہیں؟

(۲)غامدی صاحب کے بقول علماء کی اکثریت ہاروت وماروت کے علم کو جادو ذکر کرتی ہے،معلوم یہ کرنا ہے کہ ہاروت وماروت کا علم جادو تھا یا کوئی علم جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کیا تھا؟

(۳)غامدی صاحب کے بقول جنوں کی جماعت نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول نہیں کیا تھا بلکہ اس جماعت نے صرف آپ ﷺ کی تحسین کی تھی،معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا غامدی صاحب کا یہ کہنا درست ہے؟

(۴)انٹرنیٹ کی اسی ویب سائٹ پر ایک اور ویڈیو دیکھنے کا اتفاق ہوا جس ویڈیو کو قادیانیوں نے اپنے حق میں لگایا ہوا تھا،جس کا عنوان تھا:معروف غیر احمدی عالم دین جناب جاوید احمد غامدی کا اعتراف کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور از روئے قرآن دوبارہ دنیا میں تشریف نہیں لا سکتے۔

اس ویڈیو میں غامدی صاحب صاف الفاظ میں کہہ رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور وہ واپس دنیا میں تشریف نہیں لائیں گے،اس ویڈیو کا لنک یہ ہے:

http:www,youtube,com watch?v=bovdmd24un90

معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا میں واپس تشریف لانا قرآن وسنت سے ثابت ہے یا نہیں؟

ازراہ کرم شریعت مطہرہ کی روشنی میں جاوید احمد غامدی صاحب کی ان باتوں کا تفصیلی جواب قرآن وسنت کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔جزاک اللہ

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں جاوید احمد غامدی مالیہ خولیہ نفسیاتی مریض ہے کبھی ٹھیک باتیں کرتا ہے اور کبھی غلط باتیں کرتا ہے اور اس کی بعض غلط باتیں اس درجہ تک غلط ہیں کہ حد کفر تک پہنچی ہوئی ہیں مثلاً حیات عیسیٰ علیہ السلام کا انکار اور ان کو زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کا انکار،کیونکہ یہ قرآن پاک کی نص قطعی سے ثابت ہے''**وماقتلوه یقینا بل رفعه الله الیه**'' اور دنیا میں ان کے دوبارہ تشریف لانے پر صحیح احادیث موجود ہیں اور جو شخص بھی اس بات کا انکار کرتا ہے وہ کافر ہے اس کا ایمان زائل ہو جاتا ہے کیونکہ یہ اہل حق کے نزدیک مسلمات دینیہ میں سے ہے، اور یہ عقیدہ تواتر طبقہ سے ثابت اور مروی ہے۔

''وماقتلوه یقینابل رفعه الله الیه ،نفیاللقتل واثباة للحیاة علی ماهو عقیدة الاسلام'' ......(مجموعه رسائل کشمیری: ۱۱۲،۱۰۳/۲)

''(اسناد الثانی) تواتر الطبقة وهوان یأخذ طبقة عن طبقة وهکذا من برئه

الی ختامه من دون الالتزام لتواتر الاسناد فیه کتواتر القرآن علی بسیط الارض شرقاوغربا درسا وتلاوة حفظ وقراء ة فتلقاه الکافة عن الکافة طبقةبعد طبقة وقرنابعدقرن وھوفوق تواتر الاسناد بحیث لوجزأناه قطعا واجزاء لکفی جزء من الف جزء ته لافادة العلم الیقین (الثالث تواتر العمل) (الرابع تواتر القدر المشترک) وحکم الثلاثة الاول تکفیر جاحدھا ومنکرھا"......(معارف السنن: ۱/۴۶،۴۷)

"عن جابر بن عبدالله رضی الله قال قال رسول اللهﷺ من انکرخروج المھدی فقدکفربماانزل علی محمدومن انکرنزول عیسی ابن مریم علیه السلام فقدکفرومن انکرخروج الدجال فقد کفرومن لم یؤمن بالقدرخیره وشره من الله عزوجل فقدکفرفان جبریل اخبرنی بان الله تعالی یقول من لم یؤمن بالقدرخیره وشره من الله فلیتحذرباغیری"......(مجموعه رسائل کشمیری: ۳/۲۴۲)

(۲) جنوں کی جماعت آپﷺ پر ایمان لے آئی تھی۔

"یھدی الی الرشد فامنابه ولن نشرک بربنااحدا"

اس کے علاوہ باتیں مفسرین کرام کے ہاں مختلف فیہ ہیں۔

"وثالثھاان الواقعة کانت مرة واحدة وھوعلیه السلام راٰ ھم وسمع کلامھم وھم اٰ منوا به ثم لمارجعوا الی قومھم قالوا لقومھم علی سبیل الحکایة اناسمعناقراٰ ناعجباوکان کذاوکذا فاوحی الله الی محمد ماقالوه لاقوامھم"......(تفسیر کبیررازی: ۱۰/۶۶۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

منکرین حیات الانبیاء کے احکام:

(مسئلہ نمبر۴۲) بخدمت مفتیان کرام جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں

(۱) کیامنکرین حیاۃ الانبیاء فی القبور کی اقتداء میں نماز ہوجاتی ہے یانہیں؟

(۲) کیامنکرین حیاۃ الانبیاء اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں یانہیں؟

(۳) کیامنکرین حیاۃ الانبیاء کا اپنے آپ کو دیوبندی کہلانا درست ہے؟

قرآن وسنت کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبورشریفہ میں حیات اورزندہ ہیں اورنماز بھی پڑھتے ہیں،کماورد فی الحدیث "الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون ،رواہ ابویعلی فی مسندہ عن انس " (ص۱۴۷،ج۶)اوراہل سنت والجماعت کااس عقیدہ پراجماع ہے کہ انہی اجسادعنصریہ مطہرہ کے ساتھ بتعلق روح حیات ہیں،اوراس کے خلاف عقیدہ رکھنے والابدعتی ہے،لہذااس کوامام بنانامکروہ ہے،ایسے عقیدے والے کااکابرین دیوبندرحمہم اللہ کے متفقہ عقیدے سے کوئی تعلق نہیں۔

"حیاۃ النبی ﷺ فی قبرہ ھووسائرالانبیاء معلومۃ عندناعلماقطعیا لماقام عندنامن الادلۃ فی ذالک وتوارت بہ الاخبار وقدالف البیھقی جزءاً فی حیاۃ الانبیاء فی قبورھم فمن الاخبار الدالۃ علی ذالک ماخرجہ مسلم عن انس ان النبی ﷺ لیلۃ اسری بہ مربموسیٰ علیہ السلام وھوقائم یصلی فی قبرہ "......(الحاوی للفتاویٰ: ۵۵۴)

"عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی علی عندقبری سمعتہ ومن صلیٰ علی نائیاابلغتہ"......(مشکوٰۃ :۱/۸۸)

"وکرہ امامۃ العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولدالزنا"......(البحرالرائق : ۶۱۰،۶۰۷/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عقائداسلام کااقرارکرنے والاکافرنہیں:

(مسئلہ نمبر۴۳) بخدمت جناب رئیس دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہورالسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص محمد حنیف (المعروف انکل درویش) کے بارے میں جس نے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات کی روشنی میں اپنے عقیدہ کا اظہار حلفاً روبرو گواہان حاشیہ اورآپ جناب (مفتی حمیداللہ جان صاحب) کی موجودگی میں کیا،سوالات مع جوابات درج ذیل ہیں۔

سوال نمبر 1۔حیات عیسیٰ علیہ السلام پرتمہاراکیاعقیدہ ہے؟

جواب: میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوقرآنی تعلیمات کے مطابق اللہ کا نبی مانتاہوں جن کو زندہ آسمانوں پر اٹھالیا گیاہے وہ قرب قیامت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے اوراپنی طبعی عمرگزارکرفوت ہوں گے۔

سوال نمبر 2۔ حضرت محمد ﷺ کے بارے میں تمہاراکیاعقیدہ ہے؟

جواب: میں اللہ کوحاضرناظر مانتے ہوئے اس بات کااقرارکرتاہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی اوررسول ہیں،اورتاقیامت کوئی بھی شخص کسی بھی طرح سے نہ ہادی نہ مصلح نہ رسول نہ نبی آسکتاہے اگرکوئی آپ ﷺ کے بعدنبوت کادعویٰ کرے یااپنے آپ کونبی کہےتووہ بدترین کافرکذاب اورلعین ہے۔

سوال نمبر 3۔غلام احمد قادیانی کے بارے میں تمہاراکیاخیال ہے؟

جواب: میں غلام احمد قادیانی کوکائنات کاسب سے بڑاجھوٹا،کذاب،کافراورلعین سمجھتاہوں۔

سوال نمبر 4۔غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کے بارے میں تمہاراکیاخیال ہے؟

جواب: میں اس کے تمام پیروکاروں کوجواس کوکسی بھی حیثیت سے مانتے ہوں ان سب کوکافراورلعنتی سمجھتاہوں۔

سوال نمبر 5۔آپ کایہ عقیدہ کب سے ہے؟

جواب: میں شروع ہی سےاس عقیدہ (درج بالا) پرہوں اوراب بھی اسی عقیدہ پرقائم ہوں اوراللہ سے دعاگوہوں کہ اللہ مجھے اسی عقیدہ جوکہ صراط مستقیم ہے پرموت دیں۔

سوال نمبر 6۔جہادکے بارے میں تمہاراکیاخیال ہے؟

جواب: جہاد (قتال) مسلمانوں پرفرض ہے اورقیامت تک جاری رہے گا جہادکے انکاری کواسلام سے خارج سمجھتاہوں۔

سوال نمبر 7۔تمہاری زوجہ کاکیاعقیدہ ہے؟

جواب: الحمدللہ میری زوجہ صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہے،ثبوت کے لیے نکاح نامہ کی کاپی ساتھ لف ہے۔

نوٹ: میں محمد حنیف المعروف انکل درویش اس بات کا حلفاً اقرار کرتا ہوں کہ میرا کسی لاہوری، قادیانی، احمدی، مرزائی سے کوئی تعلق نہیں ہے اور میں ان کو کافر سمجھتا ہوں۔

اقرار کنندہ: محمد حنیف المعروف انکل درویش ولد محمد یوسف قوم اعوان

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت بیان اگر مذکور شخص نے ان سوالات کے جوابات دیے اور اگر واقعی یہی مذکورہ شخص کا عقیدہ ہے اور اس کے علاوہ یہ کوئی فاسد عقیدہ بھی نہیں رکھتا تو یہ شخص مسلمان ہے اور اسلام چونکہ ظاہر کا اعتبار کرتا ہے، اس لیے اس کے بعد جب تک اس عقیدہ کے خلاف کوئی بات ظاہر نہ ہو اس کے بارے میں بدگمانی کرنا درست نہیں۔

''ان الرجل اذاصدق بجنانه واقربلسانه فهومسلم بالاجماع''......(شرح فقه الاكبر:٢٦)

''فان شهدبالرسالة والتزم احكام الاسلام حكم باسلامه''......(مجموعه رسائل الكشميرى''......(٣/٣٠)

''انماالاقرارشرط لاجراء الاحكام فى الدنيالمان تصديق القلب امرباطنى لابدله من علامة''......(شرح فقه الاكبر:١٤٣)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

گھر کے جھگڑے ختم نہ ہوئے تو مذہب چھوڑ دوں گا کہنے کا حکم؟

(مسئلہ نمبر ۴۴) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے شوہر محمود الحسن فاروقی نے کہا کہ نعوذ باللہ خدا چھوٹا ہے اور شیطان بڑا ہے اگر میرے گھر جھگڑے ختم نہ ہوئے تو میں مذہب چھوڑ دوں گا، میری والدہ بھی گواہ ہیں، کیا اس سے میرے نکاح پر اثر پڑتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال مذکورہ الفاظ سے تمہارے شوہر کا ایمان زائل ہو گیا ہے اور کفر لازم آیا ہے، تجدید ایمان اور تجدید نکاح دونوں لازم ہیں۔

''يكفراذاوصف الله تعالى بمالايليق به اوسخرباسم من اسمائه اوبامر من اوامره اوانكروعده ووعيده اوجعل له شريكا اوولدا اوزوجة اونسبه

الى الجهل اوالعجز اوالنقص ويكفر بقوله يجوز ان يفعل الله تعالىٰ فعلا لاحكمة فيه ويكفر ان اعتقد ان الله تعالى يرضى بالكفر كذا في البحرالرائق"......(هنديه: ٢/٢٥٨)

"اذا كان في المسئلة وجوه توجب الكفر ووجه واحديمنعه فعلى المفتى ان يميل الى ذالك الوجه كذا في الخلاصة في البزازية الااذاصرح بارادة توجب الكفر فلاينفعه التاويل حينئذ كذا في البحرالرائق ثم ان كانت نية الوجه الذى يوجب التكفير لاتنفعه فتوى المفتى ويومربالتوبة والرجوع عن ذالك وبتجديدالنكاح بينه وبين امرء ته كذا في المحيط "......(هندية : ٢/٢٨٣)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تنظیم انجمن سرفروشان اسلام کے عقائداوراحکام:

(مسئلہ نمبر۴۵) کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ تنظیم انجمن سرفروشان اسلام کا سرغنہ ریاض احمد گوہرشاہی کے عقائدقرآن وسنت کے مسلمہ عقائد کے خلاف اوراللہ تعالیٰ ،حضور نبی کریم ﷺ انبیاء کرام واولیاءکرام کی شان میں توہین آمیزعبارتیں موجود ہیں،تمام علماءکرام نے متفقہ طور پر ریاض احمد گوہرشاہی کی کتابوں کامطالعہ کرنے کے بعد پچاس سے زائد مفتی حضرات نے فتوے صادرکردیے ہیں کہ ریاض احمد گوہرشاہی دجال،کذاب، مرتداوردائرہ اسلام سے خارج ہے اوراسلام کے خلاف عظیم فتنہ ہے،ملک کی چارعدالتوں میں حالات اورواقعات کی روشنی میں مختلف سزائیں تین مرتبہ سزائے عمرقید ڈیڑھ لاکھ روپے جرمانہ سترہ سال سزاایک لاکھ جرمانہ کتابوں کے شائع کرنے والوں اور پریس کی ضبطی اورسولہ افراد کے خلاف توہین رسالت توہین قرآن کی ایف آئی آردرج ہوچکی ہے،اورایک انکوائری رپورٹ میں 295C.295B.298C کے تحت پرچہ درج کرنے کی رپورٹ ہوکر پرچہ درج کرنے کےآرڈرہوچکے ہیں،قصورشہرمیں تنظیم کے 90 کارکنوں کے خلاف کاروائی کے لیے درخواست دی گئی جس پرریاض احمد گوہرشاہی کےایک ایک کفرکوثابت کردیا2.4.2000 کوتنظیم کےکارکنوں نے دوقسم کے پمفلٹ تقسیم کیےجس پرسات ملزموں کے خلاف 295A کاپرچہ درج ہوگیااوردوماہ سےجیل میں ہیں، اوردہشت گردی کی عدالت میں گواہان کی شہادت دینے کی تاریخ پیشی 9.6.2000 مقررہےاب ملزمان کومکمل

یقین ہو چکا ہے کہ توہین رسالت کے جرم میں سزائے موت ہوسکتی ہے، پرچہ درج ہونے سے پہلے وہ اپنے ریاض احمد گوہر شاہی کے کفریہ عقائد کی تبلیغ اور تنظیم سے مکمل وابستگی کا اظہار کرتے اور قائم تھے، لیکن اب حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے سزائے موت سے بچنے کے لیے ملزمان اوران کے لواحقین اس بات پر آمادہ ہوگئے ہیں کہ ہم معافی مانگتے ہیں اور تنظیم سے لاتعلقی اور ریاض احمد گوہر شاہی کو کافر دجال اور کذاب کہنے کے لیے تیار ہیں اور مسلمانوں کے مسلمہ عقائد پر ایمان لانے کو تیار ہیں اور تنظیم کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہیں رکھیں گے اور نہ ہی تنظیم کی تبلیغ کریں گے، ایسی صورت میں کیا مرتکب توہین رسالت توہین قرآن توہین اسلام کرنے والے شخص یا اشخاص کو معافی دینے کے مجاز ہیں، اگر معافی دی جاتی ہے تو کن شرائط پر؟

نوٹ: رسالت مآب ﷺ کے زمانہ اقدس میں 9 توہین رسالت کرنے والوں کو قتل کیا گیا اور ابن خطل کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اگر یہ گستاخ خانہ کعبہ کے غلافوں میں بھی لپٹا پایا جائے تو اس کو قتل کر دیا جائے، لہذا قرآن وسنت کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمایا جاوے، ریاض احمد گوہر شاہی کے کفریہ عقائد کی کتابوں کے حوالہ جات کی فوٹو کاپی سوال نامے کے ساتھ لف ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال مذکورہ بالا اشخاص کی توبہ اس وقت قبول ہے جب کہ وہ تجدید ایمان کرلیں اور اگر ارتداد بار بار پایا جائے تو قضاءً توبہ بصورت تجدید ایمان مقبول ہوگی، البتہ تکرار کی صورت میں توبہ کے ہوتے ہوئے بھی قاضی تعزیراً سخت سزا دے گا یہاں تک کہ اس کو ان کا اخلاص محسوس ہوجائے، ابن خطل پر ان لوگوں کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

”من سب النبی ﷺ یکفر ولاتوبة له سوی تجدیدالایمان انتھیٰ ،فھذہ النقول عن اھل المذھب صریحة فی ان حکم الساب المذکور اذاتاب قبلت توبته فی حق القتل وقدمنا نقول غیراھل المذھب عن مذھبنا وھی صریحة فیماذکرنا ولم یحکی احدمنھم خلافافثبت اتفاق اھل المذھب علی الحکم المذکور ......ثم رأیت فی حاوی الزاھدی برمزالاسرار مانصه ولوسب النبی ﷺ یکفرولاتوبة له سوی تجدیدالایمان وقال بعض المتأخرین لاتوبة له اصلا فیقبل حدا استدلالاً بقول ﷺ حین نصربفتح مکة من سب النبی ﷺ فاقتلوہ لکن الاصح لایقتل بعدتجدیدالایمان لانه علیه الصلوة نھی علیارضی الله عنه عن قتل من قال لااله الاالله محمدرسول الله من اھل مکة الذین امرہ

بقتلهم بماروی عنه آنفا لسبتهم النبی ﷺ قبله وهذا لان موجب سببه الکفر فموجبه القتل وتجدیدالایمان یرفع هذا الکفر فیرفع موجبه ایضا وهوالقتل انتهی عنه "......(رسائل ابن عابدین :۳۲۵)

"(وتمامه فی الدرر) حیث قال نقلاعن البزازیة وقال ابن سحنون المالکی اجمع المسلمون ان شاتمه کافروحکمه القتل ومن شک فی عذابه وکفره کفراه قلت وهذه العبارة مذکورة فی الشفاء للقاضی عیاض المالکی نقلها عنهاالبزازی واخطأ فی فهمها لان المراد بهاقبل التوبة والالزم تکفیر کثیر من الائمة المجتهدین القائلین بقبول توبته وسقوط القتل بهاعنه علی ان من قال یقتل وان تاب بقول انه اذاتاب لایعذب فی الآخرة کماصرحوا به وقدمناه آنفافعلم ان المراد ماقلناه قطعا "......(فتاویٰ شامی: ۳/۳۱۷)

"یعنی ان قول مالک بعدم التوبة اشهر واظهر مماروواه عنه الولید هذا کلام الشفاء صریحا فی ان مذهب ابی حنیفة واصحابه القول بقبول التوبة کماهورواية الولید عن مالک وهوایضا قول الثوری واهل الکوفة والاوزاعی فی المسلم"......(شامی: ۳/۳۱۸)

"وکذا لوارتد ثانیالکنه یضرب وفی الثالثة یحبس ایضا حتی تظهر علیه التوبة فان عاد فکذلک تتارخانیة قوله لکنه یضرب ای اذا ارتد ثانیاثم تاب ضربه الامام وخلی سبیله وان ارتدثالثا ثم تاب ضربة ضربا وجیعا وحبسه حتی تظهر علیه آثار التوبة ویری انه مخلص ثم خلی سبیله فان عاد فعل به هکذابحر عن التتارخانیه وفی الفتح فان ارتد بعداسلامه ثانیاقبلنا توبته ایضا وکذا ثالثا ورابعا الاان الکرخی قال فان عاد بعدالثالثة یقتل ان لم یتب فی الحال ولایؤجل فان تاب ضربه ضرباوجیعا ولایبلغ به الحد ثم یحبسه ولایخرجه حتی یری علیه خشوع التوبة وحال المخلص فحینئذٍ یخلی سبیله الخ"......(فتاویٰ شامی: ۳/۳۱۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

مسلمان ہوکر دوبارہ عیسائی ہوجانا:

(مسئلہ نمبر۴۶) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اکرم مسیح ولداللہ دتہ مسیح ساکن بلال کالونی گلی نمبرا مکان نمبرے ڈھلوال نے اسلام قبول کرکے مسمات کلثوم بی بی سے تقریباً تین سال ہوچکے ہیں شادی کی اور اکرم مسیح نے جب اسلام قبول کیا تو بادشاہی مسجد میں جاکر مسلمان ہوا تو امام مسجد نے اکرم مسیح کا نام بدل کر محمد اشرف رکھا اور چندہی دنوں میں محمد اشرف نے اپنا رویہ بدل لیا اور دوبارہ اپنے مذہب میں چلا گیا چونکہ یہ کلثوم بی بی کے ساتھ زیادتی ہے اس کا مسلمان بن کر مسلمان عورت سے شادی کرنا فراڈ ہے، اسے اس کی کیا سزا ملنی چاہیئے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر واقعی محمد اشرف مسلمان ہونے کے بعد دوبارہ عیسائی ہوگیا تو مرتد ہے اور اس کے مرتد ہونے سے اس کا نکاح ٹوٹ گیا، عدالت میں کیس کرکے اس کو سزا دلوائی جائے کیونکہ شرعاً سزا دینے کا اختیار حکومت کو ہے نہ عوام الناس کو اگرچہ وہ مباح الدم ہے، جب تک یہ توبہ کرکے مسلمان نہیں ہوجاتا اس کا نکاح دوبارہ نہیں ہوسکتا۔

’’ومنها الفرقة اذا ارتد احدالزوجین ثم ان کانت الردة من المرء ة کانت فرقة بغیر طلاق بالاتفاق وان کانت من الرجل ففیه خلاف مذکور فی کتاب النکاح ولاترتفع هذه الفرقة بالاسلام اه‘‘......(بدائع الصنائع: ۶/۱۲۰)

’’وتصرف المرتد فی ردته علی اربعة اوجه ....ومنها ماهوباطل بالاتفاق نحوالنکاح فلایجوزله ان یتزوج امرء ة مسلمة ولامرتدة ولاذمیة ولاحرة ولامملوکةاه‘‘ ......(هندیة: ۲/۲۵۵)

’’ولایجوزللمرتدان یتزوج مرتدة ولامسلمة ولاکافرة اصلیة وکذلک لایجوزنکاح المرتدة مع احدکذا فی المبسوط‘‘......(هندیة: ۱/۲۸۲)

’’فان قتله قاتل قبل عرض الاسلام علیه اوقطع عضوامنه کره ذلک کراهة تنزیه هکذافی فتح القدیر فلاضمان علیه لکنه اذافعل بغیراذن الامام ادب علی ماصنع کذافی غایة البیان اه‘‘......(هندیة: ۲/۲۵۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اگراللہ تعالیٰ حضرت علی کو پیدانہ کرتے تو محمد ﷺ کوبھی پیدانہ کرتے، کہنے والے کاحکم؟

(مسئلہ نمبر۴۷) کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

(۱) ایک آدمی نے ایک آدمی کو بلواکر یہ بات کہلوائی کہ اگراللہ تعالیٰ حضرت علیؓ کو پیدانہ کرتے تو محمد ﷺ کوبھی پیدانہ کرتے۔

(۲) اسی طرح اس نے مزید کہاکہ حضرت بی بی زہرہ کے قدموں میں اللہ تعالیٰ نے نبیوں کوبھی جھکایاہے۔

ان دونوں آدمیوں کے متعلق کیاحکم ہے؟اس نے یہ باتیں سپیکر کے اوپر کہیں اوران کوکافی سارے لوگوں نے سنا،جن لوگوں نے سنا انہوں نے مسجدنور مدینہ کے امام صاحب اوردیگرلوگوں کی موجودگی میں بھی کہیں،جنہوں نے گواہی دی کہ ہم نے سناہے،نیز کیاان دونوں کےاوپرتوہین رسالت ایکٹ کےتحت کاروائی ہوتی ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت بیان مذکورشخص مندرجہ بالاوجوہات کی بناءپرصرف ضال ومضل ہی نہیں ہے،بلکہ انبیاءکی توہین کی وجہ سے دائرہ اسلام سے بھی خارج ہوکر مرتد ہوچکاہے،اگرشخص مذکورتوبہ نہ کرے توحکومت کے ذمہ ہے کہ اس کوقتل کی سزاجاری کردی جائے۔

”فمانقل عن بعض الکرامیة من جواز کون الولی افضل من النبی کفروضلالة والحاد وجھالة نعم قدیقع ترددفی ان مرتبة النبوۃ افضل ام مرتبة الولایة بعدالقطع بان النبی متصف بالمرتبتین وانه افضل من الولی الذی لیس بنبی“......(شرح فقه الاکبر: ۱۲۱)

”اذا ارتد المسلم عن الاسلام والعیاذبالله عرض علیه الاسلام فان کانت له شبھة ابداھاکشفت الاان العرض علی ماقالوا غیرواجب بل مستحب کذا فی فتح القدیرویحبس ثلاثة ایام فان اسلم والاقتل ھذا اذااستمھل فامااذا لم یستمھل قتل من ساعته ولافرق فی ذلک بین الحر والعبد“ ......(ھندیة: ۲/۲۵۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کلمہ کفر کسے کہتے ہیں؟

(مسئلہ نمبر ۴۸) حضرت مفتی صاحب کلمہ کفر کی تعریف فرمائیں، اگر شادی شدہ آدمی کے منہ سے کلمہ کفر نکل جائے تو شریعت نے اس پر کیا حد لگائی ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر کلمہ کفر منہ سے نکل جائے تو تجدید ایمان کے ساتھ توبہ بھی کرے اور تجدید نکاح بھی ضروری ہے، شریعت مطہرہ کے کسی قطعی یا بدیہی حکم کا انکار اور شعائر اسلام میں سے کسی شعائر کی تضحیک کرنا کلمہ کفر ہے۔

"المرتد عرفا هو الراجع عن دين الاسلام كذافى النهر الفائق وركن الردة اجراء كلمة الكفر على اللسان بعدوجودالايمان"......(هندية: ٢/٢٥٣)

"وفى التتمة من اهان الشريعة اوالمسائل التى لابدمنها كفر"......(شرح الفقه الاكبر: ١٧٤)

"ثم ان كانت نية الوجه الذى يمنع التكفير فهومسلم وان كانت نيته الوجه الذى يوجب التكفير لاتنفعه فتوى المفتى ويؤمربالتوبة والرجوع عن ذلك وبتجديدالنكاح بينه وبين امرء ته كذا فى المحيط"......(هندية: ٢/٢٨٣)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مختلف نظریات کے حامل شخص کا حکم؟

(مسئلہ نمبر ۴۹) حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذارش ہے کہ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات قرآن وسنت کی روشنی میں تحریر فرما کر مشکور فرمائیں۔

(۱) جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ نبی کریم ﷺ حاضر ناظر عالم الغیب اور نور ہیں تو کیا ایسے شخص کو مشرک قرار دیا جا سکتا ہے؟ اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

(۲) ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۳) ایسا عقیدہ رکھنے والوں کے لیے دعائے مغفرت کرنا یا ان کی نماز جنازہ میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) کچھ عرصہ سے دیوبندی حضرات میں ایک نیا فرقہ مماتی کے نام سے پیدا ہو چکا ہے کیا ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟ حالانکہ یہ لوگ شرک نہیں کرتے، بالفرض وہ غلطی پر ہیں تو ان کی اس غلطی کو اخلاص کی بناء پر اجتہادی غلطی ہی قرار دیا جا سکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) ایسے لوگوں کو مشرک اس لیے قرار نہیں دے سکتے کہ ان کے اقوال کی تاویل ہوسکتی ہے نیز وہ نبی پاک ﷺ کے علم غیب کو ذاتی نہیں بلکہ عطائی خیال کرتے ہیں، ایسے عقائد سے صرف فسق ثابت ہوتا ہے نہ کہ شرک۔

(۲) نماز فسق کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہوگی۔

(۳) چونکہ وہ مسلمان ہیں اس لیے دعائے مغفرت کرنا اور نماز جنازہ پڑھنا درست ہے۔

(۴) مماتی حضرات کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کیونکہ وہ نبی پاک ﷺ کی حیات برزخی مثل حیات دنیوی اہل السنۃ والجماعۃ کے اجماعی عقیدہ کے خلاف عقیدہ رکھنے کی وجہ سے فسق کے مرتکب ہوئے ہیں، اجتہادی غلطی اس لیے نہیں کہہ سکتے کہ وہ مجتہد نہیں ہیں۔

(۱)"قوله قيل يكفر لانه اعتقد ان رسول الله ﷺ عالم الغيب قال في التتارخانية وفي الحجه ذكرفي الملتقط انه لايكفر لان الاشياء تعرض على روح النبي ﷺ وان الرسول يعرفون بعض الغيب قال تعالىٰ عالم الغيب فلايظهرعلىٰ غيبه احدا الامن ارتضىٰ من رسول اه قلت بل ذكروافي كتب العقائد ان من جملة كرامات الاولياء الاطلاع على بعض المغيبات وردوا على المعتزلة المستدلين بهذه الآية على نفيها بان المراد الاظهار بلاواسطة والمراد من الرسول الملك اى لايظهر على غيبه بلاواسطة الاالملك اماالنبي والاولياء فيظهرهم عليه بواسطة الملك اوغيره وقدبسطنا الكلام على هذه المسئلة في رسالتنا المسماة سل الحسام الهندى لنصرة سيدنا خالد النقشبندى فراجعها فان فيها فوائد نفسية والله تعالىٰ اعلم "......(فتاوىٰ شامي: ۲/۳۰۰)

(۲،۳) "وكره امامة العبد والاعمىٰ والاعرابى وولدالزناو الجاهل والفاسق والمبتدع بارتكابه مااحدث على خلاف الحق الملتقىٰ عن رسول الله ﷺ من علم اوعمل اومال بنوع شبهة اواستحسان وروى محمد عن ابى حنيفة رحمه الله وابى يوسف ان الصلاة خلف اهل الهواء لاتجوزوالصحيح انهاتصح مع الكراهة خلف لاتكفره بدعته لقوله ﷺ صلوا خلف كل

بروفاجر وصلوا علی کل بروفاجر وجاهدوامع کل بروفاجر رواہ الدارقطنی کمافی البرھان وقال فی مجمع الروایات واذا صلی خلف فاسق اومبتدع یکون محرزا ثواب الجماعة لکن لاینال ثواب من یصلی خلف امام تقی"......(مراقی الفلاح علی نورالایضاح : ۳۰۲)

(۴)"اماالاول فالدلیل علی فرضیتها ماروی عن النبی ﷺ انه قال صلوا علی کل بروفاجر وروی عنه ﷺ انه قال للمسلم علی المسلم ست حقوق وذکر من جملتها انه یصلی علی جنازته وکلمة علی للایجاب وکذا مواظبة النبی ﷺ واصحابه رضی الله عنهم والامة من لدن رسول الله ﷺ الی یومنا هذا علیها دلیل الفرضیة والاجماع منعقد علی فرضیتها ایضاً الاانها فرض کفایة اذاقام به البعض یسقط عن الباقین لان ماهوالفرض وهوقضاء حق المیت یحصل بالبعض ولایمکن ایجابها علی کل واحد من آحادالناس فصار بمنزلة الجهاد لکن لایسع الاجتماع علی ترکها کالجهادوالله اعلم "......(بدائع الصنائع: ۲/۴۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تنظیم فکرشاہ ولی اللٰہی کے عقائداوران کاحکم:

(مسئلہ نمبر۵۰)　　بخدمت جناب مفتی صاحب زیدمجدکم

ہماری مسجد میں ایک صاحب تشریف لاتے ہیں وہ اپنا تعلق تنظیم فکرشاہ ولی اللٰہی سے بتاتے ہیں اورنوجوانوں کوترغیب دیتے ہیں کہ وہ اس تنظیم اوران کے ادارہ میں آئیں اوران کا ادارہ لاہورمیں ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ ٹرسٹ (رجسٹرڈ) رحیمیہ ہاؤس اے 33 کوئنزروڈ شاہراہ فاطمہ جناح لاہورکے نام سے ہے اورمختلف شہروں میں ان کے کیمپس ہیں،آپ سے یہ دریافت کرنا ہے کہ

(۱)　تنظیم فکرشاہ ولی اللٰہی کے عقائدکیاہیں؟

(۲)　کیاان کاتعلق علماءدیوبندسے ہے؟

(۳)　کیاان کے عقائدونظریات سے علماء دیوبند کااختلاف بھی ہے ؟اگراختلاف ہوتوبراہ کرم اختلاف بتایاجائے تاکہ نوجوان نسل کوگمراہی سے بچایاجاسکے،اللہ تعالیٰ آپ حضرات کوجزائے خیرعطافرمائے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

تنظیم فکرولی اللہی کی کتابوں میں معاشی مساوات کانظریہ درج ہے اور یہ سوشلسٹوں کانظریہ ہے جوکہ قرآن وسنت اورعملاً مشاہدات کے خلاف ہے اور جوبھی یہ نظریہ رکھتا ہو وہ گمراہ ہے، چاہے وہ جس تنظیم سے تعلق رکھتا ہواور جس نسبت سے اپنے آپ کومنسوب کرتا ہو۔

"نحن قسمنا بينهم معيشتهم اسباب معيشتهم وقرء عبدالله ابن عباس والاعمش وسفيان معايشهم على الجمع فى الحياة الدنيا قسمة تقضيها مشيئتنا المبنية على الحكم والمصالح ولم نفوض امرها اليهم علمامنابعجزهم عنتدبيرهابالكلية واطلاق المعيشة يقتضى ان يكون حلالها وحرامها من الله تعالىٰ،ورفعنا بعضهم فوق بعض فى الرزق وسائرمبادى المعاش درجات متفاوتة بحسب القرب والبعد حسبما تقتضيه الحكمة فمن ضعيف وقوى وغنى وفقير وخادم ومخدوم وحاكم ومحكوم ليتخذ بعضهم بعضا سخرياليستعمل بعضهم بعضافى مصالحهم ويستخدموهم فى مهنهم ويسخروهم فى اشغالهم حتى يتعايشوا ويترافدوا ويصلوا الى مرافقهم لالكمال فى الموسع عليه اه "......(تفسيرروح المعانى :۲۵/۷۸)

"نحن قسمنا بينهم معيشتهم فى الحياة الدنيا اى افقرنا قوما واغنينا قوما ...... ورفعنابعضهم فوق بعض درجات اى فاضلنا بينهم فمن فاضل ومفضول ورئيس ومرء وس قاله مقاتل وقيل بالحرية والرق فبعضهم مالك وبعضم مملوك وقيل بالغنى والفقر فبعضهم غنى وبعضهم فقيروقيل بالامر بالمعروف والنهى عن المنكر،ليتخذ بعضهم بعضاسخريا قال السدى وابن زيد خولا وخداما يسخر الاغنياء الفقراء فيكون بعضهم سببالمعاش بعض "......(الجامع لاحكام القرآن :۸/۸۳،الجزء ۱۶)

"نحن قسمنا بينهم معيشتهم فى الحياة الدنيا ورفعنا بعضهم فوق بعض درجات وفيه مسائل المسئلة الاولى ،انا اوقعنا هذا التفاوت بين العباد فى القوة والضعف والعلم والجهل والحذاقة والبلاهة والشهرة والخمول

وانما فعلنا ذلک لانالوسوینا بینهم فی کل هذه الاحوال لم یخدم احداحدا ولم یصر احدمنهم مسخرا لغیره ،وحینئذٍ یفضی ذلک الی خراب العالم وفساد نظام الدنیاوالمسئلة الثانی قوله تعالیٰ نحن قسمنا بینهم معیشتهم فی الحیوة الدنیا یقتضی ان تکون کل اقسام معایشهم انماتحصل بحکم الله وتقدیره''......(التفسیر الکبیر للامام الفخر الرازی: ۹/۶۳۰ الجزء ۲۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیاحیات انبیاءاورقبر کے عذاب وثواب کامنکراہل سنت والجماعت میں داخل ہے؟

(مسئلہ نمبر ۵۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ انبیاء کرام بالخصوص حضور علیہ السلام اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں یا نہیں؟اور قبر کے پاس پڑھا گیا صلوٰۃ وسلام خود سنتے ہیں یا نہیں؟اور جو اس کا انکار کرے وہ اہل سنت والجماعت دیوبندی ہے یا نہیں ہے اوراس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

(۲) عذاب وراحت قبر اہل سنت والجماعت کے نزدیک ثابت ہے یا نہیں؟اوراس کا انکار کرنے والا اہل سنت سے خارج ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

حضورا کرم ﷺ اورسب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں علماء اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک یہ ہے کہ وہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں،اوران کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں ،اورجسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کوحیات حاصل ہےاورحیات دنیوی کے مماثل ہے۔

''وقدقال الله تعالیٰ فی الشهداء ولاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله امواتابل احیاء عندربهم یرزقون والانبیاء اولی بذلک فهم اجل واعظم الی ان قال فثبت کونه ﷺ حیافی قبره بنص القرآن امامن عموم اللفظ وامامن مفهوم الموافقة قال البیهقی فی کتاب الاعتقاد الانبیاء بعدماقبضواردت الیهم ارواحهم فهم احیاء عندربهم کالشهداء وقال القرطبی فی التذکرة فی حدیث الصعقة نقلا عن شیخه الموت لیس بعدم محض وانماهوانتقال من حال الی حال ویدل علی ذلک ان الشهداء بعدقتلهم وموتهم احیاء

یرزقون فرحین مستبشرین وھذہ صفة الاحیاء فی الدنیا واذاکان ھذا فی الشھداء فالانبیاء احق بذلک واولیٰ وقدصح ان الارض لاتأکل اجسادالانبیاء"......(الحاوی للفتاوی: ۵۵۶)

"فاقول حیاة النبی علیہ السلام فی قبرہ ھووسائرالانبیاء معلومة عندنا علماقطعیا لماقام عندنامن الادلة فی ذلک"......(الحاوی للفتاویٰ: ۵۵۴)

ہاں فرق صرف اتنا ہے کہ وہ احکام شرعیہ کے مکلّف نہیں ہیں لیکن وہ اپنی قبروں میں نماز بھی پڑھتے ہیں، اورقبرمبارک کے قریب کوئی درود پڑھے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام بلاواسطہ خود سنتے ہیں۔

"عن اوس بن اوس قال قال رسول اللہ ﷺ ......وفیہ الصعقة فاکثروا علی من الصلوٰة فیھا فانی صلوتکم معروضة علی قال قالوا یارسول اللہ وکیف تعرض صلوتنا علیک وقدارمت قال یقولون بلیت فقال ان اللہ حرم علی الارض اجسادالانبیاء"......(ابوداؤد: ۱/۱۵۸، مرقاۃ المفاتیح: ۳/۴۰۸)

"عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ ﷺ اکثرواالصلوٰة علی یوم الجمعة فانہ مشھودتشھدالملائکة وان احداان یصلی علی الاعرضت علی صلوتہ حتی یفرغ منھاقال قلت وبعدالموت قال وبعدالموت ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجسادالانبیاء فنبی اللہ حی یرزق "......(سنن ابن ماجة: ۱۱۸)

"عن ابی ھریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی علی عندقبری سمعتہ ومن صلی علی نائیاابلغتہ رواہ البیھقی فی شعب الایمان"......(مشکوٰۃ المصابیح: ۸۸)

جوشخص حیات انبیاء علیہم السلام کا قائل نہ ہووہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہےاوراس کی امامت درست نہیں۔

"ومذھب اھل السنة والجماعة ان فی القبر حیاتاوموتافلابدمن ذوق الموتتین لکل احد غیرالانبیاء وقدتمسک بقولہ لایذیقک اللہ الموتتین من انکرالحیاة فی القبر وھم المعتزلة ومن نحانحوھم"......(عمدۃالقاری: ۱۶/۲۵۷)

(۲) عذاب وراحت قبراہل السنّت والجماعت کے نزدیک برحق اورخبرمتواترسے ثابت ہے اوراس کا منکرکافرہے۔

”من انکرالمتواترفقدکفر ومن انکرالمشهور یکفرعندالبعض وقال عیسی ابن ابان یضلل ولایکفروهوالصحیح من انکر خبرالواحد لایکفر غیرانه یأثم بترک القبول هکذا فی الظهیریة“......(عالمگیری:۲/ ۲۶۵)

”یکفربانکاررؤیة الله تعالیٰ عزوجل بعددخول الجنة وبانکارعذاب القبروبانکارحشربنی آدم لاغیرهم ولابقوله ان المثاب والمعاقب الروح فقط“......(عالمگیری:۲/۲۷۴)

”وتنعیم اهل الطاعة فی القبر لمایعلمه الله تعالیٰ ویریده وسوال منکرونکیرثابت بالدلائل اسمعیة“......(شرح العقائد :۱۲۵،۱۲۴)

”وبالجملة الاحادیث فی هذا المعنی وفی کثیرمن احوال الآخرة متواترة المعنی وان لم یبلغ آحادها حدالتواتر“......(شرح العقائد:۱۲۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نشے کی حالت میں مرنے والے کے ایمان کاحکم:

(مسئلہ نمبر۵۲) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام علماء عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جوشخص شراب پی کرنشے کی حالت میں مرجائے وہ ایمان کی حالت میں مرتاہے یابے ایمان مرتاہے،اس کی بخشش ہوسکتی ہے یانہیں؟ بخشش کی امیدہے یانہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

شراب پینا گناہ کبیرہ ہےاورگناہ کبیرہ سے آدمی کافرنہیں ہوتاجب تک کہ حلال نہ سمجھتاہو۔

”اماالخمر فلهااحکام ستة احدها انه شرب قلیلها وکثیرها“......(الهندیة: ۵/۵۱۰)

”وحرم قلیلهاوکثیرها بالاجماع قوله وحرم قلیلها ای شرب قلیلها لئلایتکرر الآتی من حرمة الانتفاع والتداوی“......(الدرالمختارعلی هامش ردالمحتار: ۵/۳۱۹)

”حرم شرب القليل من الخمرعلينا كرامة من الله علينا لئلايؤدى الى المحظور بان يدعوالقليل الى الكثير“......(البحر الرائق : ٨/٨٩٩)

”والكبيرة وقداختلف الروايات فيهافروى ابن عمر رضى الله انها تسعة الشرک بالله وقتل النفس بغيرحق وقذف المحصنة والزناوالفرار عن الزحف والسحر واكل مال اليتيم وعقوق الوالدين المسلمين والالحاد فى الحرم وزادابوهريرة رضى الله عنه آكل الربوا وزادعلى رضى الله عنه السرقة وشرب الخمر“......(شرح العقائد:١٣٥،١٣٤)

”وبالجملة المرادههنا ان الكبيرة التى هى غيرالكفر لاتخرج العبدالمؤمن من الايمان لبقاء التصديق الذى هوحقيقة الايمان الثانى الآيات والاحاديث الناطقة باطلاق المؤمن على العاصى كقوله تعالىٰ يايهاالذين آمنوكتب عليكم القصاص فى القتلىٰ وقوله تعالى يايهاالذين آمنواتوبوا الى الله توبة نصوحا،وقوله تعالىٰ وان طائفتان من المؤمنين اقتتلوا الآية وهى كثيرة الثالث اجماع الامة من عصرالنبى ﷺ الى يومنا هذا بالصلوٰة على من مات من اهل القبلة من غيرتوبة والدعاء والاستغفار لهم مع العلم بارتكابهم الكبائر بعدالاتفاق على ان ذلک لايجوزلغيرالمؤمن“......(شرح العقائد :١٣٧)

”والله تعالى لايغفران يشرک به باجماع المسلمين الى قوله ويغفرمادون ذلک لمن يشاء من الصغائر والكبائر مع التوبة اوبدونها“......(شرح العقائد:١٤٠،١٤١)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

بغیر حلالہ کے بیوی کو رکھنے والے کے ایمان کا حکم:

(مسئلہ نمبر۵۳) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماءعظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کے بارے میں پوچھنا ہے کہ اس کی بخشش ہوسکتی ہے یانہیں؟ بخشش کی امید ہے یانہیں؟ اس کا ایمان سلامت رہایانہیں؟ جوشخص اپنی بیوی کو تین طلاق دے کر بغیر حلالہ کیے اپنے نکاح میں رکھے یہ شخص ایمان کی حالت میں مرتا ہے یا بے ایمان مرتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

کسی شخص کا اپنی بیوی کو تین طلاق دے کر بغیر حلالہ کے اپنے نکاح میں رکھنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور گناہ کبیرہ سے آدمی کافر نہیں ہوتا جب تک کہ حلال نہ سمجھتا ہو۔

”لایحل للرجل ان تتزوج حرة طلقاثلاثا قبل اصابة الزوج الثانی ولاامة طلقها ثنتین وکمالایجوز له نکاحهالایحل له وطؤها بملک الیمین کذافی فتاویٰ قاضی خان“ ......(الهندیة: ۱/۲۸۲)

”لاینکح مطلقا عن نکاح صحیح نافذبهاای بالثلاث لوحدة وثنتین له امة ولوقبل الدخول حتی یطأها غیره“......(الدرالمختار: ۲/۵۳۸)

”وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحاصحیحا ویدخل بهاثم یطلقها اویموت عنهاکذا فی الهدایة“......(الهندیة: ۱/۴۷۳)

”والکبیرة وقداختلف الروایات فیهافروی ابن عمر رضی الله انها تسعة الشرک بالله وقتل النفس بغیرحق وقذف المحصنة والزناوالفرار عن الزحف والسحر واکل مال الیتیم وعقوق الوالدین المسلمین والالحاد فی الحرم وزادابوهریرة رضی الله عنه آکل الربوا وزادعلی رضی الله عنه السرقة وشرب الخمر“......(شرح العقائد: ۱۳۵، ۱۳۴)

”وبالجملة المرادههنا ان الکبیرة التی هی غیرالکفر لاتخرج العبدالمؤمن من الایمان لبقاء التصدیق الذی هوحقیقة الایمان“......(شرح العقائد: ۱۳۵)

” الثانی الآیات والاحادیث الناطقة باطلاق المؤمن علی العاصی کقوله تعالیٰ یایهاالذین آمنوکتب علیکم القصاص فی القتلیٰ وقوله تعالی یایهاالذین آمنواتوبوا الی الله توبة نصوحا،وقوله تعالیٰ وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا الآیة وهی کثیرة الثالث اجماع الامة من عصرالنبی ﷺ الی یومنا هذا بالصلوٰة علی من مات من اهل القبلة من غیرتوبة والدعاء والاستغفار لهم مع العلم بارتکابهم الکبائر بعدالاتفاق علی ان ذلک لایجوزلغیرالمؤمن“......(شرح العقائد :۱۳۷)

"واللہ تعالی لایغفران یشرک بہ باجماع المسلمین الی قولہ ویغفرمادون ذلک لمن یشاء من الصغائر والکبائر مع التوبۃ اوبدونہا"......(شرح العقائد: ۱۴۰، ۱۴۱)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیاعذاب قبر کا منکر اہل سنت والجماعت میں داخل ہے؟

(مسئلہ نمبر ۵۴) کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقہ کے خطیب صاحب نے ایک سائل کہ جس نے عذاب قبر سے متعلق سوال کیا کہ آیا قبر میں عذاب وثواب ہوتا ہے یانہیں؟ جواباً موصوف خطیب صاحب نے فرمایا کہ مشاہدہ اس کی نفی کرتا ہے کہ اس زمینی قبر میں عذاب وثواب ہوتا ہے کیونکہ بہت سارے لوگ غرق ہوجاتے ہیں اور جل کرراکھ ہوجاتے ہیں، یہ فقط ڈھکوسلے ہیں، بعد میں ایک اورسامع نے خطیب صاحب سے شام کودوبارہ اسی مسئلہ کو پوچھا تو موصوف نے بعینہ مذکورہ جواب دیا، لہذا درج ذیل جزئیات حل طلب ہیں۔

(۱) ایسے شخص کا کیاحکم ہے؟ آیامذکورہ شخص اہل سنت والجماعت حنفی دیوبندی کے عقائد سے موافق ہے؟

(۲) ایسے شخص کے پیچھے نماز کا کیاحکم ہے؟

(۳) ایسے شخص کی تقریرسننا کیسا ہے؟

قرآن وسنت کی روشنی میں مذکورہ بالاسوالوں کا جواب دیکر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ اہل حق کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جسم وروح دونوں کوتعذیب یاتنعیم ہوگی اور قرآن واحادیث میں اس کی واضح دلیل موجود ہے۔

"قال اللہ تعالیٰ النار یعرضون علیہاغدوا وعشیا"......(سورۃ المؤمن: ۴۶)

"واعلم ان اھل الحق اتفقوا علی ان اللہ تعالیٰ یخلق فی ا لمیت نوع حیاۃ فی القبر قدرمالم یألم اویتلذذ"......(شرح الفقہ الاکبر: ۱۰۱)

"ومن یعذب فی القبر یوضع فیہ الحیوۃ فی قول العامۃ"......(ھدایۃ: ۲/۴۹۶)

اس مسئلہ کی تفصیل دیکھنی ہوتو مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی، آپ کے مسائل اوران کاحل

جلد۱۰، ملاحظہ فرمائیں، نیز ''المہند علی المفند'' کا مطالعہ ضرور کریں، اور یہ شخص اعتقادی بدعتی ہونے کی وجہ سے فاسق ہے، اوراس کے پیچھے نماز کی ادائیگی مکروہ تحریمی ہے، انتظامیہ کی ذمہ داری ہے کہ نماز وتقریر کے لیے کسی متبعِ سنت، نیک ضروری مسائل سے واقف شخص کا تقرر کرے۔

''فھو الفاسق کالمبتدع تکرہ امامته بکل حال''......(شامی:۱/۵۲۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حیات النبی ﷺ کے خلاف عقیدہ رکھنے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۵۵) محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید جو دیوبندی ہے لیکن اکابر دیوبند کے مسلک کے برعکس انبیاء علیہم السلام کی حیاۃ فی القبر کا منکر ہے، احمد سعید چتروڑ گڑھی اور سید عنایت اللہ شاہ گجراتی کا معتقد ہے، سرورکائنات ﷺ کے متعلق کہتا ہے کہ آپ ﷺ کا جسم مبارک تو قبر میں محفوظ ہے مگر ہے بے جان اور مردہ، العیاذ باللہ۔

بتایا جائے کہ کیا مذکورہ عقیدہ رکھنے والے زید کے پیچھے نماز جائز ہے؟ ایسے آدمی کے پاس بچوں کو دینی تعلیم دلوانا کیسا ہے؟ براہ کرم مطمئن فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات فی القبر اور سماع عند القبر کا عقیدہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک اجماعی ہے اوراس کے خلاف عقیدہ رکھنے والا بدعتی اور اہل سنت والجماعت سے خارج ہے، اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، اور بچوں کو اس کے پاس تعلیم دلوانا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ وہ ان کو بھی یہی عقیدہ سکھلائے گا اور گمراہ کرے گا، مسئلہ کی تحقیق کے لیے ملاحظہ ہو ''تسکین الصدور'' از مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ گوجرانوالہ۔

''نحن نؤمن ونصدق بانه ﷺ حی یرزق وان جسده الشریف لاتأکله الارض والاجماع علی ھذا''......(القول البدیع:۱۲۵)

''وقدقال اللہ تعالیٰ فی الشھداء ولاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتابل احیاء عندربھم یرزقون والانبیاء اولی بذلک فھم اجل واعظم الی ان قال فثبت کونه ﷺ حیافی قبره بنص القرآن امامن عموم اللفظ وامامن مفھوم

الموافقة قال البیھقی فی کتاب الاعتقاد الانبیاء بعدماقبضوا ردت الیھم ارواحھم فھم احیاء عندربھم کالشھداء وقال القرطبی فی التذکرة فی حدیث الصعقة نقلا عن شیخه الموت لیس بعدم محض وانماھوانتقال من حال الی حال ویدل علی ذلک ان الشھداء بعدقتلھم وموتھم احیاء یرزقون فرحین مستبشرین وھذه صفة الاحیاء فی الدنیا واذاکان ھذا فی الشھداء فالانبیاء احق بذلک واولیٰ وصح ان الارض لاتأکل اجسادالانبیاء''......(الحاوی للفتاوی: ۵۵٦)

''فاقول حیاة النبی علیه السلام فی قبره ھووسائرالانبیاء معلومة عندنا علماقطعیا لماقام عندنامن الادلة فی ذلک''......(الحاوی للفتاویٰ: ۵۵۴)

''عن اوس بن اوس قال قال رسول اللهﷺ ......وفیه الصعقة فاکثروا علی من الصلوٰة فیھا فان صلوتکم معروضة علی قال قالوا یارسول الله وکیف تعرض صلوتنا علیک وقدارمت قال یقولون بلیت فقال ان الله حرم علی الارض اجسادالانبیاء''......(ابوداؤد: ۱۵۸/ ۱، مرقاة المفاتیح: ۴۰۸/ ۳)

''عن ابی الدرداء قال قال رسول اللهﷺ اکثرواالصلوٰة علی یوم الجمعة فانه مشھودتشھدالملائکة وان احداان یصلی علی الاعرضت علی صلوٰته حتی یفرغ منھاقال قلت وبعدالموت قال وبعدالموت ان الله حرم علی الارض ان تاکل اجسادالانبیاء فنبی الله حی یرزق ''......(سنن ابن ماجة: ۱۱۸)

''عن ابی ھریرة رضی الله عنه قال قال رسول اللهﷺ من صلی علی عندقبری سمعته ومن صلی علی نائیاابلغته رواه البیھقی فی شعب الایمان''......(مشکوٰة المصابیح: ۸۸)

''فھوالفاسق کالمبتدع تکره امامته بکل حال ''......(فتاویٰ شامی: ۵۲۳/ ۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

مطلق عذاب قبر کے منکر کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۵۶) زید کہتا ہے کہ یہ جو علماء کہتے ہیں کہ قبر میں اتنا بڑا اژدہا ہوتا ہے جس کے صرف ناخن اتنے اتنے بڑے ہوتے ہیں تو یہ کیسے ممکن ہے، کیونکہ قبر تو صرف چھ یا سات فٹ لمبی اور تین چار فٹ چوڑی ہوتی ہے، اور لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس سانپ کے ڈسنے سے مردہ ستر ہاتھ زمین میں دھنس جاتا ہے، حالانکہ اکثر علاقوں میں دو تین ہاتھ کی گہرائی میں پانی ہوتا ہے اور جب مردوں میں روح نہیں تو وہ سزا کیسے محسوس کرتے ہیں، اور جو آدمی جل کر راکھ بن جاتا ہے اس کو سزا کس طرح ملے گی، کیونکہ اس کی کوئی چیز نہیں ہے اور نہ کوئی قبر ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

عذاب قبر اور اس کی مختلف انواع قرآن وسنت سے ثابت ہیں، لہذا زید کا اس کا انکار کرنا ان تمام نصوص کا انکار ہے جن میں عذاب قبر کا ثبوت ہے، لہٰذا مطلق عذاب قبر کا منکر کافر ہے۔

”النار یعرضون علیها، وفیه ستة اوجه......الخ العذاب والجمهور علی ان هذا العرض فی البرزخ، واحتج بعض اهل العلم فی تثبیت عذاب القبر بقوله النار یعرضون علیها غدوا وعشیا مادامت الدنیا کذلک قال مجاهد وعکرمة ومقاتل ومحمد بن کعب کلهم قال هذه الآیة تدل علی عذاب القبر فی الدنیا“......(احکام القرآن :۱۸/۳۱۵)

”حدثنا ابو سلمة یحییٰ بن خلف البصری حدثنا بشر بن مفصل عن عبدالرحمن بن اسحق عن سعید بن ابی سعید المخبری عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ اذا اقبر ا لمیت اوقال احدکم اتاه ملکان اسودان ازرقان یقال لاحدهما المنکر والآخر النکیر فیقولان ماکنت تقول فی هذا الرجل فیقول ماکان یقول هو عبدالله ورسوله اشهدان لااله الا الله وان محمدا عبده ورسوله فیقولان قدکنا نعلم انک تقول هذا ثم یفسح له فی قبره سبعون ذراعا فی سبعین ثم ینور له فیه ثم یقال له نم فیقول ارجع الی اهلی فاخبرهم فیقولان نم کنومة العروس الذی لایوقظه الا احب اهله الیه حتی یبعثه الله من مضجعه ذلک وان کان منافقا قال سمعت الناس یقولون فقلت مثله لاادری فیقولان قدکنا نعلم انک تقول ذلک فیقال للارض

التمئی علیه فتلتئم علیه فتختلف اضلاعیه فلایزال فیهامعذبا حتی یبعثه الله من مضجعه ذلک"......(جامع الترمذی: ۱/۳۳۲)

"یکفر بانکاررؤیة الله تعالیٰ عزوجل بعددخول الجنة وبانکارعذاب القبر وبانکار حشربنی آدم لاغیرهم ولابقوله ان المثاب والمعاقب الروح فقط"......(الهندیة: ۲/۲۷۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کفار کے لیے دخول جنت کے قائل کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۵۷) کیا فرماتے ہیں مفتیان وعلماء عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو مسلمان ہے دوران مجلس گفتگو کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میرا یقین ہے کہ کفار بھی جنت میں جائیں گے، کفار کو بھی ان کے اچھے اعمال کا بدلہ ملے گا یہ بات قرآن پاک میں ہے میں نے پڑھا ہے اور یہ کہ کفار کو عذاب ہوگا میں نہیں مانتا، میں نہیں سمجھتا، اس شخص کے متعلق کیا حکم ہے؟ کیا اس کے لیے تجدید ایمان وتجدید نکاح ضروری ہے یا نہیں؟ کیا یہ شخص یہ اقوال بول کر دائرہ اسلام میں داخل رہا ہے یا دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا ہے، ہمیں اس شخص کے ساتھ کیا رویہ اپنانا چاہیئے، جب کہ یہ شخص کلمہ گو بھی ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال مذکورہ شخص جس نے یہ کہا ہے کہ میرا یقین ہے کہ کفار جنت میں جائیں گے اور میں نہیں سمجھتا اور میں نہیں مانتا کہ کفار کو عذاب ہوگا اور ان کو اچھے اعمال کا بدلہ ملے گا، ان الفاظ کی وجہ سے مذکورہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا، تجدید ایمان کے بعد تجدید نکاح کریں، کفار کو ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہنا ہے اور ان پر جنت کا حرام ہونا نص قرآنی سے ثابت ہے۔

"والذین کفروا وکذبوا بآیاتنا اؤلئک اصحاب النارهم فیهاخالدون، انه من یشرک بالله فقدحرم الله علیه الجنة ومأواه النار"......(سورة البقرة: رکوع نمبر ۴، سورة لمائدة: رکوع نمبر ۱۵)

کفار کے اعمال دو قسم کے ہیں، ایک احسانات کے قبیل سے ہیں، دوسرے عبادات کے قبیل سے ہیں، اول درجہ کے اعمال پر آخرت میں عذاب میں تخفیف ہوگی لیکن نجات نہ ہوگی، اور جو عبادات کے قبیل سے ہوں ان کے لیے ایمان شرط ہے بغیر ایمان کے عبادات صحیح نہیں ہیں۔

”کمافی فیض الباری ان حسنات الکافر علی نحوین منها کالحلم وصلة الرحم “......(فیض الباری : ۱/۱۳۶)

مذکورہ شخص کوقرآن وحدیث کامطالعہ کسی جید عالم کی سرپرستی میں کرنا چاہیئے ۔

”رجل قال لاادری الکافرفی الجنة اوفی النار فھو کافر لانه جاحد لکتاب الله تعالی وقال ابومطیع سألت اباحنیفة عمن یقول لاادری این یصیر الکافر ؟قال ھوجاحدلکتاب الله فھو کافر “......(التاتارخانیة: ۵/۳۳۰)

”ویکفر ......بقوله لاادری الکافر فی الجنة اوفی النار اولاادری این یصیرالکافر“......(بحرالرائق : ۵/۲۰۴)

”ویؤمربالتوبة والرجوع عن ذلک وتجدیدالنکاح بینه وبین امرأته “......(التاتارخانیة: ۵/۳۱۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کافر کے پیچھے نماز جنازہ پڑھنے کاحکم:

(مسئلہ نمبر۵۸) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص ایک کافر کے پیچھے نماز جنازہ پڑھتاہے ،کیااس شخص کودوبارہ مسلمان ہونے کے لیے کلمہ پڑھنے کی ضرورت ہے کہ نہیں؟ نیزاس شخص کے نکاح کا کیاحکم ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

قرآن وسنت واجماع امت کے مطابق اگراس شخص کوان کا کفرمعلوم ہوپھراس نے اس کومسلمان سمجھ کر جنازہ پڑھاہوتو دائرہ اسلام سے خارج ہے اوراس کا نکاح ٹوٹ چکاہے ،اس پرتجدیدایمان اورتجدیدنکاح ضروری ہے،اوراگراس کو مسلمان سمجھ کرنہیں بلکہ کافرہی سمجھ کر جنازہ پڑھاہوتواس صورت میں فاسق وفاجرہے، لہذااس صورت میں توبہ واستغفارکریں،اورآئندہ اس عمل سے احترازکریں۔

”والاصل ان من اعتقدالحرام حلالا فان کان حراما لغیرہ کمال الغیر لایکفر وان کان لعینه فان کان دلیله قطعیا کفر والافلا وقیل التفصیل بین العالم اماالجاھل فلایفرق بین الحلال والحرام لعینه وغیرہ وانماالفرق فی انما کان

قطعیا کفر بہ والا فلا فیکفر اذا قال الخمر لیس بحرام"
......(البحر الرائق: ۵/۲۰۶)

"ولا تصل علی احد منهم مات ابدا قال علماؤنا هذا انص فی الامتناع من الصلوٰة علی الکفار یؤخذ لانه علل المنع من الصلوٰة علی الکفار"......(تفسیر قرطبی: ۴/۲۲۱)

"ان مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح ومافیه خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبة وتجدید النکاح"......(شامی: ۳/۳۱۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

احوال برزخ کے بارے میں اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ:

(مسئلہ نمبر ۵۹) کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام ان مسائل کے متعلق کہ

(۱) کیا انبیاء کرام علیہم السلام بالخصوص حضور اقدس ﷺ اپنی قبور میں زندہ ہیں یا نہیں؟ (۲) کیا قبر کے پاس پڑھا گیا درود وسلام سنتے ہیں؟ (۳) اور جو صلوٰۃ وسلام دور سے پڑھا جائے کیا فرشتے پہنچاتے ہیں؟ (۴) اور جو اس کا انکار کرے وہ اہل السنۃ والجماعۃ دیوبندی ہے یا نہیں؟ (۵) اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟ (۶) عذاب وراحت قبر میں اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک ثابت ہے یا نہیں؟ (۷) اس عقیدہ کا انکار کرنے والا اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہے یا نہیں؟ (۸) کیا قبر کے ساتھ ٹیک لگانے سے صاحب قبر کو تکلیف ہوتی ہے؟ (۹) کیا قبر والا سلام کا جواب دیتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

"قال رسول الله ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون ،رواه ابو یعلی فی مسنده عن انس رضی الله عنه"......(مسند ابی یعلی: ۶/۱۴۷)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں بتعلق روح حیات ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور یہی علماء دیوبند اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔

"وقد قال تعالی فی الشهداء ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله امواتا بل احیاء عند ربهم یرزقون والانبیاء اولی بذلک فهم اجل واعظم الی ان قال

فثبت کونہ ﷺ حیافی قبرہ بنص القرآن امامن عموم اللفظ وامامن مفھوم الموافقة قال البیھقی فی کتاب الاعتقاد الانبیاء بعد ماقبضوا ردت الیھم ارواحھم فھم احیاء عندربھم کالشھداء وقال القرطبی فی التذکرة فی حدیث الصعقة نقلاعن شیخھالموت لیس بعدم محض وانماھوانتقال من حال الی حال ویدل علی ذلک ان الشھداء بعدقتلھم وموتھم احیاء یرزقون فرحین مستبشرین وھذہ صفة الاحیاء فی الدنیا واذاکان ھذا فی الشھداء فالانبیاء احق بذلک واولیٰ وقدصح ان الارض لاتأکل اجسادالانبیاء"......(الحاوی للفتاویٰ:۵۵۶)

"فاقول حیاة النبی ﷺ فی قبرہ ھووسائرالانبیاء معلومة عندنا علماقطعیا لماقام عندنامن الادلة فی ذلک"......(الحاوی للفتاویٰ:۵۵۴)

"عن ابی ھریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی علی عندقبری سمعتہ ومن صلی علی نائیاابلغتہ (رواہ البیھقی فی شعب الایمان:مشکوٰة المصابیح:۸۸)

"عن اوس بن اوس قال قال رسول اللہ ﷺ ......وفیہ الصعقہ فاکثرواعلی من الصلوٰة فیہ فان صلوتکم معروضة علی قال قالوا یارسول اللہ وکیف تعرض صلوتنا علیک وقدارمت قال یقولون بلیت فقال ان اللہ حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء نبی اللہ حی یرزق"......(سنن ابی داؤد:۱/۱۵۷،مرقاة المفاتیح:۳/۳۰۸)

"عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ ﷺ اکثروا الصلوٰة علی یوم الجمعة فانہ مشھود تشھداہ الملائکة وان احدا ن یصلی علی الاعرضت علی صلوتہ حتی یفرغ منھاقال قلت وبعد الموت قال وبعدالموت ان اللہ حرم علی الارض ان تأکل اجسادالانبیاء نبی اللہ حی یرزق "......(سنن ابن ماجہ : ۱۱۸)

قبر کا عذاب اورراحت برحق ہے،تمام اہل السنۃ والجماعۃ اس کے قائل ہیں اورروح کا بدن کے ساتھ تعلق ہوتا ہے جس سے مردہ قبر کی راحت اورتنگی محسوس کرتا ہے چنانچہ ملاعلی قاری محدث حنفی فرماتے ہیں۔

”واعلم ان اهل الحق اتفقوا علی ان اللہ تعالی یخلق فی ا لمیت نوع حیاۃ القبر قدرمایتألم ویتلذذ“......(شرح فقه الاکبر: ۸۰)

”وتنعیم اهل الطاعۃ فی القبر بمایعلمه اللہ تعالیٰ ویریده وسوال منکرونکیرثابت بالدلائل السمعیۃ“......(شرح العقائد :۱۲۵،۱۲۴)

”وبالجملۃ الاحادیث فی هذالمعنی وفی کثیرمن احوال الآخرۃ متواترۃ المعنی وان لم یبلغ احادها حدالتواتر“......(شرح العقائد: ۱۰۱)

عذاب وراحت قبرخبرمتواتر سے ثابت ہےاوراس کا منکر کافر ہے۔

”من انکرالمتواترفقدکفر ومن انکرالمشهور یکفر عندالبعض وقال عیسی ابن ابان یضلل ولایکفر وهو الصحیح ومن انکرخبراواحدلایکفر غیرانه یأثم بترک القبول هکذا فی الظهیریۃ“ ......(فتاویٰ هندیۃ: ۲/۲۶۵)

”یکفربانکاررؤیۃ اللہ تعالیٰ عزوجل بعددخول الجنۃ وبانکار عذاب القبر وبانکار حشربنی آدم الاغیره ولابقوله ان المثاب والمعاقب الروح فقط“......(فتاویٰ هندیۃ: ۲/۲۷۴)

جوشخص حیات انبیاءعلیہم السلام کا قائل نہ ہووہ اہل السنۃ والجماعت سے خارج ہےاوراس کی امامت درست نہیں ہے۔

”ومذهب اهل السنۃ والجماعۃ ان فی القبر حیاۃ وموتا فلابدمن ذوق الموتتین لکل احدغیرالانبیاء وقدتمسک لقوله لایذیقک اللہ الموتتین من انکرالحیاۃ فی القبر وهم المعتزلۃ ومن نحانحوهم “......(عمدۃالقاری : ۱۶/۲۵۷)

قبروں پرٹیک لگانے سےمردوں کوتکلیف ہوتی ہے۔

”عن عمروبن حزم قال رآنی النبی ﷺ وانامتکئ علی قبر قال لاتؤذصاحب القبر “......(کنزالعمال : ۱۵/۳۲۱،حدیث رقم ،۴۲۹۸۴)

ہاں! جب صاحب قبرکوسلام کہا جائےتو وہ سلام کا جواب دیتا ہے۔

”عن زید بن اسلم عن ابی هریرۃ رضی اللہ عنه قال اذامرالرجل بقبرلایعرفه فسلم ردعلیه السلام “......(کنزالعمال: ۱۵/۳۲۱،حدیث رقم ۴۲۹۸۵)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیامردے سلام کا جواب دیتے ہیں؟

(مسئلہ نمبر ۶۰) کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب کوئی آدمی کسی کی قبر پر جاتا ہے تو السلام علیکم یا اہل القبور کہتا ہے، کیا مردے لوگ اس کا جواب دیتے ہیں؟ اوراگر وہ سنتے نہیں تو پھر السلام علیکم کہنے کا کیا مقصد ہوتا ہے؟ حدیث شریف کی رو سے باحوالہ جواب دیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

جب قبرستان میں جا کر کوئی مردوں کو سلام کرتا ہے تو وہ سنتے ہیں، کیونکہ جملہ مردے قبروں میں زندہ ہیں، حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کرتا ہے اوراس کے پاس بیٹھتا ہے تو وہ صاحب قبراس سے مانوس ہوتا ہے۔

”فروی ابن ابی الدنیا فی کتاب القبور عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ مامن رجل یزورقبراخیه ویجلس عنده الااستأنس فیه وردعلیه حتی یقوم ،وروی عن ابی هریرة رضی الله عنه قال اذا مرالرجل بقبریعرفه فسلم علیه ردعلیه السلام “......(تفسیرابن کثیر: ۵/۹۵)

”واخرجه العقیلی عن ابی هریرة رضی الله عنه قال ابورزین یارسول الله ان طریقی علی الموتیٰ فهل من کلام اتکلم به اذامررت علیهن قال قل السلام علیکم یااهل القبور من المسلمین (قوله لایستطیعون) ان یجیبوا ای جوابا سمعه الحی والافهم یردون حیث لاتسمع،عن ابن عباس رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ مامن احد یمربقبراخیه المؤمن کان یعرفه فی الدنیا فیسلم علیه الاعرفه وردعلیه السلام “......(مرقاة المفاتیح: ۴/۲۲۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اگرفلاں کام کروں تو اللہ اوراس کے رسول کے ساتھ شرک کا مرتکب ٹھہروں سے ایمان کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۶۱) کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے قسم اٹھائی تھی اور ویسے بھی کہا تھا کہ اگرفلاں کام کروں تو اللہ اوراس کے رسول کے شرک کا مرتکب ٹھہروں جب کہ میں نعوذ باللہ ایسا کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا، مجھ سے وہ قسم ٹوٹ گئی آیا کہ میں مشرک تو نہیں ہوگیا جب کہ مشرک کی توبہ بھی قبول نہیں ہوتی، قسم توڑنے

کے بعد میں نے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ نیتوں کا جاننے والا ہے، وہ جانتا ہے کہ میں ایسے کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا، اور یہ کہ انسان سے غلطی ہوجاتی ہے کیا رب تعالیٰ مجھے معاف فرمادیں گے، قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں یہ کہنے والا مشرک نہیں ہوا کیونکہ مشرک وہ ہوتا ہے جو اللہ کی ذات یا صفات میں کسی کو شریک سمجھے، لیکن یہاں ایسا نہیں ہوا لیکن ایسا کہنے کا گناہ ہوا، آئندہ احتیاط کرنی چاہیئے اور اب توبہ واستغفار کرنا چاہیئے۔

”لانانقول ان من قال ان فعلت کذافاناکافر مراده الامتناع بالتعلیق ومن عدمه ان لا یفعل فلیس فیه رضابالکفر عندالتعلیق......فان هذا التعلیق بماله خطر الوجود فلایکفر به فی لحال “......(الردالمحتار : ۳/۶۰)

”وان قال ان فعلت کذافهو یهودی اونصرانی اوکافریکون یمینالانه لماجعل الشرط علماعلی الکفر فقداعتقده واجب الامتناع وقدامکن القول بوجوبه بغیره بجهله یمیناکمایکون فی تحریم الحلال ......ولایکفر اعتبارابالمستقبل“......(البنایة شرح الهدایة: ۱/۱۳۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مشرک کس کو کہتے ہیں؟

(مسئلہ نمبر۶۲) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مشرک کس کو کہتے ہیں؟ اور یہ بتائیں کہ کیا بریلوی مکتب فکر کو مشرک کہنا درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

مشرک وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک کرے، بریلوی مکتب فکر کو مشرک کہنا درست نہیں، اکابر دیوبند کا یہ اتفاقی فتویٰ ہے کہ موجودہ زمانے کے بریلوی بدعتی ہیں، ان کو مشرک نہیں کہنا چاہیئے۔

”والله تعالیٰ لایغفر ان یشرک به قوله ان یشرک به المراد بالشرک الکفر

فان الکافر مطلقا من لاایمان له فان یظهر الایمان فهومنافق اه ان کفر بعدالایمان فمرتد وان قال بالهین مشرک".....(شرح العقائد مع حاشیته: ۱۴)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

انبیاء علیہم السلام کی ارواح کا براہ راست جسم کے ساتھ تعلق ہے:

(مسئلہ نمبر۶۳) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جس طرح شہداء کے بارے میں آتاہے کہ وہ زندہ ہیں اوراللہ کے نزدیک رزق بھی کھاتے ہیں اورخوش رہتے ہیں اسی طرح انبیاءکرام کی بھی اللہ تعالی کے نزدیک اعلیٰ زندگی سمجھتے ہیں اوراگرآپ جسم کی بابت اورروح کاتعلق جسم کے ساتھ پوچھتے ہیں توہماراجواب یہ ہے کہ "ان اللہ یسمع من یشاء" کی طرح ہم مانتے ہیں، یعنی ہم جسم کاتعلق روح سے براہ راست نہیں مانتے، یہ عقیدہ جوشخص رکھے کیاوہ امام بن سکتاہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مذکورہ میں مذکورہ شخص مماتی لگتاہے کیونکہ جوشخص یہ عقیدہ رکھے کہ آنخضرت ﷺ اپنی قبرمبارک میں زندہ نہیں اورجسم مبارک کے ساتھ روح کابراہ راست تعلق نہیں تویہ شخص اہل سنت والجماعت کے عقیدہ سے ہٹاہوا ہے، کیونکہ اہل سنت والجماعت کاعقیدہ ہے کہ آنخضرت ﷺ اسی طرح دیگرتمام انبیاءکرام علیہم الصلوٰت والتسلیمات قبروں میں اجسادعنصریہ کے ساتھ حیات ہیں اوریہ حیات برزخی حیات دنیوی سے کم نہیں اورتلذذاً نماز اوردیگرعبادات میں مشغول ہیں، یہ حیات برزخی اگرچہ ہم کومحسوس نہیں ہوتی لیکن بلاشبہ یہ حیات حسی اورجسمانی ہے، اس لیے کہ روحانی اورمعنوی حیات توعام مؤمنین بلکہ کفارکی ارواح کوبھی حاصل ہے، اہل سنت والجماعت کایہ عقیدہ اصول شریعت قرآن وسنت سے ثابت ہے، لہذاعقیدہ حیات النبی کاانکارکرنے والامبتدع ہے، ایسے شخص کی اقتداء میں نمازپڑھنامکروہ تحریمی ہے۔

"وعن ابی هریرة رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی علی عندقبری سمعته ومن صلی علی نائیاابلغته رواہ البیهقی فی شعب الایمان".....(مشکوٰۃ المصابیح: ۱/۸۸)

"ولاتقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء عندربهم یرزقون".....(البقرة)

”والحق عندی عدم اختصاصها بهم بل حیاة الانبیاء اقوی منهم واشدظهورا آثارها فی الخارج حتی لایجوز النکاح بازواج النبی ﷺ بعدوفاته بخلاف الشهید “......(............)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اسلام قبول کرنے کے بعد دوبارہ عیسائی ہونے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ٦٤) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری بیوی نے میرے ساتھ اسلام مذہب قبول کیا ہے اب وہ عیسائی مذہب میں واپس جانا چاہتی ہے، اس پر اس کی کیا سزا ہوگی اور میرا ایک بیٹا ہے جس کی عمر پانچ سال ہے وہ بچہ میری بیوی کے پاس ہے، بچہ مجھے مل سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر کوئی قانون اسلام سے کفر کی طرف چلی جائے تو حکومت وقت پر لازم ہے کہ وہ اس کو قید میں رکھے اور اس دوران اس کے شبہات کو دور کیا جائے، اور اگر اس کے باوجود وہ دوبارہ اسلام قبول نہ کرے تو اس کو آخر دم تک جیل میں قید رکھا جائے گا اور ایسی عورت سے بچے کو واپس لیکر والد جو کہ مسلمان ہے اس کے سپرد کر دیا جائے گا۔

”ولاتقتل المرتدة ولکنها تحبس وتجبر علی الاسلام عندنا“......(مبسوط : ١٠/١١٦)

”قوله ولاتقتل المرتدة بل تحبس حتی تسلم لنهیه ﷺ عن قتل النساء “......(البحر الرائق: ٥٨٨/٢)

”والولدیتبع خیر الابوین دینا، کذافی الکنز“......(الهندیة: ٣٣٩/١)

”والولد یتبع خیر الابوین دینا“......(البحر الرائق : ٣٦٤/٣)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قبر کے اندر کیا حساب و کتاب ہوتا ہے؟

(مسئلہ نمبر ٦٥) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب آدمی قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو حساب کے لیے دوبارہ زندہ ہوتا ہے روح سے سوال ہوتا ہے اگر روح سے سوال ہوتا ہے تو جسم کی ہڈیاں

اور دوسرے اعضاء قبروں کے باہر پڑے ہوتے ہیں، تو جسم سے حساب کس طرح ہوتا ہے اگر قبر میں جزا اور سزا موجود ہے تو قیامت کے دن حساب کیا ہوگا؟

الجواب باسم الملک الوهاب

قبر میں اجمالی باز پرس اور قیامت کے دن تفصیلی حساب وکتاب ہوگا اور قبر میں بھی روح کا تعلق جسم کے ساتھ ہوتا ہے، خواہ بدن سڑ جائے اور اس کے ریزے ریزے ہو جائیں، اہل سنت والجماعت کا یہی مسلک ہے۔

”وعذاب القبر للکافرین ولبعض عصاة المؤمنین وتنعیم اهل الطاعة فی القبر بمایعلمه الله تعالیٰ ویریده وسوال منکر ونکیر ثابت من کل هذه الامور بالدلائل السمعیة ......وانکر عذاب القبر بعض المعتزلة والروافض لان المیت جماد لاحیاة له ولاادراک متعذبیه محال والجواب انه یجوز ان یخلق الله تعالی فی جمیع الاجزاء اوفی بعضها نوعامن الحیوٰة قدر مایدرک الم العذاب اولذة التنعیم وهذالایستلزم اعادة الروح الی بدنه ولاان یتحرک ویضطرب اویری اثر العذاب علیه حتی ان الفریق فی الماء والماکول فی بطون الحیوانات والمصلوب فی الهواء یعذب وان لم نطلع علیه “......(شرح العقائدالنسفیة: ۱۲۶)

”والبعث حق ......والوزن حق......والکتاب حق ......والسوال حق “......(شرح العقائدالنسفیة: ۱۳۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اگر سب کچھ پہلے سے لکھا ہوا ہے تو انسان کے عمل کا کیا فائدہ ہے؟

(مسئلہ نمبر ٦٦) حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قرآن وحدیث کی روشنی میں میرے ان خیالات کا جواب تحریر فرمادیں، جناب عالی قرآن میں ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو سب کو ایک جیسا پیدا کردیتے لیکن اللہ جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں راہ بھلا دیتے ہیں، ایک اور مقام پر ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے عذاب دے جسے چاہے بخش دے، اور ایک مقام پر ہے کہ جسے چاہے عزت دے، جسے چاہے ذلیل کردے، اور حدیث میں ہے کہ ہر آدمی کا نیک بخت ہونا

بد بخت ہونا، موت اور رزق لکھا جا چکا ہے، ایمان مفصل میں بھی ہم اس کا اقرار کرتے ہیں کہ ہر اچھی بری تقدیر اللہ کی طرف سے ہے، اب پوچھنا ہے کہ جب سب اللہ کی طرف سے ہے تو پھر انسان کا کیا عمل دخل ہے؟

(۲) حدیث میں ڈاڑھی کے بارے میں ہے کہ ڈاڑھی بڑھواؤ اور مونچھیں کترواؤ، اس میں حد مقرر نہیں تو ایک مشت رکھنا، اس سے کم رکھنا، ایک مٹھی رکھنا کہاں ثابت ہے؟ حدیث بتادیں اور جو لوگ ایک مٹھی سے زیادہ رکھتے ہیں کیا یہ درست ہے یا نہیں؟ اور کم رکھنا کیوں درست نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے، البتہ اس کی تفصیل کی کرید کرنا ضروری نہیں اور چونکہ ہمیں اپنے بارے میں شقی وسعید ہونے کا علم نہیں، اس لیے جو ضابطہ وقوانین اللہ تعالیٰ نے نجات کے لیے مقرر فرمائے ہیں ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔

"قال فی شرح السنة الایمان بالقدر فرض لازم وهوان یعتقد ان اللہ تعالیٰ خالق اعمال العباد خیرها وشرها وکتبها فی اللوح المحفوظ قبل ان خلقهم والکل بقضائه وقدره وارادته ومشیئته غیرانه یرضی الایمان والطاعة ووعدعلیهما الثواب ولایرضی الکفر والمعصیة واوعد علیهما العقاب والقدرسرمن الاسرار اللہ تعالیٰ لم یطلع علیه ملکا مقربا ولانبیامرسلا ولایجوز الخوض فیه والبحث عنه بطریق العقل بل یجب ان یعتقد ان اللہ تعالیٰ خلق الخلق فجعلهم فرقتین فرقة خلقهم للنعیم فضلاً وفرقة للجحیم عدلا"......(مرقات المفاتیح: ۱/۲۴۰)

(۲) ڈاڑھی ثابت بالسنۃ ہے اور اس کا رکھنا واجب ہے اور اس کی مقدار ایک مشت کے برابر ہے اس سے کم کتروانے یا منڈوانے کا معمول بنانا گناہ کبیرہ ہے، ایک مشت سے زیادہ رکھنا جائز ہے لیکن کاٹنا افضل ہے۔

"عن عائشة رضی اللہ عنها قالت قال رسول اللہ ﷺ عشرمن الفطرة قص الشوارب واعفاء للحیة والسواک"......(مسلم، ابوداؤد: ۱/۱۹)

"عن ابن عمررضی اللہ عنه عن النبی ﷺ قال خالفواالمشرکین وفرواللحی واحفوا الشوارب وکان ابن عمرؓ اذاحض اواعتمرقبض علی لحیته فمافضل اخذه"......(بخاری: ۲/۸۷۵)

”وقال عطاء لابأس ان یاخذ من لحیته الشیء القلیل من طولها وعرضها اذاکبرت وعلت کراھة الشھرة وفیه تعریض نفسه لمن یسخربه “......(عمدة القاری : ۲۲/۷۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بلادلیل کسی کے اسلام میں شک کرنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۶۷) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بالغ عاقل عیسائی شخص روبروامام صاحب بادشاہی مسجد مشرف بااسلام ہوگیا اورانہوں نے اس کا نام زمان مسیح سے تبدیل کرکے محمد زمان رکھ دیا کچھ سال بعد محمد زمان نے کراچی میں ایک نومسلم لڑکی فاطمہ سے شادی کرنا چاہی تو وہاں کے علماء نے اپنی ذاتی تسلی کے لیے اورسابقہ قبول اسلام کو مشکوک جانتے ہوئے (یانہ مانتے ہوئے) محمد زمان کو دوبارہ کلمہ پڑھادیا اوراس کا نیا اسلامی نام محمد طاہر رکھ دیا، واضح رہے کہ محمد زمان، محمد طاہر نومسلم مکمل طور پر ان پڑھ ہے کیا ان حالات میں محمد زمان محمد طاہر نومسلم کو مرتد قرار دیا جاسکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال مذکورہ شخص جب پہلی بار مسلمان ہوا تو اسے اسی وقت سے مسلمان سمجھا جائے گا بلادلیل کسی کے مسلمان ہونے میں شک کرنا درست نہیں ہے، جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے۔

”وھذاحدیث ابن ابی شیبة قال بعثنا رسول اللهﷺ فی سریة فصبحنا الحرقات من جھینة فادرکت رجلا فقال لااله الا الله فطعنته فوقع فی نفسی من ذلک فذکرته للنبیﷺ فقال رسو ل الله ﷺ اقال لااله الاالله وقتلته قال قلت یارسول الله انما قالھا خوفامن السلاح قال افلاشققت عن قلبه“......(مسلم : ۶۸،۶۷/۱)

تاہم تجدید ایمان میں بھی کوئی قباحت نہیں ہے، البتہ جب اس شخص سے ارتداد کے کلمات سرزد نہیں ہوئے تو اس پر ارتداد کا حکم لگانا درست نہیں ہے۔

”باب المرتد ھولغة الراجع مطلقا وشرعا الراجع عن دین الاسلام ورکنھا اجراء کلمة الکفر علی اللسان بعدالایمان“......(درالمختار علی الھامش الشامی: ۳/۳۱۰)

”لایخرج الرجل من الایمان الاجحود ماادخله فیه ثم ماتیقن انه ردة یحکم بهابه ومایشک انه ردة لایحکم بهااذا الاسلام الثابت لایزول بشک مع ان الاسلام یعلو“...... (البحر الرائق ۲۰۹،۲۱۰/۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اشتراکیت کاعقیدہ رکھنے والا کافر ہے:

(مسئلہ نمبر۶۸) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماءعظام رہنماءامت محمدیہ وورثاء انبیاءعلیہم الصلاۃ والسلام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے قبائلی علاقہ کےلوگ جوکہ چندسال قبل سےافغانستان سے معاونین کےطور پرتنخواہ وغیرہ سےآتے رہے ہیں اب حکومت کے بدلنے سے کارمل کی کٹھ پتلی حکومت برائے نام اسلام کےطور پرلالچ دے کرورغلارہے ہیں اور یہاں سےحکومت کےایجنیٹ ناموں کااندراج کرکےبس ڈزرائفل اور ہزاروں روپیہ لاکر یہاں کےعوام میں تقسیم کررہے ہیں اب یہ بتائیں کہ ہمارے لیے جانا کیسا ہے کہ آیاافغانستان جانابندکردیں یانہیں؟ ۲.....ایسےلوگوں کےساتھ جوکہ بدپچ پارٹی اورخلق پارٹی سےتعلق رکھتے ہیں یاان کےمعاونیں ہیں ان کےساتھ ہم شادی اورغم میں شریک ہوں یانہیں ۳.......ان حالات میں علماءکرام کوتحریک چلاناچاہئے یاخاموش بیٹھ جائیں ۴.....ہمارے علاقہ میں بعض علماءکرام ان لوگوں کے لیے جوکہ افغانستان کٹھ پتلی حکومت کےاشارے پریہاں کے معصوم لوگوں کے لیے بم وغیرہ نصب کرکےان کی جانیں لےرہے ہیں اورحمایت کرتے ہیں کیاایسےعالم کےخلاف ہمیں کچھ اقدام کرنے کی اجازت ہے یانہیں اس عالم کوہم نے ایک مفتی صاحب کافتوی پیش کیااس نے نہایت حقارت سےاس کوزمین پرپھینک دیامہربانی فرماکر اس عالم کاحکم تحریرفرمائیں ۵.....ان افغان حکومت کےحامیوں پرجنازہ کرناجائزہے یانہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

چونکہ افغانستان میں آج کل اشتراکیت کاعقیدہ رکھنے والوں کی حکومت ہے اوراشتراکیت کےکافرانہ نظریات ہیں لہٰذاروس حکومت کی کسی قسم کی امداداورتعاون ناجائزہےاگرکوئی عالم یاغیرعالم عقیدہ اشتراکی ہووہ ہرگز مسلمان نہیں مرتدہےواجب القتل ہےاوراگرعقیدہ اشتراکی نہ ہواوردنیاوی لالچ کیوجہ سےان کی مددکررہاہوتوہو سخت مجرم اورگمراہ ہے۔اللہ کریم کاارشادگرامی ہےوتعاونوا علی البر والتقوی ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان آلایہ اورممتازعلماءکرام ایسےلوگوں پرنمازجنازہ نہ پڑھیں تاکہ دوسروں کے لیے عبرت کاسبب بنیں عام

لوگ اس کی نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں علماء دین کے لیے اشتراکیت کے خلاف آواز حق بلند کرنا وقت کا اہم ترین فریضہ ہے خاموش بیٹھنا سخت جرم ہے لادین عناصر کے ساتھ ضرورت کے وقت مدارات جائز ہے مگر موالات کسی حال میں جائز نہیں، اگر کسی کے سامنے قران وسنت کے مطابق کوئی فتوی پیش کیا جائے اور وہ اس کو لے کر زمین پر حقارت کے ساتھ پھینک دیں تو یہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہوا، اوراس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا اگر وہ اسکے باوجود اس پر مصر تھا تو مباح الدم ہے۔

”رجع من مجلس العلم فقال الآخر ازگشت آمد او قال مرابه علم چه کار او قال چه بادنامه اوردی عند رویئة الفتوی او قال ایں چه شرع است یکفر لانه رد حکم الشرع“......(الفتاوی البزازیه علی هامش الفتاوی الهندیه: ج٦/ ص٣٣٧)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ماہ صفر میں شادی کرنے اوراس کو منحوس سمجھنے کا حکم؟

(مسئلہ نمبر٦٩) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا صفر کے مہینہ میں شادی بیاہ کرنے میں کوئی قباحت ہے؟

نیز عام لوگوں میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ اس ماہ میں بلائیں نازل ہوتی ہیں اس لیے اس ماہ میں شادی بیاہ نہیں کرنا چاہیئے کیا اس تصور کی کسی بھی طرح کی کوئی اصلیت ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

(١) صفر کے مہینہ میں نکاح کرنا جائز ہے۔

(٢) یہ بات بے اصل اور غلط ہے۔

”وعنه قال قال رسول الله ﷺ لاعدویٰ ولاهامة ولانوء ولاصفر“......(مرقاة المفاتیح: ٨/٣٩٥)

”قال بقیة سالت محمدبن راشدعنه قال کانوا یتشاء مون بدخول صفرفقال النبی ﷺ لاصفر......قال ابوداؤدوقال مالک کان اهل الجاهلیة یحلون صفرا عاماویحرمون عاما فقال علیه السلام لاصفر......قلت الاظهرالجمع بین المعانی

فانها کلها کماسبق نظیره،قال القاضی ویحتمل ان یکون نفیالمایتوهم ان شهر صفرتکثرفیه الدواهی والفتن "......(مرقاةالمفاتیح :۸/۳۹۴)

"سالته فی جماعة لایسافرون فی صفرولایبدؤن بالاعمال فیه من النکاح والدخول ویتمسکون بماروی عن النبی ﷺ من بشرنی بخروج صفربشرته بالجنة هل یصح هذا الخبر وهل فیه نحوسة ونهی عن العمل وکذا لایسافرون اذاکان القمر فی برج العقرب وکذا لایخیطون الثیاب ولایقطعونها اذاکان القمرفی برج الاسد اهل الامر کمازعموا قال اما مایقولون فی حق صفر فذلک شیء کانت العرب یقولونه وامامایقولون فی القمرفی العقرب اوفی الاسد فانه شیء یذکره اهل النجوم لتنفیذ مقالتهم ینسبون الی النبی ﷺ وهو کذب محض کذافی جواهر الفتاویٰ"......(فتاویٰ عالمگیری:۵/۳۸۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ایصال ثواب کی نیت سے کھانا کھلانے کاحکم؟

(مسئلہ نمبر۷۰) کیافرماتے ہیں مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میت کے ایصال ثواب کے لیے جونیاز کی جاتی ہے مثلاً چالیسواں وبرسی وغیرہ ان کوکرنا اوران کا کھانا شرعی اعتبار سے کیاحکم رکھتا ہے،اوراگرکسی جگہ آجائے تواس کا کیا کیا جائے،جواب دلائل کے ساتھ دیں تاکہ تشفی ہو۔

الجواب باسم الملک الوھاب

شرعاً ایصال ثواب کے لیے کوئی وقت متعین نہیں ہے،جب چاہیں اپنے طور پر ہرکوئی صدقات نافلہ یاتلاوت یاتسبیح وغیرہ کاثواب میت کوپہنچاسکتاہے،لیکن اس کے لیے جمع ہونے کوضروری سمجھنادرست نہیں ہے،البتہ ایصال ثواب کی نیت سے کھاناکھلاناجائز ہے،ضیافت اورمہمانی کی صورت میں جائزنہیں ہے۔

"باب الحج عن الغیر،الاصل فی هذا الباب ان الانسان له ان یجعل ثواب عمله لغیره صلوة اوصوما اوصدقة اوغیرها عنداهل السنة والجماعة لماروی عن النبی ﷺ انه ضحی بکبشین املحین احدهما عن نفسه

والآخر عن امته ممن اقر بوحدانية الله تعالىٰ وشهدله بالبلاغ".....(هداية: ۱/۳۱۶)

"وقال ايضا ويكره اتخاذالضيافة من الطعام من اهل المیت لانه شرع فی السرورلافی الشروروهی بدعة مستقبحة روى الامام احمدوابن ماجة باسناد صحيح عن جرير بن عبدالله قال نعدالاجتماع الى اهل المیت وصنعهم الطعام من النياحة اه وفى البزازية ويكره اتخاذالطعام فى اليوم الاول والثالث وبعدالاسبوع ونقل الطعام الى القبر فى المواسم واتخاذالدعوة لقراءةالقرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم اولقراءة للختم اولقراءة سورة الانعام اوالاخلاص والحاصل ان اتخاذالطعام عندقراءة القرآن لاجل الاكل يكره وفيها من كتاب الاستحسان وان اتخذطعاما للفقراء كان حسنا".....(فتاوىٰ شامی : ۱/۶۶۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

میں آپ کی شریعت کونہیں مانتی کہنے سے ایمان کاحکم؟

(مسئلہ نمبر ۱۷) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میراتعلق دیوبندعقیدے سے ہے، اکثرگھرکےاندرگھریلوجھگڑے رہتے ہیں جس کی وجہ سے اکثربیوی دین سے ہٹ کربھی الفاظ کہہ دیتی ہے، اورابھی چندروزہوئے کہ میری بیوی نے غصہ میں آکرکہاکہ میں آپ کی شریعت کونہیں مانتی اورنہ ہی آپ کی شریعت پرایمان لاتی ہوں، توکیاان الفاظ سےازدواجی زندگی پرتوکوئی فرق نہیں آیا۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اقوال مذکورہ فی السوال جواس عورت سے صادرہوئے ہیں ان میں ظاہریہ ہے کہ قائلہ کامقصودشرع کاردیاانکارنہیں بلکہ اسی کاانکارہے کہ یہ شرع ہے یانہیں؟اورلفظ تمہاری شریعت اس کاقرینہ ہے کہ یہاں لفظ تمہاری شریعت سے مرادشرع نہیں ہے بلکہ مراداس سے مسلک دیوبندہے اوراس کے انکارسے کفرلازم نہیں آتا،لہذا اس سے ازدواجی تعلقات نکاح پرکچھ فرق نہیں پڑتا،پس بقاعدہ"الیقین لایزول بالشک"نکاح باقی ہے،کیونکہ اہل السنۃ والجماعۃ کامذہب یہ ہے کہ حتی الوسع تکفیرمسلم میں احتیاط لازم رکھی جائے،اورجہاں تک ہوسکے تاویل کی

جائے ،اگر چہ چند کلمہ جن کوعورت استعمال کرتی ہے ان پر کفر کا فتویٰ دیا جائے تو کوئی وجہ نہیں ،مگر بتقاضاء حدیث "من صلی صلوتنا و استقبل قبلتنا و اکل ذبیحتنا "بہت گنجائش ہے اور احتیاط لازم ہے۔

"وقال الملاعلی القاری فی شرح الفقه الاکبر ،وقدذکروا ان المسئلة المتعلقة بالکفر اذاکان لها تسع و تسعون احتمالا للکفر و احتمال و احدفی نفیه فالاولی للمفتی و القاضی ان یعمل بالاحتمال النافی لان الخطاء فی ابقاء الف کافر اهون من الخطاء فی افناء مسلم و احد "

غرض اہل قبلہ کی تکفیر میں بہت احتیاط لازم ہے۔

"قال الملاعلی القاری و ان المراد بعدم تکفیر احدمن اهل القبلة عنداهل السنة انه لایکفر مالم یوجدشیء من امارات الکفر وعلاماته ولم یصدرعنه شیء من موجباته "

یہی مضمون ذرابسط سے علامہ شامی رحمہ اللہ نے باب المرتدص ۲۸۵ میں لکھاہے ،غرض جب تک اقرار توحید ورسالت ودیگر احکام کا ہے مرتد نہ کہا جائے گا۔

"قال فی الدرالمختار،والاقرارشرط لاجراء الاحکام الاان ینویه وفیه ایضاواعلم انه لایفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامه علی محمل حسن اوکان فی کفره خلاف ولوکان ذالک رواته ضعیفة"

البتہ صورت مسئولہ میں احتیاطاً توبہ واستغفار اور تجدید نکاح کرلیا جائے۔

"قال فی الدرالمختار،ومافیه اختلاف یومربالاستغفاروالتوبة وتجدیدالنکاح قال الشامی فی شرحه وظاهره انه لایحکم القاضی بالفرقة بینهمااحتیاطاً"......(شامی: ۲۸۵)

"یجب ان یعلم انه اذاکان فی المسئلة وجوه توجب التکفیر ووجه واحدیمنع التکفیر فعلی المفتی ان یمیل الی الوجه الذی یمنع التکفیر تحسیناللظن بالمسلم ثم ان کانت نیة القائل الوجه الذی یمنع التکفیر فهومسلم وان کانت نیته الوجه الذی یوجب التکفیر لاینفعه فتوی المفتی ویؤمربالتوبة والرجوع عن ذلک وبتجدیدالنکاح بینه وبین امرأته"......(المحیط البرهانی:۷/۳۹۷)

”واعلم انه لایفتی بکفرمسلم امکن حمل کلامه علی محمل حسن او کان فی کفره خلاف ولو کان ذلک روایة ضعیفة ،ومافیه خلاف یؤمربالاستغفاروالتوبة وتجدیدالنکاح اه وظاهره انه امراحتیاط“......(فتاویٰ شامی : ۳/۳۱۶)

”وماکان فی کونه کفرااختلافا فان قائله یؤمربتجدیدالنکاح وبالتوبة والرجوع عن ذلک بطریق الاحتیاط “......(المحیط البرهانی: ۷/۳۹۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

مایتعلق بذات اللہ تعالی وصفاتہ

شرکیہ عبارت پر قول کرنا:

(مسئلہ نمبر۲۷) زید عمرو کو کہتا ہے کہ یوں کہو کہ "خدا عزوجل ورسول ﷺ اگر چاہیں تو فلاں کام ہوجائے گا" زید کی یہ عبارت کفریہ یا شرکیہ ہے یا نہیں؟ اگر شرکیہ نہیں تو زید کو کافر یا مشرک کہنے والا مسلمان ہے یا کافر؟

الجواب باسم الملک الوھاب

زید کی مذکورہ عبارت شرکیہ ہے، اس قسم کی عبارتوں سے زید کو گریز کرنا چاہیے۔ حدیث شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

"عن ابن عباسؓ قال رجل للنبی ﷺ ماشاء اللہ وشئت قال جعلت للہ نداماشاء اللہ وحدہ"......(الأدب المفرد: حدیث نمبر: ۷۸۳. ص: ۲۷۴)

"عن ابن عباسؓ قال جاء رجل الی النبی ﷺ یراجعہ الکلام فقال ماشاء اللہ وشئت فقال جعلنی للہ عدلاماشاء اللہ وحدہ"......(مسند امام احمد بن حنبل: ۱/۳۴۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

میں مذہب چھوڑ دوں گا کلمہ کفر ہے:

(مسئلہ نمبر۲۳): میرے شوہر نے کہا کہ خدا چھوٹا ہے (العیاذ باللہ) اور شیطان بڑا ہے، اگر میرے گھر کے جھگڑے ختم نہ ہوئے تو میں مذہب چھوڑ دوں گا۔ میری والدہ بھی گواہ ہیں، کیا اس سے میرے نکاح پر اثر پڑتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال مذکورہ الفاظ سے تمہارے شوہر کا ایمان زائل ہوگیا ہے اور کفر لازم آگیا ہے لہٰذا تجدید ایمان اور تجدید نکاح دونوں لازم ہیں۔

"یکفر إذاوصف اللہ تعالیٰ بمالایلیق بہ"......(الھندیة: ۲/۲۵۸)

" فیکفر إذاوصف اللہ تعالیٰ بمالایلیق بہ أوسخر باسم من أسمائہ ....أونسبہ إلی الجھل أو العجز أوالنقص"......(البحر الرائق: ۵/۲۰۲)

” ولو قالت لزوجها إن جفوتني بعدهذا أو قالت إن لم تشتر لي كذا لكفرت كفرت في الحال“......(الهندية: ٢/ ٢٧٩)

” ولو ارتد العياذ بالله تحرم امرأته ويجدد النكاح بعد إسلامه“......(البزازية على هامش الهندية: ٦/ ٣٢١)

”ومنها الفرقة إذا ارتد أحد الزوجين ......ولا ترتفع هذه الفرقة بالإسلام“......(بدائع الصنائع: ٦/ ١٢٠)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

انکار اثبات علم الغیب للہ تعالیٰ:

(مسئلہ نمبر ۴۷) ایک امام مسجد نے ایک مجلس میں یہ بات کہی کہ اللہ رب العزت غیب نہیں جانتا، اس بنا پر اسکو امامت سے معزول کر دیا گیا، اور بعد میں وہ اپنے اس قول سے منکر ہو گیا مگر گواہوں اور لوگوں کے اصرار کی وجہ سے اس نے کہا کہ اگر میں نے یہ بات کہی ہے تو میں توبہ کرتا ہوں اور تجدید ایمان کرتا ہوں، اب آیا اس شخص کے لئے تجدید ایمان کے ساتھ تجدید نکاح بھی ضروری ہے کہ نہیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

عالم الغیب ہونا یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کے بارے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھنا ضروریات دین میں سے ہے اور ضروریات دین کا انکار کفر ہے تو جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات کے انکار سے کفر لازم آتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات کے انکار سے بھی کفر لازم آتا ہے کیونکہ اس سے قرآن کی نص قطعی کا انکار لازم آتا ہے۔

” قال الله تبارك وتعالىٰ: قل لا يعلم من في السمٰوٰت والأرض الغيب إلا الله“......(النمل الاية ٦٥)

لیکن جب بھی توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہے لہذا اپنے اس فعل پر ندامت ظاہر کر کے توبہ کرنے کے ساتھ تجدید ایمان ونکاح بھی ضروری ہے۔

”إذا أنكر الرجل آية من القرآن أو تسخر بآية من القرآن و في الخزانة أو عاب كفر كذا في التتار خانية اھ“......(الهندية: ٢/ ٢٦٦)

”و في شرح الوهبانية للشرنبلالي ما يكون كفرا اتفاقاً يبطل العمل

والنکاح(الیٰ أن قال) یومر بالاستغفار والتوبة وتجدید النکاح اہ“......

(درمختار علی الشامی:۳/۳۲۸)

”وارتداد أحدھمافسخ عاجل بلاقضاء ای بلاتوقف علی قضاء القاضی اہ“

...... (درمع الردالمحتار: ۲/۴۲۵)

”و کل مسلم ارتد فتوبته مقبولة“......(ردالمحتار: ۳/۳۲۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

اللہ تعالیٰ کے بارے فرضی لطیفہ بنانا کفر ہے:

(مسئلہ نمبر۷۵) کیا فرماتے ہیں علماء دین متین بیچ اس مسئلہ کے کہ ڈاکٹر منصور محمود اپنے اخباری کالم جو کہ نوائے وقت میں ۱۹/۱اکتوبر۲۰۰۱ بروز اتوار کو شائع ہوا ہے، مضمون نگار نے اپنے مضمون سے ہٹ کر بالکل الگ تھلگ ایک من گھڑت لطیفہ تحریر کیا ہے۔ کرسی کے حوالے سے ایک گھسا پٹا لطیفہ سنا کر آپ سے اجازت لوں گا لیکن یاد رکھیں کہ یہ صرف اور صرف من گھڑت لطیفہ ہے اور کچھ نہیں جو حسب ذیل ہے:

”ایک مرتبہ اللہ پاک کا جی چاہا کہ وہ مسلمان ممالک کے بڑے بڑے لیڈروں سے ملاقات کریں، فرشتوں کو حکم دیا کہ بڑے بڑے مسلمان ممالک کے سربراہوں کو پیش کرو، فرشتوں نے سعودی عرب کے فرمانروا شاہ فیصل بن عبدالعزیز کو پیش کیا اللہ پاک انہیں نہایت خوش اخلاقی سے ملے اور انہیں بیٹھنے کے لیے کہا پھر مصر کے صدر ناصر، ترکی کے کمال اتاترک اور انڈونیشیا کے صدر سوئیکا نہ پیش ہوئے تو اللہ پاک نے اٹھ کر ان سب کا استقبال کیا سب سے آخر میں صدر ضیاء الحق حاضر کیے گئے تو اللہ پاک نے اپنی کرسی پر بیٹھے بیٹھے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا فرشتوں نے اس صورت حال پر نہایت ادب سے باری تعالیٰ سے استفسار کیا کہ باقی سب سربراہوں کا اٹھ کر استقبال کیا گیا لیکن اس میں کیا مصلحت تھی کہ ضیاء الحق سے بیٹھے بیٹھے مصافحہ کرلیا گیا؟ جواب ملاخطرہ تھا کہ اگر میں اٹھ کر استقبال کرتا تو ضیاء الحق میری کرسی پر قبضہ کرلیتا، امید ہے آپ سمجھ گئے ہوں گے۔“

کیا ایسے آدمی کا ایمان باقی ہے یا مرتد ہو گیا ہے؟ اور اسکے ان کفریہ کلمات سے اسکے نکاح پر کیا اثر پڑا؟ کیا اس کا نکاح باقی رہا؟

الجواب باسم الملک الوھاب

’’یکفر اذاوصف اللہ تعالیٰ بمالایلیق بہ أو سخر باسم من أسمائہ أو بامر من أوامرہٖ أو أنکر وعدہ ووعیدہ أو جعل لہ شریکاأو ولداأو زوجۃ أونسبہ الی الجھل أو العجز أوالنقص‘‘.(الھندیۃ:۲/۲۵۸)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف کسی ایسی بات کی نسبت کرنا جو اللہ تعالیٰ کی شایان شان نہ ہو یا تمسخر کرنا یا اللہ تعالیٰ کی طرف عجز کی نسبت کرنا سب کفر ہے اور مضمون محولہ بالا میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا مذاق اڑایا گیا ہے نیز اللہ تعالیٰ کو کرسی بچانے سے عاجز ثابت کیا گیا ہے کہ اگر اٹھ کر ضیاء الحق کو موقعہ ملاتو خطرہ ہے کہ وہ میری کرسی پر قبضہ کرلے گا، یہ سب باتیں کفریہ ہیں اور اگر اس شخص کا دماغی توازن درست ہے تو وہ مرتد ہو گیا ہے کہ اس نے کلمہ کفریہ تحریر کیا، بنابریں جب وہ مرتد ہو گیا تو اس کا نکاح بھی ٹوٹ گیا اور جب تک اس کفریہ مضمون سے توبہ کر کے تجدید ایمان نہیں کرلیتا دوبارہ نکاح نہیں کرسکتا اور حکومت وقت پر فرض ہے کہ اس کو گرفتار کر کے تین دن علمائے حق کے ذریعے سمجھائیں اور اسلام پیش کریں اگر پھر بھی انکار کرے تو اسے قتل کردیا جائے۔

ولایجوز للمرتد أن یتزوج مرتدۃ ولامسلمۃ ولاکافرۃ أصلیۃ.(الھندیۃ:۱/۲۸۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(نعوذباللہ) اللہ تعالیٰ کو برا بھلا کہنے والے کی توبہ کا حکم:

(مسئلہ نمبر۷۶) اللہ تعالیٰ کو گالیاں دینے والے کی توبہ کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں گالیاں دینے والا شخص کافر ہوگیا ہے، اس کو چاہئے کہ وہ فوری طور پر سچی توبہ کر کے تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرے۔

’’إذاوصف اللہ بمالایلیق بہ او سخر باسم من أسماء اللہ تعالیٰ او بأمر من أوامرہ أو أنکر وعدہ أو وعیدہ یکفر‘‘......(التاتار خانیۃ:۵/۳۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

غصہ میں اللہ تعالیٰ کو گالی دینے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۷۷) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کا اپنی بیوی سے تنازعہ ہو، جس سے وہ ناراض ہوکر میکے چلی گئی۔اس دوران ثالث زید کے پاس آئے تو زید نے کہا کہ فاطمہ میری بیوی کی حیثیت سے میرے گھر رہنا چاہے تو رہ سکتی ہے ورنہ میں اپنے لیے بندوبست کرلوں گا جس کی شرعا مجھے اجازت ہے اللہ تعالیٰ نے مرد کو چار شادیوں کی اجازت دی ہے۔اس بات پر زید کے بیٹے نے اپنے تین بھائیوں کی موجودگی میں بحالت غصہ مجھے اور اللہ پاک کو ان الفاظ میں گالی دی کہ میں تیری ماں چودوں گا اور تیرے خدا کی بھی ماں چودوں گا (**نعوذ باللہ من ذلک**) اور ساتھ ہی مجھے قتل کی دھمکی بھی دی، مذکورہ تفصیل کے بعد اب سوال یہ ہے کہ

۱۔ ایسے بیٹے کے نکاح کے بارے میں کیا حکم ہے جو کہ شادی شدہ بھی ہے؟

۲۔ ایسے بیٹے کو اپنے گھر میں رکھنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

۳۔ ایسے بیٹے کی کمائی استعمال کرنا شرعاً میرے لیے جائز ہے یا نہیں؟

۴۔ ایسا بیٹا شرعاً میراث میں حصہ دار بنتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرطِ صحت سوال مذکورہ الفاظ صریح کفریہ ہیں۔

۱۔ اس صورت میں نکاح ختم ہو چکا ہے مذکورہ شخص کو چاہیے کہ توبہ کے ساتھ تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضرور کرے۔

۲۔ ایسے شخص کو جب تک توبہ نہ کرے الگ کر دینا چاہیے اور اس کی کمائی سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔

۳۔ ایسا بیٹا میراث سے محروم ہے جب تک کہ توبہ نہ کرے۔

"إذا وصف الله بما لا يليق به أو سخر اسما من اسمائه تعالى أو بأمر من أوامره أو أنكر وعدا أو وعيدا يكفر إذا كان الجزاء ثابتا بالقطع"(البزازية: ٦/٣٢٣)

"أنه لا يرث من أحد لانعدام الملة والولاية فقد ظهر أن الردة أفحش من الكفر الأصلي في الدنيا والآخرة ....وفي شرح المجمع معزيا إلى الحقائق: ولا تجالس ولا تؤاكل ولا تباع الخ (البحر الرائق: ٥/٢١٥)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

’’میرا پیر میرا خدا، میرا پیر میرا رسول‘‘ کہنے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۷۸) ایک آدمی جو حنفی العقیدہ نقشبندی ہے اور مسجد میں امامت وخطابت بھی سرانجام دیتا ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ میرا پیر میرا خدا بھی ہے اور میرا پیر میرا رسول بھی ہے اس کی اس بات سے ہم خلجان کا شکار ہیں، ازروئے شرع بیان فرمائیں کہ ایسا ذہن رکھنے والے شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال مذکورہ الفاظ سے اگر اس کی نیت پیر کو خدا اور رسول قرار دینا ہو تو یہ شخص مرتد ہو گیا ہے، اس کے لیے تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہے اور مسجد کی انتظامیہ پر لازم ہے کہ اس شخص کو عہدہ امامت وخطابت سے معزول کردیں، البتہ اگر وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کو رہبر ورہنما کی نیت سے پیر کہتا ہے تو یہ کفر نہیں ہے۔

’’ومن أتىٰ بلفظة الكفر مع علمه أنهالفظة الكفر عن اعتقاده فقد كفر ولو لم يعتقد أو لم يعلم أنهالفظة الكفر ولكن أتىٰ بهاعلى اختيار فقدكفر عند عامة العلماء ولايعذر بالجهل. (التاتارخانية: ۳۱۲/۵) إذاأطلق الرجل كلمة الكفر عمدالكنه لم يعتقد الكفر قال بعض أصحابنالايكفر وقال بعضهم يكفر وهو الصحيح عندى كذافى البحرالرائق‘‘......(الهندية: ۲۷۶/۲)

’’ ولوارتد والعياذبالله تحرم امرأته ويجدد النكاح بعد إسلامه‘‘......(بزازية: ۳۲۱/۶)

’’ أجمع أصحابناعلى أن الردة تبطل عصمة النكاح وتقع الفرقة بينهمابنفس الردة‘‘......(قاضيخان: ۵۸۱/۳)

’’ ولو قال لله تعالىٰ شريك أو ولد أو زوجة أو هو جاهل أو عاجز أو نقص بذاته أو صفاته كفر‘‘......(التتارخانية: ۳۱۵/۵)

’’ وإن رضى بكفره ليقول فى الله مالايليق بصفاته يكفر وعليه الفتوى‘‘...... (التتارخانية: ۳۱۳/۵)

’’ إذاوصف الله تعالىٰ بمالايليق به أو سخراسما من أسمائه تعالىٰ أو بأمر من أوامره أو أنكر وعداووعيدايكفر‘‘......(بزازية: ۳۲۳/۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

کن فیکون کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرنا:

(مسئلہ نمبر۷۹) زید کے پاس ایک مہمان عمرو آیا جو بڑی اہمیت کا حامل تھا، زید نے عمرو کو بٹھا کر ایک اہم محفل منعقد کی اور معزز شہریوں میں اس کی تعریف کی، تعریفی کلمات میں زید نے عمرو کے متعلق یہاں تک کہہ دیا کہ جیسے اللہ تعالیٰ ''کن'' کہتا ہے اور ''فیکون'' وہ ہو جاتا ہے اس طرح اگر عمرو کہے تو فیکون بھی ہو جاتا ہے، جب بعد میں زید سے پوچھا گیا کہ تم نے عمرو کے متعلق ایسے کلمات کیوں کہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں تو اس نے تشریح میں یہ کہا کہ میں نے یہ الفاظ صرف اس لیے کہے تھے کہ عمرو کے کہے ہوئے کام بھی اسی طرح جلدی ہو جاتے ہیں، عمرو نے اس کے ان کلمات کی تردید نہیں کی بلکہ قدرے خوشی کا اظہار محسوس کر رہے تھے، اب جناب والا سے اپیل ہے کہ زید اور عمرو کا شرعی طور پر کیا حکم ہے؟ شرعی حیثیت اور جزاء وسزا کیا ہے؟ با حوالہ تحریر فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

ایسے کلمات غیر اللہ کی طرف منسوب کرنا جائز نہیں، مذکورہ شخص تاویل کی وجہ سے کافر تو نہیں ہوا البتہ ایسے کلمات کہنے والا سخت گنہگار ہے، لہٰذا مذکورہ شخص پر توبہ واستغفار لازم ہے اور احتیاطاً تجدید نکاح بھی کر لے اور آئندہ کے لئے ایسے کلمات کہنے سے اجتناب کرے اور ایسے کلمات سن کر خوش ہونے والا بھی توبہ کرے۔

''ثم ان کانت نیة القائل الوجه الذی یمنع التکفیر فهو مسلم وان کانت نیةالوجه الذی یوجب التکفیر لاتنفعه فتوی المفتی ویؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلک وبتجدید النکاح بینه و بین امرأته کذافی المحیط''......(فتاوی الهندیة: ۲/۲۸۳)

'' لایفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامه علی محمل حسن او کان فی کفره خلاف ولو کان ذلک روایة ضعیفة''......(الدرعلی الرد: ۳/۳۱۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اپنے آپ کو خدا کہنا (العیاذ باللہ):

(مسئلہ نمبر۸۰) میں مسمی عاصم قائم ہوش حواس حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ میں سچا مسلمان ہوں، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور آپ ﷺ کو خاتم النبیین تسلیم کرتا ہوں، عقیدہ آخرت، فرشتوں پر ایمان لاتا ہوں اور کتب سماویہ پر ایمان رکھتا ہوں، ﴿میں خدا ہوں﴾ والے جملے کے استعمال پر ایمان رکھتا ہوں۔ میری زوجہ کسی وجہ سے ناراض تھی،

اس سلسلے میں مجھے ہمارے ایک بزرگ نے ٹیلیفون پر کہا کہ میرے مسئلے کا حل یہ کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں، میں نے اس کا جواب دیا کہ طلاق ایک قبیح فعل ہے ایسی بات نہ کریں، انہوں نے اس پر مجھے غصے کے عالم میں یہ کہا میں طلاق اس لیے نہیں دینا چاہتا کہ مجھے مہر کی رقم اور زیور دینا پڑے گا، اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ مہر، زیور سامان واپس لے لے، لیکن پھر بھی طلاق نہیں دوں گا کیونکہ یہ ایک ناپسند عمل ہے، اگر پھر بھی علیحدگی چاہتے ہیں تو آپ خلع کا حق استعمال کرلیں جو کہ نکاح نامے میں لڑکی کو تفویض کیا گیا ہے۔

اس بحث کے تکرار میں مجھے کہا کہ تم خدا لگے ہوئے ہو، میں نے جواب دیا کہ میں آپ کے کہنے سے خدا نہیں ہو جاتا لیکن اگر آپ پھر بھی یہی تکرار کرتے ہیں ''تو میں خدا ہوں'' (العیاذ باللہ) اس جملے کے پیچھے کوئی ایسی نیت ہوگی اور نہ تھی، دراصل یہ الفاظ ان بزرگ کے تھے جو انہوں نے میرے منہ میں ڈالے پھر بھی میں انتہائی شرمندہ ہوں اللہ تعالیٰ سے معافی کا طلب گار ہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

''و لو قال من خدا ایم علی وجه المزاح یعنی خود آیم فقد کفر کذافی التتارخانیة و فی حاشیة(خداایم و خود آیم) هاتان اللفظتان متفقتان فی النطق مختلفتان فی المعنی فالأولی بمعنی أناالله والثانية بمعنی جئت من نفسی''......(الهندية: ۲/ ۲۶۲)

مذکورہ بالا فقہی عبارت کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ شخص سوال میں ذکر کردہ جملہ کہنے کی وجہ سے شرعاً کفر کا مرتکب ہوا ہے اس لیے اس شخص پر تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہے آئندہ کے لیے اس قسم کی باتوں سے بچنا ضروری ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

کسی انسان کو خدا سمجھنا:

(مسئلہ نمبر۸۱) چوہدری محمد اسلم جو کہ شادی شدہ بال بچے دار اور یہاں کا دکاندار ہے اس نے گزشتہ روز اپنی دکان کے لیٹر پیڈ پر اپنے دستخطوں سے درج ذیل کلمات لکھے اور پھر اس نے لوگوں کے سامنے بھی کہے، بیان حلفی ان لوگوں کے ہمراہ ہے اسکی اپنی تحریر بھی سوال کے ساتھ منسلک ہے وہ سائل (مجھے) مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ کیونکہ آپ خدا کو مانتے ہیں میں بالکل خدا کو نہیں مانتا، میں تو صرف آپ کو خدا سمجھتا ہوں، آپ میرے خدا ہیں آپ کو پہلے کرایہ دے

دوں گا، خدا کو بہت کہا، درج بالا صورت میں شرعی احکامات کا مذکورہ شخص پر کیا اطلاق ہوتا ہے، شرعاً اسے کیا سزا ہے اوراس کے بیوی بچوں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ تفصیلاً شرعی احکامات سے فتویٰ عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

مذکورہ صورت میں بشرط صحت سوال ان الفاظ کے کہنے کی وجہ سے یہ شخص کافر ہوگیا، اب جب تک توبہ نہ کرلے اس شخص سے قطع تعلق کیا جائے۔

"(من هزل بلفظ كفر) ارتد أى تكلم به باختياره غير قاصد معناه......قلت و يظهر من هذاان ماكان دليل الاستخفاف يكفربه و ان لم يقصد الاستخفاف"...... (ردالمحتار: ۳/ ۳۱۰، ۳۱۱)

"اذاقال لو أمرنى الله بكذالم أفعل فقد كفر كذافى الكافى"......(الهندية: ۲/ ۲۵۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

غافرالذنوب اللہ تعالیٰ کے دونام ہیں یا ایک؟

(مسئلہ نمبر ۸۲) کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے محلے کی مسجد واقع حسن ٹاؤن لاہور میں محراب کے پاس دیوار پر اللہ تعالی کے ۹۹ نام لکھے ہوئے ہیں، اس میں سے دونام یہ ہیں، غافر الذنوب، مہربانی فرما کر ان کے معنی بتادیں کیا یہ دونوں نام اللہ پاک کے ۹۹ ناموں میں شامل ہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں غافر الذنوب کا معنی گناہوں کو بخشنے والا ہے، واضح رہے کہ غافر الذنوب یہ اللہ تعالی کے دونام نہیں بلکہ یہ مجموعہ مرکب ایک نام ہے، غافر، غفار اللہ تعالی کے نام ہیں، البتہ قرآن کریم میں غافر الذنب مذکور ہے۔

"عن ابى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله ان لله تعالى تسعة وتسعين اسما مائة غير واحدة من احصاها دخل الجنة، هو الله الذى لا اله الاهو الرحمن الرحيم......البارى المصور الغفار"......(جامع الترمذى: ۲/ ۲۶۴، مكتبه رحمانيه، قديمى ۲/ ۱۸۸)

”حم تنزیل الکتاب من الله العزیز العلیم غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی الطول “......(سورۃ المؤمن : ۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی کو علم غیب حاصل ہے؟

(مسئلہ نمبر ۸۳) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ حضور ﷺ کو عالم الغیب مانتے ہیں مہربانی فرما کر قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیلی فتوی صادر فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

علم غیب دراصل غیر مشاہدات للناس کے جاننے کو کہتے ہیں جو عام آدمیوں کے علم میں نہ ہو، پھر اس کی دو قسمیں ہیں (۱) علم غیب ذاتی (۲) علم غیب عطائی۔

(۱) علم غیب ذاتی کلی اس کو کہتے ہیں کہ تمام اشیاء مغیبات ہوں یا ظاہر ہوں، ان کو بغیر اعلام کے جاننا یہ صفت صرف اور صرف اللہ جل شانہ کی ذات کے ساتھ خاص ہے۔

(۲) علم غیب عطائی وہ ہے جو بطور وحی یا کشف وکرامات والہام کے ذریعہ ہو جن حضرات کو علم غیب بذریعہ وحی وغیرہ حاصل ہوتا ہے وہ حضرات انبیاء کرام ہیں اور جن حضرات کو علم غیب بذریعہ کشف والہام حاصل ہو وہ حضرات اولیاء کرام ہیں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو مخلوقات میں سب سے زیادہ علم عطاء کیا گیا مگر اللہ تعالیٰ کے علم کے مساوی یعنی ہر وقت ہر چیز کا ہر جگہ پر علم نہیں رکھتے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

”وبالجملة فالعلم بالغیب امر تفرد به سبحانه ولا سبیل للعباد الیه الا باعلام منه والهام بطریق المعجزة اوالکرامة اوالارشاد الی الاستدلال بالامارات فیما یمکن فیه ذلک “......(شرح الفقه الاکبر : ۱۵۱)

”ثم اعلم ان الانبیاء علیهم الصلاة والسلام لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ماعلمهم الله تعالی احیانا“......(شرح الفقه الاکبر : ۱۵۱)

”لوکنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر“......(سورۃ اعراف : ۱۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اللہ تعالی کو کمی کہنے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۸۴) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالی کو کمی کہے تو ایسے شخص کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

لفظ کمی عرف میں گھٹیا اور کمینہ پن کے لیے استعمال ہوتا ہے، یہ اللہ کی شان میں گستاخی ہے، اس سے آدمی مرتد ہوجاتا ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ فوراً توبہ واستغفار کر کے تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرے۔

”ومنها مایتعلق بذات الله تعالى وصفاته وغيرذلك يكفر اذا وصف الله تعالى بمالايليق به اوسخر باسم من اسمائه اوبامر من اوامره اوانكروعده ووعيده اوجعل له شريكا اوولدااوزوجة اونسبه الى الجهل اوالعجز اوالنقص “......(الهندية : ٢/٢٥٨ ، هكذا فى المحيط البرهانى :٧/٣٩٩)

”وان كانت نيته الوجه الذى يوجب التكفير لاتنفعه فتوى المفتى ويومر بالتوبة والرجوع عن ذلك وبتجديدالنكاح بينه وبين امرء ته كذا فى المحيط“......(الهندية: ٢/٢٨٣)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

زنا میں انزال کے وقت اللہ کا نام لینے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۸۵) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی ایک عورت سے زنا کرتا اور وطی فی الدبر کرتا ہے، جب اس شخص کو انزال ہونے لگا تو اس نے بطور تلذذ کے دو تین دفعہ یہ جملہ کہا، اللہ جی، اللہ جی، اور یہ جملہ اس شخص کا تکیہ کلام ہے، اب سوال یہ ہے کہ مذکورہ شخص کا کیا حکم ہے؟ آیا وہ مسلمان ہے یا دائرہ اسلام سے خارج ہو چکا ہے، اور کیا اس شخص کا نکاح ٹوٹ گیا ہے یا باقی ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں بالدلائل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں حکم یہ ہے کہ اگر شخص مذکور مذکورہ غیر منکوحہ اور غیر مملوکہ عورت کے ساتھ وطی فی الدبر کو حلال سمجھتے ہوئے بطور تلذذ کے اللہ جی اللہ جی کہتا ہے تو یہ شخص کافر ہوجائے گا، کیونکہ منکوحہ، مملوکہ

اور مملوک کے علاوہ کے ساتھ وطی فی الدبر کو حلال سمجھنے والا شخص کافر ہے، اور منکوحہ یا مملوکہ یا مملوک کے ساتھ وطی فی الدبر اگرچہ حرام اور شدید جرم ہے مگر بوجہ شبہ کافر نہیں ہوتا۔

"وفی البحر حرمتها اشدمن الزنا لحرمتها عقلاوشرعا وطبعا والزنا لیس بحرام طبعا وتزول حرمته بتزوج وشراء بخلافهاوعدم الحدعنده لالخفتها بل للتغلیظ لانه مطهر علی قول وفی المجتبیٰ یکفر مستحلها عندالجمهور (قوله یکفرمستحلها)قدم الشارح فی باب الحیض الخلاف فی کفرمستحل وطء الحائض ووطء الدبر ثم وفق بمافی التتارخانیة عن السراجیة اللواطة بمملوکه او مملوکته اوامرء ته حرام الاانه لواستحله لایکفر قاله حسام الدین اه ای فیحمل القول بکفره علی مااذااستحل اللواطة باجنبی بخلاف غیره لکن فی الشرنبلالیة ان هذا یعلم ولایعلم ای لئلایتجر الفسقة علیه بظنهم حله اه"...... (درمع الشامی : ۳/۱۷۱)

اور اگر شخص مذکور وطی فی الدبر کو حلال نہیں سمجھتا لیکن بطور تلذذ بوقت انزال غلطی سے تکیہ کلام ہونے کی وجہ سے مذکورہ الفاظ منہ سے نکل گئے ہیں تو یہ شخص کافر نہیں ہوگا۔

"واماالخاطئ اذاجری علی لسانه کلمة الکفر خطأ بان کان ارادان یتکلم بمالیس بکفر فجری علی لسانه کلمة الکفر خطأ لم یکن ذالک کفر عندالکل اه" ......(قاضی خان علی هامش الهندیة :۳/۵۷۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ذات وصفات کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے بارے میں اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ:

(مسئلہ نمبر ۸۶) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی یہ کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو ذات کے اعتبار سے کرسی اور عرش تک محدود مانتا ہوں اور ہر جگہ ذات کے اعتبار سے حاضر وناظر نہیں مانتا، لیکن صفات کے اعتبار سے ہر جگہ حاضر وناظر مانتا ہوں، قرآن وسنت کی روشنی میں ایسے شخص کے بارے میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں اگر مذکورہ شخص آیت وحدیث کا ظاہری معنی مراد لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ

عرش وکرسی پر مستوی ہیں کمایلیق بشانہ، اس کی کیفیت کے ادراک سے قاصر ہیں کیونکہ یہ متشابہات میں سے ہے تو وہ کافر نہیں ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کے لیے مکان وجسد کو ثابت کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ عرش پر متمکن ہیں تو وہ شخص کافر ہے۔

”اذاقال ،الله تعالیٰ فی السماء عالم ان ارادبه المكان كفروان ارادبه الحكاية عماجاء فی ظاهر الاخبار لايكفر وان لم تكن له نية يكفرعنداكثرهم وفی التخبير رجل قال الله تعالیٰ علی السماء اوعلی العرش فهذا الكلام علی ثلاثة اوجه ان ارادبذلک ظاهر الآية والحديث لايكفر لانه متاول مخطئ وان بذلک اثبات الجسد والمكان يكفر فان قال هذا الكلام بلاتدبر وتأمل يكفروعليه الفتوىٰ“......(فتاویٰ تاتارخانية: ۵/۳۱٦)

”يكفرباثبات المكان لله تعالیٰ فلوقال ازخداهيچ مكان خالی نيست يكفر ولوقال الله تعالیٰ فی السماء فان قصدبه حكاية ماجاء فی ظاهر الاخبار لايكفروان ارادبه المكان يكفر وان لم تكن له نية يكفرعندالاكثر وهوالاصح وعليه الفتوىٰ ....اذاقال خدافرومينكرداز آسمان اوقال می بيند اوقال ازعرش فهذا كفر عنداكثرهم الاان يقول بالعربية يطلع“ ......(فتاویٰ الهندية: ۲/۲۵۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کسی انسان کو خدا ماننے والے شخص کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۸۷) کیا فرماتے ہیں علماء کرام درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ ہمارے علاقہ ضلع بہاولنگر تحصیل ہارون آباد مسلم کالونی میں اعجاز ولد احمد نامی جو کہ اپنے آپ کو مقتدا اور پیشوا ظاہر کرتا ہے جس کے عقائد اور دعوے درج ذیل ہیں۔

(۱) میں نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی ہے۔

(۲) اللہ کی بیوی اور بچے ہیں۔

(۳) میرا اللہ چنڈ وال میں موجود ہے جس کا نام چمن سرکار ہے۔

(۴) اساں چمن سرکار نوں اللہ منیاں اے۔

(۵) اوراس کا ہمارے اللہ چمن سرکار نے حکم دیا ہے یہ بات میں لوگوں کو پہنچا دوں یہی دین کی دعوت اور عین ہدایت کا راستہ ہے۔

(۶) دین کی دعوت اب شروع ہوئی ہے۔

(۷) ہمارا اللہ چمن نے ہمیں براہ راست اپنے سونام دیے ہیں اور براہ راست نماز، روزہ اور زکوٰۃ کا حکم دیتا ہے۔

(۸) میں اپنے اللہ چمن کی طرف سے پیغام رساں ہوں۔

(۹) جس کو شک ہو وہ چلے میرے ساتھ، میں خدا دکھاتا ہوں۔

(۱۰) یہ دعوت دے کہ ہم نے ایک سومرد وعورت کو اپنے ساتھ ملایا ہے۔

(۱۱) ہمارے اللہ چمن کی گواہی چاروں کتابوں میں موجود ہے۔

اس تفصیل کے بعد امور مسئولہ یہ ہیں۔

(۱) ایسے عقائد ونظریات رکھنے والے کا شرعی حکم کیا ہے؟ اوراس کی شرعی سزا کیا ہے؟

(۲) ایسے عقائد ونظریات رکھنے والے شخص کو سچا ماننے والوں کا کیا حکم ہے؟

(۳) ایسے شخص کو ولی اللہ ماننے والوں کا کیا حکم ہے؟

(۴) جو شخص ایسے عقائد ونظریات رکھنے والے کو مانے اس کے نکاح کا کیا حکم ہے؟

(۵) اور کیا ایسے عقائد ونظریات رکھنے والا مدعی نبوت ہونے کا دعویدار ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال ایسے عقائد ونظریات رکھنے والا شخص مرتد ہے، حکومت اس کو توبہ کی دعوت دے گی، اگر وہ توبہ نہیں کرے گا تو حکومت اس کو قتل کرے گی۔

ایسے عقائد ونظریات کے حامل شخص کو سچا اور ولی اللہ ماننے والوں کا حکم بھی وہی ہے جو اس شخص کا ہے اور ان سب کا نکاح مرتد ہونے کی وجہ سے ختم ہو چکا ہے، مذکورہ عقائد کا حامل شخص مدعی نبوت نہیں زندیق ہے۔

”ولانزاع فی اکفار منکرشئ من ضروریات الدین “......(اکفار الملحدین : ۳/۷۲)

”وامامن قال ان الله عزوجل هوفلان لانسان بعينه اوان الله يحل فی جسم من اجسام خلقه اوان يعدمحمدﷺ نبيا غيرعيسى ابن مريم فانه لايختلف اثنان فی تكفيره لصحة قيام الحجة بكل هذا علی كل احد ”كتاب الفصل لابن حزم“......(اکفارالملحدین فی ضروریات الدین : ۳/۶۳،۶۴)

”وفی الجامع الصغیر المرتد یعرض علیه السلام حراکان اوعبدا فان ابی قتل“......(هدایه اخیرین: ۵۸۴)

”وقال المعنی من الملة التی تدینون بذلک النکاح المتوارث لان عندذلک حصل ماھوالغرض من النکاح وھوالتوالدوالتناسل والمرتد والمرتدة لیساعلی تلک الملة فلایصح نکاحھما“......(بنایه :۷/۲۸۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اللہ تعالیٰ کے پاس سوائے وحدت کے اور کیا ہے، کہنے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۸۸) جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ حضرت محمد ﷺ اور باقی فوت شدہ اولیاء اور شہداء پیر وغیرہ ہماری نداء اور پکار سنتے ہیں اور ہمارے حالات کو دیکھ رہے ہیں اور دیکھتے ہیں اور ہماری ہر مشکل سے واقف اور ہر مشکل کو دفع کر سکتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ کے رسول اللہ کے نور میں سے نور ہیں، اور یہ بھی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سوائے وحدت کے اور کیا ہے، جو کچھ لیتا ہے ہم محمد ﷺ سے لے لیں گے، اسی طرح شرک فعلی کرتا ہے، قبر پر سجدہ، طواف، چومنا چاٹنا اور نیاز غیر اللہ کے نام پر دیتا ہے اور اعتقاد رکھتا ہے کہ فوت شدہ بزرگ نفع ونقصان پہنچانے کی طاقت رکھتے ہیں، عالم الغیب بھی ہیں مختار کل بھی ہیں وغیرہ وغیرہ، کیا ایسے شخص کی امامت میں نماز پڑھنا جائز ہے؟ اس کے ساتھ قربانی کرنا جائز ہے؟ کیا ایسے شخص کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام؟ کیا یہ شخص شیطان ہے یا مرتد؟ قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرما کر ہماری اصلاح فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال مذکورہ بالا سوال میں بعض اقوال کفریہ ہیں مثلاً اللہ کے پاس وحدت کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے، لہٰذا اس نے اللہ تعالیٰ کی صفات کمالیہ کی نفی کی ہے، دوسرا بزرگوں کو مختار کل قرار دیا ہے اور غیر اللہ کی نذر ماننا ناجائز وحرام ہے، اگر اس کے یہ عقائد آپ کو معلوم ہوں تو اس کے ساتھ قربانی کرنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

”یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بمالایلیق به اوسخر اسم من اسمائه اوبامر من اوامره اوانکر وعده اووعیده اوجعل له شریکا اوولدااوزوجة اونسبه الی الجھل اوالعجز اوالنقص ویکفر بقوله یجوز ان یفعل اللہ تعالیٰ فعلالاحکمة

فیہ ویکفر ان اعتقد ان اللہ تعالیٰ یرضیٰ بالکفر کذافی البحر الرائق“...... (الھندیۃ:۲/۲۵۸)

”اذا وصف اللہ تعالیٰ بمالایلیق بہ اوسخرباسم من اسماء اللہ تعالیٰ اوبامرمن اوامرہ اوانکروعدہ ووعیدہ یکفر“......(المحیط البرھانی:۷/۳۹۹)

”ومنھاان ظن المیت یتصرف فی الامور دون اللہ تعالیٰ واعتقادہ ذلک کفر“......(البحرالرائق:۲/۵۲۰)

”قال علماؤنا من قال ارواح المشایخ حاضرۃ یکفر“......(الھندیۃ:۶/۳۲۶)

”واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثرالعوام ومایؤخذمن الدراھم والشمع والزیت ونحوھا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیھم فھوبالاجماع باطل وحرام مالم یقصدوا صرفھا لفقراء الانام وقدابتلی الناس بذلک ولاسیما فی ھذہ الاعصار (قولہ باطل وحرام)لوجوہ منھا انہ نذرلمخلوق والنذرللمخلوق لایجوزلانہ عبادۃ والعبادۃ لاتکون لمخلوق ومنھا ان المنذور لہ میت وا لمیت لایملک ومنھا انہ ان ظن ان ا لمیت یتصرف فی الامور دون اللہ تعالی واعتقادہ ذلک کفر“......(ردالمحتار:۲/۱۳۹)

”ای ماذبح فذکر علیہ اسم غیراللہ فھوحرام لان اللہ تعالیٰ اوجب ان تذبح مخلوقاتہ علی اسمہ العظیم فمتی عدل بھا عن ذلک وذکرعلیھااسم غیرہ من صنم اوطاغوت اووثن اوغیرذلک من سائرالمخلوقات فانھاحرام بالاجماع“......(تفسیرابن کثیر:۲/۴۵۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

رب اپنا اپنا، آیئے ہمارا رب دیکھیے، کہنے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۸۹) کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقہ مکہ کالونی میں عسکری اسٹیٹ اینڈ بلڈرز کی جانب سے ایک پمفلٹ وبینر جس میں درج تھا کہ ”خالق کائنات کا نام لیکرابتداء کی

جارہی ہے ، اندازاپنااپنا ،نصیب اپنااپنا،سوچ اپنی اپنی ،خیال اپناپنا،اب پیش ہے رب اپنااپنا،آییئے ہمارا رب دیکھئے'' شائع ہوااور گھر گھر دکانوں پرتقسیم کیا گیا،آپ سے گذارش ہے کہ اس کوملاحظہ فرماکراس کی شرعی حیثیت واضح فرمائیں کہ ان کلمات کی وجہ سے یہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہوگیا یانہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکور بالاجملہ بولنایالکھنا ناجائز ہے،اورآئندہ سخت احتیاط برتی جائے ،فوری توبہ واستغفارکی جائے اور احتیاطاً تجدیدایمان وتجدیدنکاح کرلیا جائے ،البتہ اہل سنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ حتی الوسع تکفیر مسلم میں احتیاط برتی جائے ،اور جہاں تک تاویل ممکن ہوکی جائے ،لہٰذاعسکری اسٹیٹ اینڈ بلڈرز کی طرف سے جوپمفلٹ شائع ہوا اور گھر گھر تقسیم کیا گیا''اب پیش ہے رب اپنااپنا،آیئے ہمارارب دیکھئے''میں مذکورشخص جب تاویل کررہا ہے کہ''رب سے مراد ذات باری تعالیٰ نہیں بلکہ کسی کارب عورت ،کسی کارب پیسہ وغیرہ''الخ تواس صورت میں یہ کافرومرتدنہ کہلائے گا،کیونکہ بتقاضاحدیث''من صلیٰ صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا'' بہت گنجائش ہے،اوراحتیاط لازم ہے،ملاعلی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

''وقدذکرواان المسئلة المتعلقة بالکفر اذاکان لهاتسع وتسعون احتمالا للکفر واحتمال واحدفی نفیه فالاولیٰ للمفتی والقاضی ان یعمل بالاحتمال النافی لان الخطاء فی ابقاء الف کافر اهون من الخطاء فی افتاء مسلم واحد''......(شرح فقه اکبر: ۱۹۹)

یعنی جب ننانوے احتمال کفر کے ہوں اورصرف ایک احتمال غیرکفرکا ہوتومفتی وقاضی کے لیے لازم ہے کہ وہ احتمال مرادلے جوغیرکفرکا ہے،الغرض اہل قبلہ کی تکفیرمیں بہت احتیاط لازم ہے۔

''ومافی خلاف یؤمربالاستغفاروالتوبة وتجدیدالنکاح الخ قال الشامی فی شرحه وظاهره انه لایحکم القاضی بالفرقة بینهما وتقدم ان المراد بالاختلاف ولوروایة ضعیفة ولوفی غیرالمذهب ''......(ردالمحتارباب المرتد:۳/۳۲۸)

یہی مضمون علامہ شامی رحمہ اللہ نے باب المرتدمیں ذکرفرمایاہے۔

''اعلم انه لایفتی بکفرمسلم امکن حمل کلامه علی محمل حسن اوکان فی کفره خلاف ولوکان ذالک روایة ضعیفة ''......(ردالمحتار :۵/۲۸۵)

مندرجہ بالاعبارات سے ثابت ہوگیا کہ جب تک کوئی امر قطعی ویقینی موجب کفروارتداد سرزد نہ ہو حکم ارتداد کفر نہ کرنا چاہیئے ،احتمال وتاویل کاباب وسیع ہے، جب تک امکان تاویل ہواورعدم قطعی جانب تکفیر ہومسلمان سمجھنا چاہیئے ۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اللہ تعالیٰ کوگالیاں دینے والے کاحکم:

(مسئلہ نمبر۹۰) کیافرماتے ہیں علماءکرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

ایک شخص اللہ تعالیٰ کوماں باپ کی گالیاں دیتا ہے اوراگراسے سمجھایاجائے تو کہتا ہے کہ اللہ کی کونسی ماں اوربہن ہے،کیاایسا شخص مسلمان رہے گایا کافرہوجائے گا؟اورایسے شخص کا نکاح باقی رہے گایانہیں؟اورکیاایسے شخص کے ہاتھ کاذبح کیاہواجانور کھاناجائزہے؟اوراگرایساشخص کسی کے نکاح کا گواہ بن جائے توکیانکاح ہوجائے گا؟ اورکیاایسےشخص سےتعلقات رکھناجائزہے یانہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اللہ کی طرف والدین کی نسبت کرنا کفر ہے،لہٰذامذکورہ شخص اگرپہلے مسلمان تھاتواب مرتدہوگیا،اوراس کانکاح اپنی بیوی سے ختم ہوگیا،لہٰذاتجدیدایمان اورتجدیدنکاح ضروری ہے،اگرتجدیدایمان سے انکارکرےتوحکومت کے ذمہ اس کوقتل کرناہے،اورمرتدکاذبیحہ حلال نہیں ہے،اورمرتدکےگواہ بننے سے نکاح بھی نہیں ہوگا،جب تک صدق دل سے تجدیدایمان نہ کرلےاس سے بائیکاٹ کیاجائے گا،لیکن اگراس کی دماغی حالت درست نہ ہو،معتوہ مغلوب العقل یانشہ میں ہوتوکفرعائدنہ ہوگا،تاہم احتیاط اس صورت میں بھی یہی ہے کہ توبہ کرےاورتجدیدنکاح کرے،لقولہ تعالیٰ

”قل ھواللہ احد،اللہ الصمد،لم یلدولم یولد،ولم یکن لہ کفوااحد“......(سورۃ الاخلاص)

”ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا“......(سورۃ النساء)

”ولاتؤکل ذبیحۃ المجوسی......والمرتدلانہ لاملۃ لہ“......(۴/۴۳۳)

”وکذلک السکران الذاھب العقل لاتصح ردتہ استحسانا والقیاس ان تصح فی حق الاحکام“......(بدائع الصنائع:۷/۱۳۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اللہ تعالیٰ کے بارے میں غلط عقائد رکھنے والے شخص کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۹۱) کیا فرماتے ہیں علماء کرام درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ

ہمارے علاقہ ضلع بہاولنگر کے گاؤں 7R / 175 میں زمان ولد احمد خان نام کا ایک آدمی ہے جو کہ اپنے آپ کو مقتدا اور پیشوا ظاہر کرتا ہے، جس کے عقائد اور دعوے درج ذیل ہیں۔

نوٹ: یہ تمام عقائد اور دعوے ویڈیو اور آڈیو سی ڈی میں محفوظ ہیں جن میں سے دو سی ڈیز استفتاء کے ساتھ منسلک ہیں۔

(۱) میں اللہ کا امر ہوں، میں خالق کی رضا ہوں، میں اللہ کی ڈیوٹی ہوں، میں سچا ہوں، مالک کا فرمان ہوں، اور مجھے لوگوں کو ڈرانے کے لیے بھیجا گیا ہے۔

(۲) ایک ولی سوا لاکھ انبیاء سے اعلیٰ ہے، اعلیٰ ہے، اعلیٰ ہے۔

(۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی بندہ ہے۔

(۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے ابوتراب کہا، اور تراب مٹی کو کہتے ہیں اور تمام انبیاء علیہم السلام مٹی کے پتلے ہیں تو مطلب یہ ہوا کہ تمام انبیاء حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں۔

(۵) جس نماز کو ملا نماز بتاتے ہیں میں اس نماز کو نہیں مانتا کیونکہ یہ تو منہ کی بک بک ہے، نماز تو دل کی نماز ہے اور آنکھوں کی نماز ہے۔

(۶) اویس قرنی کو بارگاہ رسول مانو کیونکہ نبوت ان کی طرف منتقل ہوگئی ہے۔

(۷) اللہ محمد کی صورت ہیں اور محمد اللہ کی صورت ہیں۔

(۸) اللہ کی ذات محمدی صورت میں سوا چودہ سو سال پہلے ظاہر ہوچکی ہے۔

(۹) اللہ تعالیٰ سب سے پہلے آدم علیہ السلام کی صورت میں ظاہر ہوئے۔

(۱۰) ویڈیو سی ڈی کے اندر ایک شخص ملعون زمان کے قدموں میں گر کر کہہ رہا ہے، کہ تو میرا رب ہے، رب میرا تو ہے، رب میرا تو ہے، تو پھر میں تجھے چھوڑ کر جاؤں کہاں؟

(۱۱) وہ یہ کہتا ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے دو سجدے کیے، ایک سجدہ کعبہ کی طرف منہ کر کے کیا، اور دوسرا سجدہ پیٹھ کر کے، صحابہ نے پوچھا کہ یہ دو سجدے اس طرح کیوں کیے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کعبہ کی طرف اس لیے سجدہ کیا کہ یہ کتابوں کے نزول کی اور انبیاء کے نزول کی سرزمین ہے، اور مشرق کی طرف اس لیے سجدہ کیا کہ یہ میری امت کے ولیوں کی سرزمین ہے۔

(۱۲) خدا صرف بندے کی شکل میں موجود ہے۔

(۱۳) اللہ کی کرسی، کرسی آسمان نہیں بلکہ بندے کا سینہ ہے۔

(۱۴) اللہ عاشق ہے اور گرم ہے، نبی معشوق ہے اور ٹھنڈا ہے۔

(۱۵) حضورﷺ کا مقام محمود ہے، جہاں یہ صورت پوجا کے لائق اور سجدہ کے لائق ہو جائے اور حضورﷺ اب اس مقام پر ہیں۔

(۱۶) یہی صورت محمدی پہلے بھی سجدے کے لیے تھی، آج بھی یہ صورت محمدی مقام محمود پر (یعنی سجدے کے لائق ہے)

اس تفصیل کے بعد امور مسئولہ یہ ہیں۔

(۱) ایسے عقائد ونظریات رکھنے والے شخص کا شرعی حکم کیا ہے؟ اور شرعی سزا کیا ہے؟

(۲) اس کو اس کے تمام عقائد ونظریات میں سچا ماننے والے کا کیا حکم ہے؟

(۳) اس کو اللہ کا ولی ماننے والوں کا کیا حکم ہے؟

(۴) اس کا اور اس کے ماننے والوں کا نکاح ودیگر معاملات میں حکم شرعی کیا ہے؟

(۵) مارکیٹ میں سچے مسلمانوں کے ہوتے ہوئے اس قسم کے لوگوں سے بیع وشراء کرنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

تحریر میں ذکر کردہ تفصیل مبنی برحقیقت ہونے کی صورت میں مذکورہ عقائد کا حامل شخص کافر اور زندیق ہے، اس کے تمام عقائد ونظریات قرآن وحدیث کے بالکل خلاف اور متصادم ہیں، اسی طرح بعض فروعی مسائل نماز وغیرہ بھی اسلامی تعلیمات کے یکسر مخالف ہیں۔

”والکفر لغة الستر، وشرعا تکذیبه ﷺ فی شئ بما جاء به من الدین ضرورة“

......(شامی: ۴/۲۲۳)

لہٰذا یہ شخص کافر بھی ہے اور زندیق بھی، کیونکہ زندیق اصطلاح شریعت میں ایسے آدمی کو کہتے ہیں جو اسلام ظاہر کرتا ہو اور باطن میں عقائد کفریہ رکھتا ہو، یا عقائد کفریہ رکھتا ہو اور غلط تاویلات سے اپنے ان کفریہ عقائد کو عقائد اسلام قرار دیتا ہو۔

”وان کان مع اعترافه بنبوة النبی ﷺ واظهار شعائر الاسلام یبطن عقائد ہ یکفر بالاتفاق خص باسم الذندیق“......(شرح المقاصد: ۲/۲۶۹)

”وقال الشاه ولی الله ان المخالف للدین الحق ان لم یعترف به ولم یدعی به لاظاهرا ولاباطنا فهو کافر وان اعترف بلسانه وقلبه علی الکفر فهو المنافق وان اعترف به ظاهرا لکنه یفسر بعض ماثبت من الدین ضرورة بخلاف مافسره الصحابة والتابعون واجتمعت علیه الامة هذا الذندیق “......(المسوی ۲/۱۳۰:)

اس بدبخت نے اپنا مذہب خود ایجاد کیا ہے اور کئی لحاظ سے کفریہ اور گمراہ کن عقائد رکھتا ہے، اور ختم نبوت کا منکر بھی ہے، اور اس کا یہ کہنا کہ ”رسالت اویس قرنی کی طرف منتقل ہوگئی ہے“، ختم نبوت کا انکار ہے اور عقیدہ ختم نبوت بنص قرآن وحدیث فرض ہے، رسول اللہ ﷺ کو خاتم الانبیاء والمرسلین اور آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کو خاتم الادیان سمجھنا فرض ہے، آپ ﷺ کی ختم نبوت کا منکر اور آپ ﷺ کے بعد کسی نئے نبی آنے کا معتقد کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

”ماکان محمدابااحدمن رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین “......(سورة الاحزاب:۴۰)

”عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانه ترک منه موضع لبنة فطاف به النظار یتعجبون من حسن بنیانه الاموضع تلک اللبنة فکنت انافسددت موضع اللبنة ختم بی البنیان وختم بی الرسل وفی روایة فانااللبنة واناخاتم النبیین . متفق علیه“......(مشکوٰة: ۳/۵۲۱)

”دعوی النبوة بعدالنبی ﷺ کفربالاجماع “......(شرح الفقه الاکبر: ۱۶۴)

اگر یہ شخص پہلے مؤمن تھا پھر کافر ہوا تو یہ مرتد ہے، مرتد کا حکم یہ ہے کہ اس کو تین دن مہلت دینا مستحب ہے اگر یہ توبہ، استغفار کر کے تجدید ایمان کرلے تو ٹھیک ہے، ورنہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس کو قتل کرے اور اللہ کی زمین کو اس کے ناپاک وجود سے پاک کرے۔

چونکہ یہ لوگ کافر اور مرتد ہیں لہٰذا ان کے ساتھ مسلمانوں جیسے تعلقات جیسے مناکحت اور ان کے ساتھ کھانا پینا، ان کی تقریبات میں آنا جانا یا ان کو بلانا ناجائز اور حرام ہے، لقولہ تعالی

”ولاترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار “......(سورة هود:۱۱۳)

اوراس بدبخت کو پیربنا کراس کے عقائد کی پیروی کرنا کفر ہے،لہٰذا جو شخص اس کے عقائد جاننے کے باوجوداسکودرست سمجھ کراس کی پیروی کرے تو وہ خارج از اسلام ہے،اوراگر یہ عقیدہ اسلام کے بعداختیارکرے تو مرتد کہلائے گا۔

”من ارتد عرض الحاکم علیه الاسلام استحبابا علی المذهب لبلوغه الدعوة وتکشف شبهته بیان لثمرة العرض ویحبس وجوبا وقیل ندباثلاثة ایام الی قوله ان استمهل ان طلب المهلة والاقتله من ساعته الااذارجیٰ اسلامه بدائع......وفی الشامیة قوله وقیل ندبااى وان استمهل وظاهرالروایة الاول وهوانه لایمهل بدون استمهال کمافی البحر“...... (فتاویٰ شامی:۲۱۲،۳۱۳/۳)

”اطلقه مشتمل قتل الامام وغیره ولکن ان قتل غیره اوقطع عضوامنه بغیراذن الامام ادب به الامام فقط“......(۵/۱۲۸)

”ویحبس ثلاثة ایام فان اسلم والاقتل وفی الجامع الصغیر المرتدیعرض علیه الاسلام حراکان اوعبدا فان ابی قتل الی قوله وعن ابی حنیفة وابی یوسف انه یستحب ان یؤجل ثلاثة ایام طلب ذلک اولم یطلب (الی قوله)ولناقوله تعالیٰ فاقتلوا المشرکین من غیرقید الامهال وکذا قوله علیه السلام من بدل دینافاقتلوه ولانه کافرحربی بلغته الدعوة فیقتل للحال من غیراستمهال وهذا لانه لایجوز تاخیرالواجب لامرموهوم“......(هدایه:۲/۶۰۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا لفظ شارع کا اطلاق غیراللہ پر ہوسکتا ہے؟

(مسئلہ نمبر۹۲) کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مولانا سعیدالرحمٰن صاحب نے اپنی کتاب توضیح الاذکار کے صفحہ ۸۶ پر شرک کی بحث میں وجوہ شرک میں سے یہ بھی لکھ دیا ”کسی کو حل وحرمت میں اتھارٹی دینا“ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ خود اللہ نے اپنی کتاب میں ”من یطع الرسول فقداطاع الله، وما آتاکم الرسول فخذوه ومانهاکم عنه فانتهوا“ حضور ﷺ کو اتھارٹی دی ہے تو کیا اللہ مشرک قرار پائے

گا، نیز تمام اہل اسلام مشرک ہوں گے، کیونکہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ شارع حضور ﷺ کی ذات ہے، مذکورہ عبارت کے متعلق شرعی حکم زیر قلم کریں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

کتب اصول اور عقائد کی عبارات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لفظ شارع کا اطلاق حقیقی معنی کے لحاظ سے تو فقط اللہ تعالیٰ پر ہی ہوتا ہے جب کہ نبی اکرم پر بھی اس لفظ کا اطلاق مجازاً علماء کے ہاں متعارف ہے، امام عبدالوہاب الشعرانی نے عصمت انبیاء کی عقلی دلیل ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔

''فان الرسول مشرع لنا بجميع اقواله وافعاله وتقريراته فلوان صدق عليه الوقوع فى معصيته مالصدق عليه تشريع المعاصى ولاقاتل بذلك ابداً''......(اليواقيت والجوارح: ۲/۳۰۵)

''اطيعوا الله واطيعوا الرسول فلم يجعل لاحدبعد بعثة محمدان يخالف شرعه انمااوجب عليه الاتباع وجعل لمحمد ان يشرع فيأمروينهى''......(اليواقيت والجوارح: ۲/۲۷۳)

''وفى الحديث انى شرعت لكم مثل القرآن اواكثر رواه الطبرانى وغيره''......(اليواقيت والجوارح: ۲/۲۸۶)

علامہ محبّ اللہ بہاری نے مسلم الثبوت میں لکھا ہے،

''لاحكم الامن الله تعالىٰ''......(مسلم الثبوت : ۱۴)

ان دونوں قسموں کی عبارات میں تطبیق امام شعرانی کے الفاظ یہ ہیں۔

''ونحن نعلم ان الشارع هوالله تعالىٰ ولايعزب عن علمه شئ ......فانه الرسول مبلغ عن الله احكامه فيماارادہ الله تعالىٰ لاينطق قط عن هوى نفسه ولاينسى شيئا ممامره بتبليغه ان هو الاوحى يوحىٰ،النجم''......(اليواقيت والجواهر: ۲/۲۷۹)

سوال میں مذکورہ عبارت کو اگر سیاق وسباق سے کاٹ چھانٹ کر پیش نہیں کیا گیا تو یہ عبارت مبہم، غیر واضح، موہم تشکیک ہے، ایسی عبارات سے احتراز ضروری ہے، علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔

"ومجردابهام اللفظ مالایجوز کاف فی المنع کماقدمناه"......
(ردالمحتار: ۵/۲۸۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیراللہ سے مدد مانگنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۹۳) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اللہ کے علاوہ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ یاان جیسے بزرگوں سے کوئی چیز مانگنا یاان کومخاطب کرکے جھولی بھرنے کے لیے کہنا شرک کے زمرے میں آتا ہے یانہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

غیراللہ (بزرگ اولیاء وغیرہ) سے مدد مانگنے میں قدرے تفصیل ہے۔

(۱) وہ بزرگ یاولی وغیرہ زندہ ہواوراس سے مدد مانگی جائے ایسی اشیاء میں جوماتحت الاسباب ہیں تو یہ جائز ہے۔

(۲) ایسی اشیاء جوماوراء الاسباب ہوں ،یہ چیزیں اگربراہ راست بزرگ ولی وغیرہ سے مانگی جائیں تو یہ ناجائز ہے۔

(۳) کسی بزرگ وغیرہ کی قبر پرجاکرکوئی چیز مانگی جائے ،اگربزرگ کوصرف وسیلہ بناکراللہ تعالیٰ سے مانگی جائے کہ (اے اللہ! اپنے اس بزرگ بندے کے واسطے مجھے فلاں چیز عطافرما) یہ صورت بھی جائز ہے۔

(۴) اگرقبر پرجاکر بلاواسطہ بزرگ،کومخاطب کرکے کوئی چیز مانگی جائےتو یہ صورت ناجائز ہے۔

"واذاسألت ای اردت السؤال فاسأل الله باثبات الهمزویجوزنقله ای فاسئل الله وحده فان خزائن العطايا عنده ومفاتيح المواهب والمزايابيده وكل نعمة اونقمة دنيوية اواخروية فانهاتصل العبد اوتندفع عنه برحمته من غيرشائبة غرض ولاضميمة علة لانه الجواد المطلق والغنى الذى لايفتقر فينبغى ان لايرجى الارحمته ولايخشى الانقمته ويلتجأ فى عظائم المهام اليه ويعتمد فى جمهورالامورعليه ولايسأل غيره لان غيره غيرقادر على العطاء والمنع ودفع الضرروجلب النفع فانهم لايملكون لانفسهم نفعاولاضرا ولايملكون موتاولاحياة ولانشورا"......(مرقاة المفاتيح: ۹/۴۹۰)

”وکرہ قولہ بحق رسلک وانبیائک واولیائک اوبحق البیت لانہ لاحق للخلق علی الخالق تعالیٰ ولوقال لآخر بحق اللہ اوباللہ ان تفعل کذالایلزمہ ذلک وان کان الاولیٰ فعلہ قال الشامی اویرادبالحق الحرمۃ والعظمۃ فیکون من باب الوسیلۃ وقدقال تعالیٰ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وقدعدمن آداب الدعاء التوسل علی مافی الحصن“......(شامی: ۵/۲۸۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غلط کام کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۹۴) محترم ومکرم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ سے ایک اہم سوال پوچھنے کی جسارت کررہاہوں، جواب دیکر مشکورفرمائیں۔

بحیثیت مسلمان ہمارا عقیدہ ہے کہ ہرشئی کا خالق اور ہرشئی پرقادراللہ تعالیٰ ہے،اس عقیدے کی بنیاد پرغلط کام کواللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا درست سمجھا جاسکتا ہے؟ اگر یہ درست ہے تو کیا یہ اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی نہیں ہے؟اس سوال کا جواب وقت کی اہم ضرورت ہے،مہربانی فرماکرمفصّل جواب دیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مذکورہ میں سائل کا ہرغلط کام کوحق تعالیٰ شانہ کی طرف منسوب کرنے کے معنی میں خلط ہوگیا ہے، اس لیے ذہن کے شبہ کا شکار ہے،غلط کام کوخداتعالیٰ کی طرف منسوب کرنے کے دومعانی ہیں۔

(۱) ایک یہ ہے کہ غلط کام کی طرف داعی ہونا یاغلط کام کوخودسرانجام دینا(یعنی کسب کرنا)

(۲) دوسرا یہ ہے کہ غلط اورخراب کام کوبحیثیت خالق پیدافرمانا۔

پہلے معنی کے لحاظ سے برےاورکاموں کی نسبت خداتعالیٰ کی طرف کسرشان اوربڑی گستاخی ہے،اس لیے فرمان رب العالمین واضح ہے ”ان اللہ لایؤمر بالسوء والفحشاء“۔

دوسرے معنی کے لحاظ سے نسبت درست ہے اوراس میں نہ کسرشان ہے اورنہ ہی گستاخی ،کیونکہ اچھے، برےاورصحیح غلط کی مثال ظلمت اورنورجیسی ہے،اگرخداتعالیٰ کارات اوردن ،حسین وبدشکل اورسردی اورگرمی راحت وغم کوپیداکرناعیب نہیں ہے،اوریقیناً عیب نہیں کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کاظہورہوتا ہے کہ اس کو ضدین کے پیداکرنے پرپوری قدرت ہےاورواقعی اضداد پرقادرہوناغایت کمال ہے،تواللہ تعالیٰ کااچھےاوربرے صحیح اورغلط کوپیداکرنااوران کی تخلیق کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنااس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی گستاخی اورکسرشان نہیں ہے

اور نہ ہی یہ سب اللہ کے لیے عیب ہے، البتہ فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ یہ نسبت اجمالاً بولنا درست ہے مگر مخصوص گندی چیز کا نام لے کر خالق کہنا درست نہیں ہے، اگرچہ نفس الامر کے لحاظ سے یہ درست ہے، عرفاً سوءادب ہے۔

”لو کان الکفر بقضاء اللہ تعالیٰ لوجب الرضاء بہ لان الرضا بالقضاء واجب واللازم باطل لان الرضا بالکفر کفر فثبت ان الکفر لیس بقضاء اللہ تعالی فلم تکن جمیع افعال العباد بقضاء اللہ تعالی علی ماذھب الیہ اھل السنۃ والجماعۃ فمدفوع بان الکفر مقضی لاقضاء والرضی انمایجب بالقضاء دون المقضی ،وتوضیحہ ان الکفر لہ نسبۃ الیہ سبحانہ وھی کونہ خلقہ علی مقتضی حکمتہ ولااعتراض علیہ فی مشیتہ فانہ مالک الملک یتصرف فیہ کیف یشاء لایتضرربشئ کمالاینتفع بہ ولہ نسبۃ اخری الی المکلف وھی وقوعہ صفۃ لہ بکسبہ واختیارہ والاعتراض واقع علیہ فی فعلہ لانہ اسخط مولاہ واستحق العقوبۃ الدائمۃ فی عقباہ“......(شرح فقہ الاکبر: ۱۴۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اللہ تعالیٰ کو محتاج کہنے والے شخص کا حکم:

(مسئلہ نمبر۹۵) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں کی جامع مسجد کے پیش امام نے اپنی تقریر کے دوران یہ الفاظ کہے کہ اللہ تعالیٰ کچھ بھی نہیں کرسکتا، حضور ﷺ کا محتاج ہے، برائے مہربانی فرمائیں کہ ایسے امام اور خطیب کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر مسجد کے امام نے واقعی یہ الفاظ کہتے تھے تو وہ آدمی ایمان سے خارج ہوگیا اور وہ کافر ہے، کافر شخص امام نہیں بن سکتا البتہ تجدید ایمان اور توبہ کے بعد دوبارہ امام بن سکتا ہے۔

”عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ قال اللہ تبارک وتعالیٰ اناغنی الشرکاء عن الشرک من عمل عملا اشرک فیہ معی غیری ترکتہ وشرکہ قولہ ترکتہ علی شرکۃ استدراجا حتی یستحق العذاب اعاذنا اللہ منہ“ ......(تکملۃ فتح الملھم: ۶/۴۶۷،۴۶۸)

”وشروط الامامة للرجال الاصحاء ستة اشياء الاسلام والبلوغ والعقل والذكورة والقراءة والسلامة من الاعذار “......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۰۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اللہ کے نام اور کلام کو بے معنی کہنے والے شخص کا حکم:

(مسئلہ نمبر۹۶) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں ایک شخص نے اپنے استاذ پیر کو جیل سے ایک تحریر لکھی تھی جس کے الفاظ کفر اور شرک پر مبنی ہیں (خدا کا نام اور کلام بے معنی لگنے لگا) اور نواز شریف کو یہ کہا (اور اب صرف آپ کی طرف ہاتھ جوڑے ایک ہی دعا نکلتی ہے، اے میرے رب مجھے معاف فرمائیں گناہ گار ہوں اس مصیبت سے نجات دلا) نواز شریف نے حوصلہ افزائی کی ہے (لیکن پھر بھی آپ کی رحمت کا طلب گار ہوں) یہ کفریہ الفاظ اس نے پیر صاحب کو لکھے ہیں اب ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال خط میں جو الفاظ شرکیہ کفریہ استعمال کیے گئے ہیں ان کی وجہ سے اس آدمی کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنا چاہیئے۔

”ومن اتى بلفظة الكفر مع علمه انهالفظة الكفر عن اعتقاد فقدكفر وان لم يعتقد اولم يعلم انهالفظة الكفرولكن اتى بها عن اختيار فقدكفر عندعامة العلماء ولايعذربالجهل “......(المحيط البرهانى:۷/۳۹۷)

”وان كانت نيته الوجه الذى يوجب لتكفير لاينفعه فتوى المفتى ويؤمربالتوبة والرجوع عن ذلك وبتجديدالنكاح بينه وبين امرء ته “......(المحيط البرهانى :۷/۳۹۷)

”مايكون كفرااتفاقا يبطل العمل والنكاح واولاده اولادزنا ومافيه خلاف يؤمربالاستغفاروالتوبة وتجديدالنكاح“......(شامى: ۳/۲۳۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو کن کن چیزوں سے پیدا کیا؟

(مسئلہ نمبر۹۷) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے ذہن میں ایک بات ہے کہ اللہ

تعالیٰ نے ہر چیز کو مٹی سے پیدا کیا ہے، کیا یہ بات صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح ہے تو جس حدیث میں یہ بات ہے اس کے صحیح الفاظ بتادیں، اور اگر یہ بات صحیح نہیں تو پھر صحیح بات کی طرف باحوالہ راہنمائی فرمادیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

یہ دعویٰ کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو مٹی سے پیدا کیا ہے یہ دعویٰ غلط ہے، کیونکہ قرآن پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان اور جنات کو آگ سے پیدا کیا ہے اور فرشتوں کو نور سے پیدا کیا ہے، اور بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حورعین زعفران سے پیدا کیا گیا ہے۔

”قوله تعالیٰ ومامنعک ان لاتسجداذامرتک قال انا خیرمنه خلقتنی من ناروخلقته من طین “......(سورة الاعراف : ۱۲)

”عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ خلقت الملائكة من نوروخلق ابليس من مارج من نار وخلق آدم مماوصف لكم هكذا رواه مسلم “......(تفسیرابن کثیر: ۳/۱۲۸)

”وعن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ خلق الله الملائكة من نورالعرش وخلق الجان من مارج من نار وخلق آدم مماوصف لكم وفى بعض الالفاظ هذاالحديث فى غيرالصحيح وخلقت الحورالعين من الزعفران “ ......(تفسیرابن کثیر: ۳/۱۳۸)

”وكان الحسن يقول ابليس لم يكن من الملائكة لانه خلق من نار والملائكة خلق من نور“......(تفسیر کبیر: ۵/۲۰۶)

اسی طرح قرآن مجید میں یہ بھی ہے کہ ہم نے ہر جاندار چیز کو پانی سے پیدا کیا ہے۔

”وجعلنامن الماء كل شئ حيى“......(سورة الانبیاء: ۳۰)

”قال ابن كثير اى اصل كل الاحياء منه ،وعن ابى هريرة انه قال يانبى الله اذا رأيتك قرت عينى وطابت نفسى فاخبرنى عن كل شئ قال كل شئ خلق من ماء اخرجه وصححه الحاكم“......(ابن کثیر: ۴/۳۱۲)

”والله خلق كل دابة من ماء “......(النور: ۴۵)قوله من ماء قلت لان المعنى انه ”خلق كل دابة من نوع من الماء فتختص بتلك الدابة اوخلقها من ماء مخصوص وهوالنطفة “......(تفسیرالکشاف : ۳/۲۵۱)

اس طرح بعض محدثین کے نزدیک حضرت حواء علیہا السلام حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا ہوئی ہیں۔

”عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ استوصوابالنساء خيرافانهن خلقن من ضلع وان اعوج شئ فی الضلع اعلاه فان ذهبت تقيمه كسرته وان تركته لم يزل اعرج فاستوصوابالنساء ،متفق عليه“

......(مشكوٰة المصابيح: ٢٨٨/

”وقيل ذلک لان امهن اول النساء وهی حواء خلقت من اعوج ضلع من اضلاع آدم عليه السلام “......(مرقاة المفاتيح: ٦/٣٥٦)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اللہ تعالیٰ کے ہر جگہ موجود ہونے کا کیا مطلب ہے؟

(مسئلہ نمبر ۹۸) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب تلبیس ابلیس میں فرقہ جہمیہ کی تیسری شاخ ملتزقہ کا عقیدہ بیان کیا اور فرمایا کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ”اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے، ملتزقہ کے اس عقیدے کی وجہ سے ان کو گمراہ لکھا ہے۔

(۱) دریافت طلب امر یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت کا اس بارے میں کہ (اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے) عقیدہ کیا ہے؟

(۲) تو پھر اس آیت کا کیا مطلب ہے؟

”الم تران الله يعلم مافی السموات ومافی الارض ط مايكون من نجوی ثلاثه الاهورابعهم ولاخمسة الاهوسادسهم الخ “ .

(۳) اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مشہور واقعہ ہے جس میں وہ ایک دہری کے سوالات کے جوابات دیتے ہیں، ان سوالوں میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ اس وقت کہاں ہیں؟ تو امام صاحب نے دودھ منگوا کر اس دہری سے پوچھا کہ اس دودھ میں مکھن ہے تو دہری نے کہا کہ ہاں اس میں مکھن موجود ہے تو امام صاحب نے پوچھا کہ کہاں ہے؟ تو دہری نے کہا کہ اس دودھ میں ہر جگہ موجود ہے، تو امام صاحب نے فرمایا کہ اللہ بھی ہر جگہ موجود ہے الخ تو اس میں امام صاحب کے اس جواب (اللہ بھی ہر جگہ موجود ہے) سے کیا مراد ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جس طرح اپنی ذات کے اعتبار سے کامل ہے اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کی تمام صفات بھی کامل ہیں تو اللہ تعالیٰ کے لیے ان صفات کو ثابت کیا جائے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے ثابت کی ہیں، اور ان صفات کی نفی کی جائے، جن کی اللہ تعالیٰ نے نفی کی ہے صورت مسئولہ میں ذکر کردہ صفت ''کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے'' اس بارے میں اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے علم وقدرت کے اعتبار سے ہر جگہ حاضر وناظر ہے، کوئی چیز کوئی جگہ اس کے علم وقدرت سے باہر نہیں ہے، وہ معنی ہرگز مراد نہیں جو ملتزقہ نے لیا ہے اور جس کی وجہ سے ان کو گمراہ کہا گیا ہے اس لیے کہ اس صورت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے جسم اور مکان کو ماننا لازم آتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ مکان اور جسم دونوں سے پاک ومنزہ ہے۔

''اما الذاتية فالحياة والقدرة والعلم والكلام والسمع والبصر والارادة.........والعلم ،اى من الصفات الذاتية وهى صفة ازلية تنكشف المعلومات عند تعلقها بهافالله تعالىٰ عالم بجميع الموجودات لايعزب عن علمه مثقال ذرة فى العلويات والسفليات وانه تعالىٰ يعلم الجهر والسر ومايكون اخفى منه من المغيبات بل احاط بكل شىء علما من الجزئيات والكليات والموجودات والمعدومات والممكنات والمستحيلات فهوبكل شىء عليم من الذوات والصفات بعلم قديم لم يزل موصوفابه على وجه الكمال لايعلم حادث حاصل فى ذاته بالقبول والانفعال والتغير والانتقال تعالى الله عن ذالك شانه وتعظم عمانهاك برهانه''......(شرح الفقه الاكبر: ١٦، ١٧)

''ويا حاضريا ناظر ليس يكفر ،قوله ليس يكفر فان الحضور بمعنى العلم شائع مايكون من نجوى ثلاثة الاهورابعهم والنظر بمعنى الرؤية الم يعلم بان الله يرى فالمعنى ياعالم من يرى بزازية''......(ردالمحتار على درالمختار: ٣/٣٣٧)

''وهو شىء لا كالاشياء قال الشارح ويعلم من قوله شىء لا كالاشياء انه سبحانه ليس فى مكان من الامكنة ولافى زمان من الازمنة لان المكان

والزمان من جملة المخلوقات وهوسبحانه كان موجودا فی الازل ولم يكن معه شیء من الموجودات ‘‘......(شرح ملاعلی القاری علی الفقه الاكبر : ۳۵)

اس آیت کریمہ کا مطلب بھی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ باعتبار علم کے بندوں کے ساتھ ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی معیت بندوں کے ساتھ ذات اور مکان کے اعتبار سے نہیں بلکہ ایسی ہے کہ جیسی معیت انسان کے سایے کی انسان کے ساتھ یا دریا کی موجوں کی دریا کے پانی کے ساتھ اور اسی طرح شکل کی آدمی کے ساتھ معیت ہے۔

’’تستبعدشهاته سبحانه وحضوره عندعموم مظاهره ومصنوعاته (الم تر)ايهاالمعتبرالرائی ولم تعلم (ان الله)المحيط بالكل بالالوهية والظهور (يعلم)بعلمه الحضوری عموم (مافی السموات)ای الكائنات العلوية (ومافی الارض)ای الكائنات السفلية كلياتها وجزئياتها محسوساتها ومعقولاتها بحيث (مايكون)ويقع(من نجوىٰ)وسرمعهودبين(ثلاثة)يسرون بهاويضمرونهافی نفوسهم (الاهو)سبحانه(رابعهم)بل هواعلم منهم بنجواهم واعرف بمافی ضمائرهم منهم بل هوالعالم حقيقة (ولاخمسة)ای وكذالايقع نجوی من خمسة مكنونة فی ضمائرهم مصونة عن غيرهم (الاهو)سبحانه (سادسهم)بل علمه بهااتم واكمل من علمهم (و)بالجملة (لا)يقع (ادنی من ذلک) الجمع(ولااكثر)منه (الاهو)سبحانه (معهم)بل العالم العارف هوسبحانه بذاته ووحدته الاانه ظهر فی اثباتهم وهويأتيهم لاعلی سبيل المقارنة الذاتية والزمانية ولاعلی سبيل الحلول والاتحاد بل علی طريق معية الظل مع ذی الظل ومعية الامواج مع الماء والصورمع ذی الصورة ولايقيد ايضا معينة بالمكان بل (اين ماكانوا)كان معهم لاستواء عموم الامكنة دونه سبحانه وتنزهه عن المكان مطلقا‘‘......(تفسيرالجيلانی : ۱۵۶/۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مایتعلق بالقرآن الکریم

احکام قرآن کا مذاق اڑانا:

(مسئلہ نمبر ۹۹) مندرجہ ذیل عبارت کی روشنی میں قرآن وحدیث کے مطابق ان لوگوں کی شرعی حیثیت کیا ہے جولوگ قرآن کے مطابق دوسرے شرعی وارثوں میں ترکہ (جوترکہ میں شامل ہے) تقسیم نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہم ترکہ میں شامل کوئی بھی چیز دوسرے وارثوں میں تقسیم نہیں کریں گے اور نہ ہی قرآن پاک کے اس حکم کو مانتے ہیں بلکہ قرآن پاک کے اس مسئلہ پر مذاق اور طنز کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم صرف اپنے مرحوم والد صاحب کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے ترکہ میں شامل کوئی بھی چیز چھوٹی ہو یا بڑی کسی بھی وارث کو نہیں دیں گے جو چاہیں کرلیں اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو انہیں ترکہ میں شامل دوسرے شرعی وارثوں میں تقسیم کرنے سے منع کرتے ہیں اور ترکہ تقسیم کرنے کے مطالبہ کو مذاق بناتے ہیں اور لوگ بھی کہتے ہیں کہ یہ کیا مسئلہ ہے قرآن پاک وحدیث نبوی کا، کیا ایسے لوگ دونوں صورتوں میں کفر کررہے ہیں، قرآن پاک کے بیان کردہ مسئلہ کی کھلم کھلا مخالفت کرتے ہیں اور بھائیوں کو آپس میں لڑاتے ہیں، منافرت پھیلاتے ہیں، اشتعال انگیزی بھی کرتے ہیں، ان کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر یہ بیان صحیح اور مبنی برحقیقت ہو اور والد صاحب کی وصیت شریعت کے مطابق نہ ہو تو ان حضرات کے لیے تجدید ایمان اور تجدید نکاح دونوں ضروری ہیں، اور فتویٰ بازی سے پرہیز کریں اور اپنی اصلاح کی کوشش فرمایا کریں۔

"یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین"......(الآیۃ)سورۃ النساء

"ویکفر اذاانکر آیۃ من القرآن أو سخر بآیۃ منہ"......(البحر: ۲۰۵/۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قرآن مجید اور مسجد کو گالی دینا:

(مسئلہ نمبر ۱۰۰) اگر کوئی مسجد کو گالی دے تو مسلمان ہے یا منافق؟ نیز وہ آدمی قرآن مجید کو بھی گالی نکالتا ہے یہ تفصیل سے بتادیں مہربانی ہوگی؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ شخص جس نے قرآن حکیم اور مسجد کو گالی دی ہے وہ کافر ہوگیا ہے بشرطیکہ وہ عاقل بالغ ہو اور اب اس کے لیے تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہے۔

”من استخف بالقرآن أو بالمسجد أو بنحوه مما يعظم فی شرع كفر الخ“......(شرح الفقه الأكبر:١٦٧)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

قرآن کے منکر کا حکم:

(مسئلہ نمبر۱۰۱) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس شخص کے بارے میں جو برملا اقرار کرے اس بات کا کہ میں نہیں مانتا قرآن کو، فرمان رسول (علیہ السلام) کو اور جہاد کو، بلکہ جہاد کو فساد اور قتل انسانیت قرار دے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں مذکورہ شخص اگر کافر کے گھر میں پیدا ہوا ہو تو کافر ہے اور اگر ایمان کے بعد یہ شخص مذکورہ چیزوں کا انکار کرے تو مرتد ہے اور حاکم وقت پر لازم ہے کہ ایسے شخص کو توبہ کروادے، اگر توبہ نہیں کرتا تو قتل کردے۔

”وفی الظهيرية من انكر المتواتر فقد كفر“......(التاتارخانية:٥/٣٢٧)

”وفی الفتاوی العتابية ثم الاصل أن جحود امر الله تعالیٰ او أمر رسوله كفر“......(التاتارخانية:٥/٣٣٠)

” قال محمد إن شاء الإمام أخر المرتد ثلث إن طمع توبته أو سأله عن ذلک المرتد وإن لم يطمع فی ذلک ولم يسأله المرتد فقتله فلابأس بذلک“......(مؤطا المحمد ؒ: ص٣٣٧،مطبوعه مكتبه رحمانيه)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

کوئی یوں کہے کہ تمہارے خدا اور قرآن کو نہیں مانتا:

(مسئلہ نمبر۱۰۲) اگر کوئی شخص یوں کہے کہ میں تمہارے قرآن کو نہیں جانتا قرآن سے کہو کچھ ہوسکتا ہے تو کرلے یا یوں کہے میں تمہارے خدا کو نہیں مانتا، خدا سے کہو کچھ ہوسکتا ہے تو کرلے، یہ الفاظ کہنے سے انسان مرتد کافر ہو جائے گا یا نہیں؟ اگر مرتد کافر ہو گیا تو مرتد کافر ہونے کی وجہ سے اس کا نکاح باقی رہے گا یا ٹوٹ جائے گا، برائے مہربانی اس کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں دیں۔

الجوب باسم الملک الوهاب

”قال فی الهندیة:اذاانکر الرجل آیة من القرآن اوتسخر بآیة من القرآن و فی خزانة الفقه لو قیل لم لا تقرأ القرآن فقال بیزار شدم از قرآن یکفر“......(۲/۲۶۶،۲۶۷)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ اگراس شخص نے قرآن پاک کا انکار کیا ہے یا قرآن پاک سے اپنے کو بیزار سمجھتا ہے تو کافر ہو گیا اوراس طرح اللہ تعالیٰ کا انکار کرنا بھی کفر ہے،اوراس بیوی سے اس کا نکاح ٹوٹ گیا، جب تک سچے دل سے توبہ کر کے تجدید ایمان نہ کرے تو کسی مسلمان عورت کے ساتھ اس کا نکاح نہیں ہو سکتا۔

”وفی خزانة الفقه لو قیل لم لاتقرء القرآن فقال ”سیر شدم از قرآن“یکفر“......(فتاوی التاتار خانیة:۵/۳۳۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

قرآن مجید کو گرنتھ کہنا:

(مسئلہ نمبر۱۰۳) اگرایک شخص امام مسجد بھی ہو اور بڑا بھائی بھی ہو اور چھوٹا بھائی اسے کہتا ہے:

۱۔ تم اپنے باپ کے نہیں ہو،یعنی حرامی ہو۔

۲۔ تمہارے منہ میں ذکر ماروں، پھر کہتا ہے کہ تو اپنی بچیوں کے ساتھ زنا کرتا ہے۔

۳۔ یہ بھی کہتا ہے کہ تم کافر ہو۔

۴۔ تم قرآن پاک نہیں پڑھتے، گرنتھ پڑھتے ہو۔

۵۔ یہ بھی کہتا ہے کہ تم خدا کے پیدا کئے ہوئے نہیں ہو اور یہ بھی کہتا ہے کہ تم میرا ذکر چوسو۔

۶۔ تم نماز پڑھتے ٹکریں مارتے ہو۔

۷۔ تم مسلمان نہیں رام رام کرتے ہو۔

۸۔ قرآن کو گرنتھ کہتا ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال ان مذکورہ باتوں میں بعض کفریہ ہیں ، قرآن پاک کو گرنتھ کہنا اسی طرح ذکر الٰہی کا استہزا کرنا، بنابریں واقعی اس شخص نے یہ باتیں کہی ہیں تو ان کی وجہ سے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا ہے اور نکاح بھی ٹوٹ گیا ہے،لہٰذا اس کو تجدید ایمان کے بعد تجدید نکاح کرنا ضروری ہے۔

”من استخف بالقرآن او بالمسجد او بنحوه ممایعظم فی شرع کفر“......(شرح فقه اکبر:۱۴۷)

”ویکفر.......... بالاستهزاء بالاذکار وبتسمیته الخ“......(البحر:۵/۲۰۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

آیات محکم اور متشابہ:

(مسئلہ نمبر۱۰۴) اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو کتنا علم دیا اور قرآن مجید میں مقطعات کا مطلب نہیں بتایا گیا، کیوں نہ بتایا گیا؟

الجواب باسم الملک الوھاب

۱۔ قرآن مجید میں آیات دوقسم کی ہیں، بعض محکم اور بعض متشابہ۔ محکم وہ آیات ہیں کہ جن کی مراد اور معانی بالکل واضح ہوں اور متشابہات وہ آیات ہیں کہ جن کے معانی اور مطالب سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو معلوم نہیں، کیوں کہ ان متشابہات پر ایمان تو مقصود ومطلوب ہے، عمل مطلوب نہیں، مراد معلوم ہونا ضروری نہیں ہے۔

”وھکذاذکر العلامة السیوطیؒ وقدروی عن عکرمة وقتادة وغیرھماأن المحکم الذی یعمل به والمتشابه الذی یؤمن به ولایعمل به الخ“......(الإتقان فی علوم القرأن: ج۲/ص۴)

”وذکر السید محمود الالوسیؒ محکمات صفة آیات أی واضحة المعنی ظاهرة الدلالة إلی أن المحکم الواضح الدلالة الظاهر الذی لایحتمل النسخ والمتشابه الخفی الذی لایدرک معناه عقلاولانقلاالخ“......(روح المعانی:۸۲،۸۰/۳)

”وأخرج الشیخان وغیرھماعن عائشة قالت تلارسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ھذه الآیة ھو الذی انزل علیک الکتاب الخ“......(الإتقان للسیوطی: ج۲/ص۵)

”وذکر الشیخ علاء الدین البغدادی تحت قوله ”الم“وقیل إنهم

لما أعرضوا عن سماع القرآن وأراد الله صلاح بعضهم الخ"......(تفسیر الخازن: ۱/۲٦)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

آیات قرانی کی بے حرمتی کرنا:

(مسئلہ نمبر۱۰۵) الحمدللہ رب العلمین ،اللہ رب العزت نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے سلسلے میں، FIRs14 کراچی، لاہور، اسلام آباد، سماج دشمن عناصر کے خلاف کٹوانے کی توفیق عطافرمائی، اوراس کے ری ایکشن نے 295/B قرآن کی بے حرمتی کا کیس مجھ پر بنوادیا جوکہ جھوٹا ہے کہ میں نے جوردی فروخت کی تھی اس میں سے قرآن مجید دینی کتب جومیری تھیں،اس ردی میں سے برآمد کرواکرعرصہ پانچ ماہ سےزائدجیل میں بندہوں۔

۱۔ برائے مہربانی قرآن واحادیث کی روشنی میں اگر واقعی کسی سے قرآن کی بے حرمتی ہو جائے تو اس کوکیاسزادی جاسکتی ہے، کیونکہ یہ دفعہ 1982 سے نافذ ہےاوراس کےتحت عمرقیدکی سزامقرر ہے جوقرآن واحادیث مبارکہ کےخلاف کسی کی بھی زندگی کوبربادوتباہ کرنا۔

۲۔ اگرکوئی سچی توبہ کرلےتو کیااس طرح کےواقعے میں اسکومعاف کیا جاسکتاہے، یانہیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگرکوئی شخص جان بوجھ کرقرآن مجید کی بےحرمتی کرےتووہ مرتد ہوجاتاہے۔

"(باب)المرتدهولغة الراجع مطلقاوشرعاالراجع عن دين الاسلام "وركنهاإجراء كلمة الكفر على اللسان بعد الايمان ......وفي الفتح من هزل بلفظ كفر ارتد وإن لم يعتقده وقال الشامي تحته(قوله من هزل بلفظ كفر) اى تكلم به باختياره غير قاصد معناه وهذالاينافي مامر من ان الايمان هو التصديق فقط أو مع الاقرار لأن التصديق وإن كان موجوداحقيقة لكنه زائل حكمالأن الشارع جعل بعض المعاصى امارة على عدم وجوده كالهزل المذكور وكمالو سجدلصنم أو وضع مصحفافي قاذورة فانهى كفر"......(الدرمع الرد: ۳/۱۰، ۳۰۹)

حکومت وقت کو چاہیے اس کے مرتکب کو فوراً گرفتار کر کے علماء کے ذریعے سے تین دن تک سمجھائے ، اگر وہ توبہ کرلے تو فبہا ونعم ، بصورت دیگر حکومت اس کو قتل کردے۔

”وإذاارتد المسلم عن الإسلام والعياذبالله عرض عليه الإسلام فإن كانت له شبهة كشفت عنه ويحبس ثلاثة أيام فإن أسلم وإلاقتل“......(الهداية: ۲/۵۸۴)

مگر یہ ساری باتیں اس وقت ہیں جب اس پر قرآن مجید کی بے حرمتی کا فقط الزام نہ ہو، بلکہ وہ واقعی اس فعل شنیع کا مرتکب ہوا ہو اور اگر وہ سچی توبہ کرلے تو اس کی توبہ کو قبول کیا جائے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا واقعہ افک کے منکر کا حکم:

(مسئلہ نمبر۱۰۶) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ ایک آدمی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ افک کے بارے میں کہتا ہے کہ ان پر کوئی تہمت نہیں لگی ، یہ سارا واقعہ ان کی طرف غلط منسوب ہے، وہ شخص کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر یہ شخص اس واقعہ تہمت سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کی بنیاد پر انکار کرتا ہے یا جہل کی بنیاد پر اس تفصیل کا انکار کرتا ہے جو قرآن پاک میں مذکور ہے تو کافر نہیں ہوگا، اگر علم کے باوجود اس تفصیل کا انکار کرتا ہے جو قرآن پاک میں مذکور ہے تو کافر ہو جائے گا۔

”واذا قال لغيره خانه چناں پاک كرده كه چون والسماء والطارق قيل يكفر وقال الامام ابوبكر اسحاق رحمه الله تعالى ان كان القائل جاهلا لايكفر وان كان عالما يكفر “......(الهندية : ۲/۲۶۷)

”اذا انكر الرجل آية من القرآن اوتسخربآية من القرآن وفى الخزانة اوعاب كفر كذافى التتارخانية “......(الهندية: ۲/۲۶۶)

”ان اللذين جاؤا بالافك عصبة منكم لاتحسبوه شرالكم بل هوخيرلكم لكل امرىء منهم مااكتسب من الاثم والذى تولى كبره منهم له عذاب

عظیم،لولااذسمعتموہ ظن المؤمنون والمؤمنات بانفسھم خیرا وقالوا ھذا افک مبین “......(سورۃ النور : ۱۱،۱۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قرآن کی طرف پاؤں پھیلانا:

(مسئلہ نمبر۱۰۷) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قرآن پاک کی طرف پاؤں پھیلانا جب کہ قرآن پاک محاذات میں نہ ہو کیسا ہے؟ جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب باسم الملک الوھاب

قرآن مجید اگر پاؤں کے محاذات میں نہ ہو تو اس کی طرف پاؤں پھیلانا بلا کراہت درست ہے۔

”مدالرجلین الی جانب المصحف ان لم یکن بحذائہ لایکرہ“......(ھندیۃ: ۳۲۲/۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

ڈیجیٹل قرآن پر بغیر متن کے ترجمہ کا حکم:

(مسئلہ نمبر۱۰۸) حضرت مفتی صاحب السلام علیکم،عرض کرتا ہوں کہ میں (عبدالاحد عرفان) جس ادارے سے وابستہ ہوں وہ ”ڈیجیٹل قرآن“ تیار کرتا اور کرواتا ہے،یہ موبائل کی طرح کا آلہ ہے جس پر قرآن سنا اور اس کی اسکرین پر قرآن کا متن اور ترجمہ پڑھا جاسکتا ہے،مندرجہ ذیل صورتوں میں سے کن صورتوں میں میرے لیے اس کمپنی میں ملازمت کرنا درست نہ ہوگا۔

(۱) اس آلہ کو انسان اپنے اختیار سے ایسے استعمال کر سکے کہ آیت کی تلاوت ہو رہی ہو اور اسکرین پر صرف قرآن کا ترجمہ دکھائی دے۔

(۲) اس آلہ کو انسان اپنے اختیار سے ایسے استعمال کر سکے کہ نہ قرآن کا متن اور نہ اس کی تلاوت ظاہر ہو اور انسان صرف اسکرین پر ایک آیت کے بعد دوسری آیت کا ترجمہ دیکھ سکے،یہ عرض کرتا چلوں کہ قرآن کا ترجمہ محکمہ اوقاف سے تصدیق شدہ ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں اگر ترجمہ قرآن مجید کے متن کے ساتھ ہے تو جائز ہے بغیر متن کے صرف قرآن مجید کا ترجمہ جائز نہیں ہے۔

"وفیہ (فی الکافی) ان اعتادالقراء ۃ بالفارسیۃ اوارادان یکتب مصحفا بھا یمنع وان فعل فی آیۃ اوآیتین لافان کتب القران وتفسیر کل حرف وترجمتہ جاز"......(فتح القدیر: ۱/۲۴۸)

"وان اعتادالقراء ۃ بالفارسیۃ اوارادان یکتب المصحف بالفارسیۃ منع من ذلک علی اشدالمنع وان فعل ذلک فی آیۃ اوآیتین لایمنع من ذلک"......(تاتارخانیۃ: ۱/۳۳۷)

"وفی الفتح عن الکافی ان اعتادالقراء ۃ بالفارسیۃ اوارادان یکتب مصحفابھایمنع وان فعل فی آیۃ اوآیتین لافان کتب القرآن وتفسیر کل حرف وترجمتہ جاز"......(ردالمحتار: ۱/۳۵۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قرآن پاک کے بوسیدہ اوراق کوجلانے کاحکم:

(مسئلہ نمبر۱۰۹) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرات مفتیان کرام وعلمائے دین مؤدبانہ گزارش ہے کہ ہمارے شہر چوک حجرہ شاہ مقیم میں ہمارے محلے کے امام مسجد صاحب کا بیٹا جونابالغ بچہ ہے اس نے لاعلمی کی وجہ سے کچھ ردی کاغذات کے ساتھ نورانی قاعدوں اورقرآن پاک کے کچھ بوسیدہ اوراق کوجلا کران کی راکھ کومحفوظ جگہ پردفن کردیا، چنانچہ اہل محلّہ کوخبر ہونے پر ہرطرف شوروغل وفتنہ فساد پھیل چکاہے،آپ حضرات مذکورہ سوالات کے جوابات قرآن وسنت کی روشنی میں ارشادفرماکرمشکور فرمائیں۔

(۱) مقدس بوسیدہ اوراق کوضائع کرنے کاکیاطریقہ ہے؟اورجوغلطی ہوگئی اب اس کی تلافی کی کیاصورت ہے؟

(۲) اس عیب کونشانہ بناکراس میں ملمع سازی کرکے،سارے شہر میں ڈھنڈورہ پیٹنا،پروپیگنڈے کرنا،مؤمنین کی آبروریزی کرنامسجد چھیننے کے منصوبے بنانا،آیایہ سب کچھ شریعت کے دائرے میں جائزہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں واضح رہے کہ بوسیدہ مقدس اوراق کو یا تو جاری پانی میں بہادیا جائے یا پاک کپڑے میں لپیٹ کر کسی پاک جگہ دفن کردیا جائے ،اور قرآن پاک کے اوراق کو جلانا شرعاً جائز نہیں ،لیکن چونکہ بچہ احکام شریعت کا مکلّف نہیں اور اس نے لاعلمی میں ایسا کیا ہے،اس وجہ سے اس مسئلہ کو انتشار وفساد کا سبب نہ بنایا جائے اور جو غلطی ہوئی ہے اس پر اللہ سے معافی مانگ لی جائے ،ان شاءاللہ تعالی اللہ تعالی معاف کردیں گے۔

”والمصحف اذاصار خلقا وتعذر القراء ةمنه لایحرق بالنار الیه اشار محمدوبه ناخذ ولایکره دفنه وینبغی ان یلف بخرقة طاهرة ویلحدله لانه لوشق ودفن یحتاج الی اهانة التراب علیه وفی ذلک نوع تحقیر الا اذاجعل فو قه سقف وان شاء غسله بالماء اووضعه فی موضع طاهر لاتصل الیه یدمحدث ولاغبار ولاقذر تعظیما لکلام الله عزوجل“......(الفتاوی الشامیة :۵/ ۲۹۹)

”عن علی رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ رفع القلم عن ثلاثة عن النائم حتی یستیقظ وعن الصبی حتی یبلغ وعن المعتوه حتی یعقل“......(مرقاة المفاتیح: ۶/ ۳۹۴)

”وفی الشریعة هی الندم علی المعصیة من حیث هی معصیة مع عزم ان لایعودالیها اذاقدرعلیها“......(شرح الفقه الاکبر: ۱۵۸)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قرآن مجید کو عمدہ اور بہتر آواز سے پڑھنا:

(مسئلہ نمبر ۱۱۰) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قرآن مجید پڑھنے میں بے جا تکلف، غنائیت اور موسیقیت پیدا کرنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

قرآن مجید کو عمدہ اور بہتر آواز سے پڑھنا مطلوب اور پسندیدہ ہے،حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔

”عن البراء ابن عازب قال قال رسول الله ﷺ زینوا القرآن باصواتکم“......(ابوداؤد: ۱/ ۲۱۶)

لیکن قرآن مجید میں بے جا تکلف اور غنائیت اور موسیقیت پیدا کرنا مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔

"قلت وفيه حديث اقرؤا القرآن بلحون العرب واصواتها وايا كم ولحون اهل الكتابين واهل الفسق فانه سيجيء اقواما يرجعون بالقرآن ترجيع الغناء والرهبانية لايجاوز حناجرهم مفتونة قلوبهم وقلوب من يعجبهم شانهم" ......

(زادالطالبين : ۴۰،الاتقان فی علوم القرآن للسيوطی : ۱/ ۲۱۹، ۲۱۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

منکر قرآن وسنت کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۱۱۱) محترمی ومکرمی جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مندرجہ ذیل عبارت کی روشنی میں قرآن وحدیث کے مطابق ان لوگوں کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ جولوگ قرآن وحدیث کے مطابق دوسرے شرعی وارثوں میں ترکہ تقسیم نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہم ترکہ میں شامل کوئی بھی چیز دوسرے وارثوں میں تقسیم نہیں کریں گے اور نہ قرآن پاک کے اس حکم کو مانتے ہیں بلکہ قرآن پاک کے اس مسئلے کو مذاق اور طنز کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم صرف اپنے مرحوم والد صاحب کی وصیت پر عمل کرتے ہیں ترکہ میں شامل کوئی بھی چیز چھوٹی ہو یا بڑی کسی بھی وارث کو نہیں دیں گے، یہ لوگ قرآن وسنت کا مذاق اڑاتے ہیں بلکہ کھلم کھلا ان کا انکار کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

واضح رہے کہ قرآن کریم کے کسی صریح حکم کا انکار اور مذاق کفر ہے، اسی طرح علی الاطلاق سنت کا انکار اور اس کا مذاق اڑانا بھی کفر ہے کیونکہ بعض سنن کا من الدین ہونا قطعی اور متواتر ہے، لہذا صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال مذکورہ لوگ کافر ہیں۔

"اذا انكر آيةمن القرآن اوسخربآية من القرآن فقدكفر "......(المحيط البرهانی :۷/ ۴۱۱)

"ومن جحد القرآن ای كله اوسورة منه اوآية قلت وكذا كلمة اوقراءة متواترة اوزعم انهاليست من كلام الله كفر"......(شرح ملاعلی قاری علی الفقه اكبر :۱۶۷)

”ولولم یرالسنة حقاکفر لانه استخفاف اه ووجهه ان السنة احداحکام الشرعیة المتفق علی مشروعیتها عندعلماء الدین فاذا انکر ذلک ولم یرها شیئا ثابتا ومعتبرا فی الدین یکون قداستخف بها واستهانها وذلک کفر “ ......(ردالمحتار : ۱/۳۵۰)

”قال العلامة انورشاہ کشمیری فی اکفارالملحدین فی ضروریات الدین بیانافی تقسیم التواتروقدیکون تواترعملی وتواتر توارث وقدتجتمع اقسام کما فی اشیاء من الوضوء کالسواک من المضمضة والاستنشاق ......واذا علمت هنا فنقول الصلاۃ فریضة واعتقاد فرضیتها فرض وتحصیل علمهافرض وجحدهاکفر وکذا جهلها،والسواک سنة واعتقادسنیته فرض وتحصیل علمه سنة وجحودها کفر وجهله حرمان وترکه عتاب اوعقاب “ ......(اکفار الملحدین علی رسائل کشمیری :۶/۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قرآن مجید بغیر متن کے چھاپنا:

(مسئلہ نمبر۱۱۲) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ قرآن مجید بغیر متن کے چھاپنا اور دوسروں کے پڑھنے کے لیے مہیا کرنا اس کا کیا حکم ہے، کیونکہ ایک ترجمہ بغیر متن کے ہے جس کا نام کنزالعقبیٰ ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں قرآن مجید کے ترجمے کو بغیر متن کے چھاپنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس سے تحریف فی القرآن کا دروازہ کھلتا ہے، لہٰذا اگر کنزالعقبیٰ بغیر متن کے ہے تو اس کے پڑھنے سے احتراز کیا جائے۔

”فی الفتح عن الکافی ان اعتادالقراء ۃ بالفارسیة اواراد ان یکتب مصحفا بها یمنع وان فعل فی آیة اوآیتین لا فان کتب القرآن وتفسیر کل حرف وترجمة جازویکرہ کتب التفسیر بالفارسیة فی المصحف کمایعتادہ البعض ورخص فیه الهندوانی والظاهر ان الفارسیة غیر قید“......(شامی : ۱/۳۵۹)

”ذکرہ فی الکافی وفیه ان اعتاد القراء ۃ بالفارسیة اواراد ان یکتب مصحفا

بهایمنع وان فعل فی آیة او آیتین لا فان کتب القرآن وتفسیر کل حرف وترجمته جاز“......(فتح القدیر : ۱/۲۴۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قرآنی آیات کے میسج کرنے کا حکم؟

(مسئلہ نمبر۱۱۳) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ موبائل میں قرآن کی آیت یا حدیث مبارکہ میسج کرنے میں بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ ناجائز ہے کیونکہ لوگ اس کو ڈیلیٹ کردیتے ہیں اور دلیل میں ایک حدیث پیش کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ قیامت کے قریب ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن کی آیات اوراحادیث اپنے ہاتھوں سے لکھ کرمٹادیں گے ،کیا یہ حدیث کتب حدیث میں موجود ہے؟اورقرآن مجید کی آیت اور حدیث کو موبائل کے ذریعے بھیجنا جائز ہے یا ناجائز ہے، مدلل جواب دیں،شرح صدرفرما کرشکریہ کا موقع دیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں مذکورحدیث کہ قیامت کے قریب ایسے لوگ پیدا ہوں گے جوقرآن کی آیات اوراحادیث اپنے ہاتھوں سے لکھ کرمٹادیں گے،کافی تتبع وتلاش کے باوجودنہیں ملی،البتہ موبائل میسج میں قرآنی آیات واحادیث نہیں لکھنی چاہئیں،اوراگراب کوئی میسج آجائے توبےادبی سے بچنے کے لیے اس کو ڈیلیٹ کرنا خلاف ادب نہیں ہے۔

”ولو محالوحا کتب فیه القرآن واستعمله فی امر الدنیا یجوز وقدورد النهی عن محو اسم الله تعالیٰ بالبزاق کذا فی الغرائب“......(هندیة: ۵/۳۲۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قرآنی آیات پلیٹوں پر لکھنے کا حکم؟

(مسئلہ نمبر۱۱۴) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جس کی صورت درج ذیل ہے،ہمارا ہینڈی کرافٹ کا کاروبار ہے جس میں بعض دفعہ پیتل،لوہے،سلور وغیرہ دھاتوں پر قرآن پاک کی آیات ، اسماء الحسنی ،حضرات انبیاء علیہم السلام کے اسماء اور مسلّم ومشہور اولیاء کرام وائمہ عظام کے اسماء لکھے جاتے ہیں ،

اور ہمارے پاس مختلف عقائد ومسالک کے لوگ آتے ہیں اور جو چیز ان کو اپنے عقیدے اور مسلک کے مطابق پسند ہوتی ہے وہ خرید لیتے ہیں یا بنوانے کا آرڈر بھی دیتے ہیں، بعض اشیاء اسلام کی مسلمات میں سے ہوتی ہیں لیکن ہر فرقہ اسے اپنا مسلک سمجھ کر مانتا ہے ،اوراپنے مسلک یا عقیدے کی تشہیر کے لیے دلیل کے طور پر بھی استعمال کرتا ہے،اور ہمیں بھی ظاہراً یہ علم اور اندازہ ہوتا ہے کہ یہ عقیدہ ہمارے ہاں بھی درست ہے اور دوسرے گمراہ اور بے دین فرقے بھی اس عقیدے کے حامل ہیں، اگر چہ طرز استدلال ہر ایک کا اپنا اپنا اور علیحدہ ہوتا ہے مثلاً اہل کتاب اپنے انبیاء علیہم السلام کی تعظیم کرتے ہیں مسلمان بھی تمام انبیاء علیہم السلام کی تعظیم کرتے ہیں ،شیعہ حضرات بارہ اماموں کی تعظیم کرتے ہیں ،مسلمان بھی ان بزرگوں کا احترام کرتے ہیں،صورت مذکورہ کے پیش نظر درج ذیل امور دریافت طلب ہیں۔

۱۔ کیا ایسی آیات بغیر عقیدہ کی تشریح کے پیسوں پر لکھنا درست ہے یا نہیں؟

۲۔ انبیاء کرام کے اسمائے گرامی پیتل وغیرہ پر لکھ کر فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

۳۔ شیعہ حضرات کے نزدیک مشہور بارہ ائمہ کرام کے صرف نام لکھ کر فروخت کرنے کا کیا حکم ہے؟

۴۔ خریدار مسلم ہو یا غیر مسلم یا گمراہ یا کوئی شخص کوئی چیز خرید کر اپنے غلط عقیدے کے لیے استعمال کرے تو اس کا گناہ کس کے ذمہ ہے؟

۵۔ صورت مذکورہ کے پیش نظر ہمارے لیے کاروباری نقطہ نظر سے آیات قرآنیہ ،اسماء الحسنٰی،اسماء انبیاء علیہم السلام،اسماء ائمہ اثنا عشر واسمائے اولیاء کرام لکھ کر فروخت کے لیے رکھنا اور جو مرضی آئے خرید لے ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

برائے مہربانی مفصل مدلل حالات حاضرہ کو سامنے رکھتے ہوئے حکم شرعی سے آگاہ فرمائیں، اللہ آپ کو جزائے کثیر عطا فرمائے ،آمین۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں بشرط صحت بیان فی نفسہ قرآنی آیات، احادیث اور بزرگان دین کے نام ان کے آداب کی رعایت کر کے لوہے، پیتل اور سلور پر لکھ کر فروخت کرنا جائز ہے، البتہ گمراہ اور بے دین مسالک کے پیروکاروں کا اپنے باطل نظریات کا پرچار کرنے کے لیے قرآنی آیات، احادیث اور ائمہ دین کے نام استعمال کرنا ''کلمۃ حق ارید بہا الباطل'' کے ذیل میں آتا ہے، اور اس قسم کے لوگوں کو قرآنی آیات، احادیث، اسماء الٰہی اور بزرگان دین کے نام ڈیزائن کر کے دینا گناہ میں تعاون کرنا ہے اور گناہ میں تعاون بنص قرآنی ناجائز ہے، چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

''ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان'' المائدۃ.

”وفی المجتبیٰ اختلف فی الاستشفاء بالقرآن بان یقرء علی المریض اوالملدوغ الفاتحة اویکتب فی ورق ویعلق اوفی طست ویغسل ویسقی“......(شامی:۵/۲۵۷)

”واختلف فی الاسترقاء بالقرآن نحوان یقرء علی المریض والملدوغ اویکتب فی ورق ویعلق اویکتب فی طست فیغسل ویسقی المریض فاباحه عطاء ومجاهدوابوقلابة وکرهه النخعی والبصری کذافی خزانة الفتاویٰ فقدثبت ذلک فی المشاهیرمن غیرانکار“......(هندیة:۵/۳۵۶)

”جوزواالرقیة بالاجر ولوبالقرآن کماذکره الطحاوی لانهالیست عبارة محصنة بل من التداوی “......(شامی: ۵/۳۹)

”ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان یعنی لاتعاونوا علی ارتکاب المنهیات“......(تفسیرمظهری:۳/۴۸)

”وفی شرح الالفیة للسخاوی ویقال انه ماکتب من اسماء الفقهاء السبعة بالمدینة النبویة ووضعت فی شئ من الزاد اولقوة الابورک فیه وسلم من الافة کالسوس وشبه یقال انهاامان للحفظ فی کل شئ وتنزیل الصداع العارض وهوسعیدابن المسیب وعروة بن الزبیر وقاسم ابن محمد وابوبکر ابن عبدالرحمن وخارجة بن زید وعبیدالله ابن عبدالله وسلیمان ابن یسار رضی الله عنهم اجمعین“......(قطب الارشاد:۴۶۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

معراج آسمانی، معجزات، جادواور قرآن مجید کے شان نزول کے منکر کا حکم:

(مسئلہ نمبر۱۱۵) محترم ومکرم حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض ہے کہ ایک صاحب جوامام مسجد اور خطیب ہیں جومختلف مسائل میں عجیب گفتگو کرتے ہیں جن مسائل میں وہ گفتگو کرتے ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں

(۱) حضورﷺ کے معراج کے بارے میں صرف مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک کے قائل ہیں باقی آسمانوں بیت المعمور سدرۃ المنتہیٰ وغیرہ کا انکار کرتا ہے۔

(۲) معجزات رسول کاانکارکرتا ہے۔

(۳) جادوکا بھی منکر ہے کہ یہ کوئی چیزنہیں ہے۔

(۴) قرآن مجید کے شان نزول کاانکارکرتا ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ کی مخلوق جن کے بارے میں اس کا خیال ہے کہ یہ کوئی نئی مخلوق نہیں ہے، بلکہ انسانوں ہی کا دوسرانام ہے۔

(۶) اللہ رب العزت کی صفت غفوراوررحیم کے بارے میں گفتگوکرتے ہوئے اس کا کہنا ہے کہ اس سے مراد کفار کے جو بچے بچپن میں ہی مرگئے یاوہ مسلمان جن کے گناہ اورنیکیاں برابرہوں گی باقی کسی کے بارے میں نہیں وغیرہ۔

لہذا حضرت مفتی صاحب ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یانہیں؟اگرنہیں تو کیاپڑھی ہوئی نمازوں کا اعادہ ضروری ہے؟اور یہ شخص کافر ہے مرتد ہے باغی ہے یااور کیا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں مسجدالحرام سے بیت المقدس تک کے سفرکو اسراء کہتے ہیں اور بیت المقدس سے آگے کے سفرکومعراج کہتے ہیں اب جوشخص اسراء کاانکارکرتا ہے وہ کافر ہے اور جومعراج کاانکار کرتا ہے وہ مبتدع ہے۔

”الاسراء الی بیت المقدس قطعی ثبت بالکتاب فمن انکرہ فھو کافر والمعراج لیس کذلک فمن انکرہ فلیس بکافر بل مبتدع “......(تفسیرروح المعانی:۱۵/۱۳)

(۲،۳) حضورﷺ کے معجزات حدتواترکوپہنچے ہوئے ہیں اور خبرمتواتر کاانکارکفر ہے لہذا مطلقاً معجزات کے انکارسے وہ آدمی کافر ہے،اسی طرح سحراور جادو کاانکاربھی درست نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید سے اس کاوجود ثابت ہے۔

”وثانیھما انہ نقل عنہ ﷺ من امور الخارقۃ للعادۃ مابلغ القدرالمشترک منہ اعنی ظھورالمعجزۃ حدالتواتر وان کانت تفاصیلھا احاد“......(شرح العقائد:۱۶۷)

”وفی المحیط من انکر الاخبارالمتواترۃ فی الشریعۃ کفرثم اعلم انہ

ارادبالتواترھھناالتواترالمعنوی لااللفظی‘‘......(مجموعہ رسائل الکشمیری اکفارالملحدین فی ضروریات الدین: ۶۵)

’’وفی شرح الزعفرانی السحرحق عندنا وجودہ وتصورہ واثرہ‘‘......(شامی: ۱/۳۳)

(۴)　قرآن مجید کے شان نزول کا انکاراس شخص کی جہالت پرمبنی ہے کیونکہ اس کے بغیر بعض آیتوں کا سمجھناممکن نہیں۔

’’زعم زاعم انہ لاطائل تحت ھذا الفن لجریانہ مجری التاریخ واخطافی ذلک بل لہ فوائد،منھا معرفۃ وجہ الحکمۃ الباعثۃ علی تشریع الحکم ومنھا تخصیص الحکم بہ عندمن یری ان العبرۃ بخصوص السبب ومنھا ان اللفظ قدیکون عاماویقوم الدلیل علی تخصیصہ فاذعرف السبب قصرالتخصیص علی ماعداصورتہ فان دخول صورۃ السبب قطعی واخراجھا بالاجتھاد ممنوع کماحکی الاجماع علیہ القاضی ابوبکرفی التقریب ولاالتفاوت الی من شذ فجوزذلک‘‘......(الاتقان فی علوم القرآن : ۲/۵۹)

(۵)　اس شخص کا یہ کہنا کہ انسان اورجنات ایک مخلوق ہے یہ غلط ہے کیونکہ انسان کومٹی سے پیدا کیا گیا ہے اورجنات کوانسان کی تخلیق سے پہلےآگ سے پیدا کیا گیاہے،لہذا یہ دونوں الگ الگ مخلوق ہے۔

’’والجان خلقناہ من قبل ای قبل خلق آدم علیہ السلام من نارالسموم ......وعن الضحاک عن ابن عباسؓ قال کان ابلیس من حی من الملائکۃ یقال لھم الجن خلقوا من النار السموم وخلقت الجن الذین ذکروا فی القرآن من مارج من نارفاماالملائکۃ خلقوا من النور‘‘......(تفسیرالمظھری : ۵/۱۶۲)

(۶)　غفوراوررحیم کے بارے میں اس شخص کی تفسیر درست نہیں ،اس لیے کہ مفسرین نے مطلق بیان کیاہے، سوائےمشرکین اورکفار کےیعنی ان کےعلاوہ مطلق بیان کیاکسی کے ساتھ خاص نہیں کیا۔

’’ان اللہ غفورللمستغفرین رحیم بھم منعم علیھم‘‘......(تفسیرروح المعانی : ۲/۸۹)

’’ان اللہ لایغفران یشرک بہ ای لایستر ولایعفوعن انتقام الشرک بہ باثبات

الوجود لغیرہ ویغفر مادون ذلک من الکبائر والصغائر لمن یشاء من التائبین وغیرھم"......(تفسیر الجیلانی : ۱/۳۶۶)

لہٰذا مذکورہ عقائد کے حامل شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اور پڑھی گئی نمازوں کا اعادہ ضروری ہے اس لیے کہ مطلق معجزات کے انکار سے کافر ہوا ہے اور کافر کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

لوڈسپیکر اور نوافل میں شبینہ پڑھنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۱۱۶) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) بعض قراء وحفاظ کرام قرآن کریم کا شبینہ پروگرام ایک رات میں کرتے ہیں، یعنی مکمل قرآن کریم ایک رات میں ختم کرتے ہیں، کیا یہ طریقہ کار جائز ہے؟

(۲) بعض حفاظ کرام شبینہ پروگرام نوافل جماعت کی صورت میں کرتے ہیں یعنی قرآن کریم کا ختم نفل جماعت کروا کے کرتے ہیں، یہ طریقہ جائز ہے یا نہیں؟

(۳) بعض حفاظ کرام شبینہ پروگرام ساری رات لوڈسپیکر پر پڑھتے ہیں تاکہ دوسرے لوگ بھی قرآن کریم کے سننے کے ثواب سے محروم نہ رہیں، جب کہ صورت حال یہ ہوتی ہے کہ دوسروں کا سننا تو کجا بہت سے حضرات محفل شبینہ میں موجود ہونے کے باوجود بھی نہیں سنتے بلکہ اپنی باتوں میں مشغول ہوتے ہیں، کیا ایسی محفل شبینہ گناہ کا باعث تو نہیں ہے، اگر باعث گناہ ہے تو پھر گناہ پڑھنے والوں کو ہوگا یا نہ سننے والوں کو؟ اب نہ سننے والوں میں بعض حضرات تو وہ ہیں جو محفل میں موجود ہی نہیں یعنی ان کو آواز گھروں میں پہنچ رہی ہے اور بعض محفل میں جو سننے والے ہیں یہ باتوں میں مشغول ہونے کی وجہ سے نہیں سنتے، اب ان میں گناہ گار کون کون سے لوگ ہوں گے، اور ثواب کے مستحق کون لوگ ہوں گے؟

قرآن وسنت کی روشنی میں ان مسائل کی وضاحت فرمائیں، شکریہ

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) بشرط صحت سوال اگر حفاظ کرام قرآن مجید اس قدر تیزی سے نہ پڑھتے ہوں کہ الفاظ سمجھ بھی نہ آئیں بلکہ ترتیل اور آداب کا خیال کرتے ہوئے پڑھتے ہیں اور ان کے پڑھنے کی وجہ سے لوگوں کی عبادت یا آرام میں خلل بھی نہ آئے تو پھر ان کے لیے ایک رات میں ختم کرنا جائز ہے۔

”رجل يقرء القرآن كله في يوم واحدورجل آخر يقرء سورة الاخلاص في يوم واحد خمسة آلاف مرة فان كان الرجل قارئا فقراء ة القرآن افضل كذا في المحيط “......(الفتاوى الهندية:۵/۳۱۷)

”عن ابن سيرين قال كان تميم الدارى رضى الله عنه يحى اليل كله بالقرآن كله في ركعة“...... رواه الطحاوى:۱/۲۱۶،۱۷)

”الجواب عن طعن المعاندين على ابى حنيفة قوله حدثنا شعيب الخ قلت دلالة وكذا دلالة بقية الآثار على الباب ظاهرة ويرحم الله الطائفة المشهورة في سب اسلاف الامة جرحوا الامام اباحنيفة بكل شئ حتى بالاغراق في العبادة انه كان يحيى اليل كله ويختم القرآن في ركعة كماروى الخطيب عن حمادبن يونس قال سمعت اسدبن عمرو يقول صلى ابوحنيفة فيما حفظ عليه صلوة الفجر بوضوء العشاء اربعين سنة وكان عامة الليل يقرء جميع القرآن في ركعة واحدة وكان يسمع بكاء ه في اليل حتى يرحمه جيرانه وروى الخطيب عن حفص بن عبدالرحمن قال سمعت مسهربن كدام يقول دخلت ذات ليلة المسجد فرأيت رجلايصلى فاستحليت قراته فقرء سبعا فقلت يركع ثم قرء الثلث ثم النصف فلم يزل يقرء القرآن حتى ختمه كله في ركعة “......(اعلاء السنن : ۲۳،۲۲۲/۳/۴)

”قال حدثنا اسحاق بن سعيد عن ابيه عن عبدالله بن الزبير انه قرء القرآن في ركعة رواه الظحاوى :۱/۲۱۷ ،وفي الاذكار :۴۸،للنووى رحمه الله تعالىٰ روى ابن ابى داودباسناده الصحيح ان مجاهدارحمه الله تعالى كان يختم القرآن في رمضان فيما بين المغرب والعشاء وماورد من النهى عن الختم في اقل من ثلاث محمول على من لايرتل القرآن ويقرء هذا كهذا الشعر ولايتدبر فيه وامامن يقرء القرآن بالتأمل قرأة حلوة ويختم في اقل من ثلث فلايشمله الذم كيف وقدثبت ذلک عن اجلة الصحابة والتابعين ؟قال الحافظ في الفتح وثبت عن كثير من السلف انهم قرأوا القرآن في دون

ذلک وکأن النهی عن الزیادة لیس علی التحریم کماان الامر فی جمیع ذلک لیس للوجوب وعرف ذلک من قرائن الحال التی ارشد الیها السیاق وهوالنظر الی عجزه عن سوی ذلک فی الحال اوفی المآل‘‘......
(اعلاء السنن : ۴/۳۲۴)

(۲) نوافل کی جماعت علی سبیل التداعی (یعنی چار یا چار سے زائد آدمی امام کی اقتداء میں نماز پڑھیں) کی صورت میں قرآن کریم ختم کرنا ممنوع ہے۔

’’واعلم ان النفل بالجماعة علی سبیل التداعی مکروه علی ماتقدم ماعداالتراویح وصلوة الکسوف والاستسقاء فعلم ان کلا من صلاة الرغائب لیلة اول جمعة من رجب وصلوة البراء ة لیلة النصف من شعبان وصلوة القدرلیلة السابع والعشرین من رمضان بالجماعة بدعة مکروهة ‘‘......(حلبی کبیری: ۳۷۴)

’’وتطوع علی سبیل التداعی مکروهة قوله علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعة فاکثربواحد‘‘......(درمع الرد: ۱/۴۰۸)

(۳) لوڈ سپیکر پر قرآن کریم کا ختم کرنا اور پوری رات لوڈ سپیکر پر قرآن کریم پڑھنا یہ ناجائز ہے اور ایسی صورت حال میں قرآن کریم پڑھنے والے قراء اور حفاظ کرام گناہ گار ہوں گے، اور مجلس اور محفل میں موجود لوگ بھی گناہ گار ہوں گے، اگر وہ محفل میں موجود ہونے کے باوجود بھی باتوں میں مشغول رہتے ہیں اور قرآن کریم کی تلاوت نہیں سنتے ، باقی وہ لوگ جو محفل شبینہ میں موجود نہیں ہیں، وہ کسی صورت میں بھی گناہ گار نہیں ہوں گے، خواہ حفاظ کرام قرآن کریم لوڈ سپیکر پر پڑھیں یا بغیر لوڈ سپیکر کے پڑھیں۔

’’رجل یکتب الفقه وبجنبه رجل یقرء القرآن لایمکنه ان یستمع القرآن کان الاثم علی القاری لانه قرء فی موضع اشتغل الناس فی اعمالهم وفی الکبریٰ ولاشئ علی الکاتب‘‘......(فتاویٰ تاتارخانیة: ۱/۳۶۹)

’’لایقرء جهرا عندالمشتغلین بالاعمال وحرمة القرآن ان لایقرء فی الاسواق وفی موضع اللغو کذافی القنیة‘‘......(الفتاوی الهندیة: ۵/۳۱۶)

’’قوله یجب الاستماع للقراء ة مطلقا ای فی الصلوٰة وخارجهالان الآیة وان

كانت واردة في الصلوٰة على مر فالعبرة لعموم اللفظ لالخصوص السبب ثم هذا حيث لاعذر ولذا قال في القنية صبي يقرء في البيت واهله مشغولون بالعمل يعذرون في ترك الاستماع ان افتتحوا العمل قبل القراءة والا فلا وكذا قراءة الفقه عندقراءة القرآن وفي الفتح عن الخلاصة رجل يكتب الفقه وبجنبه رجل يقرء القرآن فلايمكنه استماع القرآن فالاثم على القارئ وعلىٰ هذالوقرء على السطح والناس نيام يأثم اه اى لانه يكون سببالاعراضهم عن استماعه اولانه يؤذيهم بايقاظهم تامل وفي شرح المنية والاصل ان الاستماع للقرآن فرض كفاية لانه لاقامة حقه بان يكون ملتفتا اليه غيرمضيع وذلك يحصل بانصات البعض كمافي رد السلام حين كان لرعاية حق المسلم كفى فيه البعض عن الكل الاانه يجب على القارى احترامه بان لايقرأه في الاسواق ومواضع الاشتغال فاذا قرء فيها كان هو المضيع لحرمته فيكون الاثم عليه دون اهل الاشتغال دفعاللحرج وتمامه في ط ونقل الحموى عن استاذه قاضي القضاة يحيى الشهير بمنقارى زاده ان له رسالة حقق فيها ان استماع القرآن فرض عين "......(الشامی :۱/۴۰۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

آیات قرآنی سے دم اور تعویذ کرنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۱۱۷) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) کسی مرض کی بناء پر یا نظر کی بناء پر جادو،ٹونہ، یا آسیب، دیو پری کے خطرات سے بچاؤ کے لیے اپنے گلے میں قرآنی آیات یا اس کا نقش تعویذ کی شکل میں محفوظ کر کے گلے میں پہننا قرآن وحدیث کی روشنی میں جائز ہے یا ناجائز ہے؟

(۲) نیز قرآنی آیات یا اسمائے گرامی کا وردکر کے دم کرنا یا اپنے معززین امام مسجد یا پیرومرشد سے دم کروانا مستورات کے لیے جائز ہے؟

(۳) کیا عورت اپنے استاذ، پیرومرشد کے سامنے چہرہ ننگا کرسکتی ہے؟

الجواب باسم الملک الوہاب

(۱) کسی مرض یا نظر بد اور جادوٹونہ وغیرہ کی وجہ سے قرآنی آیات کا نقش کسی کاغذ پر لکھ کر اور موم جامد کر کے پہننا جائز ہے۔

”وفی المجتبیٰ اختلف فی الاستشفاء بالقرآن بان یقرء علی المریض اوالملدوغ الفاتحة اویکتب فی ورق ویعلق علیه اوفی طست ویغسل ویسقی وعن النبی ﷺ انه کان یعوذنفسه قال رضی اللہ عنه وعلی الجواز عمل الناس الیوم وبه وردت الآثار“......(شامی:۵/۲۵۷)

(۲) آیات قرآنی یا اسمائے گرامی سے دم کرنا یا پیرومرشد سے دم کروانا پردہ کی حالت میں جائز ہے۔

”واصاب اسماء بنت ابی بکرن الصدیق رضی اللہ عنها ورم فی رأسها فوضع رسول اللہ ﷺ یده علی ذلک من فوق الثیاب فقال بسم اللہ اذھب عنها سوءة وفحشه بدعوة نبیک الطیب المبارک المکین عندک بسم اللہ صنع ذلک ثلث مراة وامرها ان تقول ذلک فقالت ثلثة فذھب الورم“......(قطب الارشاد:۴۵۰)

(۳) عورت کا اپنے استاذ اور پیرومرشد کے سامنے بغیر کسی شرعی حاجت کے چہرہ کھولنا جائز نہیں ہے۔

”وتمنع المرأة الشابة من کشف الوجه بین رجال لالانه عورة بل لخوف الفتنة(قوله بل لخوف الفتنة)ای الفجور بها قاموس اوالشھوة والمعنی تمنع من الکشف لخوف ان یری الرجال وجھها فتقع الفتنة لانه مع الکشف قدیقع النظر الیھابشھوة“......(در مع شامی:۱/۲۹۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قرآن پاک کومشکوک قرار دینے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۱۱۸) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کہتا ہے کہ قرآن لوگوں کے ہاتھوں میں چل کر آرہا ہے، کیا معلوم اس میں کسی نے اپنے طور پر کچھ داخل کر دیا ہو۔

الجواب باسم الملک الوهاب

قرآن قطعی الثبوت ہے اور اس کے صحیح ومحفوظ اور منزل من اللہ ہونے پر امت کا اجماع ہے،لہٰذا بر بنائے صحت سوال زید کا اس کو مشکوک قرار دینا کفر ہے۔

"انا نحن نزلنا الذکر یعنی القرآن وانا له لحافظون،من ان یزادفیه اوینقص منه قال قتادة وثابت البنانی حفظه الله من ان تزیدفیه الشیاطین باطلا اوتنقص منه حقا فتولی سبحانه حفظه فلم یزل محفوظا"......(احکام القرآن للقرطبی:۱۰/۵)

"اماالکتاب فالقرآن المنزل علی الرسول المکتوب فی المصاحف المنقول عنه نقلامتواترابلاشبهة"......(حسامی:۵)

"من انکرالمتواترفقدکفر"......(هندیة:۲/۲۶۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بغیر متن کے قرآن پاک چھاپنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۱۱۹) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بغیر متن کے قرآن پاک چھاپنا، رکھنا اور دوسروں کو پڑھنے کے لیے مہیا کرنا کیسا ہے؟ معلوم کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ ایک ترجمہ بغیر متن جس کا نام کنزالعقبیٰ ہے گورنمنٹ ماڈل ٹاؤن لائبریری میں کسی نے عطیہ کے طور پر بھیج دیا ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

قرآن نام ہے الفاظ اور معنی کے مجموعے کا،لہٰذا صرف ترجمہ کو قرآن نہیں کہہ سکتے ، یہ یہود ونصاریٰ کی تحریف قرآن کی ایک منظّم سازش ہے کہ اس صورت میں تحریف آسان ہے، نیز اگر یہ سلسلہ جاری ہو گیا تو ایک وقت آئے گا کہ یہ بھی معلوم نہ ہو گا کہ قرآن کس زبان میں نازل ہوا تھا نیز جو نسخہ ہمارے سامنے کنزالعقبیٰ موجود ہے اس کے اندر ترجمہ میں ترتیب عثمانی سے انحراف کیا گیا ہے جب کہ اس کے التزام پر اجماع ہے،لہٰذا ایسا ترجمہ شائع کرنا اشاعت دین نہیں بلکہ اضاعت دین ہے،لہٰذا صرف ترجمہ کرنا بغیر عربی نظم کے جائز نہیں، نہ ہی ان کا پڑھنا جائز ہے اور نہ ہی مطالعہ کے لیے اوروں کو دینا،مطالعہ کے لیے لائبریری میں رکھنا ،اس کا بطور ہدیہ لینا دینا،اس کی خرید وفروخت اور اشاعت کرنا بالکل ناجائز اور حرام ہے، لکھنے والے، ناشر سب کو سزا دینا ضروری ہے تا کہ آئندہ کوئی اس قسم کی جسارت نہ کر سکے۔

”فالقرآن المنزل علی الرسول المکتوب فی المصاحف المنقول عنه نقلامتواترابلاشبهة وهوالنظم والمعنی جمیعا “......(الحسامی: ۵)

”قوله ان اعتاد القراء ة بالفارسیة اواراد ان یکتب مصحفا بهایمنع وان فعل فی آیة او آیتین لا“......(شامی: ۱/۳۵۹)

”القاعدة العربیة ان اللفظ یکتب بحروف هجائیة مع مرعاة الابتداء به والوقف علیه وقدمهدالنحاة له اصولا وقواعد وقدخالفها فی بعض الحروف خط المصحف الامام وقال اشهب سئل مالک هل یکتب المصحف علی مااحدثه الناس من الهجاء فقال لا الاعلی الکتبة الاولی“......(الاتقان : ۲/۳۲۹)

”وفی التخییر رجل نظم القرآن بالفارسیة یقتل لانه کافر“......(التاتارخانیة: ۵/۳۳۵)

”رجل نظم القرآن بالفارسیة یقتل لانه کافر“......(الهندیة:۲/۲۶۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

سورۃ التوبہ کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۱۲۰) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ سورۃ توبہ کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا کیسا ہے؟ بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس کی ابتداء میں چونکہ آیات عذاب ہیں اس لیے بسم اللہ نہیں پڑھنی چاہیئے؟ براہ کرم آپ صحیح مسئلہ بتادیں۔شکریہ

الجواب باسم الملک الوهاب

سورۃ توبہ دراصل سورۃ الانفال کا جزو ہے اب اگرایک شخص پیچھے سے تلاوت کرتا آرہا ہے تو پھراس کو چاہیئے کہ وہ تسمیہ نہ پڑھے، اوراگراس نے تلاوت کی ابتداء ہی سورۃ توبہ سے کی ہے، تو پھرتسمیہ پڑھے جیسا کہ اگردرمیان میں سورۃ الانفال کی تلاوت کی ابتداء کرے تو تسمیہ پڑھتا ہے تو یہاں بھی پڑھے گا، باقی رہی یہ بات کہ اس کی ابتداء میں آیات عذاب ہیں تو پھرسورۃ الہمزہ کی ابتداء میں بھی بسم اللہ نہیں پڑھنی چاہیئے، کیونکہ اس کی ابتداء میں بھی آیات عذاب ہیں”ویل لکل همزة لمزة“ حالانکہ بالاتفاق اس کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھی جاتی ہے، لہذامحض اس وجہ

سے بسم اللہ پڑھنا ترک نہیں کیا جائے گا کہ اس کی ابتداء میں آیات عذاب ہیں بلکہ اس صورت میں تسمیہ نہ پڑھی جائے گی، جب تلاوت یہاں سے شروع نہ کی گئی ہو بلکہ پیچھے سے چلی آ رہی ہو کیونکہ یہ علیحدہ طور پر سورۃ نہیں ہے بلکہ سورۃ الانفال کا ہی جزو ہے، لہٰذا یہ تسمیہ بحیثیت ابتداء تلاوت کے ہے نہ بحیثیت ابتداء سورۃ کے۔

”فان استعاذ بسورة الانفال وسمی ومر فی قراء ته الی سور ة التوبة وقرء ها کفاه ماتقدم من الاستعاذة والتسمية ولاينبغی له ان يخالف الذين اتفقوا وكتبوا المصاحف التی فی ايدی الناس وان اقتصر علی ختم سورة الانفال فقطع القراءة ثم اراد ان يبتدء سورة التوبة كان كارادته ابتداء قرأته من الانفال فليستعيذ ويسمی وكذلك سائر السور“......(فتاویٰ هندية: ۵/۳۱۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

خیر وبرکت کی نیت سے قرآن پاک کی تلاوت اور ختم قرآن کرنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۱۲۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ خیر وبرکت کی نیت سے مثلاً کاروبار کے افتتاح کے وقت یا گھر بنانے کے وقت طلباء کرام سے قرآن پاک پڑھوانا یا مصیبت و پریشانی کی صورت میں قرآن پاک کا ختم بچوں سے کرانا درست ہے یا نہیں؟ نیز مذکورہ بالا صورتوں میں ختم قرآن کے بعد چائے پلانا، کھانا کھلانا یا بچوں کو کچھ نقد دینا درست ہے یا نہیں؟ یہ اجرت علی قراءۃ القرآن کے تحت داخل تو نہیں ہے؟ ایک مماتی صاحب شدید مخالف ہے اور وہ ان چیزوں کو ناجائز وحرام قرار دیتا ہے، مفصل ومدلل جواب عنایت فرمائیں (جزاک اللہ خیرا)

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ فی السوال میں قرآن پاک کی تلاوت کروانا جائز ہے اور اس کے بعد کچھ کھانا پلانا اجرت علی قراءۃ القرآن میں نہیں آتا بلکہ اگر اس کو اجرت بھی سمجھا جائے پھر بھی بالکل جائز ہے اس وقت یہ رقیہ کے حکم میں ہو جائے گا اور اس کو حرام کہنا بالکل درست نہیں ہے۔

”قال الشاه عبدالعزيز فی تفسيره تحت آية لاتشتروا بآياتی ثمناقليلا،ماحاصله انه اذا كان ختم البخاری اوالقرآن العزيز لحاجة دنيوية

تجوزالاجرة واذاكان لامر دنيوی وقيدالمكان والزمان تجوزالاجرة "
......(العرف الشذی علی الترمذی: ۲/۴۷۱)

"وانماجاز الاستيجار على الرقية ولوكانت بالقرآن لانه لم تفعل قربة لله تعالى بل للتداوی فهی کصنعة الطب وغيرها من الصنائع وللحديث الصريح الوارد فی ذلک"...... (رسائل ابن عابدين:۱/۱۵۷)

"جوزوا الرقية بالاجرة ولوبالقرآن کماذکره الطحاوی لانهاليست عبادة محضة بل من التداوی "......(فتاویٰ شامی: ۵/۳۹)

"لابأس باستيجار على الرقی والعلاجات کلهاوان کنانعلم ان المستاجر على ذلک قديدخل فيمايرقی به بعض القرآن لانه ليس على الناس ان يرقی بعضهم بعضا فاذا استوجروا فيه على ان يعملوا ماليس عليهم ان يعملوا جاز ذلک " ......(طحاوی : ۲/۲۵۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

موبائل فون سے قرآنی آیات کومٹانے کاحکم:

(مسئلہ نمبر۱۲۲) کیافرماتے ہیں علماءکرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگرموبائل میں قرآن پاک کی آیت یاحدیث مبارکہ میں سے کوئی حدیث وغیرہ آجائے تواس کو ڈلیٹ کرنا کیساہے؟ جب کہ یہودونصاریٰ کا کہناہے کہ یہ ہماری ایک سازش ہے کہ مسلمان اس طرح اپنے ہاتھوں سے قرآن مٹائیں گے،قرآن وحدیث سے مع حوالہ جات جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

موبائل فون سے قرآن آیات اوراحادیث کوڈیلیٹ کرناجائزہے۔

"ولوكان فيه اسم الله تعالى اواسم النبی ﷺ يجوز محوه ليلف فيه شیء كذا فی القنية ولومحالوحا كتب فيه القرآن واستعمله فی امرالدنيا يجوز وقدوردالنهی عن محواسم الله تعالیٰ بالبزاق كذا فی الغرائب ومحوبعض الكتابة بالريق يجوز"......(الهندية: ۵/۳۲۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قرآن پاک اور نعت کو گانے کی طرز پر پڑھنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۱۲۳) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قرآن پاک اور نعت کو گانے کی طرز پر پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

قرآن پاک اور نعت کو گانے کی طرز پر پڑھنا مکروہ اور ناپسندیدہ ہے، کیونکہ یہ قرآن ونعت کی عظمت وتقدس کے خلاف ہے۔

”قال النبی ﷺ اقرء و القرآن بلحون العرب واصواتها وایاکم ولحون اهل الکتابین واهل الفسق فانه سیجیء اقوام یرجعون بالقرآن ترجیع الغناء والرهبانیة لایجاوزحناجرهم مفتونة قلوبهم وقلوب من یعجبهم شأنهم،اخرجه الطبرانی“......(الاتقان فی علوم القرآن:۱/۲۱۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تلاوت کے وقت قرآن پاک کو چومنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۱۲۴) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ تلاوت قرآن کے وقت قرآن پاک کو چومنا اور آنکھوں سے لگانا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ بزرگوں کے ہاتھوں کو چومنا تو جائز لکھا گیا ہے تو اگر قرآن کو چومنا ممنوع ہے تو کیوں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں قرآن کریم کو چومنا اور آنکھوں کو لگانا جائز ہے، ممنوع نہیں ہے۔

”لکن روی عن عمر رضی الله عنه انه کان یأخذ المصحف کل غداة ویقبله ویقول عهدربی ومنشورربی عزوجل وکان عثمان رضی الله عنه یقبل المصحف ویمسحه علی وجهه“......(شامی :۶/۳۴۸)

”نعم وقدروی ذلک عن الاصحاب ففی خزانة الروایات عن الفتاوی الصوفیة عن التسمیة روی عن عثمان رضی الله عنه انه کان یاخذالمصحف کل غداة ویقبله ویمسحه علی وجهه انتهیٰ...... وفی القنیة باب مایتعلق بالمقابر مت ای

مجدالائمة الترحمانی وفی شرح الجامع الصغیر ان قبله الدیانة قبله الحجر عندالاستلام وقبله المصحف وعن عمر رضی الله عنه ان کان یاخذالمصحف کل غداة ویقبله ویقول عهدربی ومنشورربی عزوجل انتهی''......(مجموعه رسائل اللکهنوی:٧/٤٣٢)

''وفی القنیة فی باب مایتعلق بالمقابر تقبیل المصحف قیل بدعة لکن روی عن عمررضی الله عنه انه کان یاخذ المصحف کل غداة ویقبله ویقول عهدربی ومنشورربی عزوجل وکان عثمان رضی الله عنه یقبل المصحف ویمسحه علی وجهه ''......(درعلی الشامی:٥/٢٧٢)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

موبائل میں تلاوت والی ٹون لگانا:

(مسئلہ نمبر١٢٥) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماءعظام رہنماء امت محمدیہ وورثاء انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل موبائل فون عام ہے اوراس کا استعمال بھی روز بروز بڑھتا جارہا ہے اور ہر موبائل فون میں جو اطلاعی گھنٹیاں ہیں وہ تمام تقریبا گانوں کی میوزک ساز پر مشتمل ہیں، ان گانوں کی لعنت سے بچنے کے لیے بعض لوگوں نے اپنے موبائل فون میں تلاوت یا اذان ریکارڈ کرائی ہے، پھر جب کوئی فون آتا ہے تلاوت یا اذان سنائی دیتی ہے کیا تلاوت یا اذان کا اس طرح ریکارڈ کرانا جائز ہے؟ جبکہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس طرح تلاوت اوراذان کی بے ادبی اور توہین ہوتی ہے، کیونکہ اذان کا وقت مقرر ہواوراس طرح موبائل فون پر ریکارڈ کرائی جانیوالی آواز سنائی دیتی ہے بعض دفعہ بندہ بیت الخلاء میں ہوتا ہے اور وہاں تلاوت کی آواز آرہی ہوتی ہے، قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیکر عنداللہ ماجور ہو، اللہ آپ کا حامی وناصر ہو۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر موبائل فون کے اندر تلاوت اوراذان وغیرہ مقدس کلمات صرف گھنٹی اوراعلام کے طور پر ریکارڈ کرائے گئے ہوں تاکہ کال آنے کا پتہ دیدے تو اس صورت میں گناہ لازم آتا ہے کہ یہ تلاوت آذان اور دوسرے مقدس کلمات کا غلط استعمال ہے، اوراگر اس حیثیت سے ہوں کہ آذان تلاوت اور میوزک ایک جیسی چیزیں ہیں اوراس سے موسیقی اورساز کا کام لیا جائے تو یہ کفر ہے کیونکہ یہ آذان اورتلاوت کی توہین اوراستخفاف ہے اوردین سے متعلق کسی بھی چیز کا

استخفاف اور توہین یقیناً کفر ہے اور اگر بر بناء غیرت ہوں کہ فاسق اور بے دین لوگ ساز گانے اور موسیقی ریکارڈ کرا کے سنتے ہیں اور اس کے مقابلے میں تلاوت آذان وغیرہ نصب کر کے اللہ کا ذکر سنوں تو منکرات کے مقابلے میں یہ بہتر ہے بشرطیکہ کلام الٰہی یا دوسرے اذکار کے احترام کا خیال رکھا جائے، باقی لیٹرین اور دوسرے غیر مناسب جگہوں میں جانے کے وقت بند کیا جائے جیسے وہ انگوٹھی جس پر مقدس کلمات کندہ ہوں کے بارے میں حکم ہے کہ لیٹرین جاتے وقت نکالا جائے یہی تدبیر یہاں پر بھی ہوسکتی ہے۔

”قال العلامة ابن نجیم فی الاشباہ والنظائر تحت القاعدة الفقهية الامور بمقاصد ها ....و كذا قولهم بكفره اذ ا قرأ القرآن فی معرض كلام الناس كما اذا اجتمعوا فقرأ فجمعناهم جمعا ....كلها ترجع الى قصد الاستخاف ..سيدنا محمد قالوا يكون آثما و كذا الحارس اذا قال فی الحراسة لا اله الاالله يعنی لاجل الاعلام به بأنه مستيقظ بخلاف العالم اذاقال فی المجلس صلوا علی النبی فانه يثاب علی ذلک و كذا الغازی اذاقال كبروا .وان الحارس والفقاعی يأخذ ان بذلک اجرا ثم قال رجل يذكر الله فی مجلس الفسق قالوا ان نوی ان الفسقة يشتغلون بالفسق وانا أشتغل بالتسبيح فهو افضل واحسن وان سبح فی السوق ناويا ان الناس يشتغلون بأمور الدنيا وانا اسبح الله فی هذا الموضع فهو افضل من ان يسبح وحده فی غير السوق وان سبح علی وجه الا عتبار يؤجر علی ذلک فقط“......(الا شباہ والنظائر: ص ۳۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قران کے بوسیدہ اوراق کے بارے میں:

(مسئلہ نمبر۱۲۶) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام رہنماء امت محمدیہ وورثاء انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قران مجید کے شہید صفحات کو سنبھالنے کے لئے کون سی صورت اختیار کریں تو گناہ نہ ہوگا۱......کیا انکو جلا کران کی راکھ کو اونچی جگہ پر رکھ دیں۲......کیا ہم شہید صفحات کو دریا کے پانی میں بہادیں۳......کیا ہم انہیں قبرستان میں دفن کر دیں، ان تینوں صورتوں میں سے کون سی صورت جائز ہے جسکو کرنے سے ہم گناہ سے بچ جائیں گے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر کسی نے صفحات جلادیے ہیں تو وہ گناہ گار ہے۔

”الکتب التی لاینتفع بھا یمحی عنھا اسم اللہ وملائکتہ ورسلہ ویحرق الباقی ولا بأس بان تلقی فی ماء جار کما ھی او تدفن وھو احسن کمافی الانبیاء الخ“......(درمختارعلی ھامش الرد: ۵/۲۹۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قران مجید کو چومنا:

(مسئلہ نمبر۱۲۷) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام رہنماء امت محمدیہ وورثاء انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اس مسئلہ کے بارے میں کہا......قران کریم کو چومنا سنت رسول اکرم صلی اللہ وعلیہ وسلم ہے یا خلاف سنت ہے حدیث شریف کا حوالہ نوٹ کردیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

قران مجید کو چومنا صحابہ رضی اللہ عنھم اجمعین سے ثابت ہے، لہذا خلاف سنت نہیں ہے۔

”تقبیل المصحف قیل بدعۃ لکن روی عن عمر رضی اللہ عنہ انہ کان یا خذا لمصحف کل غداۃ ویقبلہ ویقول عھد ربی و منشور ربی عزوجل وکان عثمان رضی اللہ عنہ یقبل المصحف ویمسحہ علی وجھہ“......

(درمختارعلی ھامش رد المختار: ج۵ ص ۲۷۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مترجم قرآن پر کچھ اعتراضات:

(مسئلہ نمبر۱۲۸) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قرآن کریم مترجم شاہ رفیع الدین محدث دہلوی میں ”اللہ“ کا ترجمہ ”وہ شخص“ کرنے پر لاعلم اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ اعتراض کناں ہے مثلاً پارہ ۱۳ سورۃ الرعد” اللہ الذی رفع السموت“ اللہ تعالیٰ ہے وہ شخص جس نے بلند آسمانوں کو کیا پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل ”سبحن الذی اسری بعبدہ لیلا“ پاکی ہے اس شخص کو کہ لے گیا بندے اپنے کو رات کو، صورت

مسئولہ میں (۱) اللہ تعالی کے لیے شخص کا استعمال درست ہے اور ہے تو کس بناء پر ۲...اگر اعتراضات دفع شر سے بچاؤ کے لیے شخص کے ترجمہ کو اللہ کے ترجمہ سے لکھا جائے تو کس حد تک درست اور جائز ہے۔

الجوا ب باسم الملک الوھاب

ذات باری تعالی کے لئے لفظ شخص کا اطلاق حدیث میں وارد ہوا ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''لاشخص اغیر من الله ولاشخص احب اليه العذر من الله'' لیکن حدیث میں لفظ شخص احد سے مؤول ہے اسی بناء پر شاہ رفیع الدین محدث دھلویؒ نے اپنے ترجمہ میں ذات باری تعالی کے لیے لفظ شخص استعمال کیا ہے اوراس صورت میں شخص کا معنی متشخص نہیں بلکہ ذات ہے۔

''قال سعد بن عبادة لو رايت رجلا مع امراتى لضربته بالسيف غير مصفح عنه فبلغ ذالک رسول الله صلى الله عليه وسلمفقال اتعجبون من غيرة سعد فوالله لانا اغير منه والله اغير منى من اجل غيرة الله حر م الفواحش ما ظهر منها وما بطن ولا شخص اغير من الله ولا شخص احب اليه العذر من الله من اجل ذلک بعث الله المرسلين مبشرين ومنذرين ولا شخص احب اليه المدحة من الله مناجل ذلک وعد الله الجنة قال النووى (قوله صلى الله عليه وسلم لاشخص اغير من الله تعالى)اى لا احد وانما قال لا شخص استعارة الخ''......(الصحیح المسلم : ج ا ص ۴۹۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مایتعلق بالتفسیر

درس قرآن میں بعض غلط عقائد بیان کرنے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۱۲۹) ہماری مسجد میں ہر ہفتہ بروز سوموار بعد نماز مغرب درس قرآن پاک ہوتا ہے اور دوران درس بعض ایسے مسائل بیان ہوتے ہیں جن سے ایمان بھی متغیر ہونے لگتا ہے اور گذشتہ چند مہینوں سے کئی ایسے مسائل بیان کیے گئے ہیں جو سرسری طور پر عقیدہ ایمان سے متصادم ہیں۔

جن کی وضاحت کے متعلق آپ سے درخواست گزار ہیں تا کہ عقیدہ ایمان کی صحت ہو سکے اور شکوک دور ہوں۔

سوالات حسب ذیل ہیں:

۱۔ حضورا کرم ﷺ کو آقائے دو جہاں یا سرور دو عالم کہنا شرک ہے کیونکہ آقا یا سرکار صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

۲۔ حضورا کرم ﷺ کی جملہ انبیاء کرام پر افضلیت نص قرآنی سے ثابت نہیں ہوتی ہے۔

۳۔ حضورا کرم ﷺ کی معراج جسم خاکی کے ساتھ قرآن پاک سے ثابت نہیں ہوتی ہے، اس لیے یہ واقعہ ایک خواب ہوسکتا ہے۔

۴۔ حضورا کرم ﷺ کا کوئی معجزہ قرآن پاک سے ثابت نہیں ہوتا ہے۔

۵۔ چوہا، بلی، کتا، سانپ، بچھو وغیرہ کے حلال وحرام کا کوئی ذکر قرآن میں نہیں ہے، ان کے کھانے میں کوئی گناہ نہیں ہے، لہذا استدعا ہے کہ قرآن پاک اور حدیث کی روشنی میں وضاحت فرما دیں کہ مذکورہ امور کے متعلق ایسا عقیدہ رکھنا شریعت محمدی ﷺ میں کسی حد تک جائز ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ شخص منکر حدیث معلوم ہوتا ہے جو کہ دائرہ اسلام سے خارج ہے، جس طرح قرآن حجت ہے اسی طرح حدیث شریف بھی حجت اور واجب العمل ہے خود قرآن ہی سے حدیث کا حجت ہونا ثابت ہے جیسا کہ آیت کریمہ ہے:

" وماآتاکم الرسول فخذوہ ومانھاکم عنہ فانتھوا"(سورہ حشر آیت:۷)

اسی طرح آیت ہے:" اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول "(سورہ مائدہ آیت ۹۲)

" ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ.(سورۃالنساء:۸۰)

اور " وماینطق عن الھوی ان ھو الاوحی یوحی "(سورہ نجم آیت ۳)

اور بہت آیات ہیں، حجیت حدیث پر علماء کرام نے بہت کام کیا ہے، کئی کتابیں لکھی ہیں جن میں حجیت حدیث مولانا تقی عثمانی مدظلہ کی کتاب قابل دید ہے لہذا مذکورہ شخص کو فوراً برطرف کر کے کسی صحیح العقیدہ مسلمان کا انتخاب کیا جائے، مذکورہ شخص کو امام بنانا یا اس کا درس سننا جائز نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ایک جاہل مماتی کے قرآن سے غلط استدلالات:

(مسئلہ نمبر ۱۳۰) ہمارے علاقے میں ایک دھوبی ہے اس کی دکان پر توحید لانڈری لکھا ہوا ہے جو اشاعت التوحید و السنۃ سے تعلق رکھتا ہے جس نے نبی ﷺ کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال کئے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

نبی ﷺ نیند میں سوئے ہوئے ہیں اور ان کی روح عرش معلیٰ کے ساتھ معلق ہے، یہ نہ خود سن سکتے ہیں اور نہ کسی کو سنا سکتے ہیں، وہ کہتا ہے کہ اگر نبی زندہ ہوتے جس طرح بدعتی علماء کہتے ہیں تو صحابہ کرامؓ بڑے ظالم ہیں کہ زندہ کو دفن کر دیا اور اگر وہ زندہ ہوتے تو نماز جنازہ کیوں پڑھی گئی؟ نماز جنازہ میں تو یہ دعا پڑھی جاتی ہے'' اللھم اغفر لحینا و میتنا......الخ ''تو اس میں نبی کی میت کا اقرار کرتے ہو اور پھر ان کو زندہ مانتے ہو اور ہمارے ساتھیوں کو یہ آیتیں سنا سنا کر کہتا ہے یہ نبی مرے ہوئے ہیں، سورۃ الحج آیت نمبر ۱۴، سورۃ احقاف آیت نمبر ۵، سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۹۴، سورۃ یونس آیت نمبر ۱۸، سورۃ النمل آیت ۲۴، ۲۵، ۲۶، سورۃ فاطر آیت نمبر ۱۹ تا ۲۳، یہ آیتیں دلائل میں سناتا ہے۔

اور وسیلے کو بھی نہیں مانتا بلکہ جو لوگ اولیاء کرام کے وسیلے سے دعا مانگتے ہیں ان کو پہلے کفار کے ساتھ بھی تشبیہ دیتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ شہید اس وقت تک ہے جب تک زندہ ہے، جب مر گیا تو میت ہے، اگر تم ان کو زندہ سمجھتے ہو تو جنازہ کیوں پڑھتے ہو اور کیوں دفناتے ہو، نہ وہ سن سکتے ہیں اور نہ سنا سکتے ہیں سورۃ الرحمٰن کی آیت ۲۶ '' کل من علیھا فان '' پڑھ کر کہتا ہے، سب فانی ہے اللہ کے سوا، یہ شخص جاہل ہے یعنی غیر عالم ہے، اس کے پاس قرآن کا ترجمہ فتح محمد جالندھریؒ پڑا ہوا ہے، اس سے آیتیں سنا سنا کر لوگوں کو غلط مفہوم سمجھاتا ہے، اس کا عقیدہ کس طرح کا ہے، اس سے تعلق رکھنا کیسا ہے؟ اس کی تعریف کرنا کیسا ہے؟ اس کے پاس ہماری آمد و رفت رہتی ہے، ہم اپنے کپڑے دھلواتے ہیں، ہم ان پڑھ لوگ ہیں، جب اس کے پاس جاتے ہیں تو وہ بحث کرتا ہے، کیا ہم اس سے کپڑے دھلوائیں یا نہ دھلوائیں، ہمارا ایک بھائی اس سے زیادہ تعلق رکھتا ہے اس کی باتیں سنتا ہے، اس بھائی کی وجہ سے گھر میں بہت پریشانی بنی ہوئی ہے، ہمارا تعلق علماء دیوبند سے ہے، ہر وقت بحث چلتی ہے، ہمارے اخلاق خراب

ہورہے ہیں اوراوراس دھوبی کو ہر کام اچھایابُرا بدعت نظر آتا ہے اور علماء کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور بہت سے علماء کو کہتا ہے کہ دومدرسے بنائے یہ سب پیٹ کی خاطر ہے اور علماء جمعہ پڑھاتے ہیں پیٹ کی خاطر۔

ہم بھائی کوروکتے ہیں مگراس دھوبی کی باتیں صحیح ہیں یا غلط؟ اگر صحیح ہیں تو ہم پھر سارا خاندان اس جیسا عقیدہ رکھیں گے اور اگر غلط ہیں تو اس سے پرہیز کریں گے، نبی ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں یا نہیں؟ بریلوی حضرات جوشرک میں مبتلا ہیں ان کا عقیدہ اچھا ہے یا مذکورہ دھوبی کا، میرے چھ بیٹے ہیں جو جوان ہیں، دو کی ڈاڑھی مکمل ہے اور ایک چھوٹی ڈاڑھی رکھتا ہے، پہلے سب اجتماعی دعا مانگتے تھے ہم نے ان کو سمجھایا کہ اجتماعی دعا ضروری نہیں تو نتیجہ یہ نکلا کہ انہوں نے دعا مانگنا ہی چھوڑ دی، اب ان کو سمجھاتے ہیں کہ دعا مانگا کرو وہ کہنا نہیں مانتے، نہ تلاوت کرتے ہیں نہ ذکرواذکار، برائے کرم آپ ان کو سمجھائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

شہداء کا زندہ ہونا نص قرآنی سے ثابت ہے۔

”ولاتقولوالمن يقتل فى سبيل الله أموات بل أحياء ولكن لاتشعرون“(البقرة الاية ۱۵۴) ولاتحسبن الذين قتلوافی سبيل الله أمواتا بل أحياء عند ربهم يرزقون.(آل عمران: آیت ۱۶۹)

حیات الأنبیاء کا ثبوت قرآن سے مثال کے طور پر

”واسئل من أرسلنامن قبلک من رسلناأجعلنامن دون الرحمن آلهة يعبدون(زخرف: آیت ۴۵)

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے یہ فرمایا ہے کہ اس آیت میں انبیاء علیہم السلام کی حیات پر استدلال کیا گیا ہے۔

حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے (ایک طویل حدیث میں) ارشاد فرمایا:

”وبعد الموت ان الله حرم على الارض ان تأكل اجساد الأنبياء فنبى الله حى يرزق.(ابن ماجه: ۱۱۸)

ایک روایت میں ہے:

”من زاربعد مماتى فكأنمازارنى فى حياتى(الى أن قال) أنه ﷺ حى يرزق ممتع بجميع الملاذوالعبادات غير أنه حجب عن أبصار القاصرين عن شريف المقامات“...... (طحطاوى على مراقى الفلاح: ص: ۵۴۷......۵۴۶)

پھر یہ کہ انبیاء علیہم السلام کی ازواج مطہرات ؓ سے بعد ان کے وصال کے کسی امتی کو نکاح جائز نہیں، نیز ان کی میراث ورثہ میں تقسیم نہیں ہوتی، اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات ان دونوں سے مانع ہے۔

"الانبیاء احیاء فی قبورھم کما ورد فی الحدیث"......(**رسائل ابن عابدین: ۲/ ۲۰۲**)

جمہور اہل اسلام کا یہی عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ خود یعنی جسد مع الروح اپنی قبر کے اندر موجود ہیں۔ آپ قبر کے اندر زندہ ہیں، تمام اہل حق اس پر متفق ہیں، صحابہ ؓ کا بھی یہی اعتقاد ہے، حدیث بھی نص ہے۔

(۲) توسل کے متعلق یہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ العظام اور صلحاء کرام کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا شرعاً جائز بلکہ قبولیت دعا کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے مستحسن اور افضل ہے، قرآن و حدیث کے اشارات اور تصریحات سے اس قسم کا توسل بلاشبہ ثابت ہے۔

قرآن مجید سے توسل کا ثبوت:

" ولماجاء ھم کتاب من عند الله مصدق لمامعھم و کانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا"......(**البقرۃ: آیت ۸۹**)

ترجمہ: اور جب پہنچی ان کے پاس کتاب اللہ کی طرف سے جو سچ بتاتی ہے۔ اس کتاب کو جو ان کے پاس ہے اور پہلے فتح مانگتے تھے کافروں پر۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں: " قرآن کے اترنے سے پہلے جب یہودی کافروں سے مغلوب ہوتے تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے کہ ہم کو نبی آخر الزمان اور ان پر جو کتاب نازل ہوگی ان کے طفیل کافروں پر غلبہ عطا فرما اھ"

حکیم الامت حضرت تھانویؒ "بوادرالنوادر" میں تحریر فرماتے ہیں:

"والتفصیل فی المسئلة ان التوسل بالمخلوق له تفاسیر (الی أن قال) دعاء الله ببرکة ھذاالمخلوق المقبول وھذاقد جوزه الجمھور. (**بوادرالنواد: ۷۰۸**)

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں حیات الانبیاء والشہداء قرآن سے ثابت ہے (اور توسل بھی قرآن سے ثابت ہے) جو ان کو مردہ کہتا ہے یا گمان کرتا ہے تو وہ قرآن کا منکر ہے، قرآن پاک پر یقین ضروریات دین میں سے ہے اور اس کی کسی بھی آیت کے انکار سے کفر لازم آتا ہے۔

"اذاأنکر الرجل آیة من القرآن أو تسخر آیة من القرآن وفی الخزانة أو عاب کفر کذافی التتارخانیة اه"......(عالمگیری: ۲/۲۶۶)

اس کے بارے میں خود فیصلہ کریں کہ اس کے ساتھ تعلقات رکھنا کیسا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

فلماقضیٰ زید میں زید سے کون مراد ہیں؟

(مسئلہ نمبر۱۳۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۳۷ پارہ ۲۲ رکوع نمبر ۲ "فلماقضیٰ زید منها وطرا زوجنکها" کی تفسیر کرتے ہوئے یہ کہے کہ اس آیت میں حضرت زیدؓ کا نام آیا ہے یہ حضرت زید بن حارثہؓ کے علاوہ کوئی اور شخص ہوسکتا ہے، کیونکہ اس وقت عرب میں رواج تھا کہ محاورۃً ہر شخص کے لیے زید، زید بکر بولا جاتا تھا، تو یہ شخص جس نے ایسی تفسیر کی ہے یہ آدمی کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مختلف تفاسیر دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ (فلماقضیٰ زید) میں زید سے مراد آنحضرت ﷺ کے متبنیٰ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہیں، مفسرین میں سے کسی کا بھی اس سے اختلاف نہیں ملا، لہذا جو شخص یہ کہے کہ اس سے مراد کوئی اور زید ہے جاہل ہے، اس کے قول کا اعتبار نہیں ہوگا، اس نے قرآن کریم کے سیاق وسباق پر غور نہیں کیا ورنہ وہ یہ نہ کہتا۔

"والظاهر ان الله تعالیٰ لما ارادوانسخ تحریم زوجه المتبنیٰ اوحیٰ علیه الصلوة والسلام ان یتزوج زینب اذطلقها زیدفلم یبادرله ﷺ مخافة طعن الاعداء فعوتب علیه وهوتوجیه وجیه"......(روح المعانی: ۲۲/۲۵)

"الخامسة المنعم علیه فی هذه الآیة هوزید بن حارثة کمابیناه" ......(تفسیرقرطبی: ۱۴/۱۹۳)

(فی ازواج ادعیاء هم) جمع دعی وهو المتبنی یعنی زوجناک زینب امرأة زیدالذی تبنیته لیعلم ان زوجه المتبنی حلال وان کان قددخل بها المتبنی بخلاف امراة ابن الصلب فانها لا تحل للاب" ......(تفسیر مظهری: ۷/۳۵۲)

(فلما قضیٰ زید منها وطرا)ای حاجة من نکاحها (زوجنکها)وذکر قضاء الوطر لیعلم ان زوجة المتبنی تحل بعدالدخول "......(تفسیر بغوی :۳/ ۵۳۲، ومثله فی الکشاف : ۳/ ۵۴۹، تفسیر ابن کثیر :۵/ ۱۸۳، ۱۸۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

"ولاتصل علیٰ احدمنهم مات ابدا" کا شان نزول اور تفسیر:

(مسئلہ نمبر ۱۳۲) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ (ر) میجر شیخ غلام نصیر نے اپنی تصنیف مسمی بہ (وقت کی پکار الجہاد الجہاد) کے صفحہ نمبر ۱۱۳، ۱۱۴، اور سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۸۴ "ولاتصل علی احدمنهم مات ابداولاتقم علی قبره" کا ترجمہ لکھنے کے بعد لکھا ہے کہ پس ثابت ہوا کہ جہاد فرض عین کے وقت یا نفیر عام کے اعلان پر جو مسلمان جہاد فی سبیل اللہ پر روانہ نہ ہو وہ ظاہر میں مسلمان ہے اور حقیقت میں کافر ہے اس کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے، صورتاً ظاہری طور پر وہ احکام اسلام کا پابند ہی کیوں نہ ہو وہ منافق ہے، آپ سے دریافت کرنا ہے کہ

(۱) سورۃ توبہ کی آیت ۱۱۴ "ولاتصل علی احدمنهم مات ابداولاتقم علی قبره" کا مفسرین نے کیا شان نزول بیان کیا ہے؟

(۲) اس شخص کی اقتداء میں نماز پنجگانہ ادا کرنا اور نماز جنازہ میں اس کو امام بنانا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) اس میں شبہ نہیں کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا اور اس کی مشروعیت قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور اس کا انکار کفر ہے لیکن عام حالات میں فرض کفایہ ہے، کچھ مسلمان اگر ادا کرنے میں مصروف ہوں تو باقی کے ذمہ سے فرض ساقط ہوجاتا ہے، اور اگر سب مسلمان چھوڑ دیں تو سب گناہ گار ہوں گے، اور جب مسلمانوں پر کفار نے یلغار کردی ہو تو ان پر جہاد فرض عین ہوجاتا ہے، اور اگر وہ دفاع میں ناکافی ہوں تو پھر ان کے قریب والے، پھر ان کے قریب والے، علی ہذا القیاس ضرورت کی صورت میں تمام دنیا کے مسلمانوں پر بھی فرض ہوسکتا ہے۔

"اماالفریضة فلقوله تعالی فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموهم وقوله تعالی فقاتلوا ائمة الکفر وقوله تعالی واقتلواهم حتیٰ لاتکون فتنة ویکون الدین کله لله ،وقوله علیه الصلوٰة والسلام امرت ان اقاتل الناس حتیٰ یقولوا لااله الاالله

ولقوله عليه الصلوٰة والسلام الجهادماض الى يوم القيامة والحديث مارواه ابوداؤد من حديث انس رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من حديث والجهاد ماض منذبعثنى الله الى ان يقاتل آخرامتى الدجال لايبطله جورجائرولاعدل عادل"......(فتح القدير: ۱۹۰، ۵/۱۸۹)

"وفى التجريد الجهاد فرض من فروض الكفاية اذاقام به البعض يسقط عن الباقين وان لم يقم به احدفهوواجب على الجميع ولحقهم المأثم بتركه" ......(التاتارخانية: ۵/۱۵۲)

"وعامة المشائخ قالوا الجهاد فرض على كل حال غيرانه قبل النفير فرض كفاية وبعدالنفير فرض عين وهوالصحيح ......فانه يفترض على من يليهم فرض عين كالصوم والصلوٰة ثم وثم الى ان يفترض على جميع اهل الارض شرقاوغربا على هذا الترتيب "......(التاتارخانية: ۵/۱۵۲)

"اذالم يكن النفير عاما فان كان بان هجموا على بلدة من بلادالمسلمين فيصير من فروض الاعيان سواء كان المستنفرعدلا اوفاسقا فيجب على جميع اهل تلك البلدة النفر وكذا من يقرب منهم ان لم يكن باهلها كفاية وكذا من يقرب ممن يقرب ان لم يكن بمن يقرب كفاية اوتكاسلوا وعصوا وهكذا الى ان يجب على جميع اهل الاسلام شرقاوغربا"......(فتح القدير: ۵/۱۹۱)

(۲) جہادفرض عین کے وقت جوآدمی جہاد سے رہ جائے اس پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا جاسکتا، کیونکہ اس نے گناہ کبیرہ کاارتکاب کیاہے اوراہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک گناہ کبیرہ کا مرتکب کافرنہیں ہے بلکہ وہ فاسق ہے،اورفاسق کی نماجنازہ پڑھی جاتی ہے،لہٰذا اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی اورآپ ﷺ کے زمانے کے بعدکسی کواعتقادی منافق نہیں کہاجاسکتا، کیونکہ وہ حکم آپ ﷺ کے زمانہ تک محدودتھا کیونکہ اس کاتعلق دل سے ہےاوردل کی باتیں اورعقیدہ نبی ﷺ کوبذریعہ وحی معلوم ہوجاتا تھا۔

"وكذاالجهاد فرض كفاية وقديصير فرض عين وتركه من الكبائر" ......(مرقاة المفاتيح: ۱/۲۱۸)

”ولانکفر مسلما بذنب من الذنوب وان کانت کبیرۃ اذلم یستحلھا“......(الفقه الاکبر: ۱۷)

”ویحتمل ان یکون ھذا مختصا باھل زمانه فانه علیه الصلوٰۃ والسلام عرف بنور الوحی بواطن احوالھم ومیزبین من آمن به صدقا ومن اذعن له نفاقا واراداطلاع اصحابه علیھم لیحذروا منھم“......(مرقاۃ المفاتیح: ۱/۲۱۴)

”ان ھذه الخصال قدتوجد فی المسلم المصدق بقبله ولسانه مع ان الاجماع حاصل انه لایحکم بکفره ولابنفاق یجعله فی الدرک الاسفل من النار“......(عمدۃ القاری: ۱/۳۵۰)

”وقال ایضاوالنفاق ضربان احدھما ان یظھرصاحبه الدین وھومبطن للکفر وعلیه کانوا فی عھدرسول الله ﷺ والآخر ترک المحافظة علی امورالدین سراومرا عتھا علناوھذا ایضا یسمی نفاقاکماجاء سباب المؤمن فسوق وقتاله کفروانماھوکفردون کفر وفسق دون فسق کذلک ھونفاق دون نفاق“......(عمدۃ القاری: ۱/۳۵۰)

”ویصلی علی کل مسلم مات بعدالولادۃ لماتلونا من الکتاب الاالبغاۃ وقطاع الطریق فانه لایصلی علیھم“......(المحیط البرھانی: ۳/۸۲)

”قال السرخسی الجھادفریضة محکمة وقضیة محتومة یکفر جاحدھا ویضلل عائدھا“......(چلپی علی حاشیة فتح القدیر: ۵/۱۸۹)

(۳) مفسرین کرام نے اس آیت کا شان نزول لکھا ہے کہ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور حکم اعتقادی منافقین کے لیے ہے جو حکم آپ ﷺ کی حیات تک محدود تھا۔

”امرالله تعالیٰ رسوله ان یبرأ من المنافقین ولایصلی علی احدمنھم اذامات وان لایقوم علی قبره لیستغفرله اویدعواله لانھم کفروا بالله ورسوله وماتواعلیه وھذا حکم عام فی کل من عرف نفاقه وان کان سبب نزول الآیة فی عبدالله بن ابی بن سلول رأس المنافقین“......(تفسیرابن کثیر: ۳/۴۲۵)

(۴) اس کوامام بنانا جائز ہے لیکن مکروہ ہے۔

”وتجوزامامة الاعرابی والاعمیٰ والعبد وولدالزناء والفاسق کذا فی الخلاصة الاانهاتکره هکذا فی المتون “......(هندیة: ۱/۸۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

”من یطع الرسول فقداطاع الله“ کی تفسیر:

(مسئلہ نمبر۱۳۳) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام رہنما امت محمدیہ وورثاء انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مولانا سعیدالرحمٰن نے اپنی کتاب توضیح الاذکار کے صفحہ ۸۶ پر شرک کی بحث میں وجوہ شرک میں یہ بھی لکھ دیا کہ کسی کو حل وحرمت میں اتھارٹی دینا تو دریافت امر یہ ہے کہ خود اللہ نے اپنی کتاب میں ”من یطع الرسول فقداطاع الله وماآتاکم الرسول فخذوه ومانهاکم عنه فانتهوا“ حضور ﷺ کو اتھارٹی دی ہے تو کیا اللہ مشرک قرار پائے گا، تمام اہل اسلام مشرک ہوں گے، کیونکہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ شارع حضور اکرم ﷺ کی ذات ہے، مذکورہ عبارت کے متعلق شرعی حکم زیرقلم کریں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

حقیقت میں اصل شارع تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، نبی پاک ﷺ پر شارع کا اطلاق مجازاً ہے، اصل احکامات دین اسلام تو اللہ ہی کی طرف سے جاری ہوتے ہیں اور امت تک ان کا پہنچانا نبی پاک ﷺ کے ذمے ہیں، اور حل وحرمت کے احکام حقیقت میں اللہ ہی جاری کرنے والے ہیں اور نبی پاک ﷺ ان کو بیان فرمانے والے ہیں، لہذا نبی پاک ﷺ کا فرمان حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی کا فرمان ہے، لہٰذا مندرجہ بالا آیات کا معنیٰ حل وحرمت کی اتھارٹی دینا نہیں ہے بلکہ ان میں نبی پاک ﷺ کی رسالت کے احکام کا بیان ہے۔

”من یطع الرسول فقداطاع الله بیان لاحکام رسالته ﷺ اثر بیان تحققها وانماکان کذلک لان الآمروالناهی فی الحقیقة هوالحق سبحانه والرسول انماهومبلغ للامر والنهی فلیست الطاعة له بالذات انماهی لمن بلغ عنه“......(روح المعانی: ۵/۹۱)

”من یطع الرسول فقداطاع الله اعلم الله تعالیٰ ان طاعة رسوله ﷺ طاعة له“......(القرطبی: ۵/۲۸۸)

”وماآتاکم الرسول فخذوه ومانهاکم عنه فانتهوا هذایوجب ان کل ماامربه النبی ﷺ امرمن الله تعالی“......(القرطبی: ۱۸/۱۷)

"قال العلامة آلوسی تحت قوله تعالی ومایںطق عن الھویٰ ان ھوالاوحی یوحیٰ ای مایصدرنطقه فیماآتاکم به من جهته عزوجل کالقرآن اومن القرآن عن هوی نفسه ورأیه اصلاً فان المراد استمرارالنفی کمامرمرارا فی نظائره ، ان هو ای ماالذی ینطق به من ذلک اوالقرآن وکل ذلک مفهوم من السیاق،الاوحی من الله عزوجل ،یوحیٰ یوحیه سبحانه الیه"......(روح المعانی:٢٧/٤٦)

"اربابامن دون الله ،بان اطاعوهم فی تحریم مااحل الله تعالیٰ وتحلیل ماحرمه سبحانه وهوالتفسیرالمأثورعن رسول الله ﷺ "......(روح المعانی:١٠/٨٤)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

"کل من علیھافان" سے کونسی مخلوق مراد ہے؟

(مسئلہ نمبر۱۳۴) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ سورۃ رحمٰن کی آیت "کل من علیھافان " سے کیامراد ہے؟ کیاصرف زمینی مخلوق کی موت مراد ہے یاآسمانی مخلوق بھی مراد ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

"کل من علیھافان " سے صرف زمینی مخلوق مراد ہے۔

"کل من علیھافان ای علی الارض التی وضعت للانام من الحیوانات والمرکبات و(من)للتغلیب اوللثقلین"......(روح المعانی:٢٧/١٠٨)

البتہ آسمانی مخلوق کوبھی موت آئے گی ،جوقرآن پاک کی دوسری آیت سے ثابت ہے۔

"قال ابن عباس لمانزلت هذه الآیة یعنی کل من علیهافان قالت الملائکة هلک اهل الارض فنزلت کل شئ هالک الاوجهه فایقنت الملائکة بالهلاک"......(تفسیرقرطبی:١٧/١٦٥)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

آیات کا صحیح ترجمہ اور تفسیر:

(مسئلہ نمبر ۱۳۵) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں سورۃ الرحمٰن کی آیت نمبر ۳۰ "سنفرغ لکم ایھا الثقلن" کا ترجمہ شاہ رفیع الدین نے کیا ہے، جلد فارغ ہوں گے ہم واسطے تمہارے اے جن وانس کے دونوں گروہو، جب کہ میرے پاس جو کیسٹ ہے اس میں ترجمہ یوں کیا گیا ہے "اے جن وانس کے دونوں گروہو ہم دوسرے کام نمٹا کر تمہاری ہی طرف متوجہ ہونے والے ہیں" جو بات سمجھ میں نہیں آتی وہ یہ ہے کہ سورۃ یٰسین میں آیت نمبر ۸۱ میں آتا ہے "اس کا معاملہ تو یہ ہے کہ وہ کسی شیٔ کو یہ کہنے کا ارادہ ہی کرتا ہے کہ ہوجا تو وہ ہو جاتی ہے" ارادے ہی سے تو ایسی شان والے پروردگار کی نظر سے تو کوئی بات کوئی معاملہ مخفی نہیں ہے تو پھر اس آیت کا ترجمہ سمجھ میں آیا ، برائے مہربانی اس کا صحیح ترجمہ اور مطلب بیان کریں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

سوال مذکورہ میں سورۃ الرحمٰن والی آیت مذکورہ کا ترجمہ دو اعتبار سے درست ہے، اور سورۃ یٰسین والی آیت کن فیکون کے ساتھ اس کا کوئی اشکال نہیں، وہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے حالات اور ان کے عرف کے مطابق کلام فرماتے ہیں تا کہ عوام اور خواص دونوں مستفید "ولقد یسرنا القرآن للذکر" اگرچہ اللہ تعالیٰ کے ارادے سے بھی ہر چیز کا عدم اور وجود متصف ہے لیکن پھر بھی عامۃ الناس کے درمیان جو حالات وقوع پذیر ہیں اللہ تعالیٰ ویسے ہی حالات اور واقعات کے مطابق معاملہ فرماتے ہیں، پہلی صورت میں اظہار قدرت ہے اور دوسری صورت میں اظہار عادت تکوینیہ ہے، باقی آیت مذکور کے ترجمے کی تفسیر یہ ہے کہ اے جن وانس کے گروہو یہ دنیا کا معاملہ بہت جلد ختم ہونے والا ہے اور پھر اخروی زندگی شروع ہوگی تو ہم بہت جلد تم سے حساب وکتاب لینے والے ہیں، لہٰذا آیت مذکورہ میں جن وانس سے حساب لینے کی طرف اشارہ ہے۔

"سنفرغ لکم)معناه سنجرد لجزائکم وذٰلک یوم القیامة فانه تعالی لایفعل فیه غیره قیل انه تهدید مستعار من قولک لمن تهدده سافرغ لک فان المتجرد للشئ کان اقوی علیه ولیس المراد منه الفراغ من شغل فانه تعالیٰ لایشغله شأن عن شأن کذا قال ابن عباس والضحاک وقیل معناه سنقصدکم بعدالترک والامهال وناخذفی امرکم وقیل ان الله وعد اهل التقویٰ واوعد اهل الفجور ثم قال سنفرغ لکم مماوعدنا کم وخبرناکم یعنی نحاسبکم ولنجزلکم ماوعدناکم فیتم ذلک ونفرغ منه والی هذا ذهب الحسن

ومقاتل(ایها الثقلان)ای الانس والجن سمیابذلک لثقلهما علی الارض احیاتاوامواتاوقال جعفر الصادق بن محمدالباقرؒ لانهما مثقلان بالذنوب وقیل لانهما مثقلان بالتکلیف "......(تفسیرالمظهری : ۹/۱۲۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ان الله اشتری من المؤمنین انفسهم کامفہوم:

(مسئلہ نمبر۱۳۶) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ " ان اللہ اشتری من المومنین " ۱...مسلمانوں کے جانوں اور مالوں کو کیسے اللہ تعالی نے خرید لیا ہے۲....مال وجان کے بدلہ جنت دینا تو حق ہے کیونکہ سودا طے کیا گیا ہے لہٰذا اس سودے میں نفع ونقصان کی کہاں تک اجازت وگنجائش ہے اور کہاں تک ممکن ہے۳...اس سودے میں مال وجان کے بدلہ جنت کے طے کر لینا کا مقصد کیا ہے جبکہ جنت نیک عمل اور اللہ کے فضل سے ملے گی۴....کیا مسلمان ومومنین اپنے جان ومال کے خود مالک ہیں جیسا کہ اللہ تعالی ان سے خرید رہا ہے بلکہ جان ومال اللہ کی امانت ہے۵......فنا ہونے والی جان ومال کے بدلہ نے فنا ہونے والی کا سودا کر لینے کا کیا مطلب ہے۶.......اللہ تعالی کی طرف سے جان ومال امانت دیا گیا ہے، لہٰذا امانت کا سودا طے کر لینا کیسا ہوا؟ اس بارے میں اللہ تعالی کا حتمی فیصلہ کیا ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

"قال محمد بن کعب القرظی لما بایعت الانصار رسول الله صلی الله علیه وسلم لیلة العقبة وکانو سبعین رجل قال عبدالله بن رواحة اشترط لربک ولنفسک ما شئت قال اشترط لربی ان تعبد و ولا تشرکوا به شیا واشترط لنفسی ان تمنعونی مماتمنعون منه انفسکم واموالکم قالو اذا فعلنا ذالک فما لنا قال الجنة قالو ربع البیع لا نقبل والا تستقبل منزلت ان الله اشتری انما یشتری ما لا یملک والا شیاء کلها ملک الله عزوجل ولهٰذا قال الحسن انفسنا هو خلقها واقوالنا هو رزقنا لکن جری هذا فجری التلطف فی الدعا الی الطاعة والجهاد وذلک لان المومن اذا قاتل فی سبیل الله عوض لله الجنة فی الا خرة جزاء لما فعل فی الدنیا فجعل ذلک استبدالا والا شتراء فهذا معنی اشتری من المومنین انفسهم ولا موالهم بان لهم

الجنة والمراد باشتراط الاموال انفاقها فی سبیل الله فی جمیع وجوه الیه والطاعة‘‘......(تفسیر خازن: ج۳ ص۱۲۴)

ان تمام سوالات کے جوابات اس عبارت میں ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مایتعلق بالانبیاء علیہم السلام

حضور ﷺ نور ہیں یا بشر؟

(مسئلہ نمبر۱۲۷) بعض لوگ حضور ﷺ کو نور اور بعض ان کی بشریت کے قائل ہیں، وضاحت فرمائیں، ایک فریق نور مانتا ہے تو دوسرا فریق نور کیوں نہیں مانتا؟ اگر حضور ﷺ بشر ہیں تو دوسرا فریق بشریت سے انکار کیوں کرتا ہے؟ براہ کرم جواب دیکر مشکور فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور بھی ہیں اور بشر بھی، آپکی نورانیت آپکی بشریت مطہرہ کے منافی نہیں، نور کے معنی ہیں روشنی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے چاند کو نور کہہ کر فرمایا:

"ھوالذی جعل الشمس ضیاءً والقمر نوراً" (الآیة)

روشنی چوں کہ خود بھی ظاہر ہوتی ہے اور دوسری اشیاء کو بھی روشن اور ظاہر کر دیتی ہے اس لئے نور کے التزامی معنی ہیں "الظاھر المظھر" اسی مناسبت سے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو بھی نور کہا جاتا ہے، اس لئے کہ وہ خود بھی ہدایت پر ہوتے ہیں اور دوسروں کے لیے بھی وصول الی اللہ کے راستوں کو ظاہر کرنے والے اور صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرنے والے ہوتے ہیں۔

چنانچہ حدیث شریف میں مذکورہ دعا "اللھم اجعلنی نورًا" سے بھی یہی مراد ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو نور کہا جاتا ہے وہ باعتبار صفات اور رشد و ہدایت کے ہے، نور تو کیا آپ ﷺ تو منیر بھی تھے یعنی دوسروں کو نور دینے والے تھے، جس آفتاب رشد و ہدایت نے لاتعداد انسانون کو نور ایمان سے منور کر دیا اس کے اپنے نور ہونے میں کیسے کلام ہوسکتا ہے اور ہاں آنحضرت ﷺ اس قدر بلند عظمت کے باوجود ذات اور نوع کے اعتبار سے یقیناً بشر ہیں، اور آپ ﷺ بشر ہی نہیں سید البشر بھی ہیں۔

حضور ﷺ بشر اور سید البشر ہونے کے باوجود نورانیت سے موصوف ہیں، پس اس نورانیت کی بنا پر انکار بشریت جائز نہیں ورنہ نص قرآنی "قل انمابشر مثلکم یوحی الی" کا انکار لازم آئے گا۔

فقہاء کرام نے اس عقیدۂ بشریت کو صحت ایمان کے لیے شرط قرار دیا ہے، چنانچہ علامہ طحطاویؒ شرح مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں:

"ویشترط لصحة الإیمان به صلی الله علیه وسلم معرفة اسمه إذ لاتتم المعرفة

إلابه وكونه بشراًمن العرب وكونه خاتم النبيين إتفاقاً لورودذالك القواطع المتواترة''......(مراقی الفلاح فی خطبة الکتاب: ١٠)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

کیا کلمہ توحید سے حضور ﷺ کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہوتا ہے؟

(مسئلہ نمبر ۱۳۸) کلمہ توحید کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں الفاظ ''رسول ہیں'' سے مراد بعض لوگ حاضر و ناظر لیتے ہیں کیا حدیث شریف کی رو سے یہ مراد لینا صحیح ہے یا غلط......؟ قرآن کریم میں اس کا کیا حکم نازل ہوا ہے فتوی بتفصیل عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

کلمہ توحید سے حضور ﷺ کو حاضر و ناظر ثابت کرنا قرآن وحدیث کی رو سے غلط ہے اور حضور ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کی نفی اس بات سے ہوتی ہے کہ اگر کسی نے نکاح کا گواہ نبی پاک ﷺ کو بنایا تو ان کا نکاح منعقد نہیں ہوگا، بلکہ فقہاء نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس سے آدمی کافر ہوجاتا ہے۔

''ومن تزوج امرأة بشهادة الله ورسوله لايجوز النكاح كذافي التجنيس ''

......(الهندية: ١/٢٦٨)

'' تزوج بشهادة الله ورسوله لم يجز بل قيل يكفر اه وقال ابن عابدين تحت قوله(قيل يكفر) لأنه اعتقد أن رسول الله ﷺ عالم الغيب اه ''......(الدرالمختار مع ردالمحتار: ٢/٣٠٠)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

بطور عقیدت ''یارسول اللہ'' کہنا:

(مسئلہ نمبر ۱۳۹) کیا عقیدت کے طور پر یارسول اللہ کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

آپ ﷺ کا علم تمام مخلوق حتی کہ انبیاء اور ملائکہ سے بھی زیادہ ہے، اللہ تعالیٰ کے بتانے سے آپ کو بہت سے مغیبات کا علم تھا اور یہی علماء اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے، ہر وقت ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا یہ صرف اللہ تعالیٰ کی

صفت خاصہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی ان صفات میں کسی دوسرے کو شریک کرنا جو اللہ تعالی کے ساتھ مختص ہیں شرک اور ناجائز ہے اور اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے خلاف ہے۔

”من قال أرواح المشائخ حاضرة يكفر اه“......(البزازية على هامش الهندية: ٦/ ٣٢٦)

”فالعلم بالغيب أمر تفرد به سبحانه وتعالىٰ ولا سبيل للعباد اليه(إلى أن قال) اعلم أن الأنبياء عليهم الصلوة والسلام لم يعلموا المغيبات من الأشياء إلا ما علمهم الله تعالىٰ أحياناً وذكر الحنفية تصريحا بالتكفير باعتقاده أن النبى عليه الصلاة والسلام يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالىٰ: قل لا يعلم من فى السمٰوٰت والأرض الغيب إلا الله. كذا فى المسامرة اه“......(شرح فقه الأكبر لملا على القارى: ص: ١٥١ مكتبه حقانيه)

لہذا اس عقیدے کے ساتھ یارسول اللہ کہنا جائز نہیں ہے البتہ صرف عقیدت ومحبت اور شوق میں یہ کہنا فی نفسہ جائز ہے، تاہم آج کل یہ نعرہ بدعتیوں کا شعار بن چکا ہے، لہذا اس سے احتراز ہی بہتر ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

”یارسول اللہ مدد“ اور ”یا علی مدد“ (کہنے، لکھنے اور مٹانے) کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۱۴۰) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ”یا اللہ مدد“ کے ساتھ ”یارسول اللہ مدد“ اور ”یا علی مدد“ کہنے کا عقیدہ رکھنے والا قرآن وسنت وفقہ حنفی کے مطابق کیسا ہے؟ نیز مسجد کی دیوار پر جہاں نمازیوں کی نظر پڑتی ہو مذکورہ الفاظ لکھنا اور مٹانا کیسا ہے؟ کیا مٹانے والے کو کافر، واجب القتل اور گستاخ رسول کہا جا سکتا ہے؟ بحوالہ جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

یارسول اللہ اور یا علی مدد میں دو امر ہیں، ایک یہ کہ غیر اللہ سے مدد طلب کرنا، دوسرا امر یہ ہے کہ لفظ ”یا“ کے ساتھ پکارنا کیسا ہے؟ لہذا ہر ایک کا حکم بالتفصیل بیان کیا جاتا ہے، غیر اللہ سے مدد طلب کرنا خواہ ان کو مظہر عون خدا سمجھ کر ہو یا اسکی کوئی اور صورت ہو قرآن کریم وسنت نبوی اور عقائد اہل سنت میں اس عقیدے کی گنجائش نہیں ہے، اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ پوری کائنات کا نظام صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے، موت وحیات، صحت

ومرض اورعطاء وبخشش سب اسی کے ہاتھ میں ہے، یہی وجہ ہے کہ سیدنا حضرت آدمؑ سے لیکر ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ تک سارے انبیاء اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء اور دعائیں کرتے اور اسی کو ہر قسم کے نفع ونقصان کا مالک سمجھتے رہے ہیں، کسی نبی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ مجھ سے مدد مانگو۔ خود حضور اکرم ﷺ کا اس بارے میں جو عقیدہ تھا وہ اس حدیث شریف سے صاف اور واضح طور پر معلوم ہوتا ہے۔

"عن ابن عباس قال كنت خلف رسول الله ﷺ يومافقال ياغلام احفظ الله يحفظك احفظ الله تجده تجاهك واذاسألت فاسئل الله وإذااستعنت فاستعن بالله الخ"......(مشکوٰۃ المصابیح: ۲/ ۴۶۶)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن حضور اکرم ﷺ کے پیچھے تھا، آپ ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا "کہ اے لڑکے تو اللہ تعالیٰ کے حقوق کی حفاظت کر، تو اس کو اپنے سامنے پائے گا اور جب کچھ مانگنا ہو تو اللہ سے مانگو اور جب مدد چاہو تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو۔

"(قوله اذاسألت فاسئل الله) أى فاسئل الله وحده فان خزائن العطاياعنده ومفاتيح المواهب والمزايابيده .... ولاتسأل غيره لأن غيره غير قادر على العطاء والمنع ورفع الضر وجلب النفع الخ"(المرقاۃ: ۹/ ۴۹۰)

ترجمہ: یعنی صرف اللہ سے مانگ، اس لیے کہ عطیات کے خزانے اسی کے پاس ہیں اور عطاؤ بخشش کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ اسکے سوا کسی سے نہ مانگو، کیونکہ اسکے سوا کوئی دوسرا دینے پر قادر ہے نہ روکنے پر۔

چنانچہ حضرت پیران پیر شاہ عبدالقادر جیلانی "فتح الربانی" کی مجلس نمبر ۶۱ میں فرماتے ہیں۔

"ان المخلوق ....عدم لاهلك بأيديهم ولاملك لاغنىٰ بأيديهم ولافقر بأيديهم ولانفع ولاملك عندهم الاالله عزوجل لاقادر ولامعطى ولامانع ولاضار ولانافع غيره ولامميت غيره"

ترجمہ: بے شک مخلوق عاجز اور عدم محض ہے، نہ ہلاکت اسکے ہاتھ میں ہے اور ملک نہ مالداری اسکے قبضہ میں ہے اور نہ فقر، نہ نقصان اسکے ہاتھ میں ہے اور نہ نفع، بادشاہت صرف اللہ کی ہے اسکے سوا کوئی قادر نہیں ہے نہ اسکے سوا کوئی دینے والا ہے نہ روکنے والا ہے نہ نقصان

پہنچا سکتا ہے نہ اسکے سوا کوئی زندگی دینے والا ہے نہ موت دینے والا، حضرت پیران پیر کی اس عبارت سے صاف معلوم ہورہا ہے کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز نہیں ہے، ان کو مظہر عون خدا سمجھ کر ہو یا کسی اور صورت سے، اس لئے کہ اگر وہ مظہر عون خدا ہوتے تو حضرت ضرور فرماتے اور یہی عقیدہ تمام اولیاء اللہ اور تمام اکابر اہل سنت والجماعت کا ہوتا، یہاں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو احکام صادر ہوتے ہیں انکی دو قسمیں ہیں، ایک تشریعی احکام جو انبیاء کرام کی معرفت بندوں کو دیے گئے دوسرے تکوینی احکام جو کائنات کی ہر چیز پر جاری ہیں جس طرح تشریعی احکام سے کوئی مکلّف مستثنیٰ نہیں ہے اسی طرح تکوینی احکام سے کوئی مخلوق خارج نہیں ہے خواہ وہ انبیاء ہوں یا فرشتے یا اور کوئی مخلوق ہو، سب اللہ کے تکوینی احکام کے پابند اور اسکی قضاء وقدر کے تحت ہیں، لہذا جو لوگ انبیاء کو کائنات کے اختیارات تفویض کرتے ہیں، خواہ انکی کوئی صورت ہو انبیاء کرام کے ذوق ومسلک اور انکی دعوت کے خلاف ہے لہذا جو لوگ غیر اللہ کو مظہر عون خدا سمجھ کر ان سے مدد مانگتے ہیں ان کے اس قول اور مشرکین مکہ کے اس قول میں جسکو قرآن مجید فرقان حمید نے بیان فرمایا ہے **"ما نعبد هم الا ليقربونا الى الله زُلفٰى"** میں کیا فرق رہ جاتا ہے، وہ بھی تو یہ کہتے تھے کہ ہم ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کردیں گے اور ہمارا کوئی مقصد نہیں ہے، لہذا اس قسم کے باطل عقائد سے احتراز لازم ہے، خلاصہ کلام یہ ہے کہ چیزیں دو قسم کی ہیں، ایک وہ ہیں جو ماتحت الاسباب ہیں، دوسری وہ ہیں جو مافوق الاسباب ہیں جیسے موت وحیات، صحت وبیماری عطا کرنا، کشتی پار لگانا، اولاد دینا یہ مخلوق میں سے کسی صورت میں مانگنا جائز نہیں ہے خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ، اور وہ اشیاء جو ماتحت الاسباب ہیں وہ زندہ لوگوں سے مانگ سکتے ہیں مثلاً استعمال کے لئے کوئی چیز مانگ لی، یا دشمن کو زیر کرنے کے لئے اپنے ساتھی سے مدد مانگ لی لیکن یہ اشیاء مردوں سے مانگنا جائز نہیں ہے۔ ہاں البتہ انبیاء اور اولیاء کے توسل سے خدا تعالیٰ سے مدد مانگنا جائز ہے، تفصیل کیلئے "محق القول فی مسئلة التوسل، للعلامه محمد زاهد الکوثری" کی طرف رجوع فرمائیں۔

دوسرے امر کی کئی صورتیں ہیں۔

(۱)...... کہ شعراء کی طرح اپنے تخیل میں کبھی باد صبا کو مخاطب کرتے ہیں اور کبھی پہاڑوں اور جنگلوں کو اور ان میں سے

کسی کا یہ عقیدہ نہیں ہوتا کہ جن کو وہ مخاطب کر رہے ہیں وہ انکی بات کو سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں بلکہ یہ محض ایک ذہنی وتخیلی پرواز ہوتی ہے اور درست ہے جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ محدث دہلوی کے اشعار میں ہے۔

(۲)......دوسری صورت یہ ہے کہ جس طرح کسی ماں کا بچہ فوت ہو جائے تو وہ اسکا نام لیکر پکارتی ہے حالانکہ وہ جانتی ہے کہ اس کی آہ وپکار کی آواز بچے کی قبر تک نہیں پہنچ رہی اس کے باوجود اپنی مامتا کی وجہ اسے ایسا کرنے پر گویا مجبور ہے اسی طرح جو عشاق حضور ﷺ کی محبت میں واقعی جل بھن گئے اور انکی آہ وپکار سامعہ مبارک تک نہیں پہنچتی تو اس کا ''یارسول اللہ'' کہنا بھی جائز ہوگا، بشرطیکہ عقیدہ میں فساد نہ ہو،

(۳)......تیسری صورت یہ ہے کہ کوئی شخص اس نیت سے ''یارسول اللہ'' کہتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ ہر شخص کی ہر جگہ سنتے ہیں اسی طرح حضوراکرم ﷺ بھی حاظر وناظر ہیں اور ہر شخص کی ہر جگہ سے سنتے ہیں یہ غلط اور باطل ہے، قرآن کریم، حدیث نبوی اور فقہ حنفی میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

(۴)......چوتھی صورت یہ ہے کہ روضۂ اطہر پر حاضری کے وقت روضہ شریف کے سامنے کھڑا ہوکر ''الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ'' پڑھے، چونکہ آپ روضۂ اطہر میں حیات ہیں اور ہر زائر کے سلام کو سماعت فرماتے ہیں اور جواب مرحمت فرماتے ہیں اس لئے وہاں جا کر خطاب کرنا نہ صرف جائز، بلکہ احسن ہے۔

''یاعلی مدد'' کا نعرہ شیعہ کا ایجاد کردہ ہے شریعت مطہرہ میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے اور یہ نعرہ لگانا صرف اور صرف شیعوں کی تقلید ہے جس سے اہل سنت والجماعت بری ہے، کیونکہ شرک کے علاوہ یہ ''من تشبہ بقوم فھو منھم'' کے تحت بھی آتا ہے، باقی رہی یہ بات کہ یارسول اللہ اور یاعلی مدد کا لکھنا کیسا ہے؟ تو اسکی تفصیل یہ ہے کہ یہ لفظ یا سے اس عقیدے کا اظہار مقصود ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کی طرح آنحضرت ﷺ بھی ہر کسی کی ہر جگہ سنتے اور مدد کرتے ہیں اور یہ عقیدہ غلط محض اور باطل ہے لہٰذا ان الفاظ کا لکھنا جائز نہیں ہے اور اگر کسی کا یہ عقیدہ نہ بھی ہو تب بھی یہ الفاظ لکھنا گناہ ہے کیونکہ یہ اہل باطل شیعہ وغیرہ کا شعار بن چکا ہے، بنابریں یہ ''من تشبہ بقوم فھو منھم'' کے تحت آنے کی وجہ سے جائز نہیں ہے باقی رہی یہ بات کہ اگر یہ الفاظ کہیں لکھے ہوئے ہیں اور کوئی شخص ان کو مٹائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ تو اسکی تفصیل یہ ہے کہ محض فتنہ وفساد کی نیت سے ایسا کرنا مناسب نہیں ہے اور غلط عقیدے کے رواج سے روکنے کیلئے ایسا کرنا مستحسن ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

حضورﷺ کے وسیلہ سے دعا مانگنا:

(مسئلہ نمبر۱۴۱) کیا حضور اکرم ﷺ کا وسیلہ دیکر دعا مانگنا صحیح ہے، کیا ہم اللہ تعالیٰ کو اس کے نیک بندوں کا واسطہ دے کر دعا مانگ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

حضور اکرم ﷺ اور دیگر نیک بندوں کے وسیلہ سے دعا مانگنا نہ صرف جائز ہے بلکہ بہتر ہے۔

ذکر العلامة المناوی فی حدیث أللهم انی أسألک وأتوجه الیک بنبیک نبی الرحمة عن العز بن عبدالسلام أنه ینبغی کونه مقصوراً علیٰ النبی ﷺ و أن لایقسم علی الله بغیره وأن یکون من خصائصه قال و قال السبکی یحسن التوسل بالنبی الیٰ ربه و لم ینکره أحد من السلف ولاالخلف الاابن تیمیه فابتدع مالم یقله عالم قبله اه(رد المحتار: ۵/ ۲۸۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

تعداد بنات نبیﷺ:

(مسئلہ نمبر۱۴۲) نبی کریم ﷺ کی بیٹیوں کی تعداد کتنی ہے؟ یہ بات اس لیے درپیش آئی کہ بعض لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی صرف ایک بیٹی ہی تھی اور اگر ان لوگوں کو حقیقت بتلائی جائے تو کہتے ہیں کہ آپ اس کا جواب قرآن سے دیں، قرآن کے علاوہ ہم کوئی بات تسلیم نہیں کرتے، ایسے لوگوں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

تعدد بنات کا ذکر قرآن مجید سے ثابت ہے:

" یاایھاالنبی قل لازواجک وبناتک"......(سورة الاحزاب الایة ۵۹)

اس آیت میں لفظ بنات مذکور ہے جو کہ جمع ہے اور عربی زبان میں اقل جمع کا اطلاق کم ازکم تین پر ہوتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کی کئی بیٹیاں تھیں، جو لوگ تعدد بنات کے قائل نہیں ہیں ان کو اگر اس آیت کا علم ہے تو وہ اپنے ایمان کی خیر منائیں۔

علامہ آلوسیؒ روح المعانی میں اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"وفی الآیة رد علی من زعم من الشیعة أنه علیه الصلاة والسلام لم یکن له من

البنات إلافاطمة صلى الله تعالىٰ على أبيهاوعليهاوسلم وأمارقية وأم كلثوم فربيبتاه عليه الصلاة والسلام"......(روح المعانى: ٩٠/٢٢)

اورعلامہ قرطبیؒ تفسیر قرطبی میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

"وأماأولاده فكان للنبى صلى الله عليه وسلم اولاد ذكور واناث فالذكور من اولاده القاسم امه خديجةؓ...... وابراهيمؓ امه مارية القبطيةؓ.......وأماالإناث من أولاده فمنهن فاطمة الزهراء بنت خديجةؓ.....ومنهن زينبؓ أمهاخديجةؓ......منهن رقيةؓ أمهاخديجة......ومنهن أم كلثومؓ أمهاخديجةؓ"......(قرطبى: ٢٤٠،٢٤٢/١٤)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے:

(مسئلہ نمبر۱۴۳) کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باپ تھے یا نہیں اگر تھے تو وہ کون تھے قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ جو شخص یہ نظریہ رکھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باپ تھے اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ کیا وہ مسلمان ہے یا نہیں؟ صحیح فتویٰ دے کر سچائی سے روشناس فرمائیں۔

الجواب باسم الملك الوهاب

صورت مسئولہ میں نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے اس کے لیے تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہے۔

"قوله تعالىٰ:قالت أنى يكون لى غلام ولم يمسسنى بشر ولم أک بغياط قال كذلک قال ربک هو على هين ولنجعله آية للناس ورحمة مناوكان أمرامقضياط(مريم: ٢١،٢٠)

"ذلک عيسىٰ ابن مريم قول الحق الذى فيه يمترون(الاية) نصب على المدح والمراد بالحق الله تعالىٰ وبالقول كلمته تعالىٰ واطلقت عليه(عليه السلام)بمعنى انه خلق بقول كن من غير اب الخ (روح المعانى: ٩١/١٦)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

حضور ﷺ کی مدح سرائی ایسے انداز میں کرنا کہ جس سے باقی انبیاء کرام کی توہین لازم آئے:

(مسئلہ نمبر ۱۴۴) ایک آدمی نے مجمع عام (ریلی) سے خطاب کرتے ہوئے جوش وجذبہ میں آکر رسول اللہ ﷺ کی تعریف کرتے ہوئے یہ کہا کہ تمام انبیاء کرام مل کر بھی حضور ﷺ کی جوتی کے برابر نہیں، اور وہ قسم کھا کر کہتا ہے کہ واللہ، تاللہ میری اس سے کسی نبی کی توہین کرنا مقصود نہیں تھی، بلکہ جوش وجذبہ میں آکر یہ الفاظ کہے ہیں از روئے شرع اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں اگر اس آدمی کی زبان پر یہ الفاظ سبقت لسانی کی وجہ سے جاری ہوئے ہیں تو کافر نہیں اور اگر ارادۃً کہے ہیں تو کافر ہے تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہے۔

"اذاأطلق الرجل کلمة الکفر عمدالکنه لم یعتقد الکفر قال بعض أصحابنالایکفر و قال بعضهم یکفر و هو الصحیح عندی کذافی البحر الرائق"......(الهندیة: ۲/ ۲۷۶)

"الخاطی اذاأجریٰ علی لسانه کلمة الکفر خطأ بأن کان یرید أن یتکلم بمالیس بکفرفجریٰ علی لسانه کلمة الکفر خطأ لم یکن ذلک کفراعند الکل کذافی فتاوی قاضی خان"......(الهندیة: ۲/ ۲۷۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

گر کوئی کہے کہ بیویوں میں محبت کا انصاف تو نبی ﷺ سے بھی نہ ہوسکا:

(مسئلہ نمبر ۱۴۵) چند دوستوں کے درمیان میاں بیوی کے ازدواجی حقوق وفرائض اور دوسری شادی کے متعلق گفتگو ہورہی تھی کہ ان میں سے ایک دوست کے منہ سے یہ الفاظ نکل گئے کہ چونکہ نبی پاک ﷺ کو اپنی تمام بیویوں سے زیادہ حضرت عائشہؓ سے محبت تھی، جب ایک بیوی سے زیادہ محبت تھی تو اس طرح انصاف تو ہمارے نبی پاک ﷺ سے بھی نہیں ہوسکا، یہ کہہ کر تھوڑی دیر کے بعد وہ شخص اٹھ کر چلا گیا، ان دوستوں نے اپنے دل کی تسلی کے لیے ایک ایسے دوست جس کو وہ صاحب علم سمجھتے تھے اس کے سامنے اس گفتگو کو دہرایا ان صاحب نے اس گفتگو کو سنتے ہی اس کو بلایا اور گفتگو کی تصدیق کی، اس شخص سے تصدیق کرنے کے بعد اس کو دائرہ اسلام سے خارج، مرتد اور واجب القتل قرار دیا، جبکہ وہ شخص اپنی اس گفتگو پر انتہائی شرمندہ اور نادم ہوا اور اسی وقت اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی اس گفتگو کی معافی چاہی جبکہ وہ شخص نبی اکرم ﷺ پر غیر متزلزل ایمان رکھتا ہے اور انہیں آخری نبی مانتا ہے اور پانچ وقت

کا باجماعت نمازی ہے، ندامت اور شرمندگی سے اس کا برا حال ہے اور ایک ہفتہ کے دوران اس شخص کا آٹھ کلو وزن کم ہوگیا ہے، چہرہ ابر گیا ہے اور بڑی مشکل سے چوبیس گھنٹوں کے درمیان ایک وقت کا کھانا کھاتا ہے، ہر وقت اور خاص کر ہر نماز کے بعد مسلسل اللہ کے حضور گڑگڑا کر اور رو رو کر اپنی اس کوتاہی کی معافی مانگ رہا ہے تصدیق چاہنے والے شخص کا یہ کہنا ہے کہ اس شخص نے اس گفتگو کی تصدیق میرے سامنے کی ہے لہذا اگر میں اس شخص کے خلاف کوئی قانونی اور شرعی چارہ جوئی نہ کروں تو میرا بھی ایمان جاتا ہے۔

سوال نمبرا: اس گستاخانہ گفتگو کرنے والے شخص کے لیے معافی کا کوئی راستہ ہے؟

سوال نمبر۲: متعلقہ گفتگو سننے، تصدیق کرنے والے اور تصدیق چاہنے والے اشخاص اگر کوئی چارہ جوئی نہ کریں تو ان کے ایمان کے متعلق کیا حکم ہے؟ یاد رہے کہ متعلقہ شخص اپنی اس گفتگو پر اتنا نادم اور شرمندہ ہے کہ بیان سے باہر ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

جب مذکورہ شخص نے سچے دل سے توبہ وتجدید ایمان کرلیا اور اس پر وہ سخت نادم بھی ہے تو اس کو اب مرتد کہنا جائز نہیں ہے، بہت احتیاط کی ضرورت ہے، البتہ مذکورہ شخص اس صاحب علم کے سامنے جاکر توبہ وتجدید ایمان کرلے جس کے سامنے اقرار کیا تھا۔

یہ جواب اس صورت میں ہے کہ اگر مذکورہ شخص کی نیت نبی کریم ﷺ کی توہین اور آپ ﷺ پر تنقید کی ہو اور اگر اس کے ان الفاظ سے اس کی نیت اس مسئلہ کی طرف اشارہ کرنا تھا کہ محبت میں کمی اور زیادتی پر شرعا مؤاخذہ نہیں ہے تو وہ کافر نہ ہوگا۔

"اقول ورأیت فی کتاب الخراج لابی یوسف مانصه وأیمارجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم او کذبه او عابه او تنقصه فقد کفر باللہ تعالی وبانت منه امرأته فان تاب والاقتل"......(رد المحتار: ۳/ ۳۱۹)

" وقبله اختلف فی قبول توبته فعند ابی حنیفةؒ تقبل فلایقتل اه"......(الدر علی الرد: ۳/ ۳۲۰)

"(فبعد اخذه الخ) تفریع علی کونه صار زندیقاوحاصل کلامه ان الزندیق لوتاب قبل اخذه ای قبل ان یرفع الی الحاکم تقبل توبته عندناوبعده لااتفاقااه"...... (ردالمحتار: ۳/ ۳۲۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

کیا گستاخ رسول ﷺ کو خواب میں نبی ﷺ کی زیارت ہوسکتی ہے؟

(مسئلہ نمبر۱۴۶) زید جو سخت گستاخ رسول ہے اور در پردہ نبوت کا بھی دعویدار ہے، اس کے بارے میں اس کے مریدین نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ وہ ایک نیک شخص ہے اسے خواب میں اکثر زیارت رسول مقبول ﷺ ہوتی ہے اور اس کے مرید کہتے ہیں کہ اس بناء پر وہ مسلمان ہے، عمر جو زید کا بھائی تھا وہ کافر تھا، جب اس کا انتقال ہوا تو اس کی قبر کی مٹی سے خوشبو آنے لگی، سوال یہ ہے کہ کیا کافر سے اس طرح کے خرق العادت واقعات ظہور میں آسکتے ہیں اور اگر سائل نے ان کو خود اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا ہو تو اس کے لیے شرعی کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال زید اگر واقعی نبی اکرم ﷺ کی شان پاک میں گستاخی کا مرتکب ہوا ہے تو اس کا ایمان باقی نہیں رہا، اس کے ساتھ تعلق رکھنے والے بھی بے دین اور جھوٹ بولتے ہیں، ایسے بے دین کو نبی کریم کیسے خواب میں آسکتے ہیں، زید کے بھائی جو بقول آپ کے کافر ہے تو اس کی قبر سے چاہے خوشبو آئے اس کا کوئی اعتبار نہیں، یہ شیطانی تصرف ہے۔

"أما الإيمان بسيدنا عليه الصلوة والسلام فيجب بأنه رسولنا في الحال وخاتم الأنبياء والرسل فاذا آمن بأنه رسول ولم يؤمن بأنه خاتم الرسل لاينسخ دينه الى يوم القيامة لايكون مؤمنا"...... (البزازية على الهندية: ۳۲۷/۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

حضور ﷺ اور آپ کی امت کو جہنمی کہنا: (العیاذ باللہ):

(مسئلہ نمبر۱۴۷) ایک شخص جس نے دوران گفتگو یہ کہا کہ حضور ﷺ اور آپ کی امت بھی جہنم میں گر گئی (العیاذ باللہ) بعد میں جب اس شخص سے وضاحت طلب کی گئی تو اس نے کہا کہ میں نے مذاق میں کہا تھا، اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے اور مسلمان کو ایسے شخص کے بارے میں کیا رویہ رکھنا چاہیے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اس کو توبہ کرنا ہوگی، اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنا لازم ہے، مذاق سے بھی یہ کلمہ کہنا جائز نہیں ہے، لہٰذا یہ تأویل باطل ہے۔

"(قوله وقد صرح في النتف الخ) أقول و رأيت في كتاب الخراج لأبي يوسف ما نصه و أيما رجل مسلم سب رسول الله ﷺ أو كذبه أو عابه أو تنقصه فقد

کفر بالله تعالیٰ و بانت منه امرأته فان تاب و الاقتل و کذلک المرأة الأن أباحنیفة قال لاتقتل المرأة و تجبر علی الاسلام"......(الدر علی الرد:۳/۳۱۹)

"و فی شرح الوهبانیة للشرنبلالی مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل و النکاح و أولاده أولاد زنا و مافیه خلاف یؤمر بالاستغفار و التوبة و تجدید النکاح"......(الدر علی الرد:۳/۳۲۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

معجزہ کیا ہے؟

(مسئلہ نمبر۱۴۸) معجزہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے، زید کہتا ہے معجزہ کے صدور میں نبی ﷺ کے قصد وارادہ کو دخل ہوتا ہے، عمرو کہتا ہے کہ نبی ﷺ کے قصد وارادہ کو دخل نہیں، زید بطور استدلال شرح مواقف کی مندرجہ ذیل عبارت پیش کرتا ہے: عمرو کہتا ہے کہ اس عبارت کا یہ مفہوم نہیں، نفس عبارت کا بظاہر مفہوم یہ ہے کہ قدرت اللہ کی استعمال نبی ﷺ کے اختیار میں ہے۔(عبارت مندرجہ ذیل ہے)

"قال الأروکی هل یتصور کون المعجزة مقدورة الرسول أم لا؟ اختلف الأئمة فذهب بعضهم إلی أن المعجزة فیماذکر من المثال لیس هو الحرکة بالصعود والمشی لکونها مقدورة له بخلق الله فیه القدرة علیها انها المعجز هناک هو نفس القدرة علیها وهذه القدرة لیست مقدورة له وذهب آخرون إلی أن نفس هذه الحرکة معجزه من جهة کونها خرقة العادة ومخلوقة لله تعالیٰ وإن کانت مقدورةلنبی الله تعالیٰ وهو صحیح"......(شرح المواقف:٦٦٦)

برائے مہربانی صحیح صورت حال سے آگاہ فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بندہ کے خیال میں یہ نزاع لفظی ہے اور عبارت مذکورہ کا مفہوم میرے خیال میں یہ ہے کہ اختلاف اس میں ہے کہ معجزہ کیا ہے؟

۱۔ بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ خارق عادت فعل جو نبی اکرم ﷺ سے صادر ہو، وہ بذات خود معجزہ نہیں ہے، بلکہ اس فعل کے صدور پر قدرت، یہ معجزہ ہے اور یہ قدرت بلا شبہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔

۲۔ اس کے برخلاف دیگر حضرات کی رائے یہ ہے کہ محض وہی فعل جو کہ خارق عادت ہے اور نبی ﷺ سے صادر ہوا ہے وہ بذات خود معجزہ ہے، اور وہ بھی خلق اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، اگرچہ کسب نبی ﷺ کا ہے اور قول اول میں جو فعل کے صدور کی قدرت ہے یہ خلق کے معنی میں ہے اور ظاہر ہے کہ یہ دونوں کے نزدیک متفق علیہ ہے، خلاصہ یہ کہ لفظ قدرۃ دو معنی میں استعمال ہوتا ہے ایک خلق کے معنی میں اور دوسرے کسب کے معنی میں، جیسا کہ شرح مواقف: ص ۶۲۵ سے واضح ہو رہا ہے اور مسئلہ مذکورہ میں اپنے دونوں معانی میں استعمال ہوا ہے، جیسا کہ اوپر بتلایا گیا ہے۔

۳۔ کتاب شرح المواقف کے مطابق معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے انبیاء کی تصدیق کے لیے ان کے ہاتھوں ظاہر ہوتا ہے، جو عبارت سوالنامہ میں ذکر کی گئی ہے، اس کے حاشیہ میں عبدالحکیم سیالکوٹیؒ فرماتے ہیں:

اس کا مقصد ''تصدیق نبی علیہ السلام ہے، غیر کے سامنے'':

''(قوله وهو اصح ، لان المقصود بتصديق النبی علیه السلام بتعجيز الغير وهو حاصل)''

چونکہ زید کے سامنے اس عبارت کی وضاحت موجود نہیں تھی، اس لیے اس نے یہ بات کہی ہے، لہٰذا مندرجہ بالا حاشیہ اور مندرجہ ذیل عبارت سے یہ بات واضح ہے کہ عمرو کا قول قوی ہے۔

''أن يكون الفعل الله تعالیٰ أو مايقوم مقامه من تروک وإنمااشترط ذلک(لان تصديق منه) أی من الله تعالیٰ(لايحصل بماليس من قبله وقولنا: أو مايقوم مقامه يناول التعريف(مثل ماإذاقال:معجزة أن اوع يد علی رأسی وأنتم لاتقدرون عليه أی علی وضع أيديكم علی رؤسكم(ففعل وعجزوافإنه المعجز)''...... (شرح المواقف: ۶۲۵/۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

حیات عیسیٰ (علیہ السلام) اور معراج وغیرہ کے منکر کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۱۴۹) ایک شخص جس کے یہ عقائد ہوں وہ مسلمان ہے یا کافر؟ ایسے آدمی سے کیسا سلوک رکھنا چاہیے؟ کیا مذکورہ شخص سے رشتہ ناطہ رکھا جا سکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ مذکورہ شخص کی اولاد اپنے والد کو یہی خیال کرتی ہے، عقائد یہ ہیں:

۱۔ حیات عیسیٰؑ کا منکر نیز نزول عیسیٰ کا بھی منکر ہے۔
۲۔ تمام انبیاء کی حیات فی القبور مع جسد خاکی کا بھی منکر ہے۔
۳۔ تمام محدثین کو بلا استثناء جہنمی کہتا ہے اور اکابر دیوبند کو بھی زیدی شیعہ اور گمراہ کہتا ہے۔
۴۔ سلاسل اربعہ کو بھی کالا کافر کہتا ہے۔
۵۔ ذخیرہ احادیث کو روایت بالمعنی کہتا ہے۔
۶۔ معراج کا منکر ہے، تحویل کعبہ کا منکر ہے، تشہد کا بھی منکر ہے۔
۷۔ کلمہ شریف کے حصہ اول کو قطع وبرید کرنا یعنی "لاالٰہ الااللہ ، الااللہ ، الااللہ" کا ذکر یہ بدعت سمجھتا ہے۔
۸۔ تعویذات لینا، دینا، پہننا، لٹکانا اور رکھنا حرام بلکہ شرک ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

سوال میں ذکر کردہ عقائد چونکہ کفریہ ہیں اس لیے جو شخص یہ عقائد رکھتا ہو وہ مرتد ہے اور اس سے قطع تعلق ضروری ہے اور اس کی بالغ اولاد اگر اس کے نظریات سے واقف ہیں لیکن پھر بھی اس کو برحق خیال کرتی ہے تو وہ بالغ اولاد بھی مرتد ہے۔

"قال اللہ تبارک و تعالیٰ ﴿و ماقتلوہ یقینابل رفعہ اللہ الیہ و کان اللہ عزیزاحکیما" (سورہ نساء: آیت: ۱۵۷، ۱۵۸)

"من أنکر المعراج ینظر ان أنکر الاسراء من مکة الی بیت المقدس فھو کافر و لو أنکر المعراج من بیت المقدس لایکفر"...... (شرح الفقه الأکبر: ۱۱۱)

"عن أبی ھریرةؓ قال قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لیوشکن أن ینزل فیکم ابن مریم حکماعدلافیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزیة و یفیض المال حتیٰ لایقبله أحد حتیٰ تکون السجدة الواحدة خیرامن الدنیا و مافیھاثم یقول أبو ھریرة فاقرؤاان شئتم و ان من أھل الکتاب الالیؤمنن به قبل موته.الایة"...... (مشکوٰۃ: ۲/۴۹۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

جوش خطابت کی وجہ سے عصمۃ انبیاء پر کلام کرنے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۱۵۰) حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے بیویاں تھیں، ایک روز دوران تلاوت زبور ایک پرندہ پر نظر پڑی، تلاوت چھوڑ کر نکل گئے، دریں اثناء ایک خوبصورت عورت پر نظر پڑی، آپ علیہ السلام کی نیت بدل گئی، حسینہ کے خاوند کو جنگوں میں قتل کروادیا اور حسینہ بیوہ سے خود شادی کر کے پوری ایک سو بیویوں کا خاوند بن گیا۔

اس خطیب کے متعلق کیا ارشاد ہے جو جوش خطابت میں اس قسم کے واقعات بیان کرجاتا ہے، اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو عقیدہ معصومیت انبیاء کا کیا بنے گا؟

الجواب باسم الملک الوهاب

یہ واقعہ غلط اور اسرائیلیات میں سے ہے جس سے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی عصمت جاتی رہتی ہے، حالانکہ اسلامی عقائد میں انبیاء علیہم السلام کی عصمت از معاصی کبائر وصغائر (قبل از بعثت وبعد از بعثت) ثابت ہے۔

”قوله تعالى :ولقد سبقت كلمتنالعبادناالمرسلين انهم لهم المنصورون وان جندنالهم الغالبون“......(سوره الصافات ،الآية ۱۸۱. ۱۸۲. ۱۸۳)

محققین مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ نے ایسے واقعات کے متعلق کذب اور افتراء کی تصریح فرمائی ہے۔

۲۔ ایسا خطیب گمراہ اور ضال ہے، اس کو خطابت سے ہٹانا اہل مسجد پر واجب ہے یہاں تک کہ ایسے ہفوات اور خرافات (جو اہل سنت والجماعۃ کے عقائد حقہ کے خلاف ہیں) سے توبہ نہ کرے۔

” والانبياء عليهم السلام كلهم منزهون عن الصغائر والكبائر والكفر والقبائح يعين قبل النبوة وبعدها“......(ابو المنتى ص ۳۳(

(وفي المسامرة ص: ۹۵)” والمختار لجمهور أهل السنة العصمة أى وجوب عصمتهم عنهماأى عن الكبائر مطلقاوعن الصغائر الخ“

” وفي تفسير المدارك(سورة صٓ: صفحه ۲۶۷) ومايحكى أنه بعث مرة بعد مرة أودياإلى عزوة البلقاء واحب أن يقتل ليتزوجهافلايليق جلدته مأته وستين إلى ان قال قال علىؓ من حدثكم بحديث داؤد عليه السلام على مايرويه القصاص جلدته مأته وستين وهو حد الفرية على الأنبياء“

اس سے زائد وضاحت اور تردید (روح البیان: ۲۰/۸) میں مفصل موجود ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نوروبشرومسئلہ غیب اور علم نبی ﷺ:

(مسئلہ نمبر۱۵۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے مطابق سرور کائنات ﷺ نور ہیں یا بشر ہیں؟ جب کہ نیچے دیے گئے حوالہ جات سے آپ ﷺ کا نور ہونا ثابت ہوتا ہے، مسئلہ کو دلائل کے ساتھ مزین کر کے ان حوالہ جات کے جوابات بھی تحریر کردیں۔

"عن علی قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو آخذ شعرة من أذى شعرة من شعرى فالجنة عليه حرام "......(كنزالعمال ٦/ ٢٧١)

اثبات نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں قرآنی آیات اوراحادیث:

"قدجاء كم من الله نور و كتاب مبين"......(المائده)

"ثم دنى فتدلى"......(النجم:٨)

"ودنا الجبار رب العزت فتد لى"......(البخارى: ١١٢٠/٢)

" مثل نوره كمشكوة فيهامصباح"......(سورةالنور: ١٨/٥)

تفسير ابن جرير(٩٥/١٨)

"جاء ابن عباس إلى كعب الأحبار فقال له حدثنى عن قول الله عزوجل" الله نور السموات والأرض"(الآية)فقال كعب الأحبار مثل نوره مثل محمد صلى الله عليه وسلم كمشكوة"......(تفسير خازن: ٦٣/٥)

" مثل نوره هو محمد صلى الله عليه وسلم"......(تفسير معالم: ٦٣/٥)

"قال سعيد بن جبير والضحاك هو محمد صلى الله عليه وسلم"......ترمذى شريف(٧٦/٢)

"عن ابن عباس قال الى آخر الحديث(بخارى شريف(٣٦٢/١) ابوداؤد و الترمذى ٣٢٩/١،٩٧)طبقات ابن سعد(٢٢١/١)ابن ماجه: ١١٩)تاريخ ابن كثير: ٨/١)مستدرك:٥٨١/٣)

"أن الرسول النور بيضاء به "......(مستدرك:٣٢٧/٣)

"وأنت لى ولات اشرقت الأرض ،وجاء ت بنورك الافق فنحن فى ذلك ايضاوفى النور وسبل السماء يخترق"......(كنز العمال: ٣٠٨/٦)

"عن عائشة ؓ قالت قلت یارسول الله انک قال الخلاخلاری//شیئامن الأذیالاربانجد به رائحة المسک"......(مستدرک ۲/۶۰۵)

"عن کعب بن مالک یقول الخ "......(استیفاب: ۱/۳۷۴)

عامرابن واثلہ حضرت عبداللہ ابن عباس کے سامنے قصیدہ پڑھتے ہیں۔

" شعر أن النبی هو النور الذی کشطت به عجائبات ماضاء باقین"...... (مستدرک: ۲/۶۰۰، ۳/۶۱۶)

سرورکونین ﷺ اپنی پیدائش کا حال بیان فرمارہے ہیں کہ میری والدہ نے فرمایا:

"خرج منی نوراضاء ت فیه قصور الشام هذاحدیث صحیح "......(مواهب اللدنیة: ۴/۲۳)

"عن ابن عباس لم یکن للنبی صلی الله علیه وسلم لحل لم یکن مع الشمس قط الاعذاب ضوء ه ضرراالشمس وقال ابن ضیخ کان صلی الله علیه وسلم نور مکان إذامشی ...... الشمس او القمر ید یظهر له لحل الأن النور لالحل له"

سردارکونین صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت نور ہیں اورنوری پیدافرمائے گئے اورنورہی رہیں گے،مگراز برائے تعلیم وتعلم مخلوقات بشریت عارضی سے مشرف فرمایا گیا،العقیدہ فی علم الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ذات واحدہ شریک کا خرجہ ہےاورخداوندعزوجل کے عطافرمانے سے رب العزت تمام علوم غیب سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم کوعطافرمائے:

"تفسیر صاوی/۲/۱۱۱ ...... أن الرسول صلی الله علیه وسلم لم ینقل من الدنیاحتی اعمله الرب جمیع المغیبات"

"(تفسیرصاوی:۳/۲۶۰)وماتدری نفس ماذاتکسب غداالی قوله الابماء شاء"

"(تفسیر صاوی/۳/۲۶۰)الحق منه لم یخرج نبیامن الدنیاحتی اطلعه الله تلک الخمس ولکنه الرب کتمها"

"(خصائص الکبری ۲/۱۹۵)بعضهم الی انه صلی الله علیه وسلم اوتی علم الخمس ایضاوعلم وقت الساعة والروح وأنه امربکتم ذلک"......(لابریز ص۱۶۷)

”وعن ساداتنا العلماء وكيف يخفى امر الخمس عليه والواحد من اهل التصرف من امته الشريفه لايمكنه التصرف الابمعرفة هذه الخمس كسقط الخمسة من جميع الامة“......: ۷۳/۳)

”واقل علم كل شئ حتى الروح والخمس التى فى الآية ان الله عنده علم الساعة “......(قسطلانی ۱۰/ ۳۶۵)

”ان صحة لنبوةتستلزم اطلاع النبى عليه السلام على جميع المغيبات“...... (تفهيمات الٰهيه مصنفه شاه ولى الله)

الجواب باسم الملك الوهاب

محترم برادرم مولوی عبدالوہاب صاحب زاداللہ فیوضاتہ وبرکاتہ،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے عقیدہ اہل سنت والجماعت کے متعلق پوچھا ہے، بابت نورانیۃ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) وبشریت وشان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور بابت علم جمیع مغیبات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

محترما! آپ نے بہت سے حوالے تحریر کئے تھے بابت نورانیت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم)، رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نورانیت سے، میں نے ابھی تک کوئی منکر نہیں دیکھا، اگر کوئی انکار کرے تو متعصب ہوگا، اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت میں نور ہے اور خلقت میں صورت بشریت میں پیدا ہوئے ہیں اور پشت در پشت حضرت آدم (علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام) کے اولاد میں سے ہیں یہ تو رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) انسان ہیں اور بشر ہیں، اب اگر کوئی نبی کریم ﷺ کی بشریت سے انکار کرلے تو وہ متعصب ہوگا، کیونکہ نبی کی تعریف متفق علیہ یہ ہے ”انسان بعثه الله تعالىٰ إلى الخلق لتبليغ احكام الشرعية“، تو نبی کی تعریف جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتی ہے کہ وہ انسان ہوئے، اگر ان کے انسانیت سے انکار کیا جائے تو یہ درحقیقت ان کی نبوت اور پیغمبری سے انکار ہے، طحطاوی شرح مراقی الفلاح میں لکھا ہے:

”ويشترط لصحته الايمان به ﷺ معرفة اسمه اذ لاتتم المعرفة الابه وكونه بشرا من العرب وكونه خاتم النبيين اتفاقا لورود ذلك القواطع المتواترة“......(۱۰، مطبوعه قديمى كتب خانه)

تفسیر روح المعانی میں بھی یہ لکھا ہے کہ ہر حال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بشریت سے انکار کرنے والا متعصب ہے بلکہ انکار میں خوف کفر ہے، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

۲۔ عقیدہ اہل سنت والجماعت بابت علم جمیع مغیبات:

اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع مخلوقات سے زیادہ علم عطا فرمایا ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اوتیت علم الاولین والاخرین‘‘ بہت سے مغیباتوں کا علم بھی رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو عطا فرمایا ہے، اس میں کوئی انکار نہیں کرسکتا، احادیث بابت احوال روز قیامت بہت وارد ہیں، جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغیبات کا ذکر کیا ہے، کسی نے اب تک انکار نہیں کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعضے مغیباتوں کا علم نہیں، البتہ یہ عقیدہ رکھنا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع مغیباتوں کا علم ہے یہ باطل اور غلط عقیدہ ہے۔

صاحب قاضی خان فرماتے ہیں:

’’رجل تزوج امرأة بغير شهود فقال الرجل والمرءة خدائراو پیغامبر مرا گواه كرده ايم قالوا يكون كفرالأنه اعتقد أن رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب وهو ماكان يعلم الغيب حين كان فى الاحياء فكيف بعد الموت انتهى‘‘......(۵۷۶/۳)

مزید لکھتے ہیں:

’’رجل قال أناأعلم المسروقات الخ قال هذاالقائل انا اخبر باخبار الجن اياى بذلک قال هو ومن صدقه يكون كافرابالله لقوله عليه السلام من اتى كاهنافصدقه فيماقال فقد كفر بماانزل على محمد لايعلم الغيب إلاالله لاالجن ولاالإنس الخ‘‘

صاحب البحرالرائق فرماتے ہیں:

’’وفي الخانية والخلاصة لو تزوج بشهادة الله ورسوله لاينعقدويكفر لإعتقاده أن النبى يعلم الغيب‘‘...... (۱۵۵/۳)

عالمگیری میں ہے:

’’رجل تزوج إمرءةو لم يحضر الشهود قال:’’ خدائرا ورسول را گواه كردم‘‘ أوقال خدائراوفرشتگان را گواه كردم‘‘ كفر(۲/۲۶۶)

اورخلاصۃ الفتاوی (مطبوعہ رشیدیہ کوئٹہ) میں بھی یہی عبارت نقل کی گئی ہے۔(۴/۳۸۵)

"رجل تزوج ولم یحضر شاهدافقال "خدائراورسول خدائرا گواه کردم وفرشتگانرا گواه کردم" یکفرفی الفتاوی لأنه یعتقد أن الرسول والملک عالم بالغیب"

اورقاضیخان علی الہندیہ جلداول صفحہ۳۳۴(مطبوعہ رشیدیہ کوئٹہ)پرفرماتے ہیں:

"رجلتزوج إمرأة بشهادة الله ورسوله كان باطلالقولهﷺ لانكاح إلابشهودوكل نكاح يكون بشهادة الله بعضهم جعلوا ذلک كفرالأنه يعتقد أن الرسول الله ﷺيعلم الغيب وهو كفر"

ملاعلی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

"ثم اعلم أن الانبياء عليهم الصلوٰة والسلام لم يعلمواالمغيبات من الأشياء إلاماعلمهم الله تعالیٰ أحياناوذكر الحنفية تصريحالتكفير باعتقاده ان عليه الصلوٰة والسلام يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالیٰ:"قل لايعلم من فی السموات والارض الغيب الا الله'' كذافی المسايرة(151)

"إعلم إن القوم لماطالبوه بالأخبار من الغيوب وطالبوه بإعطاء أموال الكثيرة والدولة العظيمة ذكرأن قدرته قاصرة وعلمه قليل وبين أن كل من كان عبد اكان كذالک والقدرة الكاملة والعلم المحيط ليس إلالله فالعبد كيف يحصل له هذه القدرة وهذه العلم انتهی"......(تفسیرکبیر: ۵/۴۲۵)

خواجہ معصوم صاحبؒ ایک مکتوب کے جواب میں فرماتے ہیں:

"سوال دوم آنکه ازخیر التابعین اویس قرنیؒ منقول است" من عرف الله لایخفیٰ علیه شئ "معنی این عبارت چیست ،بدانند که درصحت این نقل تد ر راست چه اگر شئ رابرعموم بگذار یم لازمے آید که از عارف هیچ چیز خواه معارف وجوبی باشد خواه حوادث کونی فهی نماند وآن خلاف واقع است هر گاه بسید الانبیاء علیه وعلی اله افضل الصلوات واکمل التحیات حکم شده که" قل لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر ومامسنی السوء" بدیگر ان چه رسد ، انتهی(مکتوبات معصومیه ،مکتوب ۱۹ ،جلد:۳/ص:۴۵)

نہ معلوم کہ قسطلانی اور صاحب صاوی کو کیسے معلوم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع مغیبات کا علم تھا، وہ تو متاخیرین میں سے ہیں، صاحب قاضی خان جو کہ مجتہد فی المسائل المذہب ہیں وہ تو صراحتاً فرماتے ہیں:

"وهو ما كان يعلم الغيب حين كان فى الاحياء فكيف بعد الموت"......(۵۷۶/۳)

مراد جمیع مغیبات ہیں، ورنہ رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حیات میں ہزاروں مغیبات کا علم اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا تھا اور ہزاروں مغیبات سے امت کو مطلع فرمایا ہے، احوال امم سابقہ سے احوال برزخ سے، احوال قیامت، جہنم، جنت اور عذاب النار وغیرہ، پس تب یہ قول قاضی درست ہوسکتا ہے:

"وهو ما كان يعلم الغيب حين كان فى الاحياء فكيف بعد الموت"

جب کہ غیب سے جمیع مغیبات مراد ہوں اور اگر قول قسطلانی میں شرط صحۃ النبوۃ الاطلاع بجمیع مغیبات" صحیح ہوجائے تو پھر رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اس میں خصوصیت نہ رہی، بلکہ جمیع انبیاء (علی نبینا وعلیہم السلام) کو علم جمیع مغیبات حاصل ہوگا۔ فافہموا (کاتب الحروف بندہ نیاز محمد)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله و كفى وسلام على عباده الذين اصطفىٰ ،

امابعد، حضرت مولانا نیاز محمد صاحب نے نور و بشر اور علم غیب کے بابت مدلل فتوی لکھ کر بندہ کو مطالعہ کرنے اور اس پر تصدیق کرنے کا حکم دیا فقہ اور فتاوی سے طحطاوی ،مراقی الفلاح، قاضی خان ، البحرالرائق، عالمگیری، خلاصۃ الفتاوی کے حوالہ جات پیش کئے گئے ہیں، جو کہ مذہب حنفی میں معتمد اور مستند اساطین حیثیت کے اقوال ہیں، تفاسیر سے تفسیر روح المعانی للآلوسی الحنفی، کی عبارت نقل کی گئی ہے، جن کا نام نامی علمی دنیا تمام جانتی ہے، اور ان کی مشہور ومعروف کتاب مرقات شرح مشکوۃ دنیا کے کونہ کونہ تک پہنچ چکی ہے اور تکمیل کے لیے خواجہ معصوم نقشبندی حنفی کا مکتوب محبوب نقل فرمایا ہے، اور سونے پر سہاگہ کے طور پر علامہ رازی شافعی کی مشہور تفسیر "تفسیر کبیر" کا حوالہ دیا ہے تو یہ فتوی قضایا تیاہا تہما معہا کے طور رخود مصدقہ ہے، تصدیق کی اسے ضرورت ہی نہیں (فجزاهم الله تعالىٰ عنى وعن جميع المسلمين) تعمیل ارشاد کے طور پر عرض ہے کہ غیر مقلد تو تقلید کا قائل نہیں ہوتا اور مدعی تقلید تو اپنے مذہب کے اتباع کا پابند رہتا ہے، دیکھئے صاحب درمختار نے قبیل کتاب الطہارۃ دیباچہ کے اختتام کے قریب طبقات فقہاء کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”وقد ذکروأن المجتهد المطلق قد فقدو واماالمقید فعلی سبع مراتب مشهورة وامانحن فعلینااتباع مارجحوه وماصححوه کمالو افتوافی حیاتهم“......(درعلی الرد: ا /۵۷)

تفصیل کے لیے شامی (ا/۵۷) ملاحظہ کی جائے فرماتے ہیں:

”وأمانحن یعنی أهل الطبقة السابعة“

اوراسی طرح اس سے پہلے تحریرفرمایا ہے:

”والسابعة طبقة المقلدین الذین لایقدرون علی ماذکراولایفرقون بین الغث والسمین “......(ا /۵۷)

لیجئے!

”الحدیقة البدیة شرح الطریقة المحمدیه لسیدی عبد الغنی النابلسی الحنفی“(ا / ۴۶۰) میں رقمطراز ہیں:

”ولکن بماانقطع الاجتهاد المطلق من العلماء مد زمان طویل انحصر طریق معرفته مذهب المجتهد المطلق ،المقلد بصغیة اسم المفعول الذی یقلده غیره فی نقل کتاب معتبر ،ومن کتب مذهب ذلک المجتهد المطلق ای تعتبره علماء ذلک المذهب مبتدااول بین علماء الثقاة ای العدول المعتمد علیهم فی ذلک المذهب صحیح ذلک الکتاب من تحریف الساخ وعلیهم لمن قدر علی مطلعته ای ذلک الکتاب المعتبر واشتحارجه وفی الحباء اعدیل؟؟؟ واحد موثوق به عند الناس فی علمه وعمله فیجز مذهب ذلک المجتهد فی خصوص مسئله او اکثر فلایجوز لأحد من المکلفین العمل لکلکتاب فی ،وفی الفتوای والقضاء لغیره الخ “

(باختصارآمدم برسرمطلب)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کا مسئلہ فقہاء کرام حنفیہ کے کلام میں میری نظر سے اب تک نہیں گزرا؛ رہا قرآن کریم میں ”لقد جاء کم من الله نور وکتاب مبین“ کے ذیل میں مفسرین کرام بعض عطف تفسیر کے طریق پر نور سے کتاب اور دوسرے قول عطف نسق کے طرز پر ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مراد نقل فرماتے ہیں

اور احادیث میں نور کا اطلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صراحتاً وارد ہے، جس کے اکابرین دیو بند بھی قائل ہیں، مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اپنی تصنیف نشر الطیب نے فی ذکر الحبیب پہلی فصل نور محمدی کے بیان میں مواہب سے چھ روایتیں اس کی بابت نقل کی ہیں، ملاحظہ کر لی جائیں، پہلی روایت کے الفاظ عربیہ کو حاشیہ میں نقل کر کے لکھتے ہیں:

" إن الله تعالىٰ خلق قبل الأشياء نور نبيك من نوره الخ "

افسوس! کہ مواہب لدنیہ کتب خانے میں نہیں ورنہ یہ تمام احادیث نقل کر دیتا، اس لیے نشر الطیب کے حوالہ پر اکتفاء کر رہا ہوں، مولانا تھانویؒ نے حاشیہ میں نور سے روح محمد مراد لیا ہے، جو بھی ہو نور کا اطلاق ثابت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانسانیت اور بشریت سے انکار قرآن وحدیث اور کلام، فقہ، تفسیر سے جہالت اور تعمی ہے، قال تعالیٰ:" هل كنت إلا بشرا رسولا، قل إنما أنا بشر مثلكم "(الآية) وغیرہ آیات شریفہ۔

بخاری شریف، مسلم شریف وغیرہما کی یہ حدیث تو ہر عالم کو معلوم ہے۔

"قال صلى الله عليه وسلم إنما أنا بشر انسى كما تنسون فإذا نسيت فذكروني أو كما قال عليه السلام وغير ذلك"......(المسامره فی شرح لمسايره للمحقق ابن همامؒ صاحب فتح القدير الحنفی: ص ۹۴، میں تحریر فرماتے ہیں،

"وأما على ما ذكره المحققون فی معنی النبی والرسول فلا فرق بينهما الحديقة"......(الندیه شرح الطريق المحمدية: ۱/۲۸۷)

الباب الثانی فی عقیدۃ اہل السنۃ والجماعۃ میں مرقوم ہے۔

"وفی إرسال الأنبياء والرسل بالمعجزات والكتب المنزلة عليهم من البشر الذی هم الأنبياء ومرسلون وهو بيان الأنبياء والرسل إلى البشر الذين هم سائر الأمم الخ باختصار"

علامہ تفتازانیؒ نے شرح عقائد نسفی ص ۲۳ میں رسول کی تعریف "انسان بعثه الله الى الخلق " سے نقل کی ہے، طحطاوی: ص ۱۰/ نے تو "ويشترط لصحة الايمان به ﷺ ......وكونه بشرا من العرب" بالاتفاق کہہ کر مہر لگا دی۔ "فاعتبروا يا اولی الابصار"

جیسے کہ حضرت مہتمم صاحب نے اولین حوالہ نقل کیا ہے۔

علم غیب کے متعلق تو حضرت مہتمم صاحب نے سلاطین حنفیہ کے معتمد اقوال وجزئیات پیش کیے ہیں اس کے بعد کوئی حوالہ دینا سورج کو شمع دکھانے کے مترادف ہے، کیونکہ اولین عرض ہو چکا ہے کہ مقلد کے لئے مذہب کی معتبر کتب پر عمل کرنا ضروری ہے، قرآن پاک کی صریح آیات کریمہ ہے۔

''وعنده مفاتیح الغیب لایعلمھاالاھو ، قل لایعلم من فی السموات والارض الغیب الاالله ، لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر'' وغیرہ ذلک من الآیۃ الکریمہ.

اور حدیث افک ،حدیث ذی الیدین ، حدیث تنقیح المخلات کے علاوہ اسی کتاب علم الکلام والعقائد المسامرۃ علی المسائرہ للمحقق ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ نے ص۹۶ رمیں رقم فرمایا ہے:

''قال قاضی أبو بکر تفریعاعلی ماعلیه الأکثر فیجوز عقلاکونه أن النبی صلی الله علیه وسلم غیر عالم بشرائع من تقدمه من الأنبیاء وکونه غیر عالم ببعض المسائل التی یفرعھاالفقھاء والمتکلمون ، لامطلقاولکن من المسائل اللتی لایجل عدم علم بھافی التوحید ویجوز کونه غیر عالم بالغات کل من بعثواالیھم إلالغة قومھم وجمیع مصالح أمور الدنیاومفاسد ھاوالحرف الصنائع انتھی''

کلام القاضی ابی بکر باختصار۔

اس کے بعدابن ہمامؒ نے قاضی صاحب کےکلام پرروشنی ڈال کرآخر میں فرمایا ہے''

''وکذاعلم المغیبات ای کعدم علم بعض المسائل عدم المغیبات فلایعلم النبی منھاالاماعلمه الله تعالیٰ به احیاناوذکر الحنفیة فی فروعھم تصریحابالتکفیر باعتقاد ان النبی یعلم الغیب لمعارضة قوله تعالیٰ ''قل لایعلم من فی السموات والارض الغیب الاالله''

تعصب سے دور ہوکر اور مذکورہ بالاحوالہ جات کوسامنے رکھ کرسمجھ میں آتی ہے کہ علم محیط خاصہ ذات باری تعالیٰ ہی ہے،اور ویسےتو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق ہیں،اعلم الاولین والآخرین سید العالمین ہیں،اس سے کوئی منکر نہیں ہے۔

حسن یوسف دم عیسی ید بیضاداری آنچہ خوباں ہمہ دارندتو تنہاداری

لایمکن الثناء کماکان حقه بعد از خدابزرگ توئی قصہ مختصر

حبیب اللہ عفی عنہ

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

حضور ﷺ کے توسل سے دعا مانگنا:

(مسئلہ نمبر۱۵۲) ایک شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضور ﷺ اپنے روضہ مبارک میں بتعلق روح مع الجسد زندہ ہیں اور روضہ مبارک پر حاضر ہونے والوں کا بنفس نفیس صلوۃ وسلام سنتے ہیں اور دور سے فرشتوں کے ذریعہ صلوۃ وسلام پہنچانے کا قائل ہے اور اس عقیدہ کو بدعت سمجھتا ہے کہ حضور ﷺ دور سے پڑھا جانے والا صلوۃ وسلام بھی ہر وقت خود سنتے ہیں، اور آپ ﷺ کے ہر جگہ حاضر وناظر ہونے کا عقیدہ بھی نہیں رکھتا، اور یہ شخص روضہ مبارک پر جا کر ان الفاظ کے ساتھ دعا کا قائل ہے ''یارسول اللہ! میں آپ سے شفاعت کی درخواست کرتا ہوں، یارسول اللہ! میرے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا فرمائیں وہ حضور ﷺ کو نہ مختار کل مانتا ہے اور نہ حاجت روا اور مشکل کشا صرف وسیلہ کے طور پر ان سے عند القبر دعا وشفاعت کا طالب ہے اور ان سے براہ راست مدد طلب کرنے کو شرک سمجھتا ہے۔

۲۔ نیز دعا میں انبیاء کرام واولیاء عظام کا وسیلہ جائز ہے یا نہیں؟ ان کی حیات میں بھی اور ان کی وفات کے بعد مثلاً یوں کہے یا اللہ میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے دعا کی قبولیت چاہتا ہوں۔

۳۔ مجوزین سماع موتی کو بدعتی مشرک کہنا کہ ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اس کا حکم کیا ہے۔

کیا مذکورہ بالا عقائد رکھنے والا شخص علمائے دیوبند اہل السنّت والجماعت کے مسلک حقہ پر کاربند ہے یا ان کے مسلک حقہ کا مخالف اور ایسے شخص کی طرف شرک وبدعت کی نسبت کرنا کیسا ہے، آیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

حضور ﷺ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا شرعاً جائز ہے بلکہ قبولیت دعا کا ذریعہ مستحسن اور افضل طریقہ ہے، توسل خواہ احیاء سے ہو یا ممات سے ذوات سے ہو یا اعمال سے اپنے اعمال سے یا غیر کے اعمال سے سب کی حقیقت اور رجع توسل بالرحمۃ اللہ تعالیٰ ہے یعنی یوں دعا کرے کہ اے اللہ جو رحمت پڑے مقبول بندوں پر اسکے توسل سے ہماری دعا کو قبول فرما۔

''عن مالک الدار قال أصاب الناس قحط فی زمان عمر بن الخطاب فجاء رجل إلی قبر النبی ﷺ فقال یارسول اللہ استسق اللہ لامتک فانهم قد هلکوا فأتاه رسوله اللہ ﷺ فی منامه فقال ائت عمر فاقراه السلام وأخبره والقصة مذکورة فی الاستیعاب لابن عبد البر والمسئلة المذکورة قد شغفت فیها الناس فی زماننا وفیها تفصیل حسن ولکن لایلیق بعذا المقام

والحديث ماقال وكفى خير مماكثر والهى؟؟(انجاح الحاجةعلى سنن ابن ماجه: ص۹۸)

”(وابتغوا إليه الوسيلة) وبعدهذاكله أنالاأرى بأسافى التوسل إلى الله تعالىٰ بجاه النبى ﷺ“......(روح المعانى: ۱۲۸/۶)

مذکورہ شخص کاعقیدہ درست ہے اور یہ شخص اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلک حقہ پر کاربند ہے، اس کے پیچھے نماز بلاکراہت درست ہے،۔

”عن أبى هريرة قال قال رسول الله ﷺ من صلى على عند قبرى سمعته ومن صلى على نائياأبلغته رواه البهقى فى شعب الإيمان“......(مشكوة: ۸۸/۱)

”قال يقول بليت فقال إن عزوجل حرم على الأرض أجساد الأأنبياء“......(ابوداؤد: ۱۵۸/۱)

”أن النبى ﷺ حى فى قبره كماان الانبياء عليهم السلام أحياء فى قبورهم“......(بذل المجهود شرح ابوداؤد: ۱۱۷/۲)

۲۔ انبیاء کرام (علیہم الصلاۃ والسلام) اور اولیاء عظام بزرگان دین کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا شرعاً جائز، بلکہ قبولیت دعا کا مستحسن اور افضل طریقہ ہے، ان کی زندگی میں بھی اور ان کی وفات کے بعد بھی۔

”(وكانوامن قبل يستفتحون على الذين كفروا)نزل فى بنى قريظة والنضير كانوايستفتحون على الاوس والخزرج ، برسول الله ﷺ قبل مبعثه قاله ابن عباس ؓ وقتادة والمعنى يطلبون من الله تعالىٰ ان ينصرهم به على المشركين ، كماروى السدى؟؟؟ انهم كانواإذ اشتد الحرب بينهم وبين المشركين اخرجواالتوراة ووضعواايديهم على موضع ذكر النبى ﷺ وقالوااللهم إنانسألك بحق نبيك الذى وعدتناأن تبعثه فى آخرالزمان أن تنصرنااليوم على عدونافينصرون“......(روح المعانى: ۳۲۰/۱) ؟؟؟

”عن عثمان بن حنيف ان رجلاضرير البصراتى النبى ﷺ فقال ادع الله لى ان يعافينى فقال ان شئت اخرت لك وهو خير وإن شئت دعوت فقال ادعه فأمره أن يتوضأ فيحسن وضوءه ويصلى ركعتين ويدعوابهذاالدعاء ”اللهم إنى

أسألک وأتوجه إلیک بمحمد نبی الرحمة یامحمد إنی قد توجهت بک إلی ربی فی حاجتی هذه لتقضی اللهم فشفعه فی قال ابواسحق هذاحدیث صحیح“...... (سنن ابن ماجه: ۹۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تمام انبیاء معصوم ہیں:

(مسئلہ نمبر۱۵۳) محترم مفتی صاحب اگر ایک معزز شخص بڑے مجمع میں یہ کہہ دیں کہ ”اگر مجھ سے غلطی ہوئی تو کیا ہوا......؟ انبیاء علیہم السلام سے بھی غلطیاں یا گناہ سرزد ہوتے تھے“ مذکورہ شخص توہین رسالت کا مرتکب ہوا یا نہیں؟ مدلل مفصل جواب سے ممنون فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے بارے میں مذکورہ الفاظ کہنا جہالت اور لاعلمی پر مبنی ہے، اپنے گناہوں کو انبیاء کرام علیہم السلام کی غلطیوں پر قیاس کرنا امت مسلمہ کے عقائد صحیحہ سے ناواقفیت اور گمراہی ہے، کیوں کہ تمام انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات معصوم تھے اوران کی غلطی اجتہادی ہوا کرتی تھی، جو کہ گناہ نہیں ہے، شخص مذکور مجرم تو ہے مگر توہین رسالت کا مرتکب نہیں۔

”واما بعدالنبوة فالاجماع علی عصمتهم عن تعمد الکذب فیستحیل علیهم شرعا واما قبل النبوة فالمتوارث عنهم عصمتهم عن تعمدالکذب ایضا لدلالة المعجزة علی صدقهم ......وأما غیر الکذب من الکبائر والصغائر الخسیسة فالاتفاق بین فرق الاسلام علی عصمتهم عن تعمد ها سمعا عند اهل السنة القامعین للبدعة کثرهم الله تعالی او عقلا عند المعتزلة والروافض خذلهم الله تعالی ......(ومنعه) ای صدور الصغائر الخسیسة (الحنفیة)رضوان الله تعالی علیهم (اقول وهو الحق فان صغیرتهم کبیرتهم)فی حقهم وان کانت صغیرة فی حقنا (الا تری مباحات العوام سیأت الابرار وحسنات الابرار سیأت المقربین)الم تری کیف قال سری ابن المغلس السقطی ذلک الامام، انی استغفر الله من قولی الحمد لله حین اخبر نی رجل بوقوع الحرق الغالب

فی السوق وسلامة دکانی ‘ولما کانت الانبیاء رؤس المقربین کانت صغیرتنا کبیرتهم فی حقهم فلا یصح صدورها عنهم فافهم وهو االحق“......(فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت : ۲/ ۱۱۹)

”عصمة الانبیاء هی خلق مانع عن ارتکاب المعاصی غیر ملجئ الی ترکها فلا یکون مضطر ا فی ترک المعصیة وهو المختار عند الجمهور فالتحقیق ان الانبیاء علیهم الصلاة والسلام معصومون لا یصدر عنهم ذنب لا صغیرة ولاکبیرة لا عمدا ولا سهوا لاقبل النبوة ولا بعد ها لان الذنب خلاف امر ہ تعالی وخلاف ما یرضاه فکیف یختار ویصطفی لرسالته ورحمته الخاصة من یفعل خلاف امره تعالی ومرضاته جل شانه لان العقل والنقل شاهدان علی ان الرحمة الخاصة تختص بالطائعین ولیس للعاصین فیها حظ بل هم یستحقون العقاب“......(زبدة الاصول : ص ۳۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

عصمت انبیاء علیہم السلام:

(مسئلہ نمبر ۱۵۴) انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام قبل النبوۃ وبعد النبوۃ معصوم ہیں یا نہیں؟ زید انبیاء علیہم السلام کی عصمت پر اعتراض کرتا ہے مثلاً آدم علیہ السلام کا شجرہ ممنوعہ کے پاس جانا، موسیٰ علیہ السلام کا قبطی کو قتل کرنا اور وہ حدیث کہ انبیاء علیہم السلام کا نفسی نفسی ارشاد فرمانا، اس کا مفصل طور پر مع الدلائل جواب مرحمت فرمائیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک انبیاء علیہم السلام سے کسی قسم کا کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا، انبیاء علیہم السلام تمام صغائر و کبائر گناہوں سے قبل النبوۃ وبعد النبوۃ معصوم ہوتے ہیں، بظاہر جو گناہ معلوم ہوتے ہیں حقیقتاً وہ گناہ نہیں ہیں چنانچہ آدم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ”فنسی آدم ولم نجد له عزما“ آدم علیہ السلام بھول گئے، پس بھول جانا گناہ نہیں ہوا کرتا، گناہ وہ معصیت ہے جس کا دیدہ ودانستہ قصداً وارادۃً ارتکاب کیا جائے۔

”واصح الاقوال انهم معصومون عن المعاصی کلها من الکبائر والصغائر عمدا اوسهوا قبل النبوة وبعدها “......(قطب الارشاد: ۸۳)

"ان الولی لایبلغ درجة النبی لان الانبیاء علیهم السلام معصومون مامونون عن خوف الخاتمة مکرمون بالوحی حتی فی المنام وبمشاهدة الملائکة الکرام مامورون بتبلیغ الاحکام وارشاد الانام بعدالاتصاف بکمالات الاولیاء العظام"......(شرح الفقه الاکبر : ۱۲۱)

"الانبیاء علیهم السلام کلهم منزهون عن الصغائر والکبائروالکفر والقبائح یعنی قبل النبوة وبعدها"......(شرح الفقه الاکبر: ۵٦)

زید کا حضرت آدم علیہ السلام پر اعتراض کرنا زید کا استدلال قرآن پاک کی آیت "وعصی آدم ربه فغوی" اس کا جواب یہ ہے کہ عصیان اور غوی کا اطلاق اس اجتہاد فی الخطاء اور نسیان پر صورتاً ہوا ہے اس لیے کہ بظاہر اللہ تعالی کے حکم کی خلاف ورزی ہے لیکن حقیقت میں معصیت نہیں ہے کیونکہ معصیت تو دیدہ ودانستہ قصداً وارادۃً ارتکاب کا نام ہے، البتہ حضرت آدم وحوا علیہما السلام کو اتنی بات پر اتنا سخت عتاب ہوا کہ جنت سے نکالے گئے کیونکہ "حسنات الابرار سیئات المقربین" کے تحت انبیاء مقربین بندے ہوتے ہیں نیز یہ بظاہر عتاب مگر حقیقت میں شرف خلافت سے نوازنے کا ذریعہ تھا۔

"وعصی آدم ربه باکل الشجرة ،فغوی یعنی ضل عن المطلوب واخطاء طریق الحق وخاب حیث طلب الخلد باکل الشجرة التی هی سبب لضده اوعن المامور به اوعن الرشد حیث اغتر بقول العدو وقال ابن الاعرابی ای فسد علیه عیشه فصار من العزّالی الذّلّ"......(تفسیر المظهری : ٦/۹۹)

"فغوی ففسد عیشه بنزوله الی الدنیا والغی الفساد وهوتاویل حسن وهواولی من تاویل من یقول فغوی معناه ضل من الغی الذی هوضدالرشد"......(احکام القرآن للقرطبی : ۱۱/۲۵۷)

زید کا حضرت موسی علیہ السلام پر اعتراض کرنا کہ انہوں نے ایک قبطی کو قتل کردیا تھا حالانکہ قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے پس یہ عصمت انبیاء کے منافی ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس کو مارنا بقصد قتل نہ تھا بلکہ نیت تادیب اور مظلوم کی مدد کرنا تھا دوسری بات یہ ہے کہ قتل آلہ قتل سے کیا جاتا ہے حالانکہ مکا مارنا آلہ قتل سے نہیں تھا، نیز وہ مقام دارالحرب تھا اور قبطی حربی مباح الدم بھی تھا۔

"ان یقال انه کان لکفره مباح الدم"......(تفسیر الکبیر :/۵۸۵)

”فوكزه موسى فقضى عليه(الآية سورة القصص)قال تحت قوله تعالى فوكزه موسى ......وهذا لم يكن مناف لعصمه لكونه خطاء وانما عدذلک من عمل الشيطان وسماه ظلما واستغفرعنه على عادة المقربين في استعظام محقرات صدرت منهم “ ......(تفسير المظهري :۷/۱۵۹)

اور یہ اشکال کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے گناہ کا خود ہی اقرار کردیا”ولهم على ذنب فاخاف ان يقتلون“ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں ذنب سے مراد تاوان ہے نہ کہ گناہ،قرینہ اس بات پر یہ ہے کہ ”ولهم على ذنب “ا ن قبطیوں کا مجھ پر ذنب ہے حالانکہ گناہ اللہ کا کیا جاتا ہے نہ کہ بندوں کا،لہذا یہاں ذنب سے مراد تاوان لیا جائے گا۔

”اراد بالذنب قتله القبطي وقيل كان خباز فرعون واسمه فاتون يعني ولهم على تبعة ذنب وهي قود ذلک القتل فاخاف ان يقتلونی به فحذف المضاف اوسمى تبعة الذنب ذنبا كما سمى جزاء السيئة سيئة “......(تفسيرالكشاف :۳/۳۰۹)

زید کا انبیاءعلیہم السلام پر اعتراض کرنا کہ روز قیامت نفسی نفسی کہیں گے،اس کا جواب یہ ہے کہ جو بھول چوک انبیاءعلیہم السلام سے ہوئی تھی اس بھول چوک کا خوف ان پر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اجتہادی غلطی کی بناء پر پکڑ نہ لیں کیونکہ ”حسنات الابرار سيئات المقربين “ کے تحت کہ انبیاءعلیہم السلام مقربین بندے ہوتے ہیں،اس وجہ سے ان کو اپنی اجتہادی غلطی کا خوف ہوگا اور عظمت مرتبہ کی وجہ اپنی اجتہادی غلطی کا خوف یہ عصمت انبیاءعلیہم السلام کے منافی نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

انبیاءاور صحابہ کرام کی فلمیں بنانے والوں کا حکم:

(مسئلہ نمبر۱۵۵) بسم الله الرحمان الرحيم

محترم ومکرم حضرت مولانا مفتی حمید اللہ جان صاحب مدظلہ العالی

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته :

بعد از خیریت دعا ہے کہ اللہ پاک آپ کو اپنی رضامندی نصیب فرمائے اور امت محمدیہ ﷺ کے ایمان

بچانے کا ذریعہ بنائے، آج کل انبیاء علیہم السلام پر بننے والی فلمیں لوگ زور وشور سے دیکھ رہے ہیں، اسی سلسلہ میں کچھ فتاوی جات بھی حاصل کیے گئے ہیں اور شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب قدس سرہ کے خلیفہ مجاز مولانا محبّ اللہ صاحب مدظلہ العالی نے ایک مضمون تحریر فرمایا ہے، جو انشاء اللہ ایک پمفلٹ ''انبیاء علیہم السلام پر فلم بنانا توہین رسالت کے مترادف'' کے نام سے شائع کر کے مفت تقسیم کرنے کا ارادہ ہے، اس پمفلٹ کی کاپی پیش خدمت ہے، آپ سے درخواست ہے کہ اس موضوع پر اپنی تحریر و تائید تحریر فرما کر ہمیں ارسال فرمائیں تاکہ ہم اسے بھی پمفلٹ میں شامل کر سکیں۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت آپ کی تائیدات کی شمولیت سے اس پمفلٹ کو زیادہ نافع بنائے اور اپنی قبولیت نصیب فرمائے اور ایسے فتنے کی سرکوبی کا ذریعہ بنائے کہ جس کے خطرناک طریقہ واردات سے دین دار طبقہ تک متاثر نظر آرہا ہے اور دوسرے لاکھوں مسلمان بھی اس میں مبتلا ہو چکے ہیں۔

ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ اس مسئلہ کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی مصروفیات کو مؤخر کر کے فوری جواب ارسال فرمائیں گے، والسلام۔

دعاؤں کا طالب

محمد ہاشم جاوید مرکز سراجیہ گلی نمبر۴، اکرم پارک، غالب مارکیٹ گلبرگ iii لاہور

استفتاء:

السلام علیکم ورحمة الله وبركاته

چندسالوں سے بعض نجی ٹی وی چینلز اور کیبل آپریٹر حضرات عمومی طور پر انبیاء علیہم السلام کی زندگی پر بنائی گئی فلموں کی نمائش کر رہے ہیں، مغربی ممالک میں تو یہ سلسلہ کئی دہائیوں سے جاری ہے مگر ہمارے وطن عزیز میں یہ سلسلہ کچھ عرصے سے زور پکڑ گیا ہے۔

''دی میسج'' (The message) نامی فلم جو حضور ﷺ کے مقدس زمانہ کے واقعات پر مشتمل ہے اس فلم کی نمائش جیو چینل پر ہر سال کی جاتی ہے، صرف نبی پاک ﷺ کی ذات اطہر کو چھوڑ کر اس فلم میں تقریباً تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے نام سے کرداروں کو پیش کیا ہے، 313 بدری صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین بھی بدر کی جنگ میں دکھائے گئے ہیں، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ناموں پر کردار ادا کاروں نے ادا کیے۔

آج کل ''پیغام پروڈکشن'' نامی ادارے نے انبیاء علیہم السلام کی زندگی پر بنائی گئی فلموں کا اردو زبان میں ترجمہ کر کے پھیلانا شروع کر رکھا ہے، ان فلموں میں حضرت آدم علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام،

حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام کے فرضی کردار پیش کیے گئے ہیں، ان فلموں میں کئی مقامات پر نبی کا فرضی کردار ادا کرنے والے کو اے نبی، اے یوسف، اے ابراہیم، اے پیغمبر کہہ کر پکارا جاتا ہے، اسی طرح یہ فرضی کردار بھی کئی مقامات پر اپنے ڈائیلاگ سے خود کو اللہ کا پیغمبر کہتے ہیں، مثلاً حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں یہ دکھایا گیا ہے کہ اس دور میں شیاطین انسانوں پر جنگ کا اعلان کر دیتے ہیں اور سلیمان علیہ السلام کے نام سے کردار ادا کرنے والے کا ایک جملہ (جب وہ ایک عورت کے پاس بیٹھا ہے) یہاں نقل کرتا ہوں۔

''ہر پیغمبر کی ایک میراث ہوتی ہے اور میری میراث شاید ان سے (یعنی سرکش شیاطین سے) جنگ ہے''

میوزک کی دھنیں تو ان تمام فلموں میں متواتر استعمال کی گئی ہیں، اور ان فلموں میں انبیاء کے ناموں سے جن کرداروں کو دکھایا گیا ہے ان کو بار بار اس طرح پکارا جاتا ہے جیسے کسی عام آدمی کو پکارا جاتا ہے، مثلاً نجاشی کے دربار میں حضرت جعفر بن طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے جس شخص نے کردار ادا کیا ہے وہ کہتا ہے کہ

''ہم وہ کرتے ہیں جو محمد ہمیں کہتے ہیں .... محمد نے ہمیں بتایا ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کرو۔

کئی ایک بار حضرت جبرائیل علیہ السلام کو وحی لاتے ہوئے دکھایا گیا ہے اور ایک انسان کو حضرت جبرئیل کے نام سے کردار دیا گیا ہے، اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے نام سے بنائے گئے کرداروں پر ٹھٹھہ، پاگل، مجنون کہنا وغیرہ بھی فلم میں دکھایا گیا ہے، ایسی ہی کئی توہین پر مبنی مثالیں ان فلموں میں حد سے زیادہ موجود ہیں، آپ سے مندرجہ ذیل سوالات شریعت مطہرہ کی روشنی میں جواب طلب ہیں۔

(۱) کیا اسلام میں اس بات کی گنجائش ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر فلمیں یا ڈرامے تیار کیے جائیں، ان فلموں کی شریعت میں کیا حیثیت ہے؟ کیا یہ ناجائز ہیں؟ اور ان کا گناہ کس درجہ کا ہے؟ کیا ایسی فلموں کو بنانے والے یا ان کا کسی بھی زبان میں ترجمہ کرنے والے اسلام کے مجرم ہیں اور شریعت ان پر کیا تعزیر یا گرفت کرتی ہے؟ کیا ایسے لوگوں کو صرف توبہ کرنی چاہیئے یا ان کی کوئی سزا مقرر ہے؟

(۲) فلم بنانے والوں کا یہ دعوی کرنا کہ اس فلم کی تمام دستاویز کی بڑی عرق ریزی سے قرآن واحادیث نبویہ اور مستند تاریخی حوالہ جات سے تیار کی گئی ہے، ایسی صورت میں کیا فلم کو بنانے، نشر کرنے فروخت کرنے یا دیکھنے کی کوئی گنجائش اسلام میں ہے؟

(۳) کسی بھی شخص کو چاہے وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو فرضی طور پر نبی یا صحابی بتانا اور پھر دیگر فلموں کے کرداروں کی طرح اس شخص سے صحابی کے طور پر ایکٹینگ کرنے اور کروانے کے فعل کی شریعت میں کیا حیثیت ہے؟

(۴) وہ شخص جواس فلم میں بار ہا خود کو نبی یا صحابی کہہ رہا ہے اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۵) وہ لوگ یا ادارے جوان فلموں کی نمائش کرر ہے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ ان فلموں کا کاروبار لین دین کسی بھی درجہ میں کیسا ہے؟

(۶) ان فلموں کو دیکھنے والے چاہے وہ اسلامی معلومات کے حصول کی نیت سے دیکھیں یا نیکی اور دینی جذبہ کے ساتھ دیکھیں ان کا کیا حکم ہے؟

(۷) کیا حکومت وقت کو ایسی فلموں پر پابندی لگانی چاہیئے؟

(۸) جولوگ اس فتنہ کی شدت سے آگاہ ہیں بالخصوص دینی طبقہ سے منسلک ذمہ داران ان کو اس سلسلہ میں کیا کردار ادا کرنا چاہیئے اور جانتے بوجھتے ہوئے آنکھیں بند کرنے والے اور اس گناہ پر خاموشی اختیار کرنے والوں کے بارے میں کیا رائے ہے؟

جواب عنایت فرما کر ہماری راہنمائی فرمائیں۔ والسلام

مرکز سراجیہ گلی نمبر ۴، اکرم پارک، غالب مارکیٹ گلبرگ iii لاہور

الجواب باسم الملک الوھاب

حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی مبارک زندگیوں اور ان کے واقعات پر مشتمل فلمیں اور ڈرامے تیار کرنا، یا ان کی شبیہ تیار کرنا، غیر نبی خصوصاً اداکاروں کو نبی ظاہر کرنا توہین انبیاء علیہم السلام ہے جو کہ کفر ہے، لہذا انبیاء کی فلمیں تیار کرنے والے، ان فلموں میں اداکار نبی ہونے کی ایکٹنگ کرنے والے، ایسی توہین آمیز فلموں اور ڈراموں کے ترجمے کرنے والے، غیر نبی کو نبی ظاہر کرنے والے یا اس میں کسی بھی قسم کی معاونت کرنے والے توہین انبیاء کے مرتکب ہیں، اسی طرح توہین آمیز فلموں کی تشہیر کرنے والے، کیبل، ٹی وی پر چلانے والے اور جائز وثواب کی نیت سے یا اسلامی معلومات حاصل کرنے کی غرض سے دیکھنے والے یہ تمام کے تمام افراد اگر تو مسلمان ہیں تو توہین انبیاء کے ارتکاب کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے، اور ان کا نکاح بھی ختم ہو گیا، کیونکہ کسی بھی ایسے طریقے سے علم حاصل کرنا یا علم پھیلانا جس سے توہین انبیاء ہو کفر ہے، لہذا ان افراد کے لیے شرعا حکم یہ ہے کہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح کریں اور اپنے فعل پر ندامت واستغفار کریں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی فلمیں یا ڈرامے تیار کرنے والے یا اس میں کسی قسم کا تعاون کرنے والے فاسق اور گنہگار ہیں، ان کے ذمہ شرعاً توبہ واستغفار کرنا اور آئندہ پوری زندگی اس قبیح فعل سے اجتناب ضروری ہے۔

اور ایسی فلموں کا کاروبار کرنا شرعاً ناجائز وحرام ہے۔

حکومت پر لازم ہے کہ ایسی فلموں پر فوراً پابندی عائد کرے اور مجرمین کے لیے کڑی سزائیں نافذ کرے، اور علمائے کرام اور ائمہ مساجد کی بھی ذمہ داری ہے کہ عوام الناس کو اس برے عمل سے بچنے کی تلقین کریں۔

اللہ رب العزت اس برے فعل سے ہماری حفاظت فرمائے (آمین)

”وكذلك لوقال انارسول الله اوقال بالفارسية من پيغمبرم يريدبه پيغام مى برم يكفر“......(المحيط البرهانى :۴۰۸/۷، الهندية: ۲۶۳/۲)

” نعم سيذكر الشارح ان مايكون كفر اتفاقا يبطل العمل والنكاح ومافيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة وتجديدالنكاح “...... (ردالمحتار: ۳۱۶/۳)

”ومنها ان استحلال المعصية صغيرة كانت اوكبيرة كفر اذا ثبت كونها معصية بدلالة قطعية وكذا الاستهانة بهاكفر بان يعدها هينة سهلة ويرتكب من غير مبالاة بها “......(شرح الفقه الاكبر: ۱۵۲)

”وسب احد من الصحابة وبغضه لايكون كفرا لكن يضلل“......(شامى : ۳۲۱/۳)

”وقوله ونحب اصحاب رسول الله ﷺ ولانفرط فى حب احدمنهم ولانتبرأمن احدمنهم ونبغض من يبغضهم وبغيرالحق لا نذكرهم ولانذكرهم الابخير وحبهم دين وايمان واحسان وبغضهم كفر ونفاق وطغيان“......(شرح العقيدة الطحاوية:۴۶۷،العقيدة الطحاوية: ۱۳

”ومنها بحث التوبة ......وفى الشريعة هى الندم على المعصية من حيث هى معصية مع عزم ان لايعود اليها اذا قدرعليها“...... (شرح فقه الاكبر: ۱۵۸)

”ولاتجوز الاجارة على شىء من الغناء والنوح والمزامير والطبل وشىء من اللهو لانه معصية والاستيجار على المعاصى باطل، فان بعقدالاجارة يستحق تسليم المعقود عليه شرعا ولايجوز ان يستحق على المرء فعل به يكون عاصيا شرعاً“......(المبسوط: ۴۲/۱۶)

”عن ابى سعيد الخدرى عن رسول الله ﷺ قال من راى منكم منكرا فليغيره

بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان ، رواہ مسلم ''......(مشکوۃ المصابیح : ۴۵۰/۲)

''وخلاصة الکلام من ابصر ماانکرہ الشرع فلیغیرہ بیدہ ای بان یمنع بالفعل بان یکسر الآلات ویریق الخمر ویردالمغصوب الی مالکہ فان لم یستطع ای التغیر بالید وازالتہ بالفعل لکون فاعلہ اقوی منہ فبلسانہ ای فلیغیرہ بالقول وتلاوۃماانزل اللہ من الوعید علیہ وذکرالوعظ والتخویف والنصیحة فان لم یستطع التغییر باللسان ایضا فبقلبہ بان لایرضی بہ وینکر فی باطنہ علی متعاطیہ فیکون تغییرا معنویااذلیس فی وسعہ الا ھذا القدر من التغییر ''

......(مرقاۃ المفاتیح : ۳۲۴،۳۲۳/۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

انبیاءاورصحابہ کرام کی فلم بنانے والوں کا حکم:

(مسئلہ نمبر۱۵۶) باسمہ تعالی

کیافرماتے ہیں مفتیان کرام مندرجہ ذیل مسائل کے متعلق:

(۱) کیاانبیائے کرام علیہم السلام کے متعلق فلمیں بنانے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں؟

(۲) کیاصحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے متعلق فلمیں بنانے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں؟

(۳) جوشخص ان فلموں کوثواب کی نیت سے دیکھے اس کا کیا حکم ہے؟اور جوشخص بلانیت ثواب دیکھے اس کا کیا حکم ہے؟

(۴)ان فلموں کی خریدوفروخت کرنے والوں کا کیا حکم ہے؟

(۵)ان فلموں کودیکھنے کاشرعی حکم تحریرفرمادیں۔

انبیائے کرام کے متعلق جاری کردہ فلموں میں خرابیاں

(۱)فلم میں جوشخص نبی دکھایا گیاہے یقیناً وہ غیر نبی ہے،اس لیے غیر نبی پر نبی کا اطلاق کیا گیاہےاوراس میں نبی کے روپ کوغیر نبی نے دھاراہے۔

(۲) حضرت یوسف علیہ السلام اورحضرت یعقوب علیہ السلام کی بےصبری ظاہر کی گئی ہے۔

(۳) خود بنائے گئے انبیاء کی ڈاڑھی ایک انچ سے بھی کم دکھائی گئی ہے۔
مذکورہ مسائل کی قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی مبارک زندگیوں اور ان کے واقعات پر مشتمل فلمیں اور ڈرامے تیار کرنا یا ان کی شبیہ تیار کرنا، غیر نبی خصوصاً فلمی اور ٹی وی اداکاروں کو نبی ظاہر کرنا توہین انبیاء علیہم السلام ہے جو کہ کفر ہے، لہذا انبیاء کی فلمیں تیار کرنے والے، ان فلموں میں اداکار نبی ہونے کی ایکٹنگ کرنے والے، ایسی توہین آمیز فلموں اور ڈراموں کے ترجمے کرنے والے، غیر نبی کو نبی ظاہر کرنے والے یا اس میں کسی بھی قسم کی معاونت کرنے والے توہین انبیاء کے مرتکب ہیں، اسی طرح توہین آمیز فلموں کی تشہیر کرنے والے، کیبل، ٹی وی پر چلانے والے اور جائز وثواب کی نیت سے یا اسلامی معلومات حاصل کرنے کی غرض سے دیکھنے والے یہ تمام کے تمام افراد اگر تو مسلمان ہیں تو توہین انبیاء کے ارتکاب کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہوگئے، اور ان کا نکاح بھی ختم ہوگیا، کیونکہ کسی بھی ایسے طریقے سے علم حاصل کرنا یا علم پھیلانا جس سے توہین انبیاء ہو کفر ہے لہذا ان افراد کے لیے شرعا حکم یہ ہے کہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح کریں اور اپنے فعل پر ندامت واستغفار کریں۔
صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی فلمیں یا ڈرامے تیار کرنے والے یا اس میں کسی قسم کا تعاون کرنے والے گمراہ اور فاسق ہیں، اور ان کو دیکھنے والے سخت گناہ گار ہیں، ان کے ذمہ شرعاً توبہ واستغفار کرنا اور آئندہ پوری زندگی اس قبیح فعل سے اجتناب ضروری ہے۔
اور ایسی فلموں کا کاروبار کرنا شرعاً ناجائز وحرام ہے۔
حکومت پر لازم ہے کہ ایسی فلموں پر فوراً پابندی عائد کرے اور مجرمین کے لیے کڑی سزائیں نافذ کرے، اور علمائے کرام اور ائمہ مساجد کی بھی ذمہ داری ہے کہ عوام الناس کو اس برے عمل سے بچنے کی تلقین کریں۔
اللہ رب العزت اس برے فعل سے ہماری حفاظت فرمائے (آمین)

”وكذلك لوقال انارسول الله اوقال بالفارسية من پيغمبرم يريدبه پيغام مى برميكفر“......(المحيط البرهانی :۷/۴۰۸، الهندية: ۲/۲۶۳)

”قال فی التتارخانية من لم يقربعض الانبياء اوعاب نبيا بشیء اولم يرض بسنة من سنن المرسلين ﷺ فقدكفر“......(رسائل ابن عابدين : ۱/۳۲۵)

”ومنها ان استحلال المعصية صغيرة كانت اوكبيرة كفر اذا ثبت كونها

معصية بدلالة قطعية وكذا الاستهانة بها كفر بان يعدها هينة سهلة ويرتكب من غيرمبالاة بها "......(شرح الفقه الاكبر: ۱۵۲)

" نعم سيذكر الشارح ان مايكون كفر اتفاقا يبطل العمل والنكاح ومافيه خلافيؤمر بالاستغفار والتوبة وتجديدالنكاح "...... (ردالمحتار: ۳/۳۸)

"وفى البزازية استماع صوت الملاهى كضرب قصب ونحوه حرام لقوله ﷺ استماع الملاهى معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر(الى قوله)اوللاستحلال كمافى النهاية قوله فسق اى خرج عن الطاعة ولايخفى ان فى الجلوس عليها استماعالها والاستماع معصية فهمامعصيتان"......(الدرمع الرد: ۵/۲۴۶،۲۴۷)

"ومنها بحث التوبة ......وفى الشريعة هى الندم على المعصية من حيث هى معصية مع عزم ان لايعود اليها اذا قدرعليها"...... (شرح فقه الاكبر: ۱۵۸)

"ولاتجوز الاجارة على شيء من الغناء والنوح والمزامير والطبل وشيء من اللهو لانه معصية والاستيجار على المعاصى باطل، فان بعقدالاجارة يستحق تسليم المعقود عليه شرعا ولايجوز ان يستحق على المرء فعل به يكون عاصيا شرعاً"......(المبسوط: ۱۶/۴۲)

"وقوله ونحب اصحاب رسول الله ﷺ ولانفرط فى حب احدمنهم ولانتبرأ من احدمنهم ونبغض من يبغضهم وبغيرالخير يذكرهم ولانذكرهم الابخير وحبهم دين وايمان واحسان وبغضهم كفر ونفاق وطغيان"......(شرح العقيدة الطحاوية: ۴۶۷)

"عن ابى سعيد الخدرى عن رسول الله ﷺ من راى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وذلك اضعف الايمان"......(مشكوة المصابيح : ۲/۴۵۰)

"وخلاصة الكلام من ابصر ماانكره الشرع فليغيره بيده اى بان يمنع بالفعل بان يكسر الالات ويريق الخمر ويردالمغصوب الى مالكه فان لم يستطع اى

التغیر بالید وازالته بالفعل لکون فاعله اقوی منه فبلسانه ای فلیغیره بالقول وتلاوة ماانزل الله من الوعید علیه وذکر الوعظ والتخویف والنصیحة فان لم یستطع التغییر باللسان ایضا فبقلبه بان لایرضی به وینکر فی باطنه علی متعاطیه فیکون تغییرا معنویااذلیس فی وسعه الا هذا القدر من التغییر ''......(مرقاة المفاتیح: ۹/۳۲۴،۳۲۳)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

گستاخ رسول کی توبہ کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۱۵۷) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں میں ایک لڑکے نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کے الفاظ بولے ہیں اور مقامی عالم نے اس کو کلمہ پڑھایا تھا، اب اسی لڑکے نے دوبارہ گستاخی کی ہے آیا حنفی مسلک کے مطابق اس کی توبہ قبول ہے کہ نہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال مذکورہ لڑکے کی توبہ میں تفصیل یہ ہے کہ اگر اس نے مقدمہ فوج داری قائم ہونے اور گرفتاری سے پہلے سچے دل سے توبہ کی تو پھر حنفی مسلک کے تحت اس کی توبہ قبول ہے اور گرفتاری کے بعد اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔

''والقول الثالث ماذکره المحقق ابوالسعود آفندی العمادی من التفصیل وهوانه تقبل توبته قبل رفعه الی الحاکم لابعده وتبعه علیه الشیخ علاء الدین فی الدرالمختار وجعله محمل القولین الاولین ''......(مجموعه رسائل ابن عابدین : ۱/۳۴۳)

''ثم رأیت فی معروضات المفتی ابی السعود سوالا ملخصه ان طالب علم ذکره عنده حدیث نبوی فقال اکل احادیث النبی ﷺ صدق یعمل بها فاجاب بانه یکفر اولابسبب استفهامه الانکاری وثانیا بالحاقه الشین للنبی ﷺ ففی کفره الاول عن الاعتقاد یؤمربتجدیدالایمان فلایقتل والثانی

یفیدالزندقة فبعد اخذه لاتقبل توبته اتفاقافیقتل وقبله اختلف فی قبول توبته عندابی حنیفة تقبل فلایقتل وعندبقیة الائمة لاتقبل ویقتل حدا"......(الدرالمختار: ۱/ ۳۲۰)

"(قوله فبعد اخذه)تفریع علی کونه صارزندیقا وحاصل کلامه ان الزندیق لوتاب قبل اخذه ای قبل ان یرفع الی الحاکم تقبل توبته عندنا وبعده لااتفاقا" ......(ردالمحتار:۳......۳۲۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حضورﷺ کے وسیلہ سے دعا مانگنا:

(مسئلہ نمبر۱۵۸) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بندہ نے گزشتہ شب مسجد کے اندر ایک آدمی کے کہنے پر اس پیرائے میں دعا مانگی جس پر مذکورہ شخص بے حد برہم ہوا، دعا کے الفاظ یہ تھے، یااللہ ہم تیرے بندے ہیں، تیرے حبیبﷺ کے امتی ہیں، ہماری بداعمالیوں اور سیاہ کاریوں کے باعث بارش رک سکتی ہے، حضورﷺ کے وسیلہ جمیلہ سے باران رحمت نازل فرما، آیا اس میں شرکیہ کفریہ الفاظ موجود ہیں یا کہ جائز ہے بلکہ مستحب ومستحسن ہے؟ برائے مہربانی وضاحت فرمائی جائے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں حضورﷺ کے وسیلہ سے دعا مانگنا جائز ہے۔

"لااری بأسا فی التوسل الی اللہ بجاه النبی ﷺ "......(روح المعانی :۱۲۸/۶)

"وقال السبکی یحسن التوسل بالنبی الی ربّه ولم ینکره احدمن السلف ولاالخلف الاابن تیمیة فابتدع مالم یقله عالم قبله اه"......(شامی ۲۸۱/۵)

"عن انس ان عمرابن الخطاب کان اذاقحطوا استسقی بالعباس بن عبدالمطلب قال اللهم انا کنا نتوسل الیک بنبیناﷺ فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقناقال فیسقون "......(رواه البخاری : ۱/ ۱۳۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

انبیاءاور صلحاء کے وسیلے سے دعا مانگنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۱۵۹) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا حضور ﷺ کا وسیلہ دے کر دعا مانگنا صحیح ہے؟ کیا ہم اللہ تعالیٰ کو اس کے نیک بندوں کا واسطہ دے کر دعا مانگ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

حضور ﷺ یا دیگر انبیاء علیہم السلام اور صلحاء امت کے وسیلہ سے دعا مانگنا جائز ہے۔

"لااری باسا فی التوسل الی اللہ بجاہ النبی ﷺ "......(روح المعانی : ۱۲۸/۶)

"ان التوسل بجاہ غیر النبی ﷺ لاباس "......(روح المعانی : ۱۲۸/۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دعوی نبوت کرنے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۱۶۰) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص نبوت کا دعوی کرے تو اس کو کافر مانیں گے یا کچھ اور۔

الجواب باسم الملک الوھاب

رسول ﷺ کی نبوت کے بعد دعوی نبوت کرنے والا کافر ہے۔

"وکذلک نکفر من ادعی نبوۃ احدمع نبینا ﷺ ای فی زمنہ کمسیلمۃ الکذاب والاسودالعنسی اوادعی نبوۃ احدبعدہ فانہ خاتم النبیین بنص القرآن والحدیث وھذاتکذیب للہ ورسولہ "......(مجموعہ رسائل الکشمیری : ۵۶،۵۷/۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مدعی نبوت کو نبی ماننے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۱۶۱) دعوی نبوت کرنے والے کو ایک شخص نبی یا مجدد مانے تو یہ شخص جو نبی یا مجدد مانتا ہے تو اس شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

رسول پاک ﷺ کی نبوت کے بعد دعوی نبوت کرنے والا اور اس کو نبی یا مجدد ماننے والا دونوں کافر ہیں۔

”ومن ادعی النبوة فی زماننافانه یصیر کافرا ومن طلب منه المعجزات فانه یصیر کافرا لانه شک فی النص ویجب الاعتقاد بانه ماکان لاحدشرکة فی النبوة لمحمد ﷺ“......(مجموعه رسائل الکشمیری: ۳/ ۵۶)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

زمانہ نبوت میں نبی پیدا ہونے پر حاکمیت محمدی کا حکم:

(مسئلہ نمبر۱۶۲) جو شخص یہ کہے کہ اگر بالفرض زمانہ نبوت میں بھی کوئی نبی پیدا ہوجائے تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا، یہ شخص کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اس عبارت سے اس شخص نے ایک سوال مقدر کا جواب دیا ہے وہ یہ کہ نبی خاتم النبیین ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت تشریف لائیں گے، تو آپ خاتم النبیین کیسے ہوئے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر چہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے تو بھی آپ کی خاتمیت نبوت میں کچھ فرق نہیں آئے گا، کیونکہ آپ ﷺ کی شریعت قیامت تک کے لیے ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بوقت نزول بحیثیت امتی نازل ہوں گے لہذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آپ کی شریعت کے مطابق فیصلے فرمائیں گے۔

”قوله لکنه یتابع محمدا ﷺ الخ ای یکون علی شریعته کماقال علیه السلام لوکان موسیٰ حیاماوسعه الااتباعی“......(حاشیة نمبر ۲، شرح العقائد: ۱۶۹)

”وامامن کان قبله فانهم کانوایحتاجون الی نبی بعدنبی فامکن حاجتهم الی المحدثین الملهمین ولهذااذانزل المسیح بن مریم فی امته لم یحکم فیهم الابشرع محمد ﷺ“......(مجموعه رسائل الکشمیری: ۲/ ۱۹۳)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

گستاخ انبیاء گستاخ صحابہ اور گستاخ امہات المؤمنین کا حکم:

(مسئلہ نمبر۱۶۳) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو شخص انبیاء علیہم السلام کی شان میں یا صحابہ کی شان میں یا امہات المؤمنین کی شان میں گستاخی کرے، اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جو شخص انبیاء کی شان میں یا صحابہ میں سے شیخین کی شان میں یا امہات میں سے حضرت عائشہؓ پر بہتان لگائے یہ کافر ہے، شیخین کے علاوہ باقی صحابہ کی شان میں اور حضرت عائشہؓ کے علاوہ باقی امہات المؤمنین کی شان میں گستاخی کرنے سے آدمی گمراہ اور لعنتی بن جاتا ہے نہ کہ کافر۔

"ان ساب الرسول ﷺ کافر قطعا"......(ردالمحتار: ۱/۴۱۵)

"من سب الشیخین اوطعن فیھما کفر"......(الدرعلی الرد:۳/۳۲۱)

"لاشک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشۃ رضی اللہ عنہا"......(ردالمحتار:۳/۳۲۱)

"وسب احدمن الصحابۃ وبغضہ لایکون کفرالکن یضلل"...... (ردالمحتار: ۳ / ۳۲۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حیات انبیاء علیہم السلام:

(مسئلہ نمبر۱۶۴) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حیات انبیاء علیہم السلام ثابت ہے یا نہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔

"ولاتقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات، قال القاضی محمدثناء اللہ العثمانی الحنفی المظھری النقشبندی تحت ھذہ الآیۃ فذھب جماعۃ من العلماء الی ان ھذہ حیاۃ مختص بالشھداء والحق عندی عدم اختصاصھا بھم بل حیاۃ الانبیاء اقوی منھم واشد ظھورا آثارھا فی الخارج حتی لایجوز النکاح بازواج النبی ﷺ بعد وفاتہ بخلاف الشھید "......(تفسیر مظھری : ۱/۱۷۰)

”ان الانبیاء احیاء فی قبورهم کماوردفی حدیث “......(رسائل ابن عابدین : ۲/۲۰۲)

”حیاۃ الانبیاء والشهداء فی القبر کحیاتهم فی الدنیا ویشهدله صلاۃ موسی فی قبره فان الصلاۃ تستدعی جسدا حیا“......(الحاوی للفتاوی : ۵۵۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حالت بیداری میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوسکتی ہے یانہیں؟

(مسئلہ نمبر ۱۶۵) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا حضور اقدس ﷺ کا دیدار مبارک بحالت بیداری ممکن ہے یانہیں؟ مدلل ومفصل جواب دیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

حضور اکرم ﷺ کی رؤیت کے بارے میں احادیث کے الفاظ نقل کرنے والے صحابی سے تردید کے ساتھ منقول ہیں۔

صحیح البخاری کی روایت حضرت ابو ہریرۃؓ سے یوں مروی ہے۔

”من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظة ولایتمثل الشیطان بی “......(صحیح البخاری : ۲/۱۰۳۵)

جب کہ مسلم شریف کی روایت کے مکمل الفاظ یہ ہیں۔

”من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظة اوفکانما رانی فی الیقظة لایتمثل الشیطان بی “......(صحیح مسلم : ۲/۲۴۲)

اگراس روایت میں راوی کی طرف سے لفظ او سے تردید کا اظہار نہ ہوتا تو یہ روایت حالت بیداری میں حضور اقدس ﷺ کی رویت ممکن ہونے کی واضح دلیل بن جاتی لیکن تردید کی وجہ سے حدیث سے تو استدلال صریح اور متیقن نہیں البتہ مشائخ عظام اور محدثین کرام کے ارشادات اوراولیاء کرام کے مشاہدات سے اس کا ثبوت ملتا ہے، علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ بخاری شریف کی شرح فیض الباری میں رقم فرماتے ہیں۔

”ثم قدتکون یقظة ایضا کما انهاقد تکون مناما ویمکن عندی رؤیته ﷺ یقظة لمن رزقه الله سبحانه وتعالی کما نقل عن السیوطی وکان زاهدا

متشددافی الکلام علی بعض معاصریه ممن له شان انه راه ﷺ اثنین وعشرین مرة وساله عن احادیث ثم صححها بعد تصحیحه ﷺ وکتب الیه الشاذ لی یستشفع به ببعض حاجته الی سلطان الوقت وکان یوقره فابی السیوطی ان یشفع له وقال انی لاافعل وذلک لان فیه ضررنفسی وضررالامة لانی زرته ﷺ غیر مرة ولااعرف فی نفسی امراغیرا نی لا اذهب الی باب الملوک فلو فعلت امکن ان احرم من زیارته المبارکة فانه ارضی بضررک الیسیر من ضررالامة الکثیر، والشعرانی رحمه الله ایضاکتب انه راه ﷺ وقرء علیه البخاری فی ثمانیة رفقة معه ثم سماهم وکان واحدمنهم حنفیا وکتب الدعاء الذی قرأ ه عند ختمه فالرؤیة یقظة متحققة وانکارها جهل ''......(فیض الباری : ۱/۲۰۴)

یہی روایت ابوداؤد میں بھی مروی ہے اس کی شرح میں محدث کبیر مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ اپنی مایہ ناز شرح بذل المجہود میں رقم طراز ہیں۔

''قال فی درجات مرقاة الصعود ونقل عن جماعة من الصالحین انهم رأوه ﷺ نوما فرأوه بعده یقظة فسالوه عن امور تخوفوا منها فارشد هم للمخرج منها فهذا نوع من کرامات الاولیاء واکثر من یقع له ذلک انما یقع له قرب موته اوعندالاحتضار ویکرم الله تعالی من یشاء قبله ،وقد نص علی وقوع ذلک کرامة للاولیاء خلق من الامة کحجة الاسلام الغزالی وابن العربی وعز الدین''......(بذل المجهود :۵/۲۸۲)

نیز اسی کے حاشیہ پر شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ فتح الباری کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں۔

''الکلام علی معنی الحدیث واقاویل العلماء فیه ثم قال والحاصل فیه ستة معانی الی ان قال السادس انه یراه فی الدنیا حقیقة ویخاطبه وماقیل فی معناه سیرانی فی الدنیا مبنی علی رؤیته ﷺ فی الدنیا بعدالوفاة والوقائع فی ذلک شهیرة ذکر بعضها الشعرانی فی المیزان وبحث فیه ابن حجر المکی فی الفتاوی الحدیثیة''......(بسط الحافظ :۱۲/۱۱۳)

نیز علامہ جلال الدین السیوطیؒ نے الحاوی للفتاوی کے ص۶۵۹ پر "**تنویر الحلک فی امکان رؤیة النبی و الملک**" کے نام سے ایک رسالہ تحریر فرمایا کہ جن میں حضور ﷺ کی حالت بیداری میں رؤیت کا ذکر فرمایا لہذا حضور اکرم ﷺ کی حالت بیداری میں زیارت نہ صرف ممکن ہے بلکہ واقع بھی ہے۔ کماذکرہ المشائخ۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆

انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۱۶۶) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو شخص انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کرے یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر ازواج مطہرات کی گستاخی کرے تو اس شخص کا کیا حکم ہے؟ مفصل اور مدلل جواب مطلوب ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

جو شخص حضرات انبیاء علیہم السلام میں سے کسی ایک کی شان میں گستاخی کرے یا امہات المومنین رضی اللہ عنہن میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگائے تو یہ کافر ہے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ باقی ازواج مطہرات کی گستاخی کرنے سے گو کافر تو نہیں ہوتا لیکن ملعون اور گمراہ ہوگا۔

"ان ساب رسول الله ﷺ كافر قطعا "......(ردالمحتار : ۱/۴۱۵)

"وكذا يكفر قازف عائشة ومنكر صحبة ابيها لان ذلك تكذيب صريح القرآن "......(شامی :۳/۳۳۹)

"نعم لاشک فی تکفير من قذف السيدة عائشة رضی الله عنها "......(شامی : ۳/۳۲۱)

"وسب احدمن الصحابة وبغضه لايكون كفرا لكن يضلل "......(شامی : ۳/۳۲۱)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

توہین رسالت کی ویب سائٹ کا حکم:

(مسئلہ نمبر۱۶۷) محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید کرتا ہوں کہ آپ خیر و عافیت سے ہوں گے، ذیل میں میں نے توہین رسالت کے ایک المناک واقعے کو بیان کیا ہے اوراس سلسلے میں آپ کی رہنمائی کی اشد ضرورت ہے، یہاں میں اجمالی طور پر بیان کر دیتا ہوں تا کہ واقعہ سمجھنے اور فتویٰ تحریر کرنے میں آپ کو آسانی ہو، مئی ۲۰۱۰ء میں توہین رسالت کا ایک ایسا واقعہ سامنے آیا کہ جس کی پہلے شاید ہی کہیں نظیر ملتی ہو، فیس بک (facebook) نامی ویب سائٹ (website) پر سرورکونین محبوب خدا امام المرسلین حضرت محمد ﷺ کے خاکے بنانے کا عالمی مقابلہ ''ایوری باڈی ڈرا محمد ڈے'' (Everybody Draw Muhammad) کے نام سے منعقد کیا گیا 'نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ من ذلک) اس واقعے کی ضروری تفصیلات میں نے ذیل میں بیان کر دی ہیں۔

میں نے آپ کے قیمتی وقت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے کہ اپنی تحریر مختصر، خوشخط، واضح اور جامع انداز میں پیش کروں تا کہ آپ کو کسی قسم کی کوئی مشکل درپیش نہ ہو۔

امید کرتا ہوں کہ آپ راہنمائی سے ضرور مستفید فرمائیں گے اور احقر کی اس ادنیٰ کاوش پر اپنی نظر کرم ضرور فرمائیں گے، نجانے آپ کی راہنمائی سے کتنے ہی مسلمان اس گستاخ ویب سائٹ سے ہمیشہ کے لیے بائیکاٹ کرنے پر آمادہ ہو جائیں اور کیا معلوم کہ آپ کا جاری کردہ فتویٰ اس گستاخ ویب سائٹ کی ملک میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے پابندی کا سبب بنے۔

آخر میں میں آپ سے عاجزانہ گزارش کروں گا کہ آپ اللہ کے حضور میرے لیے ضرور دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے یہ استطاعت وتوفیق عطا فرمائے کہ میں ان گستاخان رسول کی نجس حرکات کو دنیا کے سامنے آویزاں اوران کی تدبیروں کو اکارت اور ان کے حربوں کو ناکارہ اوران کے حوصلوں کو پست کرسکوں، اللہ سے دعا ہے کہ وہ تمام ملت اسلامیہ کو اتحاد واتفاق نصیب فرمائے اور رسول پاک ﷺ سے ایسی عقیدت ومحبت اوران کی ایسی تعظیم واحترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے جیسا کہ کرنے کا حق ہے۔(آمین)

رسول کریم کا ادنیٰ غلام، محمد سلمان حیدر قریشی پشاور میڈیکل کالج

0333-9175608

ای میل:pms.salmanqureshi@gmail.com

تعارف:

غالبًا وہ ۱۹ مئی ۲۰۱۰ء کا دن تھا کہ جب یہ خبر منظر عام پر آئی کہ فیس بک (facebook) نامی ویب سائٹ کہ جس کے ذریعے ایک گستاخ گروپ ''ڈرا محمد ڈے'' (Draw Muhammad day) پر رسول

اقدس ﷺ کی پاکیزہ ہستی کے مزاحیہ خاکے بنانے کا عالمی مقابلہ منعقد کررہا تھا، جس پر لاہور ہائی کورٹ کی جانب سے پابندی لگادی گئی، جہاں اس الم ناک واقعے کو سن کر صدمہ ہوا وہاں لاہور ہائی کورٹ کے فیصلے کو سن کر خوشی بھی ہوئی مگر وہ خوشی بھی اس دن ختم ہوگئی کہ جب یہ خبر منظر عام پر آئی کہ لاہور ہائی کورٹ کی طرف سے فیس بک پر عائد کردہ پابندی ہٹادی گئی، جس پر مجھے یہ محسوس ہوا کہ "فیس بک" پر لگائے جانے والی پابندی کا مقصد فیس بک کو نقصان پہنچانا نہیں بلکہ مسلمانوں کے اس گروہ کو ٹھنڈا کرنا تھا کہ جو اس واقعے سے مشتعل ہوئے، پھر بھی دل میں یہ شک پیدا ہوا کہ شاید فیس بک نے مسلمانوں کی طرف سے کیے جانے والے احتجاج کے ردعمل میں اس گھٹیا مقابلے کو منعقد کرنے سے روک دیا ہو، چنانچہ میں نے اپنا کمپیوٹر لگایا اور اس واقعے سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیے مختلف ویب سائٹس کھولنی شروع کردیں، اور جب میں اصل حقیقت سے آشنا ہوا تو حیران ہوکر رہ گیا کیونکہ توہین رسالت کا یہ واقعہ تو میری توقعات سے بھی بالاتر نکلا، نامی ویب سائٹ پر یہ درج تھا کہ یہ قصہ تو اپریل سے ہی شروع تھا اور ۲۶ اپریل ۲۰۱۰ء تک تقریباً ۶۰۰۰ گستاخ اس کستاخی میں شریک ہوچکے تھے (1) پھر ایک ویب سائٹ پر میں نے یہ خبر پڑھی کہ ۱۹ مئی ۲۰۱۰ تک ۴۱۰۰۰ سے زائد گستاخ اس گستاخی میں شامل ہوچکے تھے (2) ساتھ ہی اس ویب سائٹ میں درج تھا کہ "فیس بک" کے نمائندے نے "فوکس نیوز" کو بتایا کہ ان کا اس گستاخانہ حرکت کو روکنے کا کوئی ارادہ نہیں (3) پھر ایک ویب سائٹ پر یہ دردناک خبر بھی میری گنہگار آنکھوں سے گزری کہ ان ملعون گستاخوں کی کاوش کے نتیجے میں رسول اقدس ﷺ کے ذات اقدس ۴۰۰۰ سے زائد مزاحیہ خاکے منظر عام پر آئے (استغفراللہ) (4) جاکارتہ پوسٹ نامی اخبار کے مطابق اس نیچ حرکت کو اکتالیس ہزار تین سو (۴۱،۳۰۰) گستاخ لوگوں نے سراہا (5) قہر تو یہ ہے کہ گستاخان رسول نے فقط اس پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ اس نیچ عمل کے دیکھا دیکھی اس جیسے اور گروپ دوسرے ناموں سے بناڈالے اور پوری دنیا سے حق کے منکروں کو کھلی دعوت دی کہ وہ رسول اقدس ﷺ کی پاکیزہ ہستی کے نعوذ باللہ خاکے بنا کر بھیجیں، مذکورہ بالا اخبار نے اپنی ویب سائٹ پر ایسے دو مختلف گستاخانہ گروپس کی نشاندہی کی ہے جن میں سے ایک کا نام جب کہ دوسرے گروپ کا نام بیان کیا ہے (6) ایک ویب سائٹ نے تو اس سے بھی بڑھ کر بیان کیا اس ویب سائٹ کے مطابق گستاخ گروپ کو تو ایک لاکھ سے اوپر گستاخوں نے سراہا تھا (7) جب کہ گستاخان کی تعداد اسی ہزار (۸۰،۰۰۰) تک بتائی جو اس گستاخ گروپ کا حصہ بنے جب کہ اس گستاخ گروپ کے ذریعے منظر عام پر آنے والے گستاخانہ خاکوں کی تعداد ۲۰ مئی ۲۰۱۰ء تک چھ ہزار پانچ سو اکاون (۶۵۵۱) بیان کی (نعوذ باللہ من ذلک) (8) پہلے تو کسی ایک گستاخ ملک کا کوئی سرکش اخبار چند ایک خاکے شائع کرنے کی ہمت کرتا تھا مگر اس بار تو پوری دنیا میں ۶۰۰۰ سے زائد خاکے نشر کیے گئے، اس سے

بھی زیادہ افسوس مجھے اس وقت ہوا کہ جب مجھے اس بات کی خبر ملی کہ اس قدر توہین آمیز خاکے نشر ہونے کے بعد بھی نہ صرف لاہور ہائی کورٹ نے اس گستاخ ویب سائٹ سے پابندی ہٹائی بلکہ اس اسلامی مملکت کی عوام نے بھی اس فیصلے پر لبیک کہتے ہوئے دوبارہ سے اس ویب سائٹ کے ساتھ اپنا پرانا رشتہ جوڑ دیا۔

توہین رسالت کے اس المناک واقعے کو دیکھ کر میرے اقدام......فتویٰ کی ضرورت:

جب مجھے اس المناک واقعے کی خبر ملی تو بہت رنج ہوا اور اب کی بار میں نے طے کرلیا کہ دنیا کے مشاغل خواہ کتنے ہی مجھے اس کام سے روکیں مگر اس بار میں نے رسول کریم ﷺ کی آبرو کی حفاظت کے لیے اپنا کردار ادا کرنا ہے، چنانچہ اسی سلسلے میں میں نے مختلف طریقوں سے گستاخان رسول کی سازشوں کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی اور ان شاء اللہ کرتا رہوں گا۔

☆عالم اسلام کو اس کے مقصد سے روشناس کرانے،مسلمانان عالم کو اپنا کردار ادا کرنے،ان کے اندر غیرت ایمانیہ جگانے، عاشق رسول کے بلند مقام سے مسلمانوں کو آگاہ کرنے، گستاخان رسول کی سازشوں کو بے نقاب کرنے اور ان کے خلاف مثبت اقدام کرنے کے سلسلے میں میں نے بہت سے اصلاحی مضامین مرتب یا تحریر کیے جن کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) گستاخ رسول کی سزا موت کیوں؟......علمی دلائل کی روشنی میں (مرتب کردہ) (۲) گستاخ رسول کی سزا موت کیوں؟۔۔۔۔عقلی دلائل کی روشنی میں (۳) توہین رسالت کا ذمہ دار کون؟ (۴) محمد ﷺ کی آبرو کا نگہبان کدھر ہے؟ (۵) کدھر ہے ہماری غیرت ایمانیہ (۶) آفریں ہے ہمارے حکمرانوں پر (۷) نبی کریم ﷺ پر پوری ملت اسلامیہ قربان! (۸) اے مسلمان اٹھ اور اپنا حق عاشقی ادا کر (۹) گمنام عاشق رسول (مرتب کردہ) (۱۰) ایمان افروز کلمات (مرتب کردہ) (۱۱) غیور سرفروشوں کی باہمت مستورات (مرتب کردہ)

English Section

(12)Blasphemy;a Game Just Discovered

(13)Evidences of upsetting event Draw Muhammad Day

(14)Boyeott Facebook

(15)General Misconceptions Regarding Boycott of Facebook

☆سب سے پہلے تو میں نے خود اس گستاخ ویب سائٹ کا ہمیشہ ہمیشہ کے لے بائیکاٹ کیا۔

☆میں نے میسجز کے ذریعے اپنے رشتہ داروں، دوستوں اور عزیزوں کو اس المناک خبر سے ہوشیار کیا اور انہیں اس گستاخانہ ویب سایٹ کو ہمیشہ کے لیے بائیکاٹ کرنے کو کہا، اس سلسلے میں کہیں پر مثبت نتیجہ سامنے آیا تو بعض حضرات مجھ سے اس معاملے پر بحث کرنے لگے۔

☆ چنانچہ لوگوں کی اس سلسلے میں غلط فہمیاں دور کرنے کے لیے میں نے تقریباً سولہ سوالات اور ساتھ ان کے مدلل دلائل سے آراستہ جوابات پر مشتمل ایک انگریزی آرٹیکل لکھا اور لوگوں کو گستاخان رسول کے خلاف متحد کرنے کی ایک ادنیٰ سی کوشش کی جو الحمدللہ اب تک جاری ہے۔

☆ آپ کی طرف رجوع کرنا بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے، حقیقتاً آپ کے قلم سے لکھی گئی بات اور آپ کی جانب سے جاری کردہ فتویٰ میری جانب سے کہی گئی بات سے کہیں زیادہ معتبر ہوگا اور ان شاء اللہ لوگوں کے دلوں پر بھی اثر کرے گا۔

☆ جب محترم جناب مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کا فیس بک کے بائیکاٹ کے سلسلے میں بیان سنا تو حقیقی طور پر بہت خوشی ہوئی، انہوں نے اپنے بیان میں فرمایا تھا کہ اس سلسلے میں ایک تحریک چلائی جائے، چنانچہ میں نے سوچا کہ ان شاءاللہ اس کام سے فارغ ہوکر اللہ نے استطاعت دی تو اس کاوش کو ایک عالمی تحریک کی شکل دوں گا (ان شاء اللہ) اور سارے عالم اسلام کو ان گستاخان سے قطع تعلقی کی دعوت دوں گا، اور صاحب اقتدار سے ان کا کردار ادا کرنے کی گزارش کروں گا (ان شاءاللہ)

گستاخ فیس بک کا قصور:

لاہور ہائی کورٹ نے اس ویب سائٹ پر دس روزہ پابندی لگوائی تھی مگر ساتھ ہی اس میعاد پابندی کو بڑھانے کا اختیار بھی رکھا تھا، تاہم ذرائع کے مطابق دس روز کے بعد لاہور ہائی کورٹ نے فیس بک پر سے پابندی اس لے ہٹادی کہ فیس بک نے یہ گستاخانہ مواد بعد میں پاکستان اور کچھ دوسرے ملکوں میں نشر کرنا بند کردیا۔

(9) حالانکہ یہ بات بھی اپنی جگہ روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ

☆ فیس بک ان ایک لاکھ گستاخان کے لیے بطور پلیٹ فارم ثابت ہوا۔

☆ فیس بک نے نہ صرف ان گستاخان کو اس نجس حرکت کا ایک موقع فراہم کیا بلکہ ان کی اس گھٹیا حرکت کی حمایت بھی کی۔

☆ فیس بک کو دیے گئے بیان میں اوپر بھی ذکر کر چکا ہوں کہ جس میں فیس بک کے نمایندے نے اس گستاخانہ گروپ کو بند کرنے سے صراحتاً انکار کردیا۔

☆ بہت سی ویب سائٹ پر یہ بات بیان کی گئی ہے کہ فیس بک کو بے شمار لوگوں نے جن کے تعداد کم از کم ۳۵،۰۰۰ ہے اس گستاخانہ گروپ کی اطلاع دی اور اسے بند کرنے کو کہا مگر فیس بک نے پھر بھی اس گستاخانہ گروپ کو بند نہ کیا۔

(10) جس کے نتیجے میں عالم اسلام کے لیے ایسے دردناک اور دل کو مجروح کردینے والے نتائج سامنے آئے کہ جن کا ذکر اوپر تفصیل سے ہو چکا۔

☆ یہ وہی فیس بک ہے کہ جس نے مسلمانوں کے بہت گروپس جن میں شامل ہیں کو اپنی ویب سائٹ سے ہٹایا۔
(11) مگر اس گستاخانہ گروپ کا آخر تک ساتھ دیا۔
☆اس بات کے باوجود یہ گستاخانہ گروپ فیس بک کی اپنی بنائی گئی پالیسیوں کے منافی تھا، پھر بھی فیس بک نے اس گروپ کو ہٹانے سے انکار کر دیا۔
(12) جب کہ دوسری طرف اسرائیل میڈیا منسٹر کی درخواست پر فلسطینیوں کا حمایتی پیج ہٹا دیا گیا۔(13)
☆ جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا کہ فیس بک پر ہونے والا یہ الم ناک واقعہ توہین رسالت کی تاریخ کا ایک ایسا قبیح واقعہ ہے کہ جس کی شاید پہلے نظیر ملتی ہو، اس واقعے نے جہاں دنیا بھر میں موجود گستاخان رسول کو گستاخی کا ایک نیا طرز سکھایا ہے وہاں بہت سی دوسری ویب سائٹس کو بھی اس گستاخانہ فعل سے متأثر کیا ہے، نتیجتاً نامی گستاخ ویب سائٹ پر تقریباً ۲۵ سے زائد ایسی ویب سائٹس یا پیجز کے ایڈریس موجود ہیں کہ جنہوں نے اس گستاخانہ مقابلے میں حصہ لیا۔
☆ایک ویب سائٹ کے مطابق تو یہ بات بھی سامنے آئی کہ فیس بک کا ایک کارندہ خود اس کا ہے۔(14) جب کہ دوسری ویب سائٹ پر ایک شخص نے یہ انکشاف کیا کہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ سارا کھیل خود فیس بک کا ہی تیار کردہ ہوتا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس ویب سائٹ کی طرف متوجہ ہوں (15) اور یوں اس گستاخ ویب سائٹ کو مالی فائدہ ہو اور مشہوری ملے، الغرض یہ بات درست ہو یا نہ ہو مگر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ فیس بک نے اس گستاخانہ عمل کے لیے نہ صرف ان گستاخان کو ایک موقع فراہم کیا بلکہ انہیں ایک پلیٹ فارم بھی مہیا کیا اور ساتھ ہی ان کی حمایت بھی کی اور ان کے گستاخانہ گروپ کو اپنی ویب سائٹ سے ہٹانے سے انکار کر دیا جس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔

فیس بک کیا ہے؟

فیس بک ایک کمیونٹی بیسڈ ویب سائٹ ہے جو اپنے یوزرز کو یہ موقع فراہم کرتی ہے کہ وہ اپنا اکاونٹ بنائیں، دوسرے یوزرز سے رابطے میں رہیں، اپنے مختلف قسم کے خیالات کا اظہار کریں، اپنی تصاویر یا ویڈیو وغیرہ کو اپنے اکاؤنٹ میں شامل کریں دوسروں سے براہ راست میسج کے ذریعے بات کریں، ویب سائٹ پر مختلف گیمز کھیلیں، وغیرہ وغیرہ۔

عالم اسلام فیس بک کے منافع کا ایک اہم ذریعہ:

عالم اسلام میں فیس بک کو بہت مشہوری حاصل ہے، انڈونیشیا مسلمانوں کا دنیا میں سب سے بڑا ملک ہے اور فیس بک انڈونیشیا کے یوزرز کی تعداد تمام دوسرے ممالک کے مقابلہ میں دوسرے نمبر پر ہے جو کہ ایک ویب سائٹ کے مطابق

39568620 ہے(16)اسی طرح پاکستان میں فیس بک کے استعمال کرنے والوں کی تعداد 5135220 ہے
۔(17)جب کہ ترکی فیس بک کے یوزرز کی تعداد 29951960 ہے(18)فیس بک پر موجود مسلمان یوزرز کی
تعداد کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ فیس بک پر موجود صرف چار اسلامی پیجز جو کہ فیس بک اپنی سائٹ
سے ہٹادیے، کے ساتھ ڈھائی ملین سے زیادہ لوگ منسلک تھے(19)جب کہ نامی اسلامی ویب سائٹ پر کچھ لوگوں
نے اپنا ذاتی حساب لگاتے ہوئے یہ انکشاف کیا ہے کہ فیس بک پر تقریباً ایک سو ملین مسلمان یوزرز ہیں۔(20)
مختلف ذرائع کے مطابق:

☆ شیخ الاسلام محترم جناب مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے جمعہ کے دن فیس بک کے بائیکاٹ کے متعلق بیان فرماتے
ہوئے یہ فرمایا کہ انہیں کسی شخص سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اس فیس بک کی سائٹ کو کوئی شخص ایک مرتبہ کلک کرے
تو اس کو یعنی فیس بک کو ڈھائی ڈالر کا فائدہ پہنچتا ہے۔(21)

☆ ایک ویب سائٹ کے مطابق دنیا میں موجود مسلمان یوزرز گستاخ فیس بک کی آمدنی کا ۴۷ فیصد ذریعہ ہیں(22)
جب کہ ایک پاکستانی ویب سائٹ کے مطابق یہ شرح ۵۰ فیصد ہے(23)جب کہ ایک اور ویب سائٹ پر ایک
نوجوان نے ۴۵ فیصد بیان کیا ہے۔(25)

☆ ایک پاکستانی نے اپنی ویب سائٹ پر اپنی ذاتی حساب کے ذریعے یہ اندازہ کرنے کی کوشش کی ہے کہ ۲۰۱۰ء میں
فیس بک کے بائیکاٹ کے ذریعے فیس بک کا کس قدر مالی نقصان ہوا ہوگا، بقول اس کے فیس بک کو ان دس دنوں کے
دوران صرف پاکستان کے بائیکاٹ سے 242,280s ڈالر کا نقصان ہوا اور یہ مقدار زیادہ بھی ہوسکتی ہے۔(26)

☆ پاکستان کی جانب سے فیس بک کے بائیکاٹ کے ذریعے فیس بک کے مالی نقصان کی خبر ایکسپریس نیوز کے صحافی
جاوید چوہدری نے بھی اپنے پروگرام ''کل تک'' میں بھی دی تھی۔

☆ ایک ویب سائٹ کے مطابق صرف پاکستان کے لوگوں کے ذریعے فیس بک کو ایک سال میں
5,631,281,29s ڈالر جو کہ پاکستانی روپیہ کے مطابق Rs:461,765,066,16 بنتے ہیں، ملتے ہیں،
اسی ویب سائٹ کے مطابق فیس بک پوری دنیا میں موجود مسلمان یوزرز کے ذریعے
517,000,000s کماتا ہے۔(27)

الغرض کہ یہ بات بہت سے ذرائع سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ فیس بک کو اپنے یوزرز سے مالی فائدہ پہنچتا ہے
اور اس ویب سائٹ کو استعمال کرنے کا مطلب گویا اس سے تعلق جوڑنا اور اس کو فائدہ پہنچانا ہے اور نیز یہ کہ فیس بک کی
آمدنی میں عالم اسلام کا بہت بڑا ہاتھ ہے اور عالم اسلام کی جانب سے کیا جانے والا فیس بک کا مکمل بائیکاٹ اس
گستاخ فیس بک کی معیشت کو تباہی کے دہانے تک پہنچا سکتا ہے(ان شاء اللہ تعالیٰ)

فتویٰ کے لیے سوالات:

(۱) ایک عام مسلمان کی اس سلسلے میں کیا ذمہ داری بنتی ہے؟

(۲) کیا اس سلسلے میں اس گستاخ ویب سائٹ سے فقط چند روزہ بائیکاٹ کافی ہے؟

(۳) وہ صاحب اقتدار حضرات کہ جن کے پاس یہ طاقت ہو کہ وہ اس گستاخ ویب سائٹ کو ملکی یا عالمی سطح پر بند کروا سکیں یا اس نجس حرکت میں ملوث گستاخان کو ان کے کیفر کردار تک پہنچا سکیں یا سزا دلوانے کے لیے مثبت اقدام کر سکیں تو ایسے مسلمان حضرات پر قرآن وسنت کی رو سے کیا حکم لاگو ہوتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) یقیناً سرور کونین ﷺ کی محبت ایمان کے لیے شرط ہے، آپ ﷺ سے محبت کے بغیر ایمان کا دعویٰ بے کار ہے، لہٰذا ایک عام مسلمان جو اس ویب سائٹ کو بند کروانے کی طاقت نہیں رکھتا اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس ویب سائٹ کے استعمال سے مکمل پرہیز کرے، اور کوئی مسلمان اس ویب سائٹ میں یوزر اکاؤنٹ نہ بنائے، کیونکہ جب کوئی اس ویب سائٹ میں اکاؤنٹ بناتا ہے تو مخصوص رقم اس ویب سائٹ کے مالک کے اکاؤنٹ میں چلی جاتی ہے، جو کہ معاونت علی المعصیت کی وجہ سے حرام ہے۔

(۲) ایسی غلیظ اور رسوائے زمانہ ویب سائٹ سے فقط چند روزہ بائیکاٹ کافی نہیں ہے، کیونکہ مسلمانوں کے دل میں آپ ﷺ کی محبت ہمیشہ رہتی ہے لہٰذا اس گستاخ ویب سائٹ سے نفرت اور بائیکاٹ بھی ہمیشہ کے لیے ضروری ہے، اور یہ ایسی ویب سائٹ بھی نہیں ہے جس پر ہماری ضروریات زندگی موقوف ہوں کیونکہ ہر وہ شخص جو اس ویب سائٹ کے بارے میں کچھ نہ کچھ معلومات رکھتا ہے اسے معلوم ہے کہ یہ محض بے حیائی فحاشی اور وقت کے ضیاع کا ذریعہ ہے، بہت کم لوگ اس سے کاروباری لحاظ سے فائدہ اٹھاتے ہیں، اگر اس ویب سائٹ پر ہماری ضروریات کا انحصار ہوتا تب بھی تمام مسلمان ایسی ویب سائٹ سے نفرت کرتے جس میں آقا کریم ﷺ کی گستاخی ہوئی ہو اور یہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔

”قال رسول الله ﷺ لایؤمن احدکم حتیٰ اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین “......(بخاری :۷/۱)

”ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان یعنی لاتعاونوا علی ارتکاب المنهیات “ ......(تفسیر مظهری :۳/۴۸)

”عن ابی سعیدالخدریؓ عن رسول الله ﷺ قال من رأی منکم منکرا افلیغیره

بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان ''

......(مشکوٰۃ المصابیح: ۲/۴۳۶)

(۳)وہ ارباب اقتدارحضرات جواس ویب سائٹ کوعالمی یاملکی سطح پر بند کرنے کی طاقت رکھتے ہوں ان پر لازم ہے کہ وہ اس غلیظ ویب سائٹ کوعالمی یاکم ازکم ملکی سطح پر بند کروائے ،اوران گستاخان کوقتل کروائے تاکہ دوبارہ کوئی ایسی قبیح حرکت کی جسارت نہ کرسکے۔

''وخلاصۃ الکلام من ابصرماانکرالشرع (فلیغیرہ بیدہ)ای بان یمنعہ بالفعل بان یکسرالآلات ویریق الخمرویردالمغصوب الی مالکہ فان لم یستطع ای التغییر بالید وازالتہ بالفعل لکون فاعلہ اقویٰ منہ (فبلسانہ) ای فلیغیرہ بالقول وتلاوۃ ماانزل اللہ من الوعید علیہ وذکرالوعظ والتخویف والنصیحۃ(فان لم یستطع) ای التغییرباللسان ایضاً (فبقلبہ) بان لایرضیٰ بہ وینکرفی باطنہ علی متعاطیہ فیکون تغییرا معنویا''......(مرقات المفاتیح : ۳۲۳،۳۲۴/۹)

''ایمارجل مسلم سب رسول اللہ ﷺ اوکذبہ اوعابہ اوتنقصہ فقدکفرباللہ تعالی وبانت منہ امرأتہ فان تاب والاقتل ''......(ردالمحتار: ۳/۳۱۹)

''امرﷺ بقتل کعب ابن الاشرف بلاانذار وکان یؤذیہ ﷺ وکذا امربقتل ابی رافع الیھودی وکذا امر بقتل ابن اخطل لھذاوان کان متعلقا باستارالکعبۃ'' ......(رسائل ابن عابدین: ۱/۳۲۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عصمت انبیاءعلیہم السلام اوران کی طرف منسوب الفاظ کاصحیح مفہوم:

(مسئلہ نمبر ۱۶۸) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ انبیاءعلیہم السلام والتسلیمات قبل النبوۃ وبعدالنبوۃ معصوم ہوتے ہیں یعنی صغائراورکبائر کاارتکاب نہیں کرسکتے حالانکہ آدم علیہ السلام نے شجرہ ممنوعہ کھایاہے وغیرہ،وغیرہ،اس مسئلہ کے بارے میں ہمارے علاقہ کے علماء بڑی پریشانی کاشکارہیں مہربانی فرماکراس کے بارے میں راہنمائی فرمائیں اورعنداللہ ماجورہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اہل سنت والجماعت کے نزدیک انبیاءعلیہم السلام سے کسی قسم کاکوئی گناہ سرزدنہیں ہوتا،انبیاءعلیہم السلام تمام

صغائر و کبائر سے قبل النبوۃ معصوم ہوتے ہیں بظاہر جو گناہ معلوم ہوتے ہیں حقیقتاً وہ گناہ نہیں ہوتے، چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ”فنسی ولم نجدله عزما“ آدم علیہ السلام بھول گئے پس بھول جانا گناہ نہیں ہوا کرتا، گناہ تو وہ معصیت ہے جو جان بوجھ کر قصد وارادہ سے جس کا ارتکاب کیا جائے، رہی بات ”عصی آدم ربه فغوی“ تو یہ اجتہاد فی الخطاء اورنسیان صورتاً ہوا ہے، اس لیے کہ بظاہر اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی ہے لیکن حقیقت میں معصیت نہیں کیونکہ معصیت تو دانستہ وقصداً ہوا کرتی ہے، ”حسنات الابرار سیئات المقربین“ کے ضابطہ کے تحت تعبیر میں اللہ تعالیٰ نے ذرا سخت انداز اپنایا ہے۔

”اصح الاقوال انهم معصومون عن المعاصی کلهامن الکبائر والصغائر عمدااوسهوا قبل النبوة وبعدها فی حال الصحة والمرض وفی حال الغضب والرضاوماا وحی الله تعالی الیهم بواسطة ملک اوالهام اومنام اوغیرذالک فانه کله حق صدق ماینطق عن الهوی ان هوالاوحی یوحیٰ“......(قطب الارشاد: ۸۳)

”ثم هذه العصمة ثابتة للانبیاء قبل النبوة وبعدها علی الاصح وهم مؤیدون بالمعجزات الباهرة والآیات الظاهرة“......(شرح فقه الاکبر: ۵۷)

”(وعصیٰ آدم ربه) باکل الشجرة (فغویٰ) یعنی ضل عن المطلوب واخطأ طریق الحق وخاب حیث طلب الخلد باکل الشجرة التی هی سبب لضده اوعن المامور به اوعن الرشد حیث اعتربقول العدوقال ابن الاعرابی ای فسدعلیه عیشه فصارمن العزالی الذل ومن الراحة الی التعب“......(تفسیر مظهری: ۶/۹۹)

”(فغویٰ) ففصد عیشه بنزوله الی الدنیا والغی الفساد وهوتاویل حسن وهواولی من تاویل من یقول (فغوی) معناه ضل من الغی الذی هوضدالرشد“......(احکام القرآن للقرطبی: ۱۱/۲۵۷)

تمام انبیاء کرام کے وہ تمام اقوال وافعال جو بظاہر گناہ نظر آتے ہیں وہ گناہ نہیں ہوتے بلکہ ان کے عالی مقام کے شایان شان نہیں ہوتے، اس لئے اللہ جل شانہ کی طرف سے ان پر تنبیہ ہوتی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت یوسف علیہ السلام پر فلم بنانے والوں کا حکم:

(مسئلہ نمبر۱۶۹) کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک فلم میں حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ فلمایا گیا ہے، اس فلم میں حضرت یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے کرداراور دیگر معتبر کردار واضح طور پر دکھائے گئے ہیں، بظاہر واقعہ عین قرآن کے مطابق ہے، کیا یہ فلم دیکھنا جائز ہے؟ راہنمائی فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

یہ فعل بلاشبہ ناجائز اور بہت سے معاصی وقبائح کا مجموعہ ہونے کے ساتھ ساتھ کفر بھی ہے، اس لیے کہ اس میں غیر نبی اداکار پر نبی کا اطلاق کرنا ہے جو کہ نبی کی توہین ہے اور کسی بھی نبی کی ادنیٰ توہین بھی کفر ہے، لہٰذا فلم بنانے والے فلمساز اور اپنے آپ کو نبی ظاہر کرنے والے (اداکار) اگر پہلے مسلمان ہوں تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے، اور اگر وہ شادی شدہ ہوں تو ان کا نکاح بھی اپنی اہلیہ سے ختم ہو چکا، ان کے ذمہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہے، تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ قانونی کاروائی کے ذریعہ اس کی بندش کے لیے کوشش کریں، اور دوسرے سادہ لوح مسلمانوں کو مسئلہ سے آگاہ کریں، اور ایسی فلموں کی نمود ونمائش، خرید وفروخت پر پابندی عائد کرنا حکومت وقت کی ذمہ داری ہے۔

"وکذالک لوقال انارسول اللہ اوقال بالفارسیة من پیغامبرم یریدبہ پیغام می برم یکفر"......(المحیط البرھانی :۷/۴۰۸،ھکذافی الھندیة:۲/۲۶۳)

نوٹ: واضح رہے کہ اداکار اداکاری کے دوران جب اپنے آپ کو نبی ظاہر کرتا ہے تو وہ مذکورہ بالا الفاظ کہتا ہے نیز اسے جائز بھی سمجھتا ہے جو کہ صریح کفر ہے۔

"ومنھا ان استحلال المعصیة صغیرة کانت اوکبیرة کفر اذاثبت کونھا معصیة بدلالة قطعیة وکذا لاستھانة بھاکفربان یعدھاھینة سھلة ویرتکبھا فی غیرمبالاة بھا"......(شرح فقہ الاکبر:۱۵۲)

"عن ابی سعیدالخدری عن رسول اللہ ﷺ قال من رای منکم منکرافلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان"......(مشکوٰة المصابیح:۲/۴۵۰)

"وخلاصة الکلام من ابصر ماانکر الشرع (فلیغیرہ بیدہ) ای بان یمنع بالفعل

بان يكسر الآلات ويريق الخمر ويرد المغصوب الى مالكه (فان لم يستطع) اى التغيير باليد وازالته بالفعل لكون فاعله اقوى منه (فبلسانه) اى فليغيره بالقول وتلاوة ماانزل الله من الوعيد عليه وذكر الوعظ والتخويف والنصيحة فان لم يستطع التغيير باللسان ايضا فبقلبه بان لايرضى به وينكر فى باطنه على متعاطيه فيكون تغييرا معنويا اذليس فى وسعه الاهذا القدر من التغيير"......(مرقاة المفاتيح:۳۲۳،۳۲۴/۹)

"ان مايكون كفرااتفاقا يبطل العمل والنكاح ومافيه خلافيومر بالاستغفار والتوبة وتجديدالنكاح"......(شامی:۳۱۶/۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کسی نبی کوقتل کرنے والے کاحکم:

(مسئلہ نمبر ۱۷۰)　　حضرت مفتی صاحب السلام علیکم

اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں یہ کہنا کہ ان کو آرے سے چیر کرقتل کیا گیا تھا، یہ کلمہ کفر ہے اور پیغمبر کی توہین ہے، آپ قرآن وحدیث اورعلماء کے اقوال سے وضاحت فرمائیں کہ حضرت زکریا علیہ السلام کوکس طریقے سے شہید کیا گیا، اگرانہیں آرے سے شہید کیا گیا ہے تو کیا ان کے بارے میں یہ کلمہ کہنا کلمہ کفر ہے یانہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جن لوگوں نے کسی نبی کوقتل کیا یاایذاء پہنچائی وہ کافر ہیں، اور جوقتل کاواقعہ نقل کرتا ہے وہ کافرنہیں اورنہ ہی یہ کلمہ کفر ہے بلکہ قرآن پاک نے نقل فرمایا ہے کہ یہودیوں نے بہت سے انبیاءعلیہم السلام کوقتل کیا"ویقتلون الانبیاء بغیر حق"لہٰذانہ کلمہ کفر ہےاورنہ کہنے والا کافر ہے، بلکہ اس کوکافر کہنے والا جاہل ہے، آپ علیہ السلام کوآرے سے چیر کرشہید کیا گیا جیسا کہ مفسرین نے کہا ہے۔

"فروى عبدالمنعم بن ادريس بن سنان عن ابيه عن وهب بن منبه انه قال هرب من قومه فدخل شجرة فجاؤوا فوضعوا المنشارعليها فلماوصل المنشار الى اضلاعه فاوحى الله اليه لئن لم يسكن انينك لاقلبن الارض ومن عليها

فسکن انینه حتی قطع باثنیین وقدروی هذا فی حدیث مرفوع سنورده بعدان شاء اللہ تعالی......(۴۳۵)وقد وردمعناه فی حدیث رواه اسحاق بن بشرفی کتابه المبتداحیث قال انبأنا یعقوب الکوفی عن عمروبن میمون عن ابیه عن ابن عباس ان رسول اللہ لیلة اسری به راٰی زکریاعلیه السلام فی السماء فسلم علیه وقال له یاابایحیی اخبرنی عن قتلک کیف کان ولم قتلک بنواسرائیل قال یامحمد اخبرک ان یحیی کان خیراهل زمانه وکان اجملهم واصبحهم وجها وکان کماقال الله تعالیٰ سیداً وحصوراً وکان لایحتاج الی النساء فهوته امرء ة ملک بنی اسرائیل وکانت بغیة فارسلت الیه وعصمه الله وامتنع یحییٰ وابی علیها فاجمعت علی قتل یحییٰ ولهم عید یجتمعون فی کل عامه وکانت سنة الملک ان یوعدولایخلف ولایکذب قال فخرج الملک الی العید فقامت امرأته فشیعته وکان بهامعجباولم تکن تفعله فیمامضی فلماان شیعته قال الملک سلینی فماسألتنی شیئا الا اعطیتک قالت ارید دم یحییٰ بن زکریا قال لها سلینی غیره قالت هوذاک قال هولک قال فبعثت جلاوزنها الی یحییٰ وهوفی محرابه یصلی واناالی جانبه اصلی قال فذبح فی طشت وحمل راسه ودمه الیها قال فقال رسول الله ﷺ مابلغ من صبرک قال ماانفتلت من صلاتیفقال فلماحمل راسه الیها فوضع بین یدیها فلماامسوا خسف اللہ بالملک واهل بیته وحشمه فلمااصبحوا قالت بنواسرائیل قدغضب اللہ زکریا لذکریافتعالوا حتیٰ نغضب لملکنا فنقتل زکریا قال فخرجوا فی طلبی لیقتلونی وجاء نی النذیر فهربت منهم وابلیس امامهم یدلهم علی فلماتخوفت ان لااعجزهم عرضت لی شجرة فنادتنی وقالت الی الی وانصدعت لی ودخلت فیها قال وجاء ابلیس حتی اخذبطرف ردائی والتأمت الشجرة وبقی طرف ردائی خارجا من الشجرة وجاء ت بنواسرائیل فقال ابلیس امارأیتموه دخل هذه الشجرة هذا طرف ردائه دخلها بسحره فقالوا نحرق هذه الشجرة فقال ابلیس شقوه بالمنشار شقا قال

فشقـقت مع الشجرة بالمنشار قال له النبی هل وجدت له مساوو جعا قال لا انمـاوجـدت ذلک الشـجـرة انـی جـعـل الله روحـی فیهـا“......(البداية والنهاية: ۲/۴۳۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حیات انبیاء علیہم السلام کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ:

(مسئلہ نمبر ۱۷۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی غلام شبیر نامی کہتا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام قبروں میں مردہ ہیں، قبروں کے پاس درودوسلام پڑھنے والے کا نہ درود سنتے ہیں اور نہ ہی جواب دیتے ہیں، یہ براعقیدہ ہے، جب کہ مولوی عبدالرشید عمر کا یہ کہنا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، جو شخص قبر کے پاس درود پڑھے اس کو خود سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں جو دور سے پڑھے اس کو فرشتے پہنچاتے ہیں، ان مذکورہ شخصوں میں سے کس کا عقیدہ صحیح اور اہل السنۃ والجماعۃ کے مطابق ہے؟ جس کا یہ غلط عقیدہ ہے اس کا قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا حکم ہے؟ نیز ایسے عقیدہ رکھنے والے کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے کہ نہیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) ان مذکورہ شخصوں میں سے مولوی عبدالرشید کا عقیدہ صحیح ہے اور اہل السنۃ والجماعۃ کے مطابق ہے، جب کہ غلام شبیر کا عقیدہ قرآن وحدیث کی نصوص کے خلاف ہے، لہٰذا اہل السنۃ والجماعۃ کے مطابق نہیں۔

(۲) قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ شخص مبتدع ہے۔

(۳) ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں حیات ہیں اور جو شخص روضہ مبارک کے پاس درود پڑھتا ہے تو آپ خود اس کو سنتے ہیں اور جو دور سے پڑھا جائے وہ فرشتے پہنچاتے ہیں۔

”ولاتـقـولـوا لـمن يقتل فی سبيل الله اموات ،قال القاضی ثناء الله تحت هذه الآية افـذهـب جماعة من العلماء الی ان هذه الحياة مختص بالشهداء والحق عـنـدی عـدم اختـصـاصـهـا بهـم بـل حـيـات الانبيـاء اقویٰ منهم واشد ظهورا آثـارهـافـی الـخارج حتی لاتجوزالنكاح بازواج النبی ﷺ بعدوفاته بخلاف الشهيد “......(تفسير مظهری: ۱/۱۷۰)

”عن ابی هریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال من صلیٰ علی عندقبری سمعت ومن صلیٰ علی نائیاابلغته “......(مشکوٰۃ شریف : ۸۸/۱)

”عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال مامن احد یسلم علی الاردالله علی روحی حتی اردعلیه السلام “......(ابوداؤدشریف : ۱۹۵/۱)

”واما الفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامردینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعا ولایخفی انه اذاکان اعلم من غیره لاتزول العلة فانه لایؤمن ان یصلی بهم بغیرطهارة فهوکالمبتدع تکره امامته بکل حال بل مشی فی شرح المنیة علی ان الکراهة تقدیمه کراهة تحریم لماذکرنا“......(شامی: ۴۱۴/۱)

”وکره امامة العبد والاعرابی والمبتدع والاعمی وولدالزناء“......(کنزالدقائق علی البحر: ۶۱/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام اورامہات المؤمنین کے گستاخ کا حکم:

(مسئلہ نمبر۱۷۲) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو شخص انبیاء کرام کی شان میں یا صحابہ کرام کی شان میں یا امہات المؤمنین کی شان میں گستاخی کرے تو وہ آدمی کیسا ہے؟ اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

جو شخص انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں یا صحابہ کرام میں سے شیخین رضی اللہ عنہما کی شان میں گستاخی کرے یا امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگائے تو ایسا شخص کافر ہے، شیخین کے علاوہ باقی صحابہ کی شان میں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ باقی امہات المؤمنین کی شان میں گستاخی کرنے سے آدمی گمراہ اور لعنتی بن جاتا ہے نہ کہ کافر۔

”ان ساب الرسول ﷺ کافرقطعا“......(ردالمحتار: ۴۱۵/۱)

”من سب الشیخین اوطعن فیهما کفر“......(الدرمع الرد ۳۲۱/۳)

"وسب احدمن الصحابة وبغضه لایکون کفرالکن یضلل"......(ردالمحتار : ۳/۳۲۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا آپ ﷺ کے بول وبراز پاک تھے؟

(مسئلہ نمبر۱۷۳) محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا آپ ﷺ کا بول وبراز اور فضلات وغیرہ پاک تھے، اور اگر پاک تھے تو یہ خاصہ صرف آپ ﷺ کا ہے یا سارے انبیاء علیہم السلام کا؟ جواب دیکر ممنون فرمائیں

الجواب باسم الملک الوھاب

اکثر فقہاء ومحدثین رحمہم اللہ کا رجحان اس طرف ہے کہ بول وبراز کا پاک ہونا یہ آپ ﷺ کی ہی خصوصیت ہے۔

"صحح بعض ائمة الشافعية طهارة بوله ﷺ وسائرفضلاته وبه قال ابوحنيفة ، وقال الحافظ ابن حجر تظافرت الادلة على ذلك وعندالائمة ذلك من خصائصه ﷺ "......(شامی:۱/۲۲۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حضور ﷺ کو حاضروناظر جاننے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۱۷۴) حضرت مفتی صاحب دومسئلے دریافت کرتے ہیں۔

(۱) حضور پاک ﷺ کو حاضروناظر جاننے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۲) اذان کے بعد یا اذان سے پہلے "الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ" کے الفاظ پڑھنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

دونوں تحریر فرمادیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) یہ عقیدہ بالبداہت باطل ہے محتاج دلیل نہیں، اگر آپ ﷺ حاضروناظر ہوتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے پر پریشان نہ ہوتے، بئر معونہ کا واقعہ پیش نہ آتا۔

"وفی الخلاصة والخانیة لوتزوجت بشهادة الله ورسوله لاینعقد"......(خانیه علی الهندیة: ۱/۳۳۴)

(۲) اذان کی تعریف فقہاء نے یہ فرمائی ہے۔

"هولغة الاعلام وشرعا الاعلام المخصوص علی وجه مخصوص بالالفاظ کذلک ای مخصوص الخ "......(درعلی هامش الرد: ۱/۳۸۳)

لہٰذا بلند آواز سے اذان کے ساتھ اذان کی طرح درود شریف پڑھنا درست نہیں ،اذان کے بعد آہستہ درود شریف پڑھ کر اذان کی دعا پڑھیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

یوسف کذاب کو مسلمان سمجھنے والے اور اس کا دفاع کرنے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۱۷۵) محترم مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آنجناب کے علم میں یہ بات ہوگی کہ آج سے تقریباً پندرہ سال قبل یوسف علی نامی ایک شخص نے اپنے آپ کو بطور آخری نبی اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تسلسل کے طور پیش کیا،خود کو حضور علیہ السلام کا خلیفہ اعظم اور امام اعظم قرار دیتا،اپنے ماننے والوں کو صحابی،اپنے جال میں پھنسی ہوئی لڑکیوں کو ازواج مطہرات قرار دیتا تھا،اس کے علاوہ اس کے بہت سارے ایسے عقائد تھے جو توہین رسالت ،توہین صحابہ،توہین ازواج،توہین قرآن پر منتج ہوئے تھے،اس کے خلاف ۲۹ مارچ ۱۹۹۷ء کو مقدمہ درج کرایا گیا،۳ فروری ۲۰۰۰ کو مقدمہ کی سماعت سیشن جج لاہور میاں محمد جہانگیر کی عدالت میں شروع ہوئی،۶ ماہ مسلسل سماعت کے بعد ۵ اگست ۲۰۰۰ کو عدالت نے اسے مجرم قرار دیتے ہوئے سزائے موت اور دیگر سزائیں سنائیں،سوال یہ ہے کہ مذکورہ شخص کے اس قدر گمراہ کن عقائد کے باوجود لوگ اس کو مصلح،ولی اور نور وغیرہ یا مسلمان سمجھتے ہیں،ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

کذاب مذکور کے چیلوں میں سے ایک مشہور چیلہ زید حامد جو پہلے زید زمان کے نام سے معروف تھا ، کذاب کے ساتھ شروع سے وابستہ ہے،کذاب نے اسے اپنا صحابی قرار دیا،جیل میں محبوس ہونے کے ایام میں اسی کے ذریعے مریدوں سے کذاب کا رابطہ تھا،اس سارے عرصہ میں یہ کذاب کا بھرپور دفاع کرتا رہا،کذاب کو جیل سے فرار کرانے کے منصوبے بھی بناتا رہا،جب عدالت نے کذاب کو سزائے موت دی تو زید حامد نے اسے انصاف کا خون قرار دیا (ڈان،۱۳/اگست ۲۰۰۰ء)

کچھ عرصہ قبل جب اس نے نام بدل کرٹی وی پرآنے کا سلسلہ شروع کیا تو مولانا جلال پوری شہید نے اسکا تعاقب کیا اوراس کو بے نقاب کیا اب بھی یہ شخص یوسف کذاب کا مدافع ہے اور کہتا ہے کہ اس نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا، میں کسی یوسف کذاب کونہیں جانتا، میں یوسف علی کو جانتا ہوں، اس سے واضح ہے وہ یوسف علی کوکذاب ماننے کے لیے ہی تیارنہیں، نیز یہ کہ اس نے اب تک یوسف کذاب کے عقائد سے برأت کا اعلان بھی نہیں کیا، جب کہ مسلمان ہونے کے لئے عقائد کفریہ سے اعلان برأت بھی ضروری ہے، کمافی الشامیۃ

''قوله وفى الخامس بهما مع التبرى الخ الى قوله ثم ان الذى فى البدائع لو اتى بالشهادتين لايحكم باسلامه حتىٰ يتبرأ عن الدين الذى هو عليه ''

......(شامی:۲۲۷، ۲۲۶/۴)

نیز جس طرح ہمارے اکابر نے لاہوری قادیانیوں کو باوجود اس کے کہ وہ مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے، اس لیے کافرقرار دیا کہ وہ مرزا کے ان کفریہ عقائد کے باوجود اسے مسلمان اور مجدد قرار دیتے ہیں، جیسے کہ جواہرالفقہ میں مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ رقم طراز ہیں۔

''اس جگہ مشترک وجوہ میں سے چند وجوہ پر اکتفا کیا جاتا ہے(۱) مرزا کو باوجود ایسے صاف دعویٰ نبوت کے جس میں کسی تاویل کی ہرگز گنجائش نہیں مسلمان بلکہ مہدی ومسیح سمجھنا......الخ

سوال یہ ہے کہ یوسف کذاب کومسلمان سمجھنے والے اوراس کا دفاع کرنے والے زید حامد کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا اس کو مذکورہ اصول کی روشنی میں کافر کہہ سکتے ہیں؟

یہ مسئلہ اس لیے بھی نازک ہے کہ زید حامد کی ساحرانہ گفتگو اوراس کے تجزیوں سے بہت سے لوگ متأثر ہوئے ہیں، جن کے گمراہ ہونے کا سخت اندیشہ ہے، براہ کرم اپنے قیمتی اوقات میں سے کچھ وقت اس مسئلہ کے لیے نکالیں، اور قرآن وسنت وفقہ حنفی کی روشنی میں مکمل ومدلل جواب سے آگاہ فرمائیں۔

زید حامد کے بارے میں مولانا سعید احمد جلالپوری شہید کا تحقیقی رسالہ بھی لف ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت بیان اگر واقعی مذکور شخص (یوسف علی) سوال میں ذکر کردہ عقائد کا حامل تھا تو یہ شخص زندیق، مرتد ختم نبوت کا منکر اور دائرہ اسلام سے خارج تھا اوراس لعین نے اپنا مذہب خود گھڑ لیا تھا، جو شخص بھی اس کے پلید کفریہ عقائد سے واقف ہونے کے باوجود اس کو کافر نہ سمجھے، بلکہ ان عقائد باطلہ کو درست اور عین اسلام سمجھے تو وہ بھی مرتد وزندیق ہے، بنابریں اگر واقعی زید حامد اس کے عقائد وخیالات باطلہ کو درست سمجھتے ہوئے اس (یوسف

کذاب) کا دفاع کرتا ہے تو اس کا حکم بھی بمع دوسرے چیلوں کے (جو اس کے کفریہ عقائد کو جانتے ہوئے اس کو درست سمجھتے ہیں) اپنے پیر (یوسف کذاب) والا ہے، ان کے ساتھ کسی بھی قسم کے تعلقات (مناکحت، مشاربت، مواکلت، مجالست، ان کی کسی تقریب میں جانا یا ان کو اپنی کسی تقریب میں بلانا وغیرہ سب) حرام ہیں، اگر یہ صدق دل سے توبہ نہ کرے تو حکومت کی ذمہ داری ہے کہ جیسے اس کے پیر (یوسف کذاب) کو سزائے موت کا حکم دیا، ایسے ہی اس کے چیلے (زید) کو سزا دیکر اللہ کی زمین کو ان کے ناپاک وجود سے پاک کردے۔

"لقوله تعالیٰ ولاترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار ،وقال ایضا،فلاتقعدبعدالذکریٰ مع القوم الظالمین"......(............)

"من ارتدعرض الحاکم علیه الاسلام استحبابا ان استهل ای طلب المهلة والاقتله من ساعته الااذارضیٰ اسلامه"......(شامی:۳۱۲،۱۳)

" والکفر لغة السترو شرعاتکذیبه ﷺ فی شئ مماجاء به من الدین ضرورة والفاظه تعرف فی الفتاویٰ ......وفی الشامیة ،قوله تکذیبه ﷺ المراد بالتکذیب عدم التصدیق الذی مرای عدم الاذعان والقبول لماعلم مجیئه به ﷺ ضرورة ای علماضروریالایتوقف علی نظرواستدلال "......(شامی: ۳/۳۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیرانبیاء کے لیے علیہم السلام کا لفظ استعمال کرنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۱۷۶) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) استخارہ کرنے میں اسلام میں کیا اجازت ہے؟ کیا استخارہ کے ذریعے آنے والے وقت کے کام کا پتہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ ہمارے حق میں بہتر ہے یا نہیں؟

(۲) انبیاء علیہم السلام کے ناموں کے ساتھ علیہ السلام لکھا جاتا ہے، کیا انبیاء علیہم السلام کے بعد آنے والے صحابی، امام، یا کسی بھی اولیاء کرام یا بزرگان دین کے ساتھ لکھا جاسکتا ہے،؟ ملائکہ یا ان کے علاوہ کن ہستیوں کے ناموں کے ساتھ لکھنا چاہیئے؟

قرآن وحدیث کے مطابق بیان کردیں، نیز احادیث کے حوالے بھی تحریر کردیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) جب کوئی انسان کام کرنے کا ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ سے رہنمائی لینے کو استخارہ کہتے ہیں، حدیث مبارکہ میں اس کی بہت ترغیب آئی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے رہنمائی نہ لینا بدبختی اور کم نصیبی کی بات ہے، کہیں منگنی، بیاہ کرے یا کوئی اور کام کرے تو استخارہ کرکے، کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی اپنے کئے پر پشیمانی نہ ہوگی، البتہ استخارہ کے ذریعے آنے والے وقت کے اچھے یا برے ہونے کا معلوم ہوجانا ثابت نہیں۔

(۲) ملائکہ وانبیاء علیہم السلام کے علاوہ دوسرے بزرگوں کے ناموں کے ساتھ علیہ السلام کا استعمال درست نہیں، یہ لفظ ملائکہ وانبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے، البتہ دیگر بزرگوں کے ناموں کے ساتھ تبعاً استعمال کی گنجائش ہے، جیسے کسی نبی کے ذکر کے ساتھ ان کی آل واولاد یا صلحاء کا ذکر آجائے تو سب کے لیے علیہم السلام کا استعمال کرنا جائز ہے، نیز مستحب یہ ہے کہ صحابہ کرام کے اسماء کے ساتھ رضی اللہ عنہ اور بزرگان دین کے ناموں کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کا لفظ استعمال کیا جائے، البتہ اس کے برعکس بھی جائز ہے یعنی صحابہ کرام کے نام کے ساتھ ترحم اور بزرگان دین کے نام کے ساتھ ترضی کے صیغہ کا استعمال جائز ہے، جیسا کہ علامہ حصکفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

”ولایصلی علی غیر الانبیاء ولاعلی غیر الملائکة الا بطریق التبع وھل یجوز الترحم علی النبی قولان زیلعی قلت وفی الذخیرة انه یکره وجوزه السیوطی رحمه الله تعالی تبعا لااستقلالا فلیکن التوفیق وبالله التوفیق ویستحب الترضی للصحابة وکذامن اختلف فی نبوته کذی القرنین ولقمان وقیل یقال صلی الله علی الانبیاء وعلیه وسلم کمافی شرح المقدمة للقرمانی والترحم للتابعین ومن بعدھم من العلماء والعباد وسائر الاخیار وکذایجوزعکسه وھوالترحم للصحابة والترضی للتابعین ومن بعدھم علی الراجح ذکره القرمانی وقال الزیلعی الاولیٰ ان یدعوا للصحابة بالترضی وللتابعین بالرحمة ولمن بعدھم بالمغفرة والتجاوز“......(۵/۵۳۱،۳۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کسی کی زبان سے توہین اور گستاخی کی بات نکل جائے تو توبہ کی صورت کیا ہوگی؟

(مسئلہ نمبر ۱۷۷) محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

درج ذیل مسائل کے بارے میں آنجناب کی رہنمائی مطلوب ہے۔

(۱) میں نے مختلف علماء سے یہ سنا تھا کہ اگر کسی شخص کی زبان سے قرآن مجید یا نبی کریم ﷺ کی توہین اور گستاخی کی کوئی بات نکل جائے تو اس کے لیے توبہ اور معافی کی کوئی گنجائش نہیں، لیکن پھر انٹرنیٹ پر سعودی عرب کے مفتی باز صاحب کا فتویٰ دیکھا جس میں انہوں نے کہا ہے کہ ایسے آدمی کو توبہ کا موقع دینا چاہیئے، ازراہ کرم واضح فرمائیں کہ صحیح شرعی مسئلہ کیا ہے؟

(۲) اگر کوئی شخص کسی دوسرے آدمی پر قرآن مجید یا نبی کریم ﷺ کی توہین کا الزام لگائے، لیکن تحقیق سے یہ ثابت ہو جائے کہ الزام جھوٹا تھا اور کسی ذاتی یا مذہبی جھگڑے کی وجہ سے لگایا گیا تھا تو کیا ایسی صورت میں الزام لگانے والے کے متعلق یہ کہنا درست ہوگا کہ اس نے خود توہین قرآن یا توہین رسالت کا ارتکاب کیا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) واضح رہے کہ قرآن مجید کی توہین کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو کر مرتد ہو جاتا ہے، اسی طرح حضور اکرم ﷺ یا کسی بھی نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اس کی سزا قتل ہے، تاہم اگر یہ (شاتم رسول یا قرآن کی توہین کرنے والا) اپنے اس فعل پر نادم ہو کر توبہ کرتے ہوئے تجدید اسلام کرلے تو یہ دوبارہ مسلمان ہو جائے گا اور اس کی سزا معاف ہو جائے گی، البتہ اگر مکرر یہ جرم کرے تو قتل والی سزا معاف نہ ہوگی، نیز اگر مذکور شخص (شاتم رسول یا قرآن کی توہین کرنے والا) شادی شدہ ہو تو اس کے ذمہ تجدید ایمان کے بعد تجدید نکاح بھی ضروری ہے۔

"اجمع المسلمون ان شاتمه کافر وحکمه القتل"......(ردالمحتار: ۳/۳۱۷)

"وان مذهب ابی حنیفة والشافعی ان حکمه حکم المرتد وقدعلم ان المرتد تقبل توبته"......(رسائل ابن عابدین: ۱/۳۳۳)

(۲) قرآن کریم کی توہین کرنے والا یا نبی کریم ﷺ کی توہین کرنے والا تو نہ سمجھا جائے گا البتہ اس الزام تراشی کی وجہ سے قاضی کو چاہیئے کہ اس کو تعزیراً سزا دے، تاکہ آئندہ اس فعل بد سے باز آجائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے وسیلہ سے دعا مانگنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۱۷۸) محترم جناب مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پہلے ایک استفتاء کے ذریعے آنجناب سے دو سوالات کے متعلق معلومات دریافت کی گئی تھیں، جس میں ایک سوال وسیلے کے متعلق تھا، اور اس کے جواب میں آنجناب نے تحریر کیا تھا کہ ”دعاؤں میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات، شہداء، صدیقین اور صالحین کا توسل نہ صرف جائز بلکہ سنت ہے، ان کی حیات میں بھی اور بعد الممات بھی دعایوں مانگے، اے اللہ! تجھ سے درخواست کرتا ہوں فلاں اللہ والے کے توسل سے میری اس دعا کو قبول فرما“ اور بخاری سے استسقاء کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل بطور دلیل پیش کیا گیا تھا، اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ مضمون حدیث کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمانا یہ ہے کہ اے اللہ! پہلے ہم آپ کو نبی کریم ﷺ کا وسیلہ کیا کرتے تھے اور اب نبی کریم ﷺ کے چچا کا وسیلہ، اب دیکھنا یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کی زندگی میں کس طرح توسل کیا کرتے تھے؟ استسقاء کا بیان احادیث میں تفصیل سے موجود ہے، لیکن کیا نبی کے توسل سے ”طفیل“ یا ”بحرمت“ وغیرہ کے الفاظ کہیں نقل ہوئے ہیں؟ اگر نقل ہوں تو ٹھیک ورنہ یہ الفاظ سنت میں کیسے داخل ہو گئے؟

اس روایت سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ سے دعاء کی درخواست کیا کرتے تھے اور نبی کریم ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے، جس کے الفاظ احادیث میں نقل ہیں، اگر اس عبارت کا وہی مطلب ہے جو آنجناب کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کے توسل سے دعا کیا کرتے تھے تو پھر کیا مانع موجود تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی طرح توسل بعد الممات نہیں کرتے تھے، حالانکہ اس طرح دعا زیادہ لائق قبول تھی، بہ نسبت چچا کے توسل کی دعا کے۔

امید ہے کہ رہنمائی فرما کر شکرگزاری کا موقع دیں گے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں واضح رہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ اے اللہ! پہلے ہم نبی کریم ﷺ کا وسیلہ کرتے تھے اور اب نبی کریم ﷺ کے چچا کا وسیلہ، تو حضرات صحابہ کرام کا بعد از وصال نبوی کے حضرت عباس سے استسقاء میں وسیلہ کرنا ہرگز اس امر پر دلالت نہیں کرتا کہ بعد از وصال نبوی توسل فی الدعاء ممنوع ہو گیا، اگر کسی کو دعویٰ ہے تو دلالۃ النص، عبارۃ النص، اشارۃ النص، اقتضاء النص کے طریق سے ثابت کرے، بلکہ اگر غور کیا جائے تو خود اس واقعہ میں بھی توسل بسید الرسل تھا کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں ”**اللھم انا نتوسل الیک بعم نبیک وصنوابیه**“ یہاں بھی درحقیقت حضور ﷺ ہی سے توسل تھا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اس توسل بالنبی کی تقویت کے لیے آگے کیا تھا، بہرحال توسل احیاء سے ہو یا ممات سے، ذوات سے ہو یا اعمال سے، اپنے اعمال سے ہو یا غیر کے اعمال سے سب کی حقیقت اور مرجع توسل برحمۃ اللہ ہے۔

اور جوتوسل کے منکر ہیں ان کی دلیل یہ ہے ”**مانعبدھم الالیقربونا الی اللہ زلفی**“ ابن تیمیہ جومنکرین توسل کے سب سے بڑے وکیل ہیں، انہوں نے استدلال کیا ہے کہ مشرکین مکہ اس طرح کیا کرتے تھے، اس کوشرک ہی کہا گیا ہے، لہٰذا یہ بھی شرک ہے۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ وہ توسل عبادت کے ذریعے تھا ”**نعبدھم**“ وہ نہ زندہ سے جائز ہے اور نہ مردہ سے جائز ہے، تو زندہ اور مردہ کی تخصیص سمجھ نہیں آتی، لہٰذا زندہ کی تخصیص درست نہیں ہے، اگر علت شرک فی العبادت ہے تو شرک فی العبادت جس طرح مردوں سے حرام ہے اسی طرح زندوں سے بھی حرام ہے، اور اگر توسل بالعبادۃ نہ ہوتو نہ مردوں سے حرام ہے اور نہ زندوں سے حرام ہے۔

”قال ابن عباس رضی اللہ عنہ کانت یھود خیبر تقاتل غطفان فلما التقوا ھزمت یھود فعادت یھود بھذا الدعاء قالوا انانسئلک بحق النبی صلی اللہ علیہ وسلم الامی الذی وعدتنا ان تخرجه لنافی آخرالزمان الاتنصرناعلیھم“......(تفسیر قرطبی: ۲/۲۷)

”وامابعدالمماتة فقدروی الطبرانی فی الکبیر عن عثمان ابن حنیف المقدم ان رجلا کان یختلف لی عثمان ابن عفان فی حاجة له فکان لایلتفت الیه ولاینظرفی حاجة فلقی ابن حنیف فشکیٰ الیه ذلک فقال له ابن حنیف ائت ایمضاة فتوضأ ثم ائت المسجدفصلی رکعتین ثم قل اللھم انی اسئلک واتوجه الیک بنبینا محمدنبی الرحمة یامحمدانی اتوجه الیک الی ربک فتقضی حاجتی وتذکر حاجتک فانطلق الرجل فصنع الخ“......(بانجاح الحاجة علی ھامش ابن ماجة: ۹۸)

”قال ابن عباس رضی اللہ عنھما وقتادۃ والمعنی یطلبون من اللہ تعالیٰ ان ینصرھم به علی المشرکین کماروی السدی انھم کانوا اذااشتدالحرب بینھم وبین المشرکین اخرجوا التوراۃ ووضعوا ایدیھم علی موضع ذکرالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وقالوا اللھم انانسئلک بحق نبیک الذی وعدتنا ان تبعثه فی آخرالزمان ان تنصرنا الیوم علی عدونا فینصرون“......(تفسیرروح المعانی: ۱/۳۲۰)

”ذکرالعلامة المناوی فی حدیث اللھم انی اسئلک واتوجه الیک بنبیک

نبی الرحمة عن العزین بن عبدالسلام انه ینبغی کونه مقصورا علی النبی ﷺ وان لایقسم علی الله بغیره وان یکون من خصائصه قال وقال السبکی بحسن التوسل بالنبی ﷺ الی ربه ولم ینکره احدمن السلف ولاالخلف الاابن تیمیة فابتدع مالم یقله عالم قبله "......(فتاویٰ شامی: ۵/۲۸۱)

"الاصل فی هذاالباب ان الانسان له ان یجعل ثواب عمله لغیر الصلوٰة اوصوما اوصدقة اوغیرها عنداهل السنة والجماعة لماروی عن النبی ﷺ انه ضحی بکبشین املحین احدهما عن نفسه والآخر عن امته ممن اقربوحدانیة الله تعالیٰ وشهدله بالبلاغ جعل تضحیة احدالشاتین لامنه"......(هدایة: ۱/۳۱۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدین مسلمان تھے؟

(مسئلہ نمبر ۱۷۹) کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدین کون تھے؟ اور کیا وہ مسلمان تھے؟ کیا اس بارے میں ائمہ اربعہ رحمہم اللہ میں سے کسی کا قول موجود ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

تحقیق سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر تھا اور وہ کافر بت پرست اور مشرک تھے، مسلمان نہیں تھے۔

"فلماتبین له انه عدولله تبرأمنه "

"قال الحسن کان اسم ابیه آذرالی ان قال وهویقوی قول من یقول ان آذراسم ابراهیم "......(تفسیر القرطبی : ۷/۲۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

انبیاء علیہم السلام کی طرف گناہ اور غلطی کی نسبت کرنے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۱۸۰) محترم مفتی صاحب! ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے کہ اگر ایک معزز شخص بڑے مجمع میں یہ کہہ دے کہ اگر مجھ سے غلطی ہوئی تو کیا ہوا؟ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بھی غلطیاں یا گناہ سرزد ہوتے تھے مذکورہ شخص توہین رسالت کا مرتکب ہوا یا نہیں؟ مدلل ومفصل جواب سے ممنون فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال مذکورہ شخص کا یہ کہنا ''مجھ سے غلطی ہوئی تو کیا ہوا؟ انبیاء علیم السلام سے بھی غلطیاں یا گناہ سرزد ہوتے تھے'' جہالت اور لاعلمی پر مبنی ہے، اپنے گناہوں کو انبیاء علیہم السلام کی غلطیوں پر قیاس کرنا امت مسلمہ کے عقائد صحیحہ سے ناواقفیت اور گمراہی ہے، کیونکہ انبیاء علیہم السلام معصوم تھے اور ان کی غلطی اجتہادی ہوا کرتی تھی جو کہ گناہ نہیں ہے، شخص مذکور مجرم ہے مگر توہین رسالت کا مرتکب نہیں ہے۔

''واما بعدالنبوة فالاجماع على عصمتهم عن تعمدالكذب فيستحيل عليهم شرعا واماقبل النبوة فالمتوارث عنهم عصمتهم عن تعمدالكذب ايضالدلالة المعجزة على صدقهم ....واما غير الكذب من الكبائر والصغائر الخسيسة فالاتفاق بين فرق الاسلام على عصمتهم عن تعمدها سمعا عنداهل السنة القامعين للبدعة كثرهم الله تعالیٰ اوعقلا عندالمعتزلة والراوفض خذلهم الله تعالیٰ ....ومنعه اى صدورالصغائر الخسيسة الحنفية رضوان الله تعالى عليهم اقول وهوالحق فان صغيرتهم كبيرتهم فى حقهم وان كانت صغيرة فى حقنا الاترى مباحات العوام سيأت الابرار وحسنات الابرار سيأت المقربين المترى كيف قال سرى ابن المغلظ السقطى ذلك الامام انى استغفرالله من قولى الحمدلله حين اخبرنى رجل بوقوع الحرق الغالب فى السوق وسلامة دكانى،ولماكانت الانبياء رؤس المقربين كانت صغيرتنا كبيرتهم فى حقهم فلايصح صدورها عنهم فافهم وهوالحق ''......(فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت ''...... ۲/۱۱۹)

''عصمة الانبياء هى خلق مانع عن ارتكاب المعاصى غيرملجئ الى تركها فلايكون مضطر افى ترك المعصية وهوالمختار عندالجمهور فالتحقيق ان الانبياء عليهم الصلوة والسلام معصومون لايصدر عنهم ذنب لاصغيرة ولاكبيرة لاعمداولاسهوا لاقبل النبوة ولابعدها لان الذنب خلاف امره تعالى وخلاف مايرضاه فكيف يختار ويصطفى لرسالته ورحمته الخاصة من يفعل خلاف امره تعالى ومرضاته جل شانه لان العقل والنقل شاهدان على ان

الرحمة الخاصة تختص بالطائعین ولیس للعاصین فیھاحظ بل ھم یستحقون العقاب "......(زبدة الاصول:۳۳)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عزوجل،علیہ السلام ﷺ اور رضی اللہ عنہ کا صحیح استعمال کیا ہے؟

(مسئلہ نمبر۱۸۱) کیا فرماتے ہیں علماء کرام ان مسائل کے بارے میں (۱) کیا عزوجل اللہ کے نام کے ساتھ ہی خاص ہے؟

(۲) کیا عزوجل انبیاء علیہم السلام کے نام کے ساتھ بھی کہہ سکتے ہیں؟

(۳) کیا ﷺ حضرت محمد ﷺ کے نام کے ساتھ ہی خاص ہے؟

(۴) حضرت محمد ﷺ کے نام کے ساتھ صرف محمد ﷺ یا علیہ السلام کہہ سکتے ہیں؟

(۵) ﷺ دوسرے انبیاء علیہم السلام کے نام کے ساتھ بھی کہہ سکتے ہیں؟

(۶) علیہ السلام انبیاء علیہم السلام کے نام کے ساتھ ہی خاص ہے؟

(۷) کیا علیہ السلام کا لفظ انبیاء کے علاوہ کسی اور کے نام کے ساتھ کہنا صحیح ہے؟

(۸) حضرت علی رضی اللہ کے نام کے ساتھ ساتھ علیہ السلام کہنا صحیح ہے؟

(۹) رضی اللہ عنہ صرف صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے نام کے ساتھ ہی خاص ہے؟

(۱۰) کیا رضی اللہ عنہ کا لفظ غیر صحابہ کے نام کے ساتھ لکھنا اور کہنا صحیح ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) عزوجل اللہ تعالیٰ کے نام ہی کے ساتھ کہنا چاہیئے۔

"کماان قولنا عزوجل مخصوص باللہ تعالیٰ"......(شامی: ۵/۵۳۱)

"کماان قولنا عزوجل مخصوص باللہ سبحانہ تعالیٰ"......(تفسیر ابن کثیر: ۵/۲۲۸)

(۲) اللہ تعالیٰ کے نام کے علاوہ کسی کے نام کے ساتھ عزوجل کہنا جائز نہیں۔

"فلایقال محمدعزوجل وان کان عزیزا جلیلا"......(شامی: ۵/۵۳۱)

"فکما لایقال محمدعزوجل وان کان عزیزاجلیلا"......(تفسیر ابن کثیر: ۵/۲۲۸)

(۳) صلی اللہ علیہ وسلم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔

"واميـل اليـه ماقاله مالك وسفيان واختاره غيرواحدمن الفقهاء والمتكلمين انـه يـجـب تـخصيص النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسائرالانبياء بالصلوٰة والتسليم كمايختص الله سبحانه عندذكره بالتقديس والتنزيه"......(شامی: ۵/۵۳۱)

(۴) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم پورا کہنا چاہیئے صرف صلی اللہ علیہ یا علیہ السلام نہ کہنا چاہیئے۔

"بـان يـقـول الـلهـم صل على محمد وآله وصحبه وسلم لان فيه تعظيم النبی صلی اللہ علیہ وسلم"......(شامی: ۵/۵۳۱)

"قـال الـنـووی اذاصـلـی عـلـی الـنـبـی صلی اللہ علیہ وسلم فـليـجـمـع بين الصلوة والتسليم فـلايـقـتـصـرعلى احدهما فلايقول صلی اللہ علیہ فقط ولاعليه السلام فقط وهذا الذى قـالـه مـنـتـزع مـن هـذه الآية الـكـريـمـة وهى قوله ياايهاالذين آمنوا صلوا عليه وسـلـمـوا تـسـلـيـمـا،فـالاولـى ان يـقـال صلی اللہ علیہ وسلم وسـلـم تسليما"......(تفسيرابن كثير: ۵/۲۲۹)

(۵) انبیاء اور ملائکہ کے علاوہ کسی پر صلوٰۃ ودرود بطریق استقلال جائز نہیں ہے۔

"وسـائـرالانبيـاء بـالـصـلـوٰة والتسـلـيـم كـمـايـختص الله سبحانه عندذكره بالتقديس والتنزيه"......(شامی: ۵/۵۳۱)

"وقـال الجمهورمن العلماء لايجوز افرادغيرالانبياء بالصلوة لان هذا قدصار شـعـارللانبياء اذاذكروا فلايلحق بهم غيرهم ،وقال آخرون لايجوزذلك لان الـصـلـوة عـلـى غيـرالانبياء قدصارت من شعاراهل الاهواء يصلون على من يـعـتـقـدون فيهم فلايقتدى بهم فى ذلك ......والصحيح الذى عليه الاكثرون انــه مـكـروه كـراهة تـنـزيــه لانــه شـعــاراهل البدع وقدنهينا عن شعـارهم ......والـمـعـتـمـدفـى ذلك ان الـصـلـوة صارت مخصوصة فى لسان السلف بالانبياء صلوات الله وسلامه عليهم"......(تفسيرابن كثير: ۵/۲۲۸)

"والظاهر ان العلة فى منع الاسلام ماقاله النووى فى علة منع الصلوة ان ذلك شـعـاراهـل الـبـدع ولان ذلك مـخـصـوص فى لسان السلف بالانبياء عليهم

الصلوة والسلام کمان قولنا عزوجل مخصوص بالله تعالیٰ فلایقال محمدعزوجل وان کان عزیزاجلیلا ......واميل اليه ماقاله مالک وسفيان واختاره غيرواحدمن الفقهاء والمتكلمين انه يجب تخصيص النبی ﷺ وسائرالانبياء بالصلوة والتسليم كمايختص الله سبحانه عندذكره بالتقديس والتنزيه ....واماالسلام فنقل اللقانی فی شرح جوهرة التوحيد عن الامام الجونی انه فی معنی الصلوة فلايستعمل فی الغائب ولايفردبه غيرالانبياء"......(شامی: ۵/۵۳۱)

"وقال الجمهورمن العلماء لايجوز افرادغيرالانبياء بالصلوة لان هذا قدصار شعارا للانبياء اذاذكروا فلايلحق بهم غيرهم فلايقال قال ابوبكرﷺ اوقال علی ﷺ وان كان المعنی صحيحا كمالايقال قال محمدعزوجل "

......(تفسيرابن كثير: ۵/۲۲۸)

(۶) اورصرف سلام غیرنبی پراگراس میں شیعہ اوراہل الھواءاوراہل البدع کے ساتھ قصدتشبیہ نہ ہوتو پھرجائز ہے ورنہ بصورت دیگرجائزنہیں ہے۔

"ولايصلی علی غيرالانبياء ولاغيرالملائكة الابطريق التبع(قوله ولايصلی علی غيرالانبياء)لان فی الصلوة من التعظيم ماليس فی غيربهامن الدعوات وهی زيادة الرحمة والقرب من الله تعالیٰ ولايليق ذلک بمن يتصور منه خطاياوالذنوب الاتبعا بان يقول اللهم صل علی محمدوآله وصحبه وسلم لان فيه تعظيم النبی ﷺ "......(شامی: ۵/۵۳۱)

(۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ علیہ السلام کہنا صحیح نہیں ہے۔

"واماالسلام فنقل اللقانی فی شرح جوهرة التوحيد عن الامام الجونی انه فی معنی الصلوة فلايستعمل فی الغائب ولايفردبه غيرالانبياء فلايقال علی عليهالسلام وسواء فی هذه الاحياء والاموات الافی الحاضر فيقال السلام اوسلام عليک اوعليكم وهذا مجمع عليه "......(شامی: ۵/۵۳۱)

"وقال الجمهورمن العلماء لايجوز افرادغيرالانبياء بالصلوة لان هذا قدصار

شعارا للانبیاء اذاذکروا فلایلحق بھم غیرھم فلایقال قال ابوبکر ﷺ اوقال علی ﷺ وان کان المعنی صحیحا کمالایقال قال محمدعزوجل “ ......(تفسیرابن کثیر:۵/۲۲۸)

”قال آخرون لایجوزذلک لان الصلوۃ علی غیرالانبیاء قدصارت من شعاراھل الاھواء یصلون علی من یعتقدون فیھم فلایقتدی بھم فی ذلک ......والصحیح الذی علیہ الاکثرون انہ مکروہ کراھۃ تنزیہ لانہ شعاراھل البدع ونھینا عن شعارھم “......(تفسیرابن کثیر :۵/۲۲۸)

”والظاھر ان العلۃ فی منع الاسلام ماقالہ النووی فی علۃ منع الصلوۃ ان ذلک شعاراھل البدع ولان ذلک مخصوص فی لسان السلف بالانبیاء علیھم الصلوۃ والسلام کماان قولنا عزوجل مخصوص باللہ تعالیٰ فلایقال محمدعزوجل وان کان عزیزاجلیلا “......(شامی: ۵/۵۳۱)

(۸)　علیہ السلام انبیاءعلیہم السلام کے نام کے ساتھ ہی خاص ہے۔

”وامیل الیہ ماقالہ مالک وسفیان واختارہ غیرواحدمن الفقھاء والمتکلمین انہ یجب تخصیص النبی ﷺ وسائرالانبیاء بالصلوٰۃ والتسلیم کمایختص اللہ سبحانہ عندذکرہ بالتقدیس والتنزیہ“......(شامی: ۵/۵۳۱)

”ولان ذلک مخصوص فی لسان السلف بالانبیاء علیھم الصلوۃ والسلام کماان قولنا عزوجل مخصوص باللہ تعالیٰ فلایقال محمدعزوجل وان کان عزیزاجلیلا “......(شامی: ۵/۵۳۱)

”والمعتمدفی ذلک ان الصلوۃ صارت مخصوصۃ فی لسان السلف بالانبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیھم “......(تفسیرابن کثیر:۵/۲۲۸)

(۹)　رضی اللہ عنہ صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے نام کے ساتھ ہی خاص ہے۔

”کماقال اللہ تعالی رضی اللہ عنھم ورضواعنہ “......(شامی: ۵/۵۳۱)

”قولہ یستحب الترضی للصحابۃ لانھم کانوایبالغون فی طلب الرضامن اللہ تعالیٰ ویجتھدون فی فعل مایرضیہ ویرضون بمایلحقھم من الابتلاء من جھتہ

اشد الرضا فهؤلاء احق بالرضا وغيرهم لايلحق ادناهم ولو انفق ملء الارض ذهبا“......(شامی: ۵/۵۳۲)

”على الراجح)ذكره القرماني وقال الزيلعي الاولى ان يدعوا للصحابة بالترضي وللتابعين بالرحمة ولمن بعدهم بالمغفرة والتجاوز“......(درعلی الشامی: ۵/۵۳۲)

(۱۰) صحابہ رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے علاوہ تابعین اورعلماء کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہنا چاہیئے اوراس کا عکس بھی جائز ہے۔

”والترحم للتابعين ومن بعدهم من العلماء والعباد وسائرالاخيار وكذا يجوزعكسه للترحم للصحابة والترضي للتابعين ومن بعدهم على الراجح ذكره القرماني وقال الزيلعي الاولى ان يدعوللصحابة بالترضي وللتابعين بالرحمة ولمن بعدهم بالمغفرة والتجاوز“......(درعلی الشامی: ۵/۵۳۲)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کوحاضروناظر ماننا کیسا ہے؟

(مسئلہ نمبر۱۸۲) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماءعظام رہنماءامت محمدیہ وورثاء انبیاءعلیہم الصلاۃ والسلام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت جو کہ ہمارے محلّہ میں رہتی ہے اوراس نے اپنے پیر کے متعلق یہ بات مشہور کر دی ہے کہ ہمارے پیرصاحب ہر ہفتہ درود پاک کی محفل کراتے ہیں اوردوران محفل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود حالت بیداری میں تشریف لاتے ہیں اور ہمارے پیرصاحب سے بغل گیر ہوکر بمعہ اپنے چاروں یاروں کے واپس چلے جاتے ہیں، آیاقرآن وسنت کی روشنی میں ایسے پیر کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں تشریف آرام فرما ہیں اوران کا اس طرح محافل میں آنا جانا ثابت نہیں ہے اگرکوئی دعوی کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، ایسے پیر کی بیعت کرنا بھی جائز نہیں ہے، لہٰذا ایسے جاہل اور بدعتی پیروں سے اجتناب ضروری ہے اورایسے پیر کی بیعت کی جائے جو متبع السنۃ ہو۔

وما كنت لديهم اذيلقون اقلامهم ايهم يكفل مريم وما كنت لديهم اذ

یـخـتـصـمون ای ماکنت عند هم یا محمد فتخبر هم عنهم ....عما جری بـل اطـلـت حـل الـله علی ذلک کانت حاضر وشاهد لمان مف امر هم مین اقتدعوا فی شان مریم اعلم یکلها الخ

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مایتعلق بالحدیث

منکرحدیث کاحکم:

(مسئلہ نمبر۱۸۳): ایک شخص کے عقائدخوداس کے الفاظ میں یہ ہیں:

۱۔ دین اسلام کی صحیح بنیادقرآن اورصرف قرآن ہے جواس زمانے کے لیے قابل عمل ہے جو بذریعہ وحی پیغمبرعلیہ الصلاۃ والسلام پرنازل ہوااس کے علاوہ کوئی اور چیزآپ کووحی کے ذریعے نہیں ملی۔

۲۔ روایات اس عہدمبارک کی تاریخ نہیں کہ محمدرسول ﷺ نے اپنے عہدمیں قرآنی اصول وضوابط کوکس طرح مشکل فرمایا تھا، یہ اس عہدکی شریعت ہے۔اس لیے یہ دین کا مدارقرارنہیں بن سکتا۔

۳۔ وحی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ،جس کا مجموعہ قرآن ہے، جسے پیغمبرعلیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی زندگی میں جماعت مومنین کے سپرد کردیااوراس وحی کے علاوہ جوکچھ پیغمبرعلیہ الصلاۃ والسلام فرماتے تھے وہ منزل من اللہ نہیں تھا بلکہ ان کی اپنی طرف سے ہوتا تھا یہ وحی متلو، غیرمتلو کی تعلیم غلط ہے،آپ ﷺ کے ارشادات کی حیثیت دینی تاریخ کی سی ہے،اس میں غلط بھی ہیں،اس کے پہچاننے کا معیارقرآن ہے جواس کے موافق ہے وہ درست ہے جوموافق نہیں وہ درست نہیں۔

۴۔ پیغمبراسلام کے لیے ہدایت نامہ اور دستورعمل صرف قرآن تھا،اس لیے اللہ جل جلالہ نے جہاں اللہ اوررسول کی اطاعت کاحکم دیااس سے مراداطاعت اس قانون کی ہے جوقرآن کونافذکرے۔

۵۔ قرآن عربی زبان کی کتاب ہےاوراس کے سمجھنے کے لیےانسانی ضروریات اوراپنے زمانے کے تقاضوں پر نگاہ کی ضرورت ہے،اس لیےاٹھارہ علوم کے پرانے ذخیرہ کی ضرورت نہیں،ان کی حیثیت مشاورتی ہے۔اورقرآن ملاّ کی سمجھ میں نہیں آتا۔

۶۔ قرآن کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہے جواس کے قائل ہیں وہ قرآن کے منکراوردین اسلام کے دشمن ہیں۔

۷۔ قرآن سے ثابت نہیں کہ حدیث آیت کومنسوخ کرسکتی ہے۔

۸۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ کی تقلیدبھی اسی میں ہے کہ جس طرح انہوں نے خوداجتہادکیا تھا ہم بھی خوداجتہاد کریں۔

سوال یہ ہے کہ مندرجہ بالاعقائدرکھنے والاشخص جوکہ ’’انٹرنیشنل نقوش دیوبندموومنٹ‘‘ اور’’مسلم دفاع کونسل‘‘، جیسی تنظیموں کاذمہ داربھی ہےاورعلماءدیوبندکےسٹیجوں کی زینت بنتا ہے۔

۱۔ کیایہ شخص مسلمان کہلائے گایامنکرحدیث؟

۲۔ اگر منکر حدیث کہلائے گا تو اسلام میں اس کا مقام کیا ہے؟

۳۔ یہ دائرہ اسلام سے خارج ،ملحد اور بے دین ہے یا نہیں؟ جبکہ یہ شخص عیسائیوں کے ساتھ اتحاد کا علمبردار بھی ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

مذکورہ بالاتحریر (اتا۴) میں ذکر کردہ عقائد کے اندازے سے حدیث کی حجیت کا انکار مفہوم ہوتا ہے اور منکر حدیث علماء اہل سنت والجماعت کے نزدیک متفقہ طور پر کافر ہے، حدیث کا انکار دراصل قرآن کا انکار ہے، لہذا شخص مذکور کے اگر واقعتاً یہی عقائد ہیں جو تحریر میں ذکر کیے گئے ہیں تو اس صورت میں اس شخص پر اپنے عقائد کی درستگی کے ساتھ تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم ہے۔

"فی الهندیةمن أنكر المتواتر فقد كفرومن أنكر المشهور يكفر عند البعض"......(الهندية: ۲۶۵/۲)

" وقال العلامة القرطبی رحمة الله عليه فی تفسيره تحت قوله تعالىٰ(ومانيطق عن الهوى)وفيهاأيضادلالة على أن السنة كالوحی المنزل فی العمل"...... (تفسير قرطبی ۸۵/۱۷)

"وقال العلامة الآلوسی أيضافی تفسيره قوله تعالىٰ ومانيطق اه. المراد مايصدر نطقه عليه السلام مطلقاعن الهوى وهو عائد لماينطق به مطلقاأيضاوأيضاقال فی جواب السوال وأجيب بأن الله تعالىٰ إذاسوغ له عليه السلام الاجتهاد كان الاجتهاد ومايسند إليه وحيالانطقاعن الهوى"...... (روح المعانی:۴۶/۲۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

بعض ضروریات دین کے منکر کا حکم:

(مسئلہ نمبر۱۸۴) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس شخص کے بارے میں جو

ا۔ دین اسلام کے آخری، حق اور صحیح ہونے پر غیر متزلزل ایمان نہیں رکھتا، مثلاً برملا کہتا ہے کہ میں بدھ مت سے مکالمہ کروں گا اگر ان کے دلائل نے مجھے قائل کیا تو میں بدھ مذہب اختیار کرلوں گا۔

۲۔احادیث رسول ﷺ کے بارے میں رویہ یہ ہے کہ کسی بھی حدیث کولفظاً یامعنیً کسی بھی صورت میں متواترنہیں مانتااوراخبارآحادقراردے کراورانہیں ایک بڑاذخیرۂ احادیث فتنۂ عجم کی روایت سازفیکٹری کی مصنوعات قراردے کرمستردکردیتاہےاوراس کی خودساختہ چھلنی سے چھن کرجومعدودے چنداحادیث خودساختہ معیارصحت پر پوری اترتی ہیں ان کے بارے میں اس کانظریہ یہ ہے کہ دین کاکوئی حکم ان کے ذریعے ثابت نہیں ہوسکتا،قرآن یاامت کےاجماعی عمل سے ثابت ہونے والےحکم کی تبیین وتوضیح کے لیے یہ احادیث قابل استفادہ ہیں۔

۳۔ اپنے گمان میں سنت ابراہیمی جس کی آنجناب ﷺ نے تجدیدفرمائی اورامت کےعملی تواترسے وہ ہم تک پہنچی ہےاس کودین کاماخذقراردیتاہےاورحدیث وسنت کے مابین ایساجوہری فرق کرتاہےجس سے''سنت'' روایت حدیث سے مستغنی ہوجاتی ہےاورحدیث کی حیثیت وحجت صرف ایک مجموعہ لغت عرب کی رہ جاتی ہے۔

۴۔ اجماع امت کوحجت شرعیہ تسلیم کرنے سےانکاری ہے۔

۵۔ حضرت عیسی علیہ السلام کی حیات کامنکرہے۔

۶۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کومعیارحق تسلیم نہیں کرتاحتی کہ ایک مشہورصحابی رسول (حضرت ماعزرضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بارے میں معاذاللہ''غنڈہ'' جیسے الفاظ استعمال کرتاہے۔

۷۔ فہم قرآن کابنیادی ماخذلغت عرب کوقراردیتاہےاورحدیث رسول اللہ ﷺ کولغت کے مقابلے میں ظنی مأخذقراردیتاہےجومحض توضیح میں مفیدہے۔

۸۔ فقہاءومفسرین اسلام کی تمام کاوشوں کوفتنۂ عجم کی سازش قراردیتاہے۔

۹۔ تصوف اورصوفیاء کی کتب وغیرہ کوبھی اسی فہرست میں داخل کرتاہے۔

۱۰۔ دین کے بنیادی مآخذصرف قرآن اورامت کامتوارث عمل دوچیزوں کوقراردیتاہےاورفی زمانناازخوددرجۂ اجتہادپرفائزہوکردین کےتمام مسائل واحکام کی نئےسرے سےتشریح کرتاہےاورامت کےاجماع کےبھی خلاف بہت سےاقوال اختیارکرتاہےاورشریعت اسلامیہ کےمتوازی ایک بالکل نئی شریعت کاتصورپیش کرتاہے۔

۱۱۔ جہاداقدامی کوقریش مکہ کےساتھ خاص قراردیتاہےاورحکم جہادپرمعذرت خواہانہ رویہ ختیارکرتاہےاوردفاعی جہادکوبھی ایک درجہ فضیلت قراردیتاہے،قابل مواخذہ فرض نہیں سمجھتا۔

۱۲۔ ربواالفضل کوفقہاء کی روایات میں غتربودکانتیجہ قراردیتاہے۔

۱۳۔ حدارتداد(قتل)اورتوہین رسالت کےمرتکب کوقتل کرنے کی سزاکامنکرہے۔

۱۴۔ تصویراورموسیقی کوجائزقراردیتاہے۔

۱۵۔ قرآن صرف مصحف میں ثابت بروایت امام حفص کو مانتا ہے، باقی تمام قراءات متواترہ کا شدت سے انکاری ہے، (وغیر ذلک من اعتقاداتہ)

مذکورہ بالا اصولوں کی روشنی میں واضح ہے کہ افکار کی زد کہاں کہاں پڑتی ہے۔

آپ دین برحق کے لاریب اصولوں کی روشنی میں ہماری راہنمائی فرمائیں کہ مذکورہ شخص کے بارے میں کیا اعتقاد رکھا جائے؟

اور چونکہ مذکورہ شخص علمی اور دینی روپ میں دانشور بن کر لوگوں کی مذہبی راہنمائی کر رہا ہے اور اس کی طاقت لسانی وقلمی کی وجہ سے عقل پرست طبقہ اور سہل پسند لوگ اس طرح کے متجددین سے متاثر بھی بہت جلد ہو جاتے ہیں اس لیے اس کے بارے میں آپ حضرات کی رائے کی ضرورت اور احتیاج مزید بڑھ جاتی ہے۔

لہٰذا اپنے اوقات ثمینہ میں سے کچھ وقت نکال کر اپنی رائے تفصیل کے ساتھ مرحمت فرمائیں، اللہ تعالیٰ آپ کی دینی خدمات کو قبول فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں اگر اس شخص کے عقائد واقعۃً وہی ہیں جو سوال میں مذکور ہوئے تو ایسا شخص منکر حدیث ہونے اور نصوص قطعیۃ اور ضروریات دین کے انکار کی وجہ سے مرتد ہو گیا اور اسلام سے خارج ہے، ایسا شخص اگر توبہ اور تجدید ایمان نہ کرے تو اس سے تعلقات رکھنا درست نہیں۔

”فقال فی التتارخانیة: اذا أنکر آیة من القرآن أو سخر بآیة من القرآن: و فی الخزانة: أو عاب فقد کفر“......(تتارخانیة: ۵/۳۳۳)

”و أیضافیه من رضی بکفر نفسه فقد کفر“......(تتارخانیة: ۵/۳۱۳)

” و فی الهندیة: من ا نکر المتواتر فقد کفر و من أنکر المشهور یکفرعند البعض“......(۲/۲۶۵)

”و قال فی الرد: والأصل ان من اعتقد الحرام حلالافان کان حرامالغیره کمال الغیرلایکفر وان کان لعینه فان کان دلیله قطعیا کفروالافلا“......(شامی: ۳/۳۱۱)

”و أیضا: الرافضی ان کان ممن یعتقد ألالوهیة فی علی(الی قوله) فهو

کــافـر لــمـخـالـفتـه الـقـواطـع الـمـعـلـومة مـن الـديـن بـالـضـرورة“......

(ردالمحتار: ۲/۴ ۲۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

بخاری ومسلم کی احادیث کے منکر کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۱۸۵) کیا فرماتے ہیں علماء کرام دریں مسئلہ کہ بندہ کے چچازاد بھائی منکر حدیث ہے، بندہ نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا ہے وہ صریح الفاظ میں بخاری، مسلم وغیرہ پر اعتراض کرتے ہوئے احادیث کا انکار کرتا ہے اور قرآنی اصطلاحات مثلاً الصلوٰۃ، الزکوٰۃ، الصوم اور الدعاء وغیرہ سے نماز، زکوۃ، روزہ اور مناجات وغیرہ مراد لینے کی بجائے اپنے من گھڑت معانی مراد لیتے ہیں اور نماز وغیرہ کی فرضیت کے بھی منکر ہیں۔

دریں صورت ان سے قطع تعلقی ضروری ہے یا نہیں؟ اور ان سے قطع تعلقی، قطع رحمی میں داخل ہے یا نہیں؟ اور احادیث صحیحہ ومتواترہ کے نیز احکامات شرعیہ کی من گھڑت تشریح کرنے والے مسلمان ہیں یا نہیں؟ جواب مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال مذکورہ تمام باتوں کا اعتقاد رکھنے والا شخص کافر اور مرتد ہے اس سے قطع تعلقی، قطع رحمی میں داخل نہیں ہے، نیز احادیث صحیحہ متواترہ کا منکر بھی کافر ہے، ان لوگوں سے تعلقات رکھنا حرام ہیں۔

”مـن أنـكـر الـمـتـواتـر فـقـد كفر ومن أنكر المشهور يكفر عند البعض و قال عيسـىٰ بـن أبـان يضلل ولا يكفر وهو الصحيح ومن أنكر خبر الواحد لا يكفر غير أنه يأثم بترك القبول هكذا في الظهيرية“......(الهندية: ۲/ ۲۶۵)

”(قـولـه و هـو تـصـديـق) مـعـنـى التـصـديـق قبول القلب و اذعـانـه لـمـا علم بـالـضـرورة أنه من دين محمد ﷺ بحيث تعلمه العامة من غير افتقار الى نظر و استـدلال كـالـوحـدانية والنبوة والبعث والجزاء ووجوب الصلوٰة والزكوٰة وحرمة الخمر ونحوها، اه“......(ردالمحتار: ۳/ ۳۱۰)

”وفی خلاصۃالفتاوی فلو قال لاأصلّی أو بعد ذلک قال و لم أر فرضایکفر وھذاأصح اہ“......(التاتار خانیہ: ۵/ ۳۳۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق:

(مسئلہ نمبر۱۸۶) ایک شخص جو اپنے آپ کو ظاہر کرے کہ میں آستانہ عالیہ گھمکول شریف کا خلیفہ ہوں یعنی مجھے وہاں سے خلافت ملی ہے، اور ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ میرے پیر صاحب نے یہ پابندی لگادی ہے کہ نہ ہی تم جمعہ پڑھ سکتے ہو اور نہ ہی تم کسی کی نماز جنازہ پڑھ سکتے ہو اور نہ ہی نماز باجماعت پڑھ سکتے ہو، جس طرز عمل کو انہوں نے اپنایا ہوا ہے اس طرز عمل کو دیکھ کر اس کے مریدین اور طالب جو ہیں اس کے دلوں میں جمعہ کی عظمت اور وقعت ختم ہو جائے گی، چونکہ وہ سوچیں گے کہ جمعۃ المبارک کی کوئی اہمیت نہیں ورنہ ہمارے پیر صاحب پر کیوں پابندی لگادی جاتی، جس کا بہت غلط تأثر واضح ہو رہا ہے تو جب ان سے جمعہ کے بارے میں بات کی جائے تو وہ کہتے ہیں کہ بتاؤ کہ قیدی کے لیے کیا حکم ہے، ذرا قرآن مجید اور حدیث نبوی ﷺ کی روشنی میں اس کی وضاحت فرمائیں، کیا ایسا شخص خلافت کے قابل ہے؟ چونکہ اولیاء اللہ کی تو شان یہ ہے کہ شریعت بتائے نہ کہ شریعت کے باغی بنائے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مذکورہ میں یہ پیر چونکہ رسول اللہ ﷺ کے رنگ میں رنگا ہوا پیر نہیں ہے اور حضور ﷺ کے بتلائے ہوئے راستے کی مخالفت کرتا ہے حالانکہ حضور ﷺ تو مرض الوفات کے وقت بھی نماز کے لیے نکلے ہیں لہٰذا اس شخص کے ہاتھ پر بیعت کرنا صحیح نہیں اور اگر کسی نے بیعت کر لی ہو تو اس کو توڑ کر کسی ایسے متبع سنت پیر کے ہاتھ پر بیعت کر لینی چاہیے جو شریعت کی طرف راہنمائی کرے نہ کہ شریعت کا باغی بنائے۔

حدیث شریف میں ہے:

”وعن النواس بن سمعان قال قال رسول الله ﷺ لاطاعة لمخلوق فی معصية الخالق“......(مشکوٰۃ المصابیح: ۱/ ۳۳۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

مولوی صاحب کا حدیث سے غلط استدلال کرنا:

(مسئلہ نمبر ۱۸۷) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں میں ایک فوتگی پر چند دین کی باتیں ہورہی تھیں تو یہ بحث چھڑگئی کہ بعض علماء نکاح پر پیسے لیتے ہیں اور بعض نہیں تو ایک آدمی نے کہا کہ ہمارے مولوی صاحب نے 500 روپے نکاح پرلیا ہے، یہ بات مولوی صاحب تک پہنچ گئی، مولوی صاحب نے صبح کی نماز میں یہ حدیث سنائی اور فتوی دیا کہ تین اصحاب ذیل کا اعزاز اللہ کا اعزاز ہے ۔(۱) منصف حاکم (۲) بوڑھا مسلمان (۳) حافظ قرآن، جوان تینوں کا اعزاز نہ کرے اس نے اللہ کا اعزاز نہیں کیا اور جس نے اللہ کا اعزاز نہیں کیا وہ کافر ہوگیا اور اس کا نکاح ٹوٹ گیا، اس بات کا اقرار مولوی صاحب نمازیوں سے بھی کرواتا رہا اور نمازی کہتے رہے کہ وہ آدمی کافر ہوگیا اور اس کا نکاح ٹوٹ گیا، اس پر محلے میں بہت بڑا اختلاف پیدا ہوگیا تو مولوی صاحب چند دن بعد کہنے لگے کہ میں نے غصے میں یہ کہا تھا لہٰذا وضاحت فرمائیں کہ (۱) کیا وہ آدمی کافر ہوگیا اور اس کا نکاح ٹوٹ گیا (۲) اگر وہ کافر نہیں ہوا تو مولوی صاحب اور نمازیوں کا یہ عمل کیسا تھا؟ (۳) کیا ایسے حالات میں مولوی صاحب کے پیچھے نماز ہوتی ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں مولوی صاحب نے جو حدیث بیان کی ہے وہ صحیح ہے، البتہ اس حدیث سے مولوی صاحب کا استدلال صحیح نہیں ہے، لہٰذا نہ وہ شخص کافر ہوا ہے اور نہ ہی اس کا نکاح ٹوٹا ہے، اور جن نمازیوں نے مولوی صاحب کی تائید کی ہے وہ مجرم نہیں ہیں کیونکہ وہ جاہل ہیں، اور مولوی صاحب نے جب اپنی غلطی کا اقرار کرلیا تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا اور دیگر معاملات درست ہیں، البتہ یاد رہے کہ علماء کی ان کے علم دین کو حقیر سمجھنے کی وجہ سے توہین کرنا کفر ہے اور اگر دیگر ذاتی وجوہات کی وجہ سے ہو تو کفر نہیں۔

"وعن ابی موسی قال قال رسول الله ﷺ ان من اجلال الله اکرام ذی الشبية المسلم وحامل القرآن غير الغالی فيه ولاالجافی عنه واکرام السلطان المقسط، رواه ابوداؤد والبيهقی فی شعب الايمان"......(مشكوة المصابيح : ۲/۴۳۷)

"ومنها مايتعلق بالعلم والعلماء ،فی النصاب من ابغض عالما من غير سبب ظاهر خيف عليه الكفر"......(الهندية: ۲/۲۷۰)

"رجل يجلس علی مكان مرتفع ويسالون منه مسائل بطريق الاستهزاء ثم

یضربونہ بالوسائد وھم یضحکون یکفرون جمیعا وکذا لولم یجلس علی المکان المرتفع "......(الھندیة : ۲......۲۷۰،ھکذافی شرح اکبر : ۱۷۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عذاب قبر کی احادیث صحیح ہیں یا نہیں؟

(مسئلہ نمبر ۱۸۸) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عذاب قبر کے بارے میں جو احادیث ہیں وہ صحیح ہیں یا نہیں؟ اور کیا قرآن پاک میں بھی عذاب قبر کا تذکرہ ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

عذاب قبر کے بارے میں جو احادیث وارد ہیں وہ صحیح ہیں اور معنوی طور پر حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں، اور قرآن کریم میں بھی بہت سی آیات ایسی ہیں جو عذاب قبر پر دلالت کرتی ہیں۔

"وبالجملة الاحادیث فی ھذا المعنی وفی کثیر من احوال الآخرة متواترة المعنی وان لم یبلغ احادھا حدالتواتر "......(شرح عقائد : ۱۲۶)

"عن البراء بن عازب یثبت اللہ الذین آمنوابالقول الثابت فی الحیوة الدنیا وفی الآخرة قال نزلت فی عذاب القبر"......(صحیح مسلم : ۲/۳۸۶)

"قال اللہ تعالیٰ النار یعرضون علیھا غدوا وعشیاالآیة وتظاھرت بہ الاحادیث الصحیحة عن النبی ﷺ من روایة جماعة من الصحابة فی مواطن کثیرة"

......(شرح نووی علی المسلم : ۲/۳۸۶)

"عن عائشة رضی اللہ عنھا ان یھودیة دخلت علیھا فذکرت عذاب القبر فسالت عائشة رسول اللہ ﷺ عن عذاب القبر فقالت نعم عذاب القبر حق فقالت عائشة رضی اللہ عنھا فمارایت رسول اللہ ﷺ بعد صلی صلوة الا تعوذ من عذاب القبر زادغندر عذاب القبر حق "......(صحیح بخاری : ۱/۱۸۳)

"عن ابن عباس قال مرالنبی ﷺ علی قبرین فقال انھما لیعذبان ومایعذبان

من کبیر ثم قال بلی اما احدهما فکان یسعی بالنمیمة واما احدهما فکان لایستتر من بوله قال ثم اخذعود ارطبا "......(صحیح البخاری : ۱/۱۸۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حجیت حدیث کے منکر کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۱۸۹) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو لوگ احادیث مبارکہ کو وحی الٰہی نہیں مانتے اور حدیث کی حجیت کا انکار کرتے ہیں اور کتب حدیث بخاری شریف وغیرہ کو من گھڑت سمجھتے ہیں کیا ایسے عقائد رکھنے والے کا عورتوں سے نکاح جائز ہے؟ نیز ایسے عقائد رکھنے والوں کا نماز جنازہ پڑھنا اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسے لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنا اور ان کا کھانا کھانا اور ان کا مذبوحہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں آپ ﷺ کی احادیث کا حجت ہونا قرآن کی قطعی آیات سے ثابت ہے اور احادیث مبارکہ کے بغیر قرآن کا سمجھنا ناممکن ہے اس لیے احادیث کا انکار کرنا قرآن کا انکار کرنا ہے ،اور قرآن کا انکار کرنا کفر ہے۔

"یاایھاالذین آمنوا اطیعوا الله واطیعوا الرسول "(النساء : ۵۹)

"وماآتاکم الرسول فخذوه ومانھاکم عنه فانتھوا"(الحشر :۷)

"وماینطق عن الھویٰ ان ھوالاوحی یوحیٰ"(النجم:۳)

"من یطع الرسول فقد اطاع الله"(النساء : ۸۱)

"ومارسلنامن رسول الالیطاع باذن الله"(النساء : ۶۴)

"فلاوربک لایؤمنون حتیٰ یحکموک فیماشجربینھم ثم لایجدوا فی انفسھم حرجامماقضیت ویسلموا تسلیما ،وفی ھذه الآیة دلالة علی من ردشیئا من اوامر الله تعالی او اوامر رسول الله ﷺ فھوخارج من الاسلام سواء رده من جھة الشک فیه اومن جھة ترک القبول والامتناع من التسلیم وذلک یوجب صحة ماذھب الیه الصحابة فی حکمھم بارتداد من امتنع من

اداء الزكاة وقتلهم وسبى ذراريهم لان الله تعالىٰ حكم بان من لم يسلم للنبى ﷺ قضاءه وحكمه فليس من اهل الايمان "......(احكام القرآن: ۲/۳۰۲)

"فردوه الى الله ورسوله اى ردوا ذلك الحكم الىٰ كتاب الله او الى الرسول بالسوال فى حياته اوبالنظر فى سنته بعدوفاته ﷺ هذا قول مجاهد والاعمش وقتادة وهوالصحيح ومن لم يرهذا فاختل ايمانه"......(تفسيرقرطبى: ۵/۲۶۱)

"والى الرسول دليل على ان سنته ﷺ يعمل بهاويتمثل مافيها"......(تفسيرقرطبى: ۵/۲۶۲)

"من اطاعنى فقداطاع الله ومن عصانى فقدعصى الله ومن اطاع اميرى فقداطاعنى ومن عصى اميرى فقدعصانى "......(بخارى شريف: ۲/۱۰۵۷)

"من لم يقرببعض الانبياء عليهم الصلوة والسلام اولم يرض بسنة من سنن المرسلين فقدكفر"......(الهندية: ۲/۲۶۳)

"من انكرالمتواتر فقدكفر "......(الهندية: ۲/۲۶۵)

(۲) لہذا ایسے عقائد رکھنے والوں سے چاہے مرد ہو یا عورت نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

"وحرم نكاح الوثنية ......ويدخل فى عبدالاوثان عبدالشمس والنجوم والصورالتى استحسنوهاوالمعطلة والزنادقة والباطنية والاباجية فى شرح الوجيز وكل مذهب يكفربه معتقده"......(شامى: ۲/۳۱۳)

(۳) ایسے عقائد رکھنے والوں کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔

"وهذاالصلوٰة شرعت لتعظيم الميت ولهذا تسقط فى حق من تجب اهانته كالباغى والكافر"......(البدائع الصنائع: ۲/۵۵)

(۴) ایسے عقائد رکھنے والوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفنانا جائز نہیں ہے۔

"ويكره ان يدخل الكافر فى قبرقرابته من المسلمين لدفنه" ......(تاتارخانية: ۲/۱۳۲)

(۵) ایسے عقائد رکھنے والوں کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا اوران کے ساتھ میل جول رکھنا جائز نہیں ہے۔

”واما شرائط الزکاۃ فانواع ....ومنها ان یکون مسلما اوکتابیا فلاتوکل ذبیحۃ اھل الشرک والمرتد“......(الھندیۃ :۵/۲۸۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

”من راٰنی فی المنام “حدیث کی تحقیق:

(مسئلہ نمبر۱۹۰) کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیاکوئی ایسی حدیث موجود ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایاہوکہ جس شخص نے خواب میں میری زیارت کی اس نے میری ہی زیارت کی کیونکہ شیطان میری شکل میں نہیں آسکتا،اگرموجود ہے توبراہ کرم مطلع فرمائیں اوریہ بھی حالت بیداری میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت ممکن ہے کہ نہیں،مہربانی فرماکرجواب مدلل ارسال فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

حضور ﷺ کی رؤیت کے بارے میں احادیث کے الفاظ نقل کرنے والے صحابی سے مختلف الفاظ منقول ہیں،صحیح بخاری کے الفاظ اس طرح ہیں جس کو حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں۔

”عن الزھری قال حدثنی ابوسلمۃان اباھریرۃ قال سمعت النبی ﷺ یقول من راٰنی فی المنام فسیراٰنی فی الیقظۃ ولایتمثل الشیطان بی“......(بخاری:۲/۱۰۳۵)

اورمسلم شریف کے الفاظ اس طرح ہیں۔

”عن ابن شھاب حدثنی ابوسلمۃ بن عبدالرحمن ان اباھریرۃ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول من راٰنی فی المنام فسیراٰنی فی الیقظۃ اوفکانماراٰنی فی الیقظۃ لایتمثل الشیطان بی وقال فقال ابوسلمۃ قال ابوقتادۃ قال رسول اللہ من راٰنی فقدراٰی الحق“......(مسلم شریف:۲/۲۴۲)

اگراس رؤیت میں راوی کی طرف سے اظہار نہ ہوتاتویہ رؤیت حالت بیداری میں حضور ﷺ کی رؤیت ممکن ہونے کی واضح دلیل ہوتی،لیکن اس کے ساتھ ساتھ مشائخ عظام کے ارشادات سے اس کا واضح ثبوت ملتاہے جیساکہ محدث العصر عسقلانی زمان حضرت علامہ محمدانورشاہ کشمیری رحمہ اللہ فیض الباری میں فرماتے ہیں۔

”ثم قدتکون یقظۃ ایضاکماانھاقدتکون مناما ویمکن عندہ رؤیتہ ﷺ یقظۃ

لمن رزقه الله سبحانه کمانقل عن السیوطی و کان زاهدامتشددا فی الکلام علی بعض معاصریه ممن له شأن انه رآه ﷺ اثنتین وعشرین مرة وسأله عن احادیث ثم صححها بعدتصحیحه ﷺ وکتب الیه الشاذلی یستشفع به ببعض حاجته الی سلطان الوقت وکان یؤقره فابی السیوطی ان یشفع له وقال انی لاافعل وذلک لانه فیه ضررنفسی وضررالامة لانی زرته ﷺ غیره مرة ولااعرف فی نفسی امراغیرا انی لااذهب الی باب الملوک فلوفعلت امکن ان احرام من زیارته المبارکة فاناارضیٰ بضررک الیسیرمن ضرر الامة الکثیر،والشعرانی ایضا کتب انه رآه ﷺ وقرء علیه البخاری فی ثمانیة رفقة معه ثم سماهم فکان واحدمنهم حنفیاو کتب الدعاالذی قرأه عندختمه فالرؤیة یقظة متحققة وانکارها جهل ثم عندمسلم فی لفظ آخرفسیرانی فی الیقظة ولعله حدیث آخرومضمون آخریقتصر علی حیاته ﷺ وفیه تبشیربالصحابیة لمن کان رآه فی المنام ولکن الراوی شک فیه وقال اوفکانما رآنی فوقع الترددفی انهما حدیثان اوواحد ونقل العینی فیه زیادة اخری فانی اری فی کل صورة وهی تضرالطائفة الاولیٰ فانها تشعربالتعمیم وان لاتخصیص بحیلة دون حیلة، اقول وظاهرحدیث البخاری یؤمئذ الطائفة الاولیٰ سیما اذاکان من لفظه فان الشیطان لایتکوننی وحینئذ صرف هذه الزیادة عن ظاهرها اولیٰ فانها لاتوازی حدیث البخاری وشرحها عندی دفع استبعاد وهوان النبی ﷺ اذاکان فی المنام هوولم یتمکن الشیطان من تمثله فکیف تکون رؤیته فی زمان واحدلاشخاص عدیدة فی امکنة کذالک والجواب انه ممکن لانه یری فی کل صورة اما ان تلک صورة مثالیة اوعینیة ﷺفهوتابع لمنامه قدتکون کذاوقدتکون کذا ‘‘......(فیض الباری:۱/۲۰۴)

(تنویرالحلک فی امکان رؤیة النبی والملک)

’’واخرج الدارمی مثله من حدیث ابی قتادة قال العلماء اختلفوا فی معنی قوله

فسیرانی فی الیقظة فقیل معناه فسیرانی فی القیامة وتعقب بانه لافائدة فی هذا التخصیص لان کل امته یرونه یوم القیامة من رآه منهم ومن لم یره وقیل المرادمن آمن به فی حیاته ولم یره لکونه حینئذ غائباعنه فیکون مبشراله انه لابدان یراه فی الیقظة قبل موته وقال قوم هوعلی ظاهره فمن رآه فی النوم فلابدان یراه فی الیقظة یعنی بعینی راسه وقیل بعین فی قلبه حکاهماالقاضی ابوبکربن العربی وقال الامام ابومحمدبن ابی جمرة فی تعلیقه علی الاحادیث التی انتقاهامن البخاری هذاالحدیث یدل علی انه من رآه ﷺ فی النوم فسیراه فی الیقظة وهل هذا علی عمومه فی حیاته وبعدمماته ؟اوهذا کان فی حیاته ؟ وهل ذالک لکل من رآه مطلقا؟اوخاص بمن فیه الاهلیة والاتباع لسنة علیه السلام؟اللفظ یعطی العموم ومن یدعی الخصوص فیه بغیرمخصص منه ﷺ فمتعسف قال وقدوقع من بعض الناس عدم التصدیق بعمومه وقال علی مااعطاه عقله ''......(الحاوی للفتاویٰ: ۲۶۰)

علامہ جلال الدین سیوطی کی عبارت سے معلوم ہوا ہے کہ حالت بیداری میں بھی دیدارمبارک ممکن ہے جیسا کہ مشائخ کا مشاہدہ ہے، واضح رہے کہ ان جیسے مسائل پرلڑائی درست نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت خدیجہ کی عمر آپ ﷺ سے نکاح کے وقت چالیس سال نہ تھی کہنے والے کا حکم؟

(مسئلہ نمبر۱۹۱) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جس شخص کا یہ عقیدہ ہوکہ جب حضرت خدیجہ کی شادی حضور ﷺ سے ہوئی توان کی عمر چالیس سال نہ تھی بلکہ کم تھی اوروہ پہلے شادی شدہ نہ تھیں،اس کے بارے میں کیاحکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ شخص کا نظریہ نہایت جہالت، لاعلمی اورگمراہی پرمبنی ہے۔

''باب تزویج النبی ﷺ خدیجة وفضلها رضی الله عنها ای هذاباب فی بیان تزویج النبی ﷺ خدیجة بنت خویلد بن اسدبن عبدالعزی ابن قصی تجتمع

مع رسول الله ﷺ فی قصی وهی من اقرب نسائه الیه فی النسب ولم یتزوج من ذریة قصی غیرها الاام حبیبة قال الزبیر کانت خدیجة تدعی فی الجاهلیة الطاهرة امهافاطمة بنت زائده بن الاصم ،والاصم اسمه جندب بن هرم بن رواحة بن حجرابن عبدمعیص بن عامربن لؤی تزوجهارسول الله ﷺ فی سنة خمس وعشرین من مولده فی قول الجمهوروقال ابوعمر کانت اذاتزوجها رسول الله ﷺ بنت اربعین سنة ....وکانت قبل النبی ﷺ عندابی هالة بن النباش بن زراره التمیمی حلیف بنی عبدالدر“......(عمدة القاری: ۸۲، ۱۶/۳۸۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حجیت حدیث:

(مسئلہ نمبر۱۹۲) کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ چار ماہ پہلے میری بہن کی شادی ہوئی تھی، ان چار ماہ میں لڑکے کی طرف سے چند مسائل پیش آئے جن میں پہلا مسئلہ یہ ہے کہ لڑکا قربت کرنے کے بعد غسل نہیں کرتا تھا بلکہ تیمّم کرتا تھا اور کہتا تھا کہ قرآن میں اس کی اجازت ہے، کافی سمجھانے اور علماء سے ملوانے کے باوجود اس پر ڈٹا رہا، اس کے علاوہ ان چار ماہ میں مختلف موقعوں پر مندرجہ ذیل مسائل بھی لڑکے کی طرف سے سامنے آئے۔

۱۔ قرآن پڑھو خود عربی سیکھ کر، قرآن میں سب کچھ ہے، عربی سیکھنا سب سے پہلی سنت ہے۔

۲۔ عربی سیکھے، قرآن سمجھے بغیر تراویح پڑھنے کا یا حفظ قرآن کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

۳۔ قرآن میں تین نمازوں کا ذکر ہے، شیعہ تین نمازیں پڑھتے ہیں تو یہ بھی صحیح ہے۔

۴۔ حدیث نامکمل ہے، اللہ پاک اگر چاہتا تو بخاری بھی نازل کرسکتا تھا۔

۵۔ صحابہ کرام سے زنا (نعوذ باللہ) اور دوسری غلطیاں سرزد ہوئیں، تمام صحابہ کرام قابل اتباع نہیں، تمام صحابہ کرام کے بارے میں قرآن میں رضی اللہ عنہم ورضوعنہ نہیں ہے۔

۶۔ علماء کو برا بھلا کہنا اور اختلاف کرنا اور یہ کہ میں کسی مسلک اور فقہ کو نہیں جانتا۔

مزید یہ کہ جب اس کے باپ کو بلا کر ان سے بات چیت کی گئی تو ان کے بھی چند ارشادات ملاحظہ فرمالیں۔

۱۔ میں کسی عالم کونہیں مانتا، کسی امام کونہیں مانتا، یہ سب علماءِسوء ہیں، عوام کولڑاتے ہیں اور پیسے کمانے کے لیے مدرسے بنائے ہوئے ہیں، وغیرہ۔

۲۔ میرا بیٹا اگر تیمّم کرتا ہے تو دین میں آسانیاں ہیں، قرآن میں تو اللہ نے سور کھانے کی بھی اجازت دی ہے، یہ غسل کرے تو اس کو چھینک آجاتی ہے۔

۳۔ تم (دیوبندی، بریلوی) لڑتے جھگڑتے ہو، تم سے اچھے تو مرزائی ہیں جو بہت منظّم ہیں، اوران کے بچے سے بھی تم بحث نہیں کرسکتے، اور مرزا قادیانی ایک بہت بڑا اسکالر تھا۔

جناب عالی شریعت کی روشنی میں بتائیں کہ (۱) لڑکے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ (۲) نکاح رہا یانہیں؟ (۳) اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے رشتہ باقی رکھنا چاہیئے یانہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت بیان شخص مذکور مندرجہ بالا وجوہات کی بناء پر نہ صرف یہ کہ وہ ضال مضل (گمراہ ہے اور گمراہ کرنے والا) ہے، بلکہ وہ شق نمبر تین میں اگر دونمازوں کا منکر ہے یا شق نمبر چار میں تمام احادیث نبویہ کا منکر ہے اوراحادیث نبویہ کووہ حجت نہیں مانتا تو اس صورت میں وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوکر کافر ہو چکا ہے، اور بناء بریں آپ کی بیٹی کا نکاح اس کے ساتھ ختم ہو چکا ہے اور شخص مذکور پر لازم ہے کہ ان مذکورہ تمام باطل عقائد سے توبہ کرتے ہوئے تجدید ایمان کرے۔

”یایھاالذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول“......(سورۃ النساء: ۵۹)

”وماآتاکم الرسول فخذوہ ومانھاکم عنہ فانتھوا“......(سورۃ الحشر: ۷)

”ومانیطق عن الھویٰ ان ھوالاوحی یوحیٰ“......(سورۃ النجم: ۳، ۴)

”فلاوربک لایؤمنون حتی یحکموک فیماشجربینھم ثم لایجدوافی انفسھم حرجاماقضیت ویسلموا تسلیما وفی ھذہ الآیۃ دلالۃ علی من ردشیئا من اوامر اللہ تعالی اواوامر رسول اللہ ﷺ فھوخارج من الاسلام سواء ردہ من جھۃ الشک فیہ اومن جھۃ ترک القبول والامتناع من التسلیم“......(احکام القرآن للجصاص: ۲/۳۰۲)

”من انکرالمتواترفقدکفر“......(ھندیۃ: ۲/۲۶۵)

”واقیمواالصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین“......(سورۃ البقرۃ: ۴۳)

”وان کانت نیة الوجه الذی یوجب التکفیر لاتنفعه فتوی المفتی ویؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلک وبتجدیدالنکاح بینه وبین امرء ته کذا فی المحیط“......(هندية: ۲/۲۸۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

”لاصلوٰة لجار المسجدالافی المسجد“حدیث کی تشریح:

(مسئلہ نمبر۱۹۳) بخدمت جناب حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۱) درج ذیل عبارت کا ترجمہ مطلوب ہے ”لاصلوٰة لجار المسجدالافی المسجد“

(۲) ایک شخص اس کا ترجمہ کرتا ہے نماز نہیں ہوتی مسجد کے ہمسایہ کی سوائے مسجد کے، جب کوئی نماز پڑھنے آتا ہے تو اس کو کہتا ہے کہ آپ کی نماز دوسری مسجد میں ہوتی ہی نہیں سوائے اس مسجد کے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

لفظی ترجمہ تو ٹھیک ہے لیکن جو اپنا مفہوم بیان کرتا ہے وہ غلط ہے کیونکہ نماز تو ہر مسجد میں درست ہے اور اسی طرح گھر میں بھی نماز کا فرض ادا ہو جاتا ہے، البتہ اجر وثواب میں کمی وزیادتی کا مسئلہ جدا ہوگا، بنا بریں اس شخص کو اپنی طرف سے حدیث کا مفہوم بیان نہیں کرنا چاہیئے ورنہ خود بھی گمراہ ہوگا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرے گا۔

”ولوفاتته ندب طلبها فلايجب عليه الطلب فی المساجد بلاخلاف بين اصحابنا بل ان اتی مسجدالجماعة آخر فحسن وان صلیٰ فی مسجد حيه منفردا فحسن وذکرالقدوری يجمع باهله ويصلی بهم يعنی وينال ثواب الجماعة کذافی الفتح واعترض الشرنبلالی بان هذا ينافی وجوب الجماعةواجاب ح بان الوجوب عند عدم الحرج وفی تتبعها فی الاماکن القاصية حرج لايخفی مع مافی مجاوزة مسجدحيه من مخالفة قوله صلی اللہ علیہ وسلم لاصلوٰة لجارالمسجد الافی المسجد اه وفيه ان ظاهر اطلاقه الندب ولوالی مکان قريب وقوله مع مافی مجاوزة الخ قديقال محله فيما اذاکان فيه جماعة الاتریٰ ان مسجدالحی اذالم تقم فيه الجماعة وتقام فی غيره لايرتاب احدان مسجدا لجماعة افضل علی انهم اختلفوا فی الافضل هل جماعة مسجدحيه

اوجماعة المسجدالجامع کمافی البحر،قلت لکن فی الخانية وان لم يکن لمسجدمنزله مؤذن فانه يذهب اليه ويؤذن فيه "......(ردالمحتار: ۱/۴۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیادرجۃ الرفیعۃ کےالفاظ حدیث سےثابت ہیں؟

(مسئلہ نمبر۱۹۴) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں

(۱) کہ اذان کے بعددعامیں لفظ (درجۃ رفیعۃ) آتے ہیں،تو کیا یہ الفاظ حدیث سے ثابت ہیں یانہیں؟ اورکیاہماری دعا کی آپ ﷺ کوضرورت ہے؟ کیونکہ آپ ﷺ توپہلے ہی بلند درجات پرفائز ہیں،توپھرہمارااس دعاپڑھنے کا کیافائدہ؟

(۲) نیزجب قبرستان میں داخل ہوتے ہیں یاقریب سے گزرتے ہیں توان پرسلام کرتے ہیں توکیاوہ سلام کاجواب دیتے ہیں؟ یافقط ان پردعاہی کی نیت سے سلام کرتے ہیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) صورت مسئولہ میں مندرجہ بالا الفاظ حدیث سے ثابت نہیں ہیں۔

"قال ابن حجر فی شرح المنهاج وزيادة والدرجة الرفيعة وختمه بياارحم الراحمين لااصل لهما "......(شامی:۱/۲۹۳)

"وامازيادة والدرجة الرفيعة بعدقوله والوسيلة والفضيلة فلم يثبت عندی فی حديث فلايزادبهالانهازيادة فی خلال الکلمات "......(فيض الباری:۲/۱۶۸)

(۲) ہماری دعا کی اگرچہ نبی کریم ﷺ کوضرورت نہیں ہے لیکن اس میں دعا کرنے والے کااپناہی فائدہ ہے کہ آپ ﷺ کی شفاعت اس کے لیے واجب ہوجاتی ہے،جیسا کہ حدیث میں آیاہے۔

"فدعاه للنبی ﷺ ليس لنفع النبی بل فيه خيره وهواستيفاء حظه من شفاعته ﷺ ولذاقال فی آخره حلت له شفاعتی فلدعائه دخل فی حلول شفاعته ومانقل عن بعض المشائخ ان دعاء الوسيلة تم عليه وحصل له هذا المقام فی زمانه فهوعندی مصروف عن ظاهره لان حصول هذا المقام للنبی ﷺ ليس

مرھونا بدعاء احدمن امته بل ھومقطوع به والدعاء منالاستیفاء حظه الشفاعة منه ‘‘......(فیض الباری :۱۶۸/۲)

اہل سنت وجماعت کاعقیدہ ہے کہ جوشخص مردوں کوسلام کرےتووہ اس کا جواب دیتے ہیں۔

’’وقال ابورزین یارسول الله ان طریقی علی الموتیٰ فھل من کلام اتکلم به اذامررت علیھم قال قل السلام علیکم یااھل القبور من المسلمین والمؤمنین انتم لناسلف ونحن لکم تبع وانا ان شاء الله بکم لاحقون،قال ابورزین یسمعون (قال یسمعون)ولکن لایستطعیون ان یجیبوا قال ابارزین الاترضیٰ ان یردعلیک بعددھم من الملائکة اه وقوله لایستطیعون ان یجیبوا ای جوابا یسمعه الحی والا فھم یردون حیث لانسمع واخرج ابن عبدالبر فی الاستذکار والتمھید عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ مامن احدیمربقبراخیه المؤمن کان یعرفه فی الدنیا فیسلم علیه الاعرفه وردعلیه السلام (صححه عبدالحق)واخرج ابن ابی الدنیا والبیھقی فی الشعب عن ابی ھریرة قال اذامرالرجل بقبریعرفه فسلم علیه ردعلیه السلام وعرفه واذا مربقبرلایعرفه فسلم علیه ردعلیه السلام وان لم یعرفه ‘‘......(مرقات المفاتیح: ۲۲۱/۴)

’’اقول والاحادیث فی سمع الاموات قدبلغت مبلغ التواتر وفی حدیث صححه ابوعمرو ان احدااذاسلم علی ا لمیت فانه یردعلیه ویعرفه ان کان یعرفه فی الدنیا‘‘......(فیض الباری:۴۶۷/۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سبحان اللہ کہہ کرلقمہ دینے کاحدیث سے ثبوت:

(مسئلہ نمبر۱۹۵) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زیدامام کے سہوپرسبحان اللہ کہہ کرلقمہ دینے کوافضل تصورکرتاہے،کیایہ بات احادیث مبارکہ سے ثابت ہے یانہیں ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جی ہاں یہ حدیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

"وان ارادبه اعلامه انه فی الصلوٰۃ لم تفسدبالاجماع لقوله علیه السلام اذانابت احدکم نائبه فی الصلوٰۃ فلیسبح"......(الهدایة:۱/۱۳۸)

"وفی الصحیحین عن ابی هریرۃ رضی الله عنه رفعه التسبیح للرجال والتصفیق للنساء"......(الدرایة فی تخریج احادیث الهدایة:۱/۱۲۸)

"الاانه خارج عن القیاس بالحدیث الصحیح اذانابت احدکم نائبه وهو فی الصلوٰۃ فلیسبح"......(فتاویٰ شامیة:۱/۴۵۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جہاد، مجاہد اور ڈاڑھی کے مذاق اڑانے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۱۹۶) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو مسلمان ڈاڑھی کا مذاق اڑائے اور موجودہ جہاد افغانستان و ہندوستان کو برا سمجھے اور مجاہد کا جہاد اور ڈاڑھی کی وجہ سے مذاق اڑائے، قادیانیوں کو خوش کرنے کے لیے یہ سارا کام کرے، ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ان سے رشتہ داری کرنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ڈاڑھی اور جہاد کا مذاق اڑانا کفر ہے اور اس کا مرتکب کافر ہے۔

"لولم یرالسنة حقاکفر لانه استخفاف اه ووجهه ان السنة احدالاحکام الشرعیة المتفق علیه علی مشروعیتها عندعلماء الدین فاذاانکر ذلک ولم یرها شیئا ثابتا ومعتبرا فی الدین یکون قد استخف بها واستهانها وذلک کفرتامل" ...... (فتاویٰ شامی:۱/۳۵۰)

"والاستهزاء یشئ من الشرائع کفرابن کمال "......(درمختارعلی هامش الرد:۴/۴۱۹)

"عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ انهکوا الشوارب واعفوااللحیٰ"......(صحیح البخاری :۲/۸۷۵)

"وعن ابی هریرۃ قال قال رسول الله ﷺ من تمسک بسنتی عندفسادامتی فله اجر مائة شهید رواه البیهقی فی کتاب الزهد "......(مشکوٰۃ : ۱/۳۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مایتعلق بالصحابہؓ

شاتم صحابہؓ کا حکم:

(مسئلہ نمبر۱۹۷) اگر کوئی شخص صحابہ کرامؓ میں سے کسی ایک صحابیؓ یا دو صحابہؓ کو باغی، سرکش اور شریر لکھے جیسا کہ وحیدالزمان کی کتاب ''لغات الحدیث'' میں ''خ'' کے صفحہ ۳۶ پر لکھا ہے کہ حضرت معاویہؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ دونوں باغی، سرکش اور شریر تھے ان دونوں صحابیوں کے مناقب یا فضائل بیان کرنا ہرگز روا نہیں بلکہ صرف صحابیت کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کے ذکر کو سب وشتم سے پاک رکھنا ہی کافی ہے، قرآن وسنت کی روشنی میں ایسے آدمی کے بارے میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

تمام صحابہ کرامؓ یا ان میں سے اکثر کو گالی نکالنا اور برُا بھلا کہنا کفر ہے اور کسی ایک صحابیؓ یا دو صحابہؓ کو برا بھلا کہنا فسق ہے، ایسے شخص کو سخت سزا دی جائے گی اور اس شخص کی گواہی بھی قبول نہیں کی جائیگی، جب تک کہ توبہ نہ کرلے۔

''واعلم أنه قال أرباب التصانيف إن سبّ الصحابة ؓ فسق وقال بعضهم إن سبّ الشيخين كفر والمحقق أن سبّ الصحابةؓ كلهم أو أكثرهم كفر وسبّ صحابی واحد أواثنين فسق''......(فيض البارى: ۱/۱۲۰)

''وقال ايضامن شتم أحدامن أصحاب النبی ﷺ أبابكر أو عمر أو عثمان أو معاويه أو عمرو بن العاص فإن قال كانوافی ضلال قتل وإن شتمهم بغير هذامن مشاتمة الناس نكل نكالاشديدا''......(رسائل ابن عابدين: ۱/۳۵۸)

''وممايزيد ذلك وضوحاماصرحوابه فی كتبهم متوناوشروحامن قولهم ولاتقبل شهادة من يظهر سبّ السلف ...... وفسروا السلف بالصالحين منهم كالصحابةؓ والتابعين والأئمة المجتهدين''......(ايضا: ۱/۳۶۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

ایک مبلغ اسلام کی غلط فہمیاں:

(مسئلہ نمبر۱۹۸) کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس شخص کے بارے میں کہ جو مندرجہ ذیل باتوں

کا قائل ہواور اپنی تقریروں میں سر عام کہتے ہوں، ازراہ کرم ایسے شخص کا شرع متین میں کیا حکم ہے، مضبوط ادلہ کے ساتھ جواب تحریر فرمائیں۔

۱۔ جہاد کو استعداد کے ساتھ مقید کیا اور کہا:

”لیکن فرض عین ہوتا ہے استعداد کے ساتھ استعداد نہیں تو ساقط ہو جاتا ہے“۔

۲۔ دور نبی ﷺ میں لوگوں کو دو طبقہ میں مقید کرنا، حالانکہ قرآن کریم نے تین طبقے ذکر فرمائے ہیں:

۱. الذين يؤمنون بالغيب ......الخ

۲. ان الذين كفروا سواء عليهم ......الخ

۳. ومن الناس من يقول امنا......الخ

۳۔ ان کا کہنا ہے کہ:

”صحابہؓ کے دور میں بے نمازی، روزہ چھوڑنے والا، زانی، والدین کا نافرمان، بے پردگی، خیانت، سود وغیرہ نہیں تھے حالانکہ آگے خود فرماتے ہیں کہ صحابہ نہ معصوم ہیں اور نہ محفوظ (تعارض) (ص:۳،۷)

۴۔ مندرجہ ذیل آیت قرآنی کو جہادی تحریکوں کے چلانے والوں پر چسپاں کیا۔

” ما كان الله ليظلمهم ولكن كانوا انفسهم يظلمون“(الآية)

۵۔ صحابہ کے بارے میں ان کا قول:

”کہ صحابہ کی ذات ایسی نہیں کہ ہم ان پر دلائل پیش کریں ....تو صحابہ کا دفاع یوں ٹھیک نہیں ہے کہ ان کی غلطیوں کی تاویل شروع کر دو......................اللہ کے فیصلہ ہو چکے ہیں ہمیں ان کی دفاع کرنے کی ضرورت نہیں“۔

۶۔ تکفیر صحابہ کا قول:

”پھر سن لو............صحابہ کو کافر کہنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا یہ اپنے ہی اکابر کے فتوی میں میں نے پڑھا ہے۔ایک آدمی کہتا ہے کہ سارے صحابہ کافر تھے،اس پر کفر کا فتوی نہیں آئے گا“۔

۷۔ مولانا مودودی کے بارے میں مدحیہ کلمات......

......”مولانا مودودی صاحب مرحوم نیک آدمی تھے اچھے عالم تھے“............

۸۔ فرق باطلہ (مودودیت، بریلویت، غیر مقلدیت اور شیعیت) کی وکالت اور ان کی طرف داری میں اپنے اکابر پر کیچڑ اچھالنا۔

۹۔ خوارج کے بارے میں ان کی رائے......

''خوارج کافرنہیں ہیں غلط لکھا ہے''۔

۱۰۔ ان کا یہ کہنا کہ......

''اگر کوئی قرآن کی تحریف کا قائل ہے اوراس کا اظہار کرتا ہے تو کافر ہے، اگر وہ اس کا اظہار نہیں کرتا تو ہمارے لئے حکم ہے اس پر اسلام کا حکم لگانے کا''

۱۱۔ ایک حدیث کے بارے میں ان کا کہنا ہے۔

''کہ ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ ایک زمانہ آئے گا کہ ایک طبقہ ہوگا جو اہل بیت کا دعوی کرے گا، ان کا لقب رافضی ہوگا ان کو قتل کردو وہ مشرک ہیں (یہ حدیث غلط ہے چاہے اس کو مولانا سرفراز خان نے بھی نقل کیا ہے ...... یہ حدیث تو ویسے ہی موضوع ہے اس کا ذخیرہ احادیث سے کوئی تعلق نہیں ہے......''

الجواب باسم الملك الوهاب

(۱)'' قال صاحب تفسير القرطبي تحت قوله تعالىٰ: (ليغيظ بهم الكفار) وقال مالك: من أصبح من الناس في قلبه غيظ على احد من اصحاب رسول الله ﷺ فقد اصابته هذه الآية؛ ذكره الخطيب ابوبكر''......(تفسير القرطبي: ۱۶/۲۹۷)

قلت: لقد احسن مالك في مقالته واصاب في تأويله. فمن نقص واحد امنهم او طعن عليه في روايته فقد رد على الله رب العالمين. وابطل شرائع المسلمين(۱۶/۲۹۷) فمن نسبه(عقبه بن عامر او واحداً من الصحابة الى كذب فهو خارج عن الشريعة، مبطل للقرآن، طاعن على رسول الله ﷺ ومتى الحق واحد منهم تكذيبافقد سبّ لانه لاعار ولاعيب بعد الكفر بالله اعظم من الكذب و قد لعن رسول الله ﷺ من سبّ اصحابه ؛ فالمكذب لأصغرهم ، ولاصغير فيهم ، داخل في لعنة الله التي شهد بهارسول الله ﷺ والزمها كل من سب واحداً من اصحابه أو طعن عليه''......(الجامع لأحكام القرآن: ۱۶/۲۹۸)

(۲)” قال ابن عابدين فی رسائله:وتبعه علی ذلک العلامة ابن نجيم فی الأشباه والنظائر وفی البحر وعبارة الأشباه كل كافرتاب فتوبته مقبولة فی الدنياوالآخرة إلاجماعة الكافر بسب نبی وبسب الشيخين أوأحدهماوبالسحر ولو امرأة وبالزندقة اذااخذ قبل توبته انتهی. وقال فی البحر مانصه وفی الجوهرة من سب الشيخين اوطعن فيهماكفر ويجب قتله ثم ان رجع وتاب وجدد الأسلام هل تقبل توبته ام لا؟ قال الصدر الشهيد لاتقبل توبته واسلامه ونقتله وبه احذ الفقيه ابو الليث السمر قندی وابو النصرالدبوسی وهو المختار للفتوی انتهی مافی البحر“...... (رسائل ابن عابدين: ۱/۳۲۸)

(۳)” وقال ايضا:من شتم احدامن اصحاب النبی ﷺ أبابكر او عمر او عثمان او معاوية او عمر وبن العاص فإن قال كانو افی ضلال قتل.(و كتب فی هامشه تحت قوله ”قتل“) قوله قتل ای لأنه اعتقد ماهم عليه كفرامع انهم كانوافی اعلی مراتب الدين ومن اعتقد الإسلام كفرافقدكفر تأمل منه.

و قال أيضا:و صرح جماعات من أصحابنابكفر الخوارج المعتقدين البراء ةمن علی وعثمان ويكفر الرافضة الذين كفرواالصحابة وفسقوهم وسبوهم اه ملخصا...... امالو سبه لكونه صحابيافينبغی القطع بتكفيره لأن ذلک استخفاف بحق الصحابة وفيه تعريض بالنبی ﷺ انتهی ...... ومن انكر خلافة ابی بكر رضی الله تعلی عنه فهو كافر فی الصحيح ومنكر خلافة عمر رضی الله تعالیٰ عنه كافر فی الاصح. ويجب اكفار الخوارج فی اكفار هم جميع الأمة سواهم ويجب اكفارهم باكفارعثمان وعلی وطلحة والزبير وعائشة رضی الله تعالیٰ عنهم.ثم قال وفی الخلاصة الرافضی اذاكان يسب الشيخين ويلعنهمافهوكافر وان كان يفضل علياعليهمافهومبتدع انتهی“......(رسائل ابن عابدين: ۱/۳۵۸،۳۵۹)

(۴)” قال صاحب الهندية:ويجب اكفارهم باكفار عثمان وعلی وطلحةوزبير

وعائشة رضی الله تعالیٰ عنهم ویجب اکفار الزیدیة کلهم فی قولهم بانتظار نبی من العجم...... ویجب اکفار الروافض فی قولهم برجعة الأموات إلی الدنیاوبتناسخ الأرواح وبانتقال روح الإله الی الأئمة وبقولهم فی خروج امام باطن وبتعطیلهم الأمر والنهی الی ان یخرج الإمام الباطن وبقولهم ان جبریل علیه السلام غلط فی الوحی الی محمد ﷺ دون علی بن ابی طالب رضی الله عنه وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الإسلام واحکامهم احکام المرتدین کذافی الظهیریة. وقال:الرافضی اذاکان یسب الشیخین ویلعنهماوالعیاذ بالله فهو کافر ......ومن انکر إمامة ابی بکر الصدیق رضی الله عنه فهو کافر وعلی قول بعضهم هو مبتدع و لیس بکافر والصحیح أنه کافر وکذلک من أنکر خلافة عمر رضی الله عنه فی اصح الأقوال کذافی الظهیریة“......(الهندیة: ۲/۲۶۴)

(۵)” قال صاحب الشامیة: وذکر فی فتح القدیر أن الخوارج الذین یستحلون دماء المسلمین واموالهم ویکفرون الصحابة حکمهم عند جمهور الفقهاء و اهل الحدیث حکم البغاة وذهب بعض اهل الحدیث الی أنهم مرتدون .... وقد ألزمت نفسی أن لاأفتی بشیء من الفاظ التکفیر المذکورة فی کتب الفتاوی، نعم لاشک فی تکفیر من قذف السیدة عائشة رضی الله تعالیٰ عنهااو انکر صحبة الصدیق او اعتقد الألوهیة فی علی او ان جبریل غلط فی الوحی اونحو ذلک من الکفر الصریح المخالف للقرآن ولکن لو تاب تقبل توبته ، هذاخلاصة ماحررناه فی کتابناتنبیه الولاة والحکام“......(ردالمحتار:۳/ ۳۲۱)

(۶)”قال العلامة النووی ؒ فی شرح مسلم: تحت قوله ﷺ عن سعد بن ابن وقاص عن ابیه قال قال رسول الله ﷺ لعلی انت منی بمنزلة هارون من موسی إلاانه لانبی بعدی ......الحدیث(باب فضائل علی بن ابی طالب) قال القاضی ولاشک فی کفر من قال هذالأن من کفر الأمة کلهاوالصدر الأول

فقد أبطل نقل الشريعة وهد م الإسلام وأمامن عداهؤلاء الغلاة فانهم لايسلكون هذاالمسلک“......(على هامش الصحيح لمسلم: ۲/ ۲۷۸)

(۷)” قال صاحب تفسير ابن كثير: تحت قوله تعالىٰ(ليغيظ بهم الكفار) ومن هذه الآيةانتزع الامام مالک رحمه الله فى رواية عنه بتكفير الروافض الذين يبغضون الصحابة قال: لأنهم يغيظونهم ومن غاظ الصحابة فهو كافر لهذه الآية ووافقه طائفة من العلماء على ذلک والأحاديث فى فضائل الصحابة والنهى عن التعرض لهم بمساء ة كثيرة ويكفيهم ثناء الله عليهم ورضاه عنهم“......(تفسير القرآن العظيم: ۵/ ۲۴۲)

(۸)” قال صاحب البحر: الثانية الردة بسب الشيخين ابى بكر وعمر رضى الله عنهماوقدصرح فى الخلاصة والبزازية بأن الرافضى إذاسب الشيخين وطعن فيهماكفر وإن فضل علياعليهمافمبتدع ، ولم يتكلما على عد م قبول توبته. وفى الجوهرة: من سب الشيخين او طعن فيهماكفر ويجب قتله. ثم ان رجع وتاب وجدد الاسلام هل تقبل توبته ام لا؟قال الصدر الشهيد: لاتقبل توبته واسلامه ونقتله وبه أخذ الفقيه ابوالليث السمرقندى وأبو نصر الدبوسى وهو المختار للفتوى اه“......(۵/ ۲۱۲)

(۹)” قال صاحب مرقاة المفاتيح تحت قوله ﷺ(لاتسبوااصحابى): ....وفى شرح مسلم: اعلم ان سب الصحابة حرام من اكبر الفواحش ومذهبناومذهب الجمهور انه يعزر. وقال بعض المالكية: يقتل. وقال القاضى عياض: سب احدهم من الكبائر انتهى. وقد صرح بعض علمائنابانه يقتل من سب الشيخين. ففى كتاب السير من كتاب الأشباه والنظائر للزين بن نجيم: كل كافر تاب فتوبته مقبولة فى الدنياوالآخرة الاجماعة الكافر بسب النبى وسب الشيحين اوأ حدهمااو بالسحراو بالزندقة ولو امرأة اذاأخذ قبل توبته وقال سب الشيخين ولعنهماكفر“......(مرقاة المفاتيح: ۱۱/ ۱۵۲)

(۱۰)” قال المحدث الكبير محمد انور الشاه الكشميرى فى

رسائله:وكذلك اى كتكفير هؤلاء يقطع ويجزم بتكفير كل من قال قولاصدر عنه يتوسل به الى تضليل الامة.اى كونهافى الضلال عن الدين والصراط المستقيم. يؤدى الى تكفير جميع الصحابة ، كقول الطائفة الكميلية من الرافضة بتكفير جميع الأمة بعد موت النبى ﷺ اذ لم تقدم علياو كفرتعلياااذ لم يتقدم ولم يطلب حقه فى التقديم. فهو لاء قد كفروامن وجوه:لأنهم بماقالوه ابطلواالشريعة بأسرهاوكذلك اى كماكفرناهؤلاء يكفر بكل فعل فعله شخص مسلم ، اجمع المسلمون على انه اى ذلك الفعل لايصدر الامن كافر حقيقة لأنه من جنس أفعالهم ،وإنه كان صاحبه. اى من صدر منه. مسلماً مصرحاًبالإسلام مع فعله ذلك الفعل. شرح شفاء للحفاجى ملتقطاًملخصا،(۴/۵۴۲.۵۴۷)

(۱۱)" قال ايضا:وممن جنح الى ذلك من أئمة المتأخرين الشيخ تقى الدين السبكى فقال فى فتاواه:اجنح ؟من كفر الخوارج وغلاة الروافض بتكفير هم اعلام الصحابة ، لتضمنه تكذيب النبى ﷺ فى شهادته لهم بالجنة ، قال:وهو عندى احتجاج صحيح. قال:واحتج من لم يكفرهم بان الحكم بتكفيرهم يستدعى تقدم علمهم بالشهادة المذكورة علماقطعياوفيه نظر ، لأنانعلم تزكية من كفروه علماقطعياالى حين موته وذلك كاف فى اعتقادناتكفير من كفرهم"......(اكفار الملحدين:۳/۲۵)

(۱۲)"قال صاحب تفسير المظهرى:تحت قوله تعالىٰ:(ليغيظ بهم الكفار) .... قال انس بن مالك رضى الله عنه من اصبح وفى قلبه غيظ على اصحاب محمد ﷺ فقد اصابته هذه الأية"...... (المظهرى:۸/۴۱۴)

(۱۳)"قال صاحب البزازيه:ويجب اكفار الكيسانية ....واكفار الروافض فى قولهم برجعة الاموات الىٰ الدنياو بنسخ الارواح وانتقال روح الالٰه الىٰ الائمة وان الائمة آلهة وفى قولهم بخروج امام ناطق بالحق وانقطاع الأمر والنهى الى أن يخرج و بقولهم أن جبريل عليه السلام غلط فى الوحى

الی محمد ﷺ دون علی کرم الله وجهه واحکام هؤلاء أحکام المرتدین و من أنکر خلافة أبی بکرفهو کافر فی الصحیح ومنکر خلافة عمر رضی الله عنه فهو کافر فی الأصح. ویجب اکفار الخوارج فی اکفارهم جمیع الامة سواهم ،ویجب اکفار هم باکفار عثمان رضی الله عنه و علی رضی الله عنه وطلحة رضی الله عنه والزبیر رضی الله عنه وعائشة رضی الله عنهم. ویجب اکفار الیزیدیة کلهم فی انتظار نبی من العجم ینسخ دین سیدنامحمد ﷺ''......(البزازیة: ۳۱۸/۶)

(۱۴)''قال الشیخ محمد انورالشاه الکاشمیری رحمه الله فی عرف الشذی: اختلفوافی تکفیر الروافض و للأحناف قولان: قیل انهم کافرون وقیل لا، والمختار تکفیرهم فان مکفر جمهور الصحابة کافر و قصر الروافض الاسلام علی تسعة أصحابه أو سبعة أو خمسة علیٰ اختلاف الأقوال وللروافض فی القرآن العظیم أقوال قیل زاد فیه عثمان رضی الله عنه و نقص و قیل نقص ولم یزد و قیل انه محفوظ و لایقولون بصحة أحادیث کتب أهل السنة ولهم صحاح أربعة وهی سقام و مفتریات''......(عرف الشذی علی الترمذی: ۱۰۶/۱)

''قال ابن حجر العسقلانی: أماالتشیع فی عرف المتأخرین فهو الرفض المحض فلاتقبل روایة الرافضی الغالی ولاکرامة''......(تهذیب التهذیب: ۱۱۹/۱)

''قال صاحب روح المعانی: هذاوفی المواهب أن الامام مالکاقد استنبط من هذه الآیة(لیغیظ بهم الکفار)تکفیر الروافض الذین یبغضون الصحابة رضی الله عنهم فانهم یغیظونهم ومن غاظ الصحابة فهو کافر ، ووافقه کثیر من العلماء انتهیٰ. وفی البحر: ذکر عند مالک رجل ینتقص الصحابة فقرأ مالک هذه الآیة فقال: من أصبح من الناس فی قلبه غیظ من أصحاب رسول الله ﷺفقد أصابته هذة الآیة. و یعلم تکفیر الرافضة بخصوصهم ، و فی کلام عائشة رضی الله عنها: مایشیر الیه أیضا،فقد أخرج الحاکم و صححه عنهافی قوله

تعالیٰ:(لیغیظ بهم الکفار)قالت:أصحاب محمد ﷺ أمر وابالاستغفار لهم فسبوهم“......(روح المعانی:۲۶/ ۱۲۸، ۱۲۹)

”قال صاحب الشرح الکبیر:أمالو کان مؤدیاالی الکفر فلایجوز(الاقتداء)أصلاکالغلاة من الروافض الذین یدعون الألوهیة لعلیؓ أو أن النبوة کانت له فغلط جبریل ونحو ذلک مماهو کفر ، وکذامن یقذف الصدیقة أو ینکر صحبة الصدیق أو خلافته أو یسب الشیخین“......(غنیة المستملی المعروف بالحلبی کبیری:۴۴۳)

”قال صاحب المحیط:وذکر شیخ الاسلام فی ـــ”شرح کتاب الصلاة“ الصلاة خلف أهل الأهواء تکره ......و ان کان أهواء یکفر أهلهاکالجهمی ، والقدری الذی قال بخلق القرآن ،والرافضی الغالی الذی ینکر خلافة أبی بکر رضی الله تعالیٰ عنه ،لاتجوز“......(المحیط:۲/ ۱۷۸)

”قال صاحب هامش جلالین:تحت قوله تعالیٰ ـ:(لیغیظ بهم الکفار)قال فی المواهب وانتزع مالک رحمه الله تعالیٰ فی روایة منه تکفیر الروافض الذین یبغضون الصحابة قال لانهم یغیظونهم ومن غاظ الصحابة فهو کافر ووافقه علی ذلک جماعة من العلماء“......(علیٰ هامش جلالین:۴۲۶)

مذکورہ بالا روایات ،عبارات فقہیہ اور اکابر کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا شخص بدترین فاسق ہے، لہذا اس پرلازم ہے کہ فورا اپنے عقائد درست کر کے توبہ کر لے اوراپنے ایمان کی فکر کریں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

صحابہ کرام کی گستاخی کاروبار میں چیکنگ پرغفلت اورتوبہ نامہ:

(مسئلہ نمبر۱۹۹) بصحت بدن وثبوت عقل بقائے ہوش وحواس، میں اللہ کی ذات پر قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری فیکٹری سے جوایسا نیگیٹو پکڑا گیا ہے جس پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسماء گرامی درج تھے جوکہ ان میں خصوصاً امہات المؤمنین اورآل رسول ﷺ خصوصاً حضرات شیخین کے نام بھی درج تھے جوکہ کپڑے پر پرنٹ کروانے کے لیے بنایا گیا تھا، مجھے اس کا پرچہ درج کروانے سے پہلے کوئی علم نہیں تھا اور نہ ہم نے اس کے پرنٹ

کروانے کا آرڈر دیا تھا، جو کچھ ہوا ہے اس کے تمام تر ذمہ دار منیجر حافظ واجد ادریس صاحب ہیں، ہم صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہیں اور نگرانی میں غفلت برتنے پر توبہ کرتا ہوں اور آئندہ کے لیے اس جیسی حرکتوں سے اللہ کو گواہ بنا کر نہ کرنے کا عہد کرتا ہوں، یہ بیان بندہ (حمید عالم ولد محمد اکرم) میرے خلاف کیس میں مدعی حضرات کے سامنے تحریر کرتا ہوں، اس بیان کی رو سے شرعاً میری یہ توبہ قبول ہوگی یا نہیں اور اس بیان کے مطابق میرے اوپر جو الزام ہے اس کی سزا کا میں مستحق ہوں یا نہیں، یہ بیان میں دل کی گہرائیوں سے تحریر کرتا ہوں اور دوبارہ اقرار کرتا ہوں کہ میں تمام صحابہ کرام چھوٹے بڑے سمیت خلفائے راشدین اور آل رسول کا احترام کرتا ہوں اور ان کی توہین کو بدترین جرم سمجھتا ہوں بلکہ کفر سمجھتا ہوں، فقط۔

المقر: حمید عالم ولد محمد اکرم 0322-8415511

گواہ شد: محمد عثمان قاسمی ولد کرم حسین 0300-4078223

گواہ شد: غلام رسول ولد محمد یعقوب 03214519778

گواہ شد: محمد عبداللہ ولد عطاء محمد 0300-2603892

الجواب باسم الملک الوہاب

بشرط صحت بیان حمید عالم ولد محمد اکرم اس کی رو سے شرعا مجرم نہیں ہے اور اپنی غفلت پر وہ توبہ کر چکے ہیں لہذا ان کو معاف کیا جا سکتا ہے۔

”ومنها بحث التوبة...... وفی الشریعة هی الندم علی المعصیة من حیث هی معصیة مع عزم ان لایعود الیها اذا قدر علیها“......(شرح الفقه الاکبر للقاری: ۱۵۸)

”وقال النبی ﷺ التائب من الذنب کمن لاذنب له“......(............)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحابیت کے منکر کا حکم:

(مسئلہ نمبر۲۰۰) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نماز بھی پڑھتا ہے، اور قرآن کی تلاوت بھی کرتا ہے اور باقی تمام ارکان کو بھی پورا کرتا ہے اور تمام اصحاب پیغمبر کی صحابیت کا بھی اقرار کرتا ہے لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کرتا ہے تو ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اگر اس کا نکاح

ہوا ہوتو اس کے بارے میں حکم کیا ہے؟ اگر وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا اقرار کر لیتا ہے تو کیا اس کا پہلا نکاح باقی رہے گا یا پھر نئے سرے سے نکاح کرانا ہوگا، قرآن وحدیث اور اجماع کے دلائل کے ساتھ وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے جلیل القدر صحابی ہیں، اور کاتب وحی ہیں، نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے خصوصی طور پر دعا فرمائی "اللّٰهم اجعله هادياً مهدياً واهدبه" آپ رضی اللہ عنہ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں، اس اعتبار سے آپ تمام مسلمانوں کے ماموں ہوئے، جس طرح اہل بیت ذوا القربی سے محبت رکھنا مومن پر لازم ہے، اسی طرح نبی کریم ﷺ کے خسر اور برادر نسبتی اور سسرالی رشتہ داروں سے بھی محبت کرنا لازم ہے، لہذا جو شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کرے وہ شخص شرعاً فاسق ہے اور گمراہ ہے جب تک توبہ نہ کرے اس شخص پر فاسق کے احکام جاری ہوں گے اور فسق کی وجہ سے نکاح باطل نہ ہوگا۔

نوٹ: یہ فتوی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں نہیں ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اختلاف اجتہادی اختلاف تھا۔

"عن ابی سعيد الخدری رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لاتسبوا اصحابی فوالذی نفسی بيده لوان احدكم انفق مثل احدذهباماادرک مداحدهم ولانصيفه"......(جامع ترمذی: ۲/۷۰۶)

"عن عبدالله بن مغفل رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ الله الله فی اصحابی لاتتخذوهم غرضا بعدی فمن احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم ومن اٰذاهم فقداٰذانی ومن اٰذانی فقداٰذی الله ومن اٰذی الله يوشک ان ياخذه "......(ترمذی: ۲/۷۰۶)

"عن عبدالرحمن بن ابی عميرة وكان من اصحاب رسو ل الله ﷺ عن النبی ﷺ قال لمعاوية رضی الله عنه اللهم اجعله هادياً مهدياًواهدبه"......(ترمذی: ۲/۷۰۴)

"فسبهم والطعن فيهم ان كان ممايخالف الادلة القطعية فكفر كقذف عائشة رضی الله عنها والا فبدعة وفسق وبالجملة لم ينقل عن السلف المجتهدين

والعلماء الصالحين جوازاللعن على معاوية رضى الله واحزابه لان غاية امرهم البغى والخروج على الامام وهولايوجب اللعن"......(شرح العقائد النسفية:١٩٥)

"قال المؤلف(تحت مناقب معاوية)هو قريشي أموى وامه هندبنت عتبة كان هووابوه من مسلمة الفتح ثم من المؤلفة قلوبهم وهو احدالذين كتبوا لرسول الله ﷺ "......(مرقاة المفاتيح : ١١/٣٨٠)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

صحابہ کی گستاخی کرنے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۲۰۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی شان میں گستاخی کرنے والے شخص کا کیا حکم ہے، تفصیل سے جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں؟

الجواب باسم الملك الوهاب

جو شخص حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین میں سے شیخین رضی اللہ عنہما کی شان میں گستاخی کرتا ہو وہ شخص کافر ہے، اوران کے علاوہ باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی گستاخی کرنے سے گو کافر تو نہیں ہوگا، لیکن ملعون اور گمراہ ہے۔

"قال فى الدر من سب الشيخين اوطعن فيهما كفر قال الشامى نعم نقل فى البزازيه عن الخلاصة ان الرافضى اذا كان يسب الشيخين ويلعنهما فهو كافر"......(الدر مع الرد: ٣/ ٣٢١)

"الثانية الردة بسبب سب الشيخين ابى بكرؓ وعمرؓ "......(البحرالرائق : ٥/ ٢١٢)

"وقوله ونحب اصحاب رسول الله ولانفرط فى حب احد منهم ولانتبرأ من احدمنهم ونبغض من يبغضهم وبغير الخيرلا نذكرهم ونرى حبهم دينا وايمانا واحسانا وبغضهم كفرا وشقاقاونفاقاوظغيانا"......(شرح عقيده طحاويه : ٤٦٧)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اھل بیت میں کون کون شامل ہیں؟

(مسئلہ نمبر۲۰۲) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کیا اہل بیت کے اندر آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی ازواج مطہرات اور حضرت فاطمہؓ کی اولاد اور حضرت علیؓ شامل ہیں؟ اور کیا آپ ﷺ کی دیگر بیٹیاں اوران کی اولاد بھی اہل بیت میں شامل ہیں؟ قرآن وسنت وفقہ کی روشنی میں مکمل مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں حضور ﷺ کی ازواج اہل بیت ہیں، آپ ﷺ کی اولاد اور دیگر رشتہ دار جن پر صدقہ حرام کیا گیا ہے وہ بھی تبعا حضور ﷺ کے اہل بیت میں شامل ہیں، اور جن احادیث میں حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہ اور حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہم اجمعین کا ذکر ہے وہ ان چار کے ساتھ خاص نہیں ہے۔

”عن سعد بن ابی وقاص قال لمانزلت هذه الآية ندع ابناء نا وابناء كم ونساء نا ونسائكم وانفسنا وانفسكم دعارسول الله ﷺ عليا وفاطمة وحسنا وحسينا،فقال اللهم هؤلاء اهل بيتى،رواه مسلم وحديث واثلة ابن الاسقع انه تلاهذه الآية انما يريدالله ليذهب عنكم الرجس...... الآية وقال لعلى وفاطمة وابنيهماالهم هؤلاء اهل بيتى وخاصتى فاذهب عنهم الرجس وتطهرهم تطهيرا، وهذه الاحاديث ونحوها لاتدل على تخصيص الحكم بهؤلاء الاربعة رضى الله عنهم ويأباه ماقبل الآية ومابعدها ويأباه العرف واللغة لان الاصل فى استعمال اهل البيت لغة النساء واما الاولاد وغيرهم فانما يطلق عليهم تبعا لان لهم بيوتا متغايرة غالبا“......(تفسير مظهرى: ۷/۴۴۳،۳۴۳)

”وقال مسلم فى صحيحه حدثنى زهير بن حرب وشجاع بن مخلد جميعا عن ابن علية قال زهير حدثنا اسماعيل بن ابراهيم حدثنى ابوحيان حدثنى يزيد بن حيان قال انطلقت انا وحصين بن سمرة وعمربن مسلم الى زيد بن ارقم فلماجلسنا اليه قال له حصين لقدلقيت يازيد خيرا كثيرا رأيت رسول الله ﷺ وسمعت حديثه وغزوت معه وصليت خلفه لقدلقيت يازيد خيرا كثيرا حدثنا يازيد ماسمعت من رسول الله ﷺ ثم قال ......قام رسول الله ﷺ

یوما فینا خطیبا بماء یدعی خمأبین مکة والمدینة فحمد الله واثنیٰ علیه ووعظ وذکر ثم قال اما بعد الا ایها الناس فانما انا بشر یوشک ان یاتی رسول ربی فاجیب وانا تارک فیکم ثقلین اولهما کتاب الله فیه الهدی والنور فخذوا بکتاب الله واستمسکوا به فحث علی کتاب الله ورغب فیه ثم قال واهل بیتی اذکر کم الله فی اهل بیتی ثلاثا فقال له حصین ومن اهل بیته یازید الیس نساء ہ اهل بیته قال نساء ہ اهل بیته ولکن اهل بیته من حرم الصدقة بعده قال ومن هم قال هم آل علی وآل عقیل وآل جعفر وآل عباس قال کل هؤلاء حرم الصدقة قال نعم "......(تفسیر ابن کثیر :۵/۱۷۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت عائشہ کی عمر نکاح کے وقت نو سال نہ تھی کہنے والے کا حکم؟

(مسئلہ نمبر۲۰۳) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر نکاح کے وقت نو سال نہیں تھی بلکہ سترہ سال تھی اس کے بارے میں شریعت میں کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

مذکورہ شخص کا نظریہ نہایت جہالت، لاعلمی اور گمراہی پر مبنی ہے۔

"عن عائشة رضی الله عنها قالت تزوجنی النبی ﷺ وانا بنت ست سنین فقدمنا المدینة فنزلنا فی بنی الحارث بن الخزرج ......فاذا نسوة من الانصار فی البیت فقلن علی الخیر والبرکة وعلی خیر طائر فاسلمتنی الیهن فاصلحن من شانی فلم یرعنی الا رسول الله ﷺ ضحی فاسلمتنی الیه وانا یؤمئذ بنت تسع سنین"......(البدایة والنهایة: ۳/۱۴۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازیبا کلمات کہنے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۲۰۴) کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام دریں مسئلہ کے کہ ایک خطیب صاحب نے جمعہ کے

بیان میں فرمایا ''دادا کے منصوبے پوتا پورے کررہا ہے'' ابوسفیان نے مدینہ پر چڑھائی کی اور ان کے پوتے یزید نے مکہ پر چڑھائی کردی، کیا ایسا شخص مذکورہ کلمات کی وجہ سے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بے ادبی اور گستاخی کا مرتکب ہے یا نہیں؟ اور کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے بارے میں مذکورہ الفاظ کہنے والا شخص گمراہ اور مبتدع ہے اور ایسے شخص کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

''ان افضل الامة بعدنبیھا ﷺ اصحابه الذین نصروه وبذلوا مھجھم فی مرضاته ولیس من مؤمن ولامؤمنة الاولھم فی عنقه اعظم منة فیجب علینا تعظیمھم واحترامھم ویحرم سبھم والطعن فیھم ونسکت عماجری بینھم من الحروب فانه کان عن اجتھاد ھذاکله مذھب اھل الحق وھم اھل السنة والجماعة وھم الصحابة والتابعون والائمة المجتھدون ومن خرج عن ھذا الطریق فھوضال مبتدع او کافر''......(رسائل ابن عابدین:۱/۳۵۷)

''واماالفاسق فقدعللوا کراھة تقدیمه بانه لایھتم لامردینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیھم اھانته شرعا ولایخفی انه اذاکان اعلم من غیره لاتزول العلة فانه لایؤمن ان یصلی بھم بغیرطھارة فھوکالمبتدع تکره امامته بکل حال''......(شامی:۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت علی رضی اللہ عنہ کومشکل کشا کہنے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۲۰۵) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو قاری، حافظ اور عالم کچھ بھی نہیں ہے اور درست قرأت کی بھی حسب ضرورت طاقت نہیں رکھتا نیز عموماً ایسے واقعات ومضامین بیان کرتا ہے جو قرآن وحدیث کے خلاف ہوتے ہیں، مثلاً ایک جمعہ کے موقع پر اس نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مشکل کشا ہیں، اور جو لوگ ان کو مشکل کشا نہیں مانتے ان کے کانوں میں پیشاب کریں، اس تفصیل کے بعد تین باتوں کا جواب شرعاً مطلوب ہے۔

(۱) ایسی استعداد ونظریات کا حامل شخص مسلمانوں کے لیے امامت جمعہ وعیدین کی اہلیت رکھتا ہے یا نہیں؟ جب کہ علماء کی کمی نہیں ہے۔

(۲) جولوگ ایسے شخص کے لیے جمعہ وعیدین کے لیے مصر ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

(۳) اگر مذکورہ بالا اوصاف کا حامل شخص اپنے بیان کیے گئے مضامین سے برأت کا اعلان کرے اور تائب ہوکر آئندہ کے لیے احتیاط کلام کا وعدہ کرے تو پھر وہ مذکورہ بالا تفصیل سے شرعاً امامت جمعہ وعیدین کی اہلیت رکھتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) مشکل کشا کے دو مطلب ہیں، پہلا مطلب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مشکل علمی مسائل کو حل کرتے تھے، دوسرا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ ہر مشکل کو آسان کر دیتے ہیں ان کے لیے کوئی کام مشکل نہیں، اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ہر مشکل کو آسان کر دیتے تھے۔

مذکورہ بالا تفصیل کے بعد بشرط صحت سوال اگر مذکورہ شخص مشکل کشا کا دوسرا مطلب مراد لیتا ہے تو یہ شخص دو وجوہ کی بناء پر امامت کا اہل نہیں ہے، (۱) فساد عقیدہ کی وجہ سے (۲) درست قرأت کی طاقت نہ رکھنے کی وجہ سے۔

اور اگر یہ شخص مشکل کشا کا پہلا مطلب مراد لیتا ہے تب بھی درست قرأت کی طاقت نہ رکھنے کی وجہ سے امامت کا اہل نہیں، لیکن اس طرح کے موہم الفاظ سے احتراز ضروری ہے۔

(۱) جولوگ ایسے شخص کے لیے امامت جمعہ وعیدین کے لیے مصر ہیں وہ اپنے اس فعل کی وجہ سے گناہ گار ہیں، ان کو اپنے اس عمل کی وجہ سے توبہ کرنا ضروری ہے۔

(۳) اگر مذکورہ بالا شخص اپنے نظریات سے برأت کا اعلان کرنے کے ساتھ ساتھ توبہ بھی کرے اور حسب ضرورت درست قرأت سیکھ لے تو ایسا شخص امامت کا اہل ہے، اگرچہ اولیٰ پھر بھی یہ ہے کہ جب علماء موجود ہیں تو کسی عالم کو امام بنایا جائے۔

"وفی المضمرات شرح القدوری اعلم ان حفظ قدرماتجوزالصلوة به من القرآن فرض عین علی المسلمین لقوله تعالیٰ فاقرؤا ماتیسرمن القرآن ، وحفظ جمیع القرآن فرض کفایة وحفظ فاتحة الکتاب وسورة واجبة علی کل مسلم "......(البحرالرائق : ۱/۵۹۲)

"ومنهاانه ان ظن ان ا لمیت یتصرف فی الامور دون الله تعالیٰ واعتقاده ذلک کفر،اه"......(شامی : ۲/۱۳۹)

”وفیہ اشارۃ الی انھم لوقوموافاسقاياأثمون بناء علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لعدم اعتنائہ باموردینہ وتساھلہ فی الاتیان بلوازمہ فلایبعد منہ الاخلال ببعض شروط الصلوۃ وفعل ماینافیھا بل ھوالغالب بالنظر الی فسقہ ولذالمتجز الصلوٰۃ خلفہ اصلہ عندمالک وروایۃ عن احمدالاانااجوزناھامع الکراھۃ لقولہ علیہ السلام صلوا خلف کل بروفاجر صلوا علی کل بروفاجر وجاھدوا مع کل بروفاجر، رواہ الدارقطنی“......(حلبی کبیری: ۴۴۲)

”قال الکرمانی فی منسکہ ثم اذاتاب توبۃ صحیحۃ صارت مقبولۃ غیرمردودۃ قطعا من غیرشک وشبھۃ“......(شرح الفقہ الاکبر: ۱۶۵)

”ولقولہ علیہ السلام التائب من الذنب کمن لاذنب لہ“......(شرح الفقہ الاکبر: ۱۵۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرنے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۲۰۶) کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص دس محرم کو شیعوں کے امام بارگاہ میں گیا وہاں جا کر اس نے شیعوں جیسی حرکات کرتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال کیے، العیاذ باللہ اس نے دجال کے الفاظ بار بار استعمال کیے، اس گستاخی کے بعد آیا وہ بدستور مسلمان رہا یا دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا اور وہ اگر مسلمان ہی ہے تو اس پر اس کی اس گستاخی کا جرمانہ یا سزا ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیا ہے؟

برائے کرم وضاحت سے مسئلہ کا حل تجویز فرمایئے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مذکورہ میں اگر اس شخص نے العیاذ باللہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق دجال کا لفظ استعمال کیا ہے تو یہ کلمہ کفر ہے، لہٰذا یہ شخص مذکور دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا ہے۔

”الرافضی ان کان یسب الشیخین ویلعنھما فھو کافروان کان یفضل علیا کرم اللہ وجھہ علیھما فھو مبتدع“......(بزازیہ علی ھامش الھندیۃ: ۶/۳۱۹)

اس شخص کے لیے تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

وہ تو صحابہ تھے آپ تو اچھے ہیں، کہنے سے نکاح کا حکم:

(مسئلہ نمبر۲۰۷) محترم مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رمضان المبارک کی ایک رات میں نے اپنی بیوی کے ساتھ ہمبستری کا ارادہ کیا، میری بیوی نے کہا کہ رمضان المبارک میں یہ کام نہ کرو، تو میں نے کہا کہ صحابہ کرام کو بھی یہ مسئلہ درپیش آ گیا تھا تو انہیں اجازت مل گئی تھی، اس پر میری بیوی نے کہا کہ وہ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے، آپ تو اچھے ہیں، اس پر میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ توبہ کرو، اس نے توبہ کی، کیا اس جملے سے ہمارا نکاح تو نہیں ٹوٹتا۔

الجواب باسم الملک الوہاب

آپ کی بیوی کا مذکورہ فقرہ موجب کفر نہیں اس لیے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑا، جب کہ موجب کفر جملہ کے قائل کی نیت میں ایسی توجیہ ہے جو موجب کفر نہ ہو تو وہ کافر نہیں ہوتا۔

"ثم ان کانت نیة القائل الوجه الذی یمنع التکفیر فهو مسلم"......(عالمگیری: ۲/۲۸۳)

تو آپ کی بیوی بطریق اولیٰ کافر نہیں ہوئی، البتہ ایسے الفاظ کہنا سخت غلطی ہے جو توبہ سے معاف ہو چکی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلاف کا سبب کیا تھا؟

(مسئلہ نمبر۲۰۸) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلاف کی کیا وجہ تھی؟ امیر معاویہ رضی اللہ کی خلافت کتنے عرصے اور کتنے مربع میل پر رہی ہے؟

الجواب باسم الملک الوہاب

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو حضرت

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فوراً حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بدلہ لینے کا مطالبہ کیا لیکن حالات کے پیش نظر حضرت علی رضی اللہ عنہ فوراً بدلہ لینے پر آمادہ نہ ہوئے، یہی اختلاف کی وجہ بنی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت تقریباً ساڑھے ۱۹ سال رہی۔

”ولماولی علی ابن ابی طالب رضی الله عنه الخلافة اشارعلیه کثیرمن امرائه ممن باشر قتل عثمان ان یعزل معاویة ......وقد قال لاابایعه حتی یسلمنی قتله عثمان فانه قتل مظلوما وقدقال الله تعالیٰ (ومن قتل مظلوما فقدجعلنا لولیه سلطانا)“......(البدایة والنهایة: ۸/۴۹)

”وقال الولید بن مسلم مات فی رجب سنة ستین وکان خلافته تسع عشرة ونصفا“......(تهذیب التهذیب: ۸/۲۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا حدیث سے ثبوت:

(مسئلہ نمبر ۲۰۹) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحابیت حدیث سے ثابت ہے، اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا صحابہ کے درمیان مقام کیا تھا؟

الجواب باسم الملک الوهاب

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے وقت مسلمان ہوئے تھے، اور فتح مکہ کے موقع پر اسلام کا اظہار کیا اور یہ نہیں کہ آپ رضی اللہ کو صرف صحابیت کا شرف حاصل ہوا بلکہ آنحضرت ﷺ سے بلا واسطہ کی احادیث بھی روایت کی ہیں، سیر الصحابۃ میں بحوالہ ابن سعد ۷/ ۱۲۸ کے لکھا ہے کہ ان کے مشرف باسلام ہونے کی خوشی میں آپ ﷺ نے انہیں مبارک باد دی، اور اسی زمانے میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خاندان اور وقار کے لحاظ سے ان کو کتابت وحی کا جلیل القدر منصب عطا ہوا، آپ کی حلم اور فراست کو دیکھ کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ کو شام کا والی بنایا اور حضرت عثمان نے بھی اسی پر برقرار رکھا۔

”وعن ابن ابی ملیکة قال اوترمعاویة بعدالعشاء برکعة وعنده مولی لابن عباس فاتی ابن عباس فقال دعه فانه قدصحب رسول الله ﷺ وفی روایة قال اصاب فانه فقیه“......(الصحیح البخاری: ۱/۵۳۱)

"وصحب معاوية رسول الله ﷺ وكتب الوحي بين يديه مع الكتاب وروى عن رسول الله ﷺ احاديث كثيرة في الصحيحين وغيرهما من السنن والمسانيد وروى عنه جماعة من صحابة والتابعين"......(البدايه والنهاية: ٨/٥٣٥)

"عن ابان عن معاوية قال انكم لتصلون صلوة لقدصحبنا رسول الله ﷺ فمارأيناه يصليها ولقدنهى عنهما يعني ركعتين بعدالعصر "......(الصحيح البخاري: ١/٥١٢)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین معیار حق ہیں:

(مسئلہ نمبر۲۱۰) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام رہنماء امت محمدیہ وورثاء انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اہل سنت والجماعت میں تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور مجتہدین اوروہ علماء کرام آتے ہیں جوحق پر ہیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

جی ہاں سب حق پر ہیں اورصحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین تو معیار حق ہیں کہ ان کی اقتداء میں ہی نجات ہے۔

"وعن عمران بن حصين قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير امتى قرني ثم الذينيلونهم ثم الذين يلونهم ثم ان بعد هم قوما يشهدون ولا يستشهدون الخ " ...... (مشكوة المصابيح : ج٢ ص ٥٦٢)

"فعليلكم بسنتي و سنته الخلفاء الراشدين المهديين تمسكو ابها وعضوا عليها بالنواجذ وايا كم ومحدثات الامور فان كل محدثة بدعة"...... (مشكوة: ج١ ص٣٠)

"وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اصحابى كا لنجوم فبايهم اقتديتم اهتديتم"......(مشكوة: ج٢ ص ٥٦٤)

"ولا شك ان فعل الصحابة حجة ومار آه المسلمون حسنا فهو عند الله

حسن فهذا وجه تخصيص اهل مكة العمرة بشهد رجب الخ

فقط“......(شامی:ج ۲ ص ۱٦۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیاام البنین بنت حرام کی شادی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی؟

(مسئلہ نمبر ۲۱۱) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

مؤدبانہ گزارش ہے کہ جناب میں قاری محمد یوسف ہاشمی جامع مسجدابو ہریرۃ کا امام اورخطیب ہوں،لہذا پچھلے سال محرم الحرام کے مہینہ میں میں نے ایک بیان کیا جوحوالہ خطبات مواعظ جمعہ تالیف مولانا حافظ مشتاق عباسی سے لیا کہ شمرذی الجوشن کی بہن ام البنین بنت حرام حضرت علیؓ کے گھر میں تھیں جس سے چار بیٹے پیدا ہوئے،عبداللہ،جعفر،عثمان،عباس،اس بات کوسن کرایک شیعہ آیا اورمیرے والدصاحب سے کیا کہ اپنے بیٹے کی بکواس بندکرو،میرے باپ نے کہا کہ یہ بکواس نہیں ہے،قرآن وحدیث کا مسئلہ ہے،تو شیعہ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ ہم ایسے قرآن وحدیث کی بات نہیں مانتے،اٹھاؤاورنالے میں پھینک دوجس پرمیرے والد نے کہا کہ اگرتم قرآن وحدیث نہیں مانتے تو کافرہوجس پرانہوں نے ہمارے خلاف رپورٹ کردی کہ ہمیں کافرشیعہ کافرکہا گیا ہے،جب کہ یہ بات نہیں ہوئی،آپ سے گزارش ہے کہ ہمیں تصدیق کردیں کہ واقعی حضرت علی کی شادی ام البنین بنت حرام سے ہوئی اور یہ چار بیٹے تھےاورواضح کردیں کہ حضرت علی کی کتنی شادیاں ہوئیں،عین نوازش ہوگی۔

الجواب باسم الملک الوھاب

یہ بات درست ہے کہ ام البنین بنت حرام کی شادی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوئی اوران سے چار بیٹے پیدا ہوئے،جعفر،عبداللہ،عباس اورعثمان اوران میں سے تین حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کربلا میں شہید ہوگئے تھے،صرف حضرت عباس باقی بچے تھے،جیسا کہ البدایۃ والنہایۃ میں اس بات کی تصریح موجود ہے۔

”فمن زوجاته ام البنين بنت حرام وهو المحل بن خالد بن ربيعة بن كعب بن عامر بن كلاب فولدت له العباس وجعفر وعبدالله وعثمان وقدقتل هؤلاء مع اخيهم الحسين بكربلاء ولاعقب لهم سوى العباس “......(البداية والنهاية : ۳۵۵/۷)

”فقام شهر بن ذى الجوش فقال اين بنو اختنا ؟فقام اليه العباس وعبدالله

وجعفروعثمان بنوعلی بن ابی طالب فقال انتم آمنون فقالوا ان امنتنا وابن رسول الله ﷺ والافلاحاجة لنابامانک"......(البدایة والنهایة: ۸/۵۷۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مایتعلق بالعلم والعلماء

علماء کو برا بھلا کہنے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۲۱۲) اگر کوئی شخص علماء کرام سے حسد کرتا ہے اور انہیں برا بھلا کہتا ہے تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

۱۔ کیا یہ مسلمان ہے؟

۲۔ کیا نماز کی امامت کرواسکتا ہے؟

۳۔ اس کے ساتھ قرابت داری جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر کوئی شخص علماء پر سب وشتم اور ان سے بغض وعناد صرف علم دین کی وجہ سے رکھتا ہو تو اس کے کفر میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں، کیوں کہ علم دین سے بغض وعناد رکھنا اور اس پر شتم کرنا دراصل آپ ﷺ کی ذات عالی سے بغض وعناد رکھنے کے مترادف ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں علماء کرام کو سب وشتم کرنے کی وجہ سے وہ شخص کافر ہے، اس کو امام بنانا جائز نہیں اور اس سے تعلقات ختم کردیئے جائیں جب تک کہ وہ شخص توبہ واستغفار کرکے دوبارہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح نہ کرلے۔

"ویخاف علیہ الکفر اذاشتم عالماًاو فقیھامن غیر سبب ویکفر بقولہ لعالم ذکر الحمار فی است علمک مریدابہ علم الدین"......(البحر الرائق: ۲۰۷/۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

علماء کو وہابی یا کافر کہنا:

(مسئلہ نمبر۲۱۳) ایک شخص علماء دیوبند کے بارے میں کہتا ہے کہ وہ وہابی ہیں اور ان کی طرف کفر کی نسبت بھی کرتا ہے اس شخص کا کیا حکم ہے اور وہابی کون لوگ ہیں اور جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہے اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک اوھاب

حقیقت میں وہابی وہ لوگ ہیں جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کی پیروکار ہیں، لیکن آج کل بعض مبتدعین اور کم علم لوگ حضرات علمائے دیوبند اور ان کے پیروکاروں کو وہابی کہتے ہیں، یہ ان پر افتراء اور سخت جہالت ہے علمائے دیوبند، حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی کتابوں میں کوئی

ایک بات بھی ایسی نہیں جس کی وجہ سے ان کو کافر کہا جائے،ان حضرات پر کفر کا فتویٰ لگانے والے علم سے عاری ہیں، کسی عام مسلمان کو کافر کہنا نہایت خطرناک بات ہے،چہ جائیکہ ایسے برگزیدہ اور علمائے ربانیین کو کافر کہا جائے جو اہل علم ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ پائے کے اہل اللہ بھی تھے، یہ محض ضد وعناد کی وجہ سے ان حضرات کو کافر کہتے ہیں،لہذا جو لوگ ان علماء کی کتابوں کی عبارتوں میں اپنے مطلب کے مطابق جوڑ توڑ کر کے ان پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں،خود ان کا ایمان خطرے میں ہے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت سے نواز دے۔آمین۔

”عن أبی هریرةؓ أن رسول الله تعالیٰ قال:اذاقال الرجل لأخیه یاکافر فقد باء به أحدهما“......(بخاری شریف: ۹۰۱/۲)

”و قد أطلق الغزالیؒ فی اکفار من أکفر أخاه ،و المتأخرون الیٰ أنه ان قالهاسابّاشاتمالم یکفر وان کان من عقیدته ذلک فهو کافر“......(فیض الباری: ۳۹۳/۴)

”و فی النصاب من أبغض عالمامن غیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر...... و یخاف علیه الکفر اذاشتم عالماأو فقیهامن غیر سبب ...... کذافی البحر الرائق“......(الهندیة: ۲۷۰/۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

امام کعبہ کی توہین کرنے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۲۱۴) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ امام کعبہ شریف کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے کیونکہ وہ نجدی وہابی ہے جن کے عقائد اہل سنت والجماعت کے نزدیک غلط ہیں، پھر پوچھنے والے نے اس مولوی صاحب سے پوچھا کہ بیت اللہ شریف کے امام کے پیچھے نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ملتا ہے تو اس بات کا جواب اس مولوی صاحب نے یہ دیا کہ امام کعبہ کوئی بندے کا پتر ہو تو ثواب ملتا ہے، آپ بتائیں کہ وہ مولوی صاحب ایمان سے خارج ہو گئے یا نہیں کیونکہ اس نے امام کعبہ کی تذلیل کی ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

ہماری معلومات کے مطابق موجودہ امام کعبہ عقیدتاً حنبلی اہل سنت والجماعت میں سے ہیں،لہذا ان کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے،اور ایک عالم دین سے بلاوجہ بغض وحسد رکھنا یقیناً بہت بڑا جرم ہے،اگر کوئی شخص بلاکسی

وجہ دنیوی واخروی سبب کے کسی عالم کی توہین کرتا ہو یا اس کو گالیاں دیتا ہو تو اس شخص کے کفر کا اندیشہ ہے اور اگر کسی دنیوی وجوہات کی وجہ سے توہین کرتا ہے تو گناہ گار اور فاسق ہے۔

”من ابغض عالما من غیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر قلت الظاهر انه یکفر لانه اذا ابغض العالم من غیر سبب دنیوی او اخروی فیکون بغضه لعلم الشریعة ولاشک فی کفر من انکره اه“......(شرح فقه الاکبر :۱۷۳، هکذافی خلاصة الفتاویٰ :۴/ ۳۸۸)

”عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ سباب المسلم فسوق وقتاله کفر ،متفق علیه “......(مشکوٰة: ۲/۴۲۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

علم دین سیکھنے کے لیے والدین کی اجازت:

(مسئلہ نمبر۲۱۵) میرا نام عمار ہے اور میں بی کام میں پڑھتا ہوں، میں نے قرآن حفظ کیا ہے اور تفسیر پڑھنے کے لیے امام صاحب کے پاس جاتا تھا، لیکن والد صاحب کی امام سے لڑائی ہوئی تو والد صاحب نے پڑھنے سے منع کیا تو باقی علماء کے پاس پڑھنے کے لیے جاتا تھا، اس سے بھی منع کیا، ایک دینی کتاب گھر لایا، اس کے پڑھنے سے بھی منع کیا، مجھے دین کا شوق ہے نیز والد صاحب نے زبردستی بی کام میں داخل کیا ہے، اب میرے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں ضروریات دین کے سیکھنے کے لیے والدین سے اجازت ضروری نہیں ہے۔

”واعلم ان تعلم العلم یکون فرض عین وهو بقدرمایحتاج لدینه وفرض کفایة وهومازاد علیه لنفع غیره ومندوبا وهوالتبحر فی الفقه وعلم القلب “...... (درعلی الشامی : ۱/ ۳۱)

(قوله وله الخروج)ای ان لم یخف علی والدیه الضیعة بان کانا موسرین ولم تکن نفقتهما علیه وفی الخانیة ولوارادواالخروج الی الحج وکرها ذلک قالوا ان استغنی الاب عن خدمته فلا بأس والا فلایسعه الخروج فان احتاجاالی النفقة ولایقدر ان یخلف لهما نفقة کاملة اوامکنة الا ان الغالب

علی الطریق الخوف فلایخرج ولوالغالب السلامة یخرج وفی بعض الروایات لایخرج الی الجهاد الا باذنهما ولواذن احد فقط لاینبغی له الخروج لان مراعاة حقهما فرض عین والجهاد فرض کفایة ....هذا فی سفر الجهاد فلوفی سفرتجارة اوحج لاباس به بلااذن الابوین ان استغنیاعن خدمته اذلیس فیه ابطال حقهما الا اذاکان الطریق مخوفا کالبحر فلایخرج بلااذنهما وان استغنیا عن خدمته ولوخرج المتعلم وضیع عیاله یراعی حق العیال "......(شامی: ۵/ ۲۸۹،البحر الرائق: ۵/ ۱۲۲ ،هندیه : ۵/ ۳۶۶،قاضی خان : ۳/ ۴۲۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام ابوحنیفہؒ کاایک پاؤں پرکھڑے ہوکرنماز پڑھنا:

(مسئلہ نمبر۲۱۶) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فقہاء کرام نے ایک پاؤں پرقیام کومکروہ کہاہے جب کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں مشہورواقعہ ہے کہ آپ نے دائیں پاؤں پرکھڑے ہوکربائیں پاؤں کودائیں پاؤں پر رکھ کر آدھا قرآن شریف پڑھا، پھررکوع اورسجدہ کیا، پھربائیں پاؤں پرکھڑے ہوئے اوردائیں پاؤں کوبائیں پاؤں پررکھا اورقرآن شریف کومکمل کیا ، پھررکوع اورسجدہ کرکے سلام پھیرا،توامام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے یہ عمل کیاہے،توپھریہ ناجائزکس طرح ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کایہ فعل یاتومقصدکے اچھے ہونے پرمحمول کیاجائے گایاپھرامام صاحب نے اپنے نفس پرمجاہدہ کی غرض سے ایسا کیا،جس کی وجہ سے کراہت منتفی ہوگئی ،جیساکہ علامہ شامی رحمہ اللہ نے اس کو ذکرکیاہے۔

"وقدیقال للامام رضی الله عنه مقصدحسن فی ذلک نفی الکرهة عنه کماقالوا یکره ان یصلی الرجل حاسراعن رأسه لکن اذاقصد التذلل فلاکراهة ثم رأیت بعض العلماء اجاب بذلک فقال انما فعل ذلک مجاهدة لنفسه ولیس یبعد ان یکون غرض مجاهدة النفس بذلک ممن لم یختل منه خشوعه مانعاللکراهة"......(فتاویٰ شامی : ۱/ ۳۸)

”(قولہ علی رجلہ الیمنیٰ) وانمافعل ذلک مجاھدۃ لنفسہ فلایحمل علی خلاف السنۃ فافھم“......(حاشیہ درمختار: ۱/۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شیعہ اور عیسائی بچوں کو تعلیم دینا:

(مسئلہ نمبر ۲۱۷) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے سکول میں عیسائی اور شیعہ مذہب سے تعلق رکھنے والے بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں، دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان کو اپنے سکول میں دینی تعلیم دینا اور جب ان کے والدین سکول میں آئیں تو ان کا احترام واکرام کرنا اوران کی دعوت قبول کرکے ان کے گھر جانا اور وہاں جاکر کھانا کھانا کیسا ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں، نیز عیسائی بچے قرآن کریم کو بے وضو چھو سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں عیسائی اور شیعہ بچوں کو اپنے سکول میں دینی تعلیم دینا جائز ہے کیونکہ عین ممکن ہے کہ ان کے دل میں اسلام کی حقانیت بیٹھ جائے اور وہ بڑے ہو کر ایمان لے آئیں، اور اگر وہ بچے نابالغ ہیں تو بقدر ضرورت قرآن کریم کو بے وضو ہاتھ لگا سکتے ہیں، اور جب ان کے والدین سکول میں آئیں تو بقدر ضرورت تالیف قلب کے لیے کچھ کھلایا پلایا جاسکتا ہے، اور جب وہ دعوت کریں تو اس کو قبول کرنے کی بھی گنجائش ہے، شیعہ عموماً تحریف قرآن، قذف عائشہؓ، انکار صحبت صدیقؓ جیسے کفریہ عقائد رکھتے ہیں، لہٰذا ان کے ساتھ گہرے تعلقات اور دوستی نہ رکھی جائے، اور نہ ان کا ذبیحہ کھایا جائے۔

”ولابأس بتعلیمہ القرآن والفقہ عسی یھتدی“......(درعلی الشامی: ۱/۱۳۱)

”ولایکرہ مس صبی لمصحف ولوح ولابأس بدفعہ الیہ وطلبہ منہ للضرورۃ قولہ ولایکرہ مس صبی الخ فیہ ان الصبی غیرمکلف (قولہ) للضرورۃ لان فی تکلیف الصبیان وامرھم بالوضوء حرجابھم وفی تاخیرہ الی البلوغ تقلیل حفظ القرآن“......(درمع الشامی: ۱/۱۲۹)

”ولابأس بان یصل الرجل المسلم المشرک قریباکان اوبعیدامحارباکان اوذمیاواراد بالمحارب المستامن فامااذاکان غیرمستامن فلاینبغی لہ ان

یصله بشئ وفی الذخیرة اذاکان حربیافی دارالحرب وکان الحال حال صلح فلابأس بان یصله واختلفوا هل یکره لنا ان نقبل هدیة المشرک اولانقبل ذکرفیه قولان وفی فتاوی اهل سمرقندمسلم دعاه نصرانی الیٰ داره ضیفاحل له ان یذهب معه وفی النوازل المجوسی اوالنصرانی اذادعارجلاالی طعام تکره الاجابة وان قال اشتریت اللحم من السوق فان کان الداعی یهودیة فلابأس“......(البحر الرائق: ۸/۳۷۴)

”وقوله تعالیٰ(وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم) روی عن ابن عباس وابی الدرداء والحسن ومجاهد وابراهیم وقتادة والسدی انه ذبائحهم وظاهره یقتضی ذلک لان ذبائحهم من طعامهم ولواستعملنا اللفظ علی عمومه لانتظم جمیع طعامهم من الذبائح وغیرها والاظهر ان یکون المراد الذبائح خاصة لان سائرطعامهم من الخبز والزیت وسائرالادهان لایختلف حکمها بمن یتولاه ولاشبهة فی ذلک علی احدسواء کان المتولی لصنعه واتخاذه مجوسیا اوکتابیاولاخلاف فیه بین المسلمین“......(احکام القرآن للجصاص: ۲/۴۵۵)

”لابأس بان یکون بین المسلم والذمی معاملة اذاکان ممالابدمنه کذافی السراجیة“......(هندیة: ۵/۳۴۸)

”وقوله تعالیٰ یاایهاالذین آمنوا لاتتخذوا الیهود والنصاریٰ اولیاء ای لاتعتمدواعلیهم ولاتعاشروهم معاشرة الاحباب (بعضهم اولیاء بعض)ایماء الی علة النهی یعنی انهم متفقون علی خلافکم واضرارکم وتوالی بعضهم بعضالاتحادهم فی الدین “......(تفسیرمظهری: ۳/۱۵۶)

”ان الرافضی ان کان ممن یعتقدالالوهیة فی علی اوان جبریل غلط فی الوحی اوکان ینکرصحبة الصدیق اوبقذف السیدة الصدیقة فهوکافرلمخالفته القواطع المعلومة من الدین بالضرورة بخلاف ماذاکان یفضل علیا اویسب الصحابة فانه مبتدع لاکافرکمااوضحته فی کتابی تنبیه الولاة والحکام علی

احکام الشاتم خیر الانام اواحد اصحابہ الکرام علیہ وعلیھم الصلاۃ والسلام‘‘......(شامی: ۲/۳۱۴)

’’ومنھا ان یکون مسلما او کتابیا فلا تؤکل ذبیحۃ اھل الشرک والمرتد‘‘......(ھندیۃ: ۵/۲۸۵)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

علماء ربانی اور علماء سوء کی پہچان:

(مسئلہ نمبر ۲۱۸) بحضور علماء کرام شرع متین بحیثیت مشورہ سلف کے دو قسم علماء یعنی علماء ربانی اور علماء سوء کے علاوہ کوئی اور قسم علماء کی ہے یا نہیں؟ جن کا شمار نہ علماء ربانی میں ہوں اور نہ علماء سوء میں ہوں نیز علماء ربانی اور علماء سوء کی تعریف اور علامات ظاہر فرمادیں، تاکہ لوگ غلطی میں نہ آجائیں اور علماء سوء سے گریز اور علماء ربانی کے دامن گیر ہوجائیں، باقی مندرجہ ذیل علماء علماء ربانی ہیں یا نہیں؟ اور جو لوگ ان کے پیر ہیں وہ حق پر ہیں یا غلط؟ اسمائے گرامی علماء یہ ہیں (۱) حضرت جی مولانا محمد یوسف (۲) حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ (۳) شیخ الحدیث مولانا زکریا (۴) شیخ الہند مولانا محمود الحسن (۵) سید انور شاہ کشمیری (۶) رشید احمد گنگوہی (۷) محمد یوسف بنوری (۸) مفتی محمد شفیع (۹) اشرف علی تھانوی (۱۰) مفتی عزیز الرحمٰن (۱۱) قاری محمد طیب (۱۲) شبیر احمد عثمانی (۱۳) مفتی کفایت اللہ مندرجہ بالا علماء جو مذکور ہیں اور قرآن وسنت و مذہب کے اندر جو حل و حرمت کا ثبوت کیا ہے تو جو کوئی ان سے انکار تاویل کرتے ہیں اور ساتھ غلط الزام لگاتے ہیں تو ایسے علماء علماء سوء میں شمار ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب باسم الملک الوھاب

علماء حق وہ ہیں جو صحیح العقیدہ ہوں، دنیا کے عاشق نہ ہوں اور ان کے حسنات سیئات پر غالب نہ ہوں، شریعت مطہرہ میں دنیا ممنوع نہیں ہے دنیا کی محبت ممنوع ہے، صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین میں سے بہت سے بزرگ ایسے گزرے ہیں جو مال وجاہ اور بڑے عہدوں کے مالک تھے مگر اس کی محبت ان کے دل میں نہ تھی، جو دین کی راہ میں رکاوٹ بن سکتی ہے، جن علماء میں مندرجہ بالا تین شرائط موجود نہ ہوں وہ علماء سوء ہیں، علماء حق اور علماء سوء کے درمیان کوئی اور درمیانی طبقہ نہیں، جن اکابر دیوبند کا ذکر استفتاء میں کیا گیا ہے، قواعد شرعیہ کی رو سے یہ علماء حق تھے اور ان کی تحقیر وتوہین شرعاً درست نہیں، البتہ مسائل میں ان سے اختلاف رائے رکھنا جرم نہیں ہے، ان کے اندر خود بھی بہت سے مسائل میں اختلاف رائے موجود ہے۔

مثلاً سنت پڑھنے کے بعد دعا مع رفع الایدی ہیئت اجتماعیہ کو مفتی کفایت اللہ صاحب نے ممنوع قرار دیا ہے، جبکہ علامہ انور شاہ صاحب نے فیض الباری میں جائز لکھا ہے، اسی طرح **مااھل به لغیر الله** کی تفصیل میں علامہ شبیر احمد عثمانی اور علامہ انور شاہ کشمیری کے درمیان اختلاف رائے موجود ہے، دور حاضر میں نعلین پہنے ہوئے مسجد میں داخل ہونے کے متعلق حضرت مولانا خلیل احمد صاحب اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی کے درمیان اختلاف رائے موجود ہے، اسی طرح قبر کے پاس دفن کے بعد دعا مانگتے وقت ہاتھ اٹھانے کو ہمارے اکثر اکابر دیوبند نے خلاف سنت لکھا ہے جب کہ مولانا رشید احمد صاحب لدھیانوی نے احسن الفتاویٰ جلد رابع ص ۲۲۴ میں بمقتضائے قاعدہ رفع یدین مستحب ہے، اور دعا بوقت زیارت القبور میں ثبوت رفع الیدین سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، مگر اکابر کے تعامل عدم رفع کے پیش نظر رفع یدین کے قول و عمل کی ہمت نہ ہوتی تھی، اس بناء پر احسن الفتاویٰ جلد اول باب رد البدعات میں عدم رفع کا فتویٰ تحریر ہے، اس کے بعد حدیث میں رفع یدین کی تصریح مل گئی۔

"قال الحافظ رحمه الله تعالى وفى حديث ابن مسعود رضى الله عنه رايت رسول الله ﷺ فى قبرعبدالله ذى البجادين الحديث وفيه فلمافرغ من دفنه استقبل القبلة رافعا يديه اخرجه ابوعوانه فى صحيحه"......(فتح الباری : ۱۷۳/۱۱)

اب استحباب رفع یدین میں کوئی تأمل نہیں رہا، اس لیے عدم رفع کے سابقہ فتوی سے رجوع کرتا ہوں، فقط واللہ اعلم یہ تھی حضرت لدھیانوی صاحب کی تحریر، خلاصہ یہ ہے کہ علماء دیوبند کے اکابر علماء حق تھے ان کی تعظیم واحترام ضروری ہے، مگر ان کی تقلید ضروری نہیں، تقلید صرف ائمہ مجتہدین کی کرنی چاہیئے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

علماء سے بغض رکھنا اور کسی عالم کی غیبت کرنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۲۱۹) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ علماء کرام سے بغض رکھنا کیسا ہے؟ کسی خاص عالم کی غیبت کرنا شرعاً کیسا ہے؟ اور دین کو نقصان پہنچانے والے کی غیبت کرنا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جو شخص علماء کرام سے بغیر کسی ظاہری سبب کے بغض رکھتا ہے اس پر کفر کا خوف ہے۔

"من ابغض عالما من غير سبب ظاهر خيف عليه الكفر ويخاف عليه الكفر

اذاشتم عالما اورفقیها من غیرسبب ویکفر بقوله لعالم ذکرالحمارفی است علمک یرید علم الدین فی البحر ، رجل یجلس علی مکان مرتفع ویسألون منه مسائل بطریق الاستهزاء ثم یضربونه بالوسائد وهم یضحکون یکفرون جمیعا وکذا لولم یجلس علی مکان مرتفع"...... (البحرالرائق: ۵/۲۰۷،فتاویٰ عالمگیری : ۲/۲۷۰)

کسی خاص صالح عالم کی غیبت کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

"لاینبغی ان یشک فی انه من اکبرالکبائر کغیبة الاولیاء والعلماء بالفاظ الفسق والفجور ونحوها من الالفاظ الشدیدة الایداء "......(روح المعانی : ۲۶/۱۶۰)

اگرکوئی ایسا شخص ہے کہ اس کے شر کی وجہ سے امت مسلمہ کے دین کونقصان پہنچ رہا ہے تو ایسے عالم سوء کی غیبت گناہ نہیں بلکہ امت مسلمہ کے دین کی حفاظت کی وجہ سے ثواب ملے گا۔

"الغیبة علی اربع اوجه ......هی مباح وهوان یغتاب معلنا بفسقه اوصاحب بدعة وان اغتاب الفاسق لیحذره الناس یثاب علیه لانه من النهی والمنکر"......(فتاویٰ شامی: ۵/۲۹۰)

"فی تفسیرالغیبة ......تنحصر فی ستة اسباب ......الرابع تحذیرالمسلمین من الشر کجرح الشهود والرواة والمصنفین والمتصدین لافتاء اواقرأ مع عدم اهلیة فتجوز اجماعا بل تجب " ......(روح المعانی : ۲۶/۱۶۱)

"اذاکان الرجل یصوم ویصلی ویضرالناس بیده ولسانه فذکره بمافیه لیس بغیبة حتی لواخبرالسلطان بذلک لیزجره لااثم علیه "......(الدرعلی هامش الرد : ۵/۲۸۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عالم کی بےعزتی کرنے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۲۲۰) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی آدمی کسی عالم کی بےعزتی کرے اور زیادہ ہی نامہذب اور نازیبا الفاظ استعمال کرے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر کسی معین عالم کی بے عزتی، توہین اس کے عیوب اس کے عقائد باطلہ یا اس کے افعال قبیحہ یا ذاتی لڑائی جھگڑے کی وجہ سے کرتا ہے تو اس سے وہ کافر تو نہیں بنے گا، البتہ کسی عالم دین کی بلاوجہ شرعی ہتک عزت یا غیبت کرنا سخت گناہ ہے۔

"ومن ابغض وفی الذخیرة ومن شتم عالما اوفقیها من غیر سبب خیف علیه الکفر ......وفی مصباح الدین ولو قال ذلک لفقیه معین لایکفر"......(الفتاویٰ التاتارخانیة: ۵/۳۴۵)

"وفی النصاب ومن ابغض عالما بغیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر"......(خلاصة الفتاویٰ: ۴/۳۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیر عالم کا مسجد میں وعظ کرنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۲۲۱) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی تبلیغی جماعت سے تعلق رکھتا ہے یعنی لوگوں کو تبلیغ وغیرہ کرتا ہے، بعض دفعہ آس پاس کی مساجد میں جا کر لوگوں کو وعظ و نصیحت بھی کرتا ہے، اس آدمی نے نہ کسی سے پڑھا اور نہ کسی عالم دین کے پاس جا کر علم حاصل کیا، بلکہ مولویوں کی تقاریر سن کر اپنے آپ کو بہت بڑا مولوی سمجھتا ہے، اب پوچھنا یہ ہے کہ یہ آدمی لوگوں کو مسجد میں وعظ و نصیحت کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مذکورہ میں مذکورہ شخص اگر وعظ و نصیحت بیان کرتا ہے اور ایسے مسائل بیان کرتا ہے جس کا اس کو علم ہے مثلاً نماز اور روزہ کی فرضیت تو ایسے شخص کو ان مسائل کی تبلیغ کرنا اور وعظ و نصیحت کرنا جائز ہے، اور اگر وعظ و نصیحت میں اختلافی واجتہادی مسائل بیان کرتا ہے یا ایسے مسائل بیان کرتا ہے جس کا اس کو علم نہیں ہے تو ایسے شخص کے لیے تبلیغ کرنا جائز نہیں ہے، اور ایسے شخص کا علماء وفقہاء کے سامنے وعظ و نصیحت کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ یہ سوء ادب ہے۔

"الامر بالمعروف یحتاج الی خمسة اشیاء اولها العلم لان الجاهل لایحسن الامر بالمعروف"......(الهندیة: ۵/۳۵۳)

"ولایجوز للرجل من العوام ان یامر بالمعروف للقاضی والمفتی والعالم الذی

اشتهر لانہ اساءۃ فی الادب ولانہ ربما کان بہ ضررہ فی ذلک والعامی لایفھم ذلک "......(الھندیۃ: ۵/۳۵۳)

"قال الزندویسی سألت الامام خیراخری رحمھما اللہ تعالی عن حق العالم علی الجاھل والاستاذعلی التلمیذ قال کلاھما واحد وھوان لایفتتح الکلام قبلہ ولایجلس مکانہ ان غاب عندہ ولایرد علیہ کلامہ ولایتقدم علیہ مشیتہ الکل فی الروضۃ وروی عن علی ابن ابی طالب لاینبغی للجاھل ان یتکلم عندالعالم اویشیربیدہ "......(خلاصۃ الفتاویٰ:......(۴/۳۲۶)

"ثم انہ انمایامروینھی من کان عالما بمایامر بہ وینھی عنہ وذلک یختلف باختلاف الشیٔ فان کان من الواجبات الظاھرۃ اوالمحرمات المشھورۃ کالصلوۃ والصیام والزکوٰۃ والزنا والخمر ونحوھما فکل المسلمین عالم بھا وان کان من رقائق الافعال والاقوال ومایتعلق بالاجتھاد لم یکن للعوام مدخل فیہ لان انکارہ علی ذلک للعلماء"......(مرقاۃ المفاتیح: ۹/۳۲۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جدید مغربی تعلیم:

(مسئلہ نمبر۲۲۲) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماءعظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جدید اعلیٰ تعلیم کے حصول کے بارے میں شریعت کا نقطہ نظر کیا ہے اوراس سلسلہ میں مسلمانوں کا کیا رویہ ہونا چاہیے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جدید مغربی تعلیم یعنی موجودہ مروجہ نظام تعلیم اور نصاب تعلیم کے ہوتے ہوئے مشاہدہ اس بات کا گواہ ہے کہ اس کے عمومی اثرات اچھے نہیں ہیں جیسا کہ ھندوستان کی جنگ آزادی کے مجاھد جلیل اوراسیر مالٹا شیخ الھند حضرت مولانا محمود حسن رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ انگریزی تعلیم کا آخری اثر یہی ہے جو عموماً دیکھا گیا ہے کہ لوگ نصرانیت کے رنگ میں رنگ جائیں یا ملحدانہ گستاخیوں سے اھل مذھب کا مزاق اڑائیں یا حکومت وقت کی پرستش کرنے لگیں تو ایسی تعلیم پانے سے ایک مسلمان کے لیے جاہل رہنا ہی اچھا ہے (خطبہ صدارت جلسہ افتتاحیہ مسلم نیشنل یونیورسٹی علی گڑھ ۱۹۲۰ء بحوالہ فتاوی رحیمیہ اردو ج ۳ ص ۱۶۴) لیکن یہ بات بھی یادر رہے کہ اسلام جہاں کسی

چیز کے منفی پہلو پر نظر رکھتا ہے وہاں اس کے مثبت پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کرتا اس لیے فقہاءؒ نے اجازت دی ہے کہ دینی لازمی تعلیم کے علاوہ دوسرے فنون کا سیکھنا مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ مباح ہے ا....پہلی شرط یہ ہے کہ فنون کے سیکھنے کے ساتھ ساتھ علم دین کا معتد بہ حصہ بھی سیکھ چکا ہو،

۲.... پڑھانے والے دین دار ہوں ورنہ استاد کا اثر شاگردوں پر ضرور پڑتا ہے اور صحبت بد سے شاگرد بھی خراب ہوجاتے ہیں اور شریعت میں صحبت بد سے بچنے کی بڑی تاکید ہے۔

۳....مذکورہ شرائط کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ پڑھائی مخلوط نہ ہو جیسا کہ آجکل عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کو اکٹھے پڑھایا جاتا ہے۔

۴.... پڑھنے پڑھانے والوں کے عقائد صحیح اسلامی ہوں ورنہ آجکل مختلف عقائد وخیالات والے اکھٹے رہتے ہیں جس کا اثر بد سب پر پڑتا ہے، ہاں البتہ اگر کوئی جہاد کی نیت سے جدید ٹیکنالوجی کو سیکھے تو یہ شرعاً مستحسن اور باعث اجر وثواب ہے

”کما قال اللہ تعالی واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم الخ“

”قال القاضی محمد ثناء اللہ تحت ھذہ الآیۃ وعن عقبۃ بن عامر الجھنی رضی اللہ تعالی عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ تعالی یدخل بسھم الواحد ثلاثۃ نفر فی الجنۃ صانعہ یحتسب فی صنعتہ الخیر والرامی بہ ومنبلہ“......(التفسیر المظھری: ج۴ ص ۱۰۰)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

علم نجوم کے بارے میں کچھ معلومات:

(مسئلہ نمبر۲۲۳) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقے کے اندر ایک رواج ہے کہ کچھ لوگ حساب لگا کر بتاتے ہیں جنہیں آپ نجومی کہہ لیجے کہ ایک فال نما کتاب جس میں مثلاً

۲	۴	۲	۱	
۸	۷	۲	ب	ب
ل	ب	ق	ص	س

ایسے حروف ہیں، وہ کرنے والے کو کہتے ہیں کہ آنکھیں بند کر کے ان حروف پر انگلی پھیرو، جہاں انگلی ٹھہرائے پھر اس ہندسے کی روشنی میں بتاتے ہیں کہ تمھیں یہ بیماری ہے، تمھارا یہ مسئلہ ہے، تو کیا شریعت میں اس پامسٹ کی کوئی حیثیت ہے؟ اور یہ کہاں تک درست ہے؟ شریعت میں ایسا کرنے والے کا فاسق یا فاجر یا کیا نام تجویز کرتے ہیں کیونکہ عالم الغیب تو صرف میرے اللہ کی ذات ہے، آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائیں کہ ان نجومیوں پر اعتقاد رکھنا ذریعہ نجات ہے یا ذریعہ تباہی کفر ہے یا فسق؟ تفصیل سے روشنی ڈالیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

علم نجوم کا سیکھنا صرف اس حد تک جائز ہے کہ جس سے حساب اوقات صلوۃ سمیت قبلہ اور راستہ معلوم ہو سکے، مزید برآں مغیبات معلوم کرنے کے لیے اس کا سیکھنا یا اس کے ذریعہ مغیبات بتلانا یا ایسے لوگوں کی بتلائی ہوئی غیب کی باتوں پر یقین کرنا حرام ہے بلکہ اس میں خطرہ کفر ہے۔

"تعلم علم النجوم لمعرفۃالقبلۃ واوقات الصلوۃ لاباس بہ والزیادۃ حرام کذا فی الوجیز للکردری"......(ھندیہ: ج۵ ص۳۷۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کالا علم یا کالا جادو سیکھنے کا حکم؟

(مسئلہ نمبر۲۲۴) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرا ایک بھتیجا ہے جو کالا علم سیکھ رہا ہے، میں نے اسے بہت منع کیا ہے لیکن وہ نہیں مانا اب وہ ہمارے ہی خلاف ہے، اس کے بھائی کو میرے بھائی نے لڑکی کا رشتہ دیا تھا لیکن کسی وجہ سے اس رشتہ سے انکار ہو گیا اب وہ لڑکا کہتا ہے کہ میں کالے علم کے ذریعہ اپنے چچا سے لڑکی کا رشتہ لوں گا چچا ہماری والدہ کے پاؤں پڑے گا کہ ہم سے رشتہ لے، تو بتائیں کہ کالا علم سیکھنا جائز ہے اور اس کے ذریعہ سے لوگوں کو ورغلانا از روئے شریعت کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

سحر کی مختلف اقسام ہیں بعض تو کفر محض ہیں اور بعض نہیں، جو اقسام کفر ہیں ان کا استعمال کرنا یا سیکھنا سکھانا ہر حال میں حرام ہے خواہ دفع ضرر کے لیے ہو یا کسی اور غرض کے لیے، البتہ جو قسم سحر کی کسی عقیدہ کفریہ پر مشتمل نہیں اس کو اگر دوسروں کو بلاوجہ نقصان پہنچانے کے لیے استعمال کیا جائے تو وہ بھی حرام ہے اور اگر رد سحر یا دفع ضرر کے لیے کیا جائے تو یہ قسم جائز ہے۔

”وفی الذخیرة الناظر تعلمه فرض لردساحراهل الحرب وحرام لیفرق به بین المرأة وزوجها وجائز لیوفق بینهما ثم قال فهذه انواع السحر الثلاثة قدتقع بهاهوکفر من لفظ اواعتقاد اوفعل وقدتقع بغیره کوضع الاحجار،وللسحرفصول کثیرة فی کتبهم فلیس کل مایسمی سحرا کفرا اذلیس التکفیر به لمایترتب علیه من الضرربل لمایقع به مماهوکفرکاعتقادانفرادالکواکب بالربوبیة اواهانة قرآن اوکلام مکفرونحوذلک“......(فتاویٰ شامی:۳۳،۳۴/ ۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مایتعلق بالذکر والدعوات

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہنے کاحکم:

(مسئلہ نمبر۲۲۵) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں:

۱۔ الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ یہ درودشریف درست ہے یانہیں؟

۲۔ اگر درست ہے تو کس جگہ پڑھنے کی اجازت ہے؟

۳۔ آیا روضہ مبارک پر جاکر یہ درودشریف پڑھا جاسکتا ہے؟

۴۔ اگر درست ہے تو کوئی حدیث یا سند درکار ہے۔

۵۔ مسنون درودشریف کس حدیث میں وارد ہوا ہے بمع سند ارشاد فرمادیں یعنی کتاب کا نام وغیرہ؟

الجواب باسم الملک الوهاب

۱۔ یہ درودشریف درست ہے۔مگر دور سے حاضر ناظر کے عقیدہ سے پڑھنا درست نہیں۔

۲،۳۔ روضہ اقدس کے سامنے پڑھنے کی اجازت ہے۔

۴۔ نبی ﷺ سے صلوۃ یعنی درودشریف کے مختلف صیغے منقول وماثور ہیں،صلوۃ وسلام کے حکم کی تعمیل ہراس صیغہ سے ہوسکتی ہے جس میں صلوۃ وسلام کے الفاظ ہوں اور یہ ضروری نہیں کہ وہ الفاظ حضور اکرم ﷺ سے بعینہ منقول ہوں بلکہ جس عبارت سے بھی صلوۃ وسلام کے الفاظ ادا کئے جائیں اس حکم کی تعمیل اور درودشریف کا ثواب مل جاتا ہے، لہذا روضہ اقدس کے سامنے صیغہ خطاب سے صلوۃ وسلام عرض کرنا مسنون ہے،اس لیے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ اپنی قبر میں حیات ہیں اور ہر زائر کے سلام کو سنتے اور جواب مرحمت فرماتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

”عن أبی هريرة قال قال رسول الله ﷺ من صلّی علیّ عند قبری سمعته ومن صلّی علیّ نائیاأبلغته “......(مشکوۃ: ۱/ ۸۸)

اورصحابہ کرام وتابعین اور بزرگان ملت کا یہی تعامل رہا ہے،ملاعلی القاریؒ تحریرفرماتے ہیں۔

”فقال تجاه الوجه شريف مستشعر ابأنه عليه الصلوة والسلام عالم بحضورک وقيامک وسلامک ...... من غير رفع الصوت ولااخفاء بحضور و حياء السلام عليک أيهاالنبی ورحمة الله وبركاته هذاالقدر بماثبت فی الأثر وقد اقتصر عليه بعض الأكابر كابن عمرؓ و اختار بعضهم الاطالة من

غیر الملالة وعلیه الأکثر ویؤیده ماورد فی الأخبار والآثار من فضیلة الاکثار من الصلوة والسلام علی النبی المختار فیستزید المدد من افاضة الأنوار قائلاً(السلام علیک یارسول الله الخ‘‘......(ارشاد الساری: ۵۵۹)

لہذا مواجھہ شریف کے سامنے کھڑے ہوکر صیغہ خطاب سے صلوۃ وسلام عرض کرنا احسن ہے،اس کے علاوہ جہاں غائبانہ صلوۃ وسلام پڑھا جائے تو اس میں غائب کا صیغہ استعمال کیا جائے کیونکہ صحابہ وتابعین وائمہ امت سے صیغہ غائب کا استعمال منقول ہے، مثلاً (ﷺ) جیسا کہ عام محدثین کی کتب اس سے بھری پڑی ہیں، نیز چونکہ ہندوپاک میں غائبانہ صلوۃ وسلام پڑھا جاتا ہے اس میں صیغہ خطاب کا استعمال ہوتا ہے اور یہ اہل بدعت کا شعار بن چکا ہے اور عموماً اس عقیدہ باطلہ کا اظہار مقصود ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ حاضر وناظر ہیں اور ہر شخص کی ہر جگہ سنتے ہیں اور جو شخص بھی صیغہ خطاب سے صلوۃ وسلام پڑھتا ہے تو لوگ اس فرقہ مخصوصہ کا ایک فرد سمجھتے ہیں، لہذا موجودہ دور میں ’’من تشبه بقوم فهو منهم‘‘ کے تحت داخل ہونے کی وجہ سے دور سے اس صیغہ سے صلوۃ وسلام کہنا مناسب نہیں ہے، اگر چہ عقیدہ میں فساد نہ بھی ہو۔

۵۔ حضور ﷺ سے درود شریف میں مختلف صیغے منقول ہیں البتہ درود ابراہیمی جو نماز میں پڑھا جاتا ہے، وہ بخاری اور مشکوۃ میں منقول ہے۔

’’حدثنا آدم قال حدثنا شعبة قال حدثنا الحکم قال سمعت عبد الرحمن بن أبی لیلی قال لقینی کعب بن عجرة فقال ألا أهدی لک هدیة أن النبی ﷺ خرج علینا فقلنا یارسول الله قد علمنا کیف نسلم علیک فکیف نصلی علیک فقال: قولوا اللهم صلّ علی محمد وعلی أل محمد کما صلّیت علی آل ابراهیم انک حمید مجید اللهم بارک علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی آل ابراهیم انک حمید مجید اه‘‘...... (بخاری شریف باب الصلوة علی النبی ﷺ: ۲/ ۹۴۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

’’القول الاظهر فی الذکر بالجهر‘‘ یعنی اجتماعی ذکر بالجہر کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۲۲۶) احقر ایک مسئلہ بالتفصیل آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہے، امید ہے کہ تفصیلی جواب سے نوازیں گے تاکہ ہر خاص وعام اس سے مستفید ہوسکیں۔

۱۔ اجتماعی ذکر بالجہر کا کیا حکم ہے؟

اس مسئلہ میں آج کل ہمارے علماء میں دورائے پائی جاتی ہیں، جواز اور عدم جواز دونوں طرح کے اقوال ملتے ہیں، آپ سے درخواست ہے کہ قرآن وحدیث واجتہاد وقیاس کی روشنی میں اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں کہ اجتماعی ذکر بالجہر کا کیا حکم ہے؟

۲۔ اس کی کون سی صورت جائز ہے اور کون سی صورت میں یہ بدعت اور ناجائز ہے؟

ایک کتاب احقر کی نظر سے گزری جس میں اجتماعی ذکر بالجہر کو بدعت ثابت کیا گیا ہے، وہ بھی ساتھ منسلک کر رہا ہوں امید ہے کہ اس مسئلہ کی آنجناب مکمل وضاحت فرمائیں گے۔ والسلام

الجواب باسم الملک الوهاب

سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین رہے کہ لغت میں بدعت ہر نئی چیز کو کہتے ہیں چاہے وہ عبادات سے متعلق ہو یا عادات سے متعلق ہو اور اصطلاح شریعت میں ہر ایسے نوایجاد طریقہ عبادت کو بدعت کہتے ہیں جو زیادہ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدینؓ کے بعد اختیار کیا گیا ہو اور آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عہد میں اس کا داعیہ اور سبب ہونے کے باوجود نہ قولاً ثابت ہو، نہ فعلاً، نہ صراحۃً، نہ اشارۃً۔

"عن عائشةؓ عن النبی ﷺ قال من احدث فی امرناھذامالیس منه فھو رد"......(صحیح بخاری: ۱/۱۷۲، مسلم: ۱/۷)

اس حدیث میں چند قیود مذکور ہیں، ان قیودات کی تشریح سے ان شاء اللہ بدعت اور عدم بدعت میں تمیز کرنا آسان ہو جائے گا۔

قیداول: یہ کہ وہ امر محدث جدید ہو یعنی خیر القرون کے دور میں اس کا وجود نہ ہو، اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لیے صاحب قاموس الفقہی سعدی ابوحبیب نے بدعت کی تعریف یوں کی ہے:

"البدعة، الامر المحدث الذی لم یکن علیه الصحابة والتابعون" (قاموس الفقهی ص ۳۲)

اگر خیر القرون میں اس کا وجود ہو تو بدعت نہیں کہلائے گا، جیسے حضرت عمرؓ نے سب مسلمانوں کو رمضان المبارک میں ابی بن کعبؓ کے پیچھے ۲۰/رکعات تراویح مع الجماعۃ پورے رمضان میں قرآن پاک ختم کرایا اور پھر فرمایا "نعم البدعة ھی" یہ چونکہ خیر القرون کے دور میں ہوا لہذا اس کو بدعت شرعی جو کہ مردود ہے، نہیں کہا جائے گا، البتہ زیادہ سے زیادہ بدعت لغوی کہہ سکتے ہیں۔

قیدثانی: یہ ہے کہ'' إحداث فی الدین ''ہو'' إحداث للدین ''نہ ہو''إحداث فی الدین '' جوکہ ممنوع ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس عمل محدث کو حکم شرعی یا شرط لحکم شرعی سمجھ کر کیا جائے ،اگر حکم شرعی یا شرط لحکم شرعی نہیں سمجھتے تو بدعت نہ ہوگا، نیز یہ واضح رہے کہ حدیث میں جو لفظ ''ما'' آیا ہے وہ بھی عام ہے،عقائد واعمال دونوں کو شامل ہے اور'' إحداث للدین ''جو کہ منع نہیں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کے فائدہ کے لیے کوئی عمل کیا جاوے،''إحداث فی الدین' 'اور''إحداث للدین '' کی عام فہم مثال یہ ہے کہ نسخہ میں پانچ دوائیں ہوں اور مریض نے اپنی طرف سے چھٹی دوا املا دی تو یہ''إحداث فی النسخه ''ہوا اور اگر نسخہ کو تیار کرنے کے لیے ہاون دستہ کی جگہ گرینڈر مشین کا استعمال کیا جائے تو یہ'' إحداث للنسخه'' ہے نہ کہ''إحداث فی النسخه'' ، فلیفهم۔

مثال ثانی: قرآن پاک میں اعراب، رکوع، منازل نقطے ان سے قرآن پاک میں نہ کوئی مسئلہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے سب''إحداث للقرآن''ہیں نہ کہ''احداث فی القرآن''۔

اسی طرح ہمارے زمانے میں صوفیاء کرام کے طرق خانقاہی اور ہمارے مدارس کا نظام تعلیم اور تبلیغی جماعت کا تربیتی کام یہ سارے مسلمانوں کے فائدے کے لیے ہیں چونکہ یہ''اِحداث للدین''ہیں اس لیے ان کو بدعت نہیں کہا جائے گا۔

قیدثالث:''لیس فیه '' فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ شریعت کی ادلّہ اربعہ (کتاب،سنت،اجماع،قیاس) سے ثابت نہ ہو، پھر اس کو حکم شرعی یا دین سمجھا جائے تو بدعت ہوگا، نیز کسی عمل کے باعث ثواب ہونے اور مستحسن ہونے کے لیے اس میں حضور ﷺ کا عمل موجود ہونا ضروری نہیں، بلکہ جب احادیث قولیہ میں اس کی ترغیب موجود ہو تو اس کو بھی بدعت نہیں کہا جائیگا، بلکہ دین سمجھا جائے گا،حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب رحمہ اللہ نے فیض الباری میں اس ضابطے کی طرف ان الفاظ سے اشارہ فرمایا ہے:

''واعلم ان الأدعية بهذه الهيئة الكذ ائية لم تثبت عن النبی ﷺ ولم يثبت عنه رفع الأيدی دبری الصلوات فی الدعوات إلاأقل قليل ومع ذالک وردت ترغيبات قولية والأمر فی مثله ان لايحكم عليه بالبدعة فهذه الأدعية فی زماننا ليست بسنة بمعنی ثبوتها عن النبی ﷺ وليست ببدعة بمعنی عدم أصلها فی الدين والوجه فيه ماذكرته فی رسالتی نيل الفرقدين''...... (ص ۱۳۳) ''أن أكثر دعاء النبی ﷺ كان علی شاكلة الذكر لايزال لسانه رطبابه الخ '' ......(فيض الباری: ۲/۱۶۷)

اور جان لے تو کہ اس مخصوص ہیئت میں دعائیں مانگنا نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے اور نمازوں کے بعد دعاؤں میں ہاتھ اٹھانا بھی نبی ﷺ سے بہت کم ثابت ہے باوجود یہ کہ ان میں ترغیبات قولیہ موجود ہیں اور اس قسم کی چیزوں میں حکم یہ ہے کہ ان پر بدعت ہونے کا حکم نہ لگایا جائے، پس یہ دعائیں ہمارے زمانے میں اس معنی میں سنت نہیں ہیں کہ یہ نبی ﷺ سے ثابت ہیں، اور بدعت بھی نہیں ہیں کہ دین میں اس کی اصل موجود نہ ہو اور اس کی وجہ نہ ہو اور اس کی وجہ وہ ہے جو میں نے اپنے رسالے ''نیل الفرقدین'' میں ص ۱۳۴ر پر ذکر کی ہے کہ نبی ﷺ کی اکثر دعاء ذکر کے طریق پر ہوتی تھی ہر وقت آپ کی زبان مبارک اس سے تر رہتی تھی اھ''

لہذا بموجب ایں ضابطہ مذکورہ مجالس ذکر کا اہتمام بدعت نہیں کہلائے گا اس لیے کہ احادیث قولیہ میں اس کے بارے میں ترغیبات موجود ہیں جیسا کہ مجمع الزوائد کی حدیث مبارکہ کے یہ الفاظ'' المتحابون فی الله من قبائل شتی من بلاد شتی یجتمعون علی ذکر الله یذکرونه '' مشیر ہے اور بخاری و مسلم کی مشہور طویل حدیث (جو کہ آگے آرہی ہے) کی شرح میں علامہ کرمانی کا یہ قول ''وفیه شرف أصحاب الأذکار وأهل التصوف الذین یلازمونها ویواظبون علیها'' صراحتاً دلالت کرتا ہے، اس حدیث مبارکہ سے علامہ کرمانی نے صوفیاء کے مجالس ذکر کے انعقاد پر اور مداومت پر استدلال فرمایا ہے، نیز قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے مکتوب کا جواب ان الفاظ میں عنایت فرمایا:

''اشغال مشائخ کی قیود و تخصیصات جو کچھ ہیں وہ اصل سے بدعت ہی نہیں ہے، اس کو مقیس علیہ ٹھہرانا سخت حیرانی کا موجب ہے، خاص کر تم جیسے فہمیدہ (سمجھدار) آدمی سے کیونکہ تحصیل نسبت اور توجه الی الله مامور من الله تعالیٰ ہے اگرچہ یہ کلی مشکک ہے کہ ادنی اس کا فرض اور اعلی اسکا مندوب اور صدہا آیات و احادیث سے مامور ہونا اس کا ثابت ہے اور طرح طرح کے طرق اور اوضاع سے اس کو رسول اللہ ﷺ نے بلکہ خاص حق تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے، گویا ساری شریعت اجمالاً وہی ہے جس کا بسط بوجہ طول ناممکن ہے، اگر آپ غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ ہر آیت و حدیث سے ثابت ہوتا ہے پس جس چیز کا مامور بہ ہونا اس درجہ کو ثابت ہے اس کی تحصیل کے واسطے جو طریقہ بھی مشخص کیا جائے گا وہ بھی مامور بہ ہوگا اور ہر زمانہ اور ہر وقت میں بعض مؤکد ہو جائیگا اور بعض غیر مؤکد، لہذا ایک زمانے میں صوم و صلوۃ و قرآن و اذکار مذکورہ احادیث اس مامور بہ کی تحصیل کے واسطے کافی و وافی تھے، اس زمانے میں

یہ اشغال بایں قیود اگرچہ جائز تھے، مگران کی حاجت نہ تھی، بعد چند طبقات کے جورنگ نسبت کا دوسری طرح پر بدلا اور طبائع اس اہل طبقہ کی بسبب بعدزمان خیریت نشان کے دوسرے ڈھنگ پر آگئیں تو یہ اوراداس زمانے کے اگرچہ تحصیل مقصود کر سکتے تھے مگر بدعت ودشواری، لہذا طبیبان باطن نے کچھ اس میں قیود بڑھائیں اور کمی زیادتی اذکار کی کی، گویا حصول مقصود ان قیود پر موقوف ہوگیا تھا، لہذا ایجاد بدعت نہ ہوا بلکہ اگر کوئی ضروری کہہ دیوے تو بجا ہے کیونکہ حصول مقصود بغیر اس کے دشوار ہوا اور وہ مقصود مامور بہ تھا اس کا حاصل کرنا بمرتبہ خود ضروری تھا پس گویا قیود مامور بہ ہوئیں نہ کہ بدعت الخ۔"

(تذکرۃ الرشید:۱/۱۲۱)

حضرت کی اس عبارت سے بھی ہمارے ذکر کردہ ضابطے کی تائید ہورہی ہے کہ صوفیا کے اشغال وتخصیصات اصل سے بدعت ہی نہیں یعنی بمعنی عدم اصلہا فی الدین نہیں ہیں دین مین ان کی اصل موجود ہے اس لیے کہ اولیاء اللہ کا مقصد تو لوگوں کو اللہ کے ساتھ جوڑنا ہوتا ہے، اووہ اس عظیم مقصد کے لیے بدعات جیسے حرام کاموں کے کیسے مرتکب ہوسکتے ہیں؟

نیز التزام اور دوام میں فرق ہے، بعض حضرات اس کو نہیں سمجھتے اس لیے کہ عربی میں کہیں کہیں ایک کا دوسرے کی جگہ استعمال ہوا ہے جبکہ شریعت میں دونوں میں فرق ہے، التزام کا مقصد یہ ہے کہ اس چیز کو عقیدۃً لازمی اور ضروری سمجھ کر کیا جائے اور نہ کرنے والے کو گمراہ سمجھا جائے، جبکہ دوام واہتمام میں یہ معنی نہیں ہے، بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ دل میں دین کی عظمت کی بنیاد پر کسی عمل کو اہتمام سے کرنا اور اہتمام نہ کرنے والے کو گمراہ نہ سمجھنا، جیسا کہ بعض اہل اللہ تکبیر اولی کے فوت ہونے پر روتے تھے اور مجالس ذکر کا انعقاد من قبیل الثانی ہے اس لیے کہ سلاسل طریقت میں جوان کا انعقاد نہیں کرتے ان میں سے کوئی بھی کسی کو بھی گمراہ نہیں سمجھتا بلکہ سب ایک دوسرے کو حق پر سمجھتے ہیں۔

اس مقدمہ تمہیدی کے بعد تفصیلاً عرض ہے کہ مجالس ذکر کا انعقاد اور ذکر بالجہر کرنا جائز ہے، لیکن اس میں چند شرطیں ہیں۔

۱۔ جہر مفرط نہ ہو۔

۲۔ کسی نمازی کی نماز میں اس کی وجہ سے خلل واقع نہ ہوتا ہو۔

۳۔ تلاوت کرنے والے کی تلاوت متأثر نہ ہو۔

۴۔ سونے والے کی نیند خراب نہ ہو۔

اگران شرائط کالحاظ نہ کیاجائے تو ذکر بالجہر جائزنہیں ہے۔

سب سے پہلے چیدا حادیث مبارکہ کوذکرکریں گے،جن میں مجالس ذکراوران کی فضیلت کا تذکرہ ہے۔

ا ”عن ابی هریرة قال:قال رسول الله ﷺ ان لله ملائكةيطوفون فی الطرق يلتمسون اهل الذكر فاذاوجدوا قومايذكرون الله تنادوا هلموا إلى حاجتكم فيحفونهم بأجنحتهم إلى السماء الدنيا قال فيسألهم ربهم وهواعلم منهم مايقول عبادی قال يقول يسبحونک ويكبرونک ويحمدونک ويمجدونک قال فيقول:هل رأونی ؟قال فيقولون:لا،والله ماراؤک قال فيقول:كيف لو رأونی ؟قال يقولون لورأوک كانوااشدلک عبادة واشدلک تمجيداواكثرلک تسبيحا قال يقول فمايسئلون قالوا يسئلونک الجنة قال يقول وهل رأوهاقال يقولون لاوالله يارب مارأوها قال يقولكيف لوانهم رأوهاقال يقولون لوانهم رأوها كانوااأشدعليها حرصا عبادة وأشدلهاطلباواعظم فيهارغبة ، قال:فمم يتعوذون؟ قال يقولون:من النارقال يقول:وهل رأوها؟قال يقولون:لاوالله يارب ماراؤهاقال يقول فيكف لوراؤها قال فيقولون لوراؤها كانوااشد منهافرارااواشدلهامخافة قال فيقول فانی اشهدكم انی غفرت لهم قال يقول ملک من الملائكة فيهم فلاں ليس منهم انماجاء لحاجة قال هم الجلساء لايشقی جليسهم رواه شعبة عن الاعمش ولم يرفعه وراه سهيل عن ابيه عن ابی هريرة عن النبی ﷺ“......(رواه البخاری: ۹۴۸/۲)

(ترجمہ) حضور ﷺ کاارشاد ہے کہ فرشتوں کی ایک جماعت جوراستوں میں گشت کرتی رہتی ہےاور جہاں کہیں ان کواللہ کا ذکرکرنے والے ملتے ہیں تو وہ آپس میں ایک دوسرے کو بلاکرسب جمع ہوجاتے ہیں اور ذکرکرنے والے کے گردآسمان تک جمع ہوجاتے ہیں، جب وہ مجلس ختم ہوجاتی ہےتو وہ آسمان پرجاتے ہیں،اللہ تعالیٰ جل شانہ باوجودیکہ ہر چیز کوجانتے ہیں پھربھی دریافت فرماتے ہیں کہ تم کہاں سے آئے ہو، وہ عرض کرتے ہیں کہ تیرے بندوں کی

فلاں جماعت کے پاس سے آئے ہیں جو تیری تسبیح ،تکبیراور تعریف کرنے میں مشغول تھے، ارشاد ہوتاہے کہ کیاان لوگوں نے مجھے دیکھاہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: یااللہ دیکھاتو نہیں، ارشاد ہوتاہے، اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو کیا حال ہوتا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اور بھی زیادہ عبادت میں مشغول ہوجاتے اوراس سے بھی زیادہ تیری تعریف اور تسبیح میں منہمک ہوجاتے ،ارشاد ہوتاہے کہ وہ کیاچاہتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ جنت چاہتے ہیں، ارشاد ہوتاہے کہ انہوں نے جنت کو دیکھاہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ دیکھاتونہیں، ارشاد ہوتاہے اگر دیکھ لیتے تو کیاہوتا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اس سے بھی زیادہ تمنااوراس کی طلب میں لگ جاتے، پھرارشاد ہوتاہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ جہنم سے پناہ مانگ رہے تھے، ارشاد ہوتاہے کہ کیاانہوں نے جہنم کو دیکھاہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ دیکھاتونہیں، ارشاد ہوتاہے کہ اگر دیکھ لیتے تو کیاہوتا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اس سے بھی زیادہ اس سے بھاگتے اور بچنے کی کوشش کرتے ، ارشاد ہوتاہے کہ اچھاتم گواہ رہو، کہ میں نے ان تمام مجلس والوں کوبخش دیا،ایک فرشتہ عرض کرتاہے یااللہ! فلاں شخص اس مجلس میں اتفاقاً اپنی کسی ضرورت سے آیاتھاوہ اس مجلس کا شریک نہیں تھا، ارشاد ہوتاہے کہ یہ جماعت ایسی مبارک ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے والابھی محروم نہیں ہوتا''

اس حدیث کی شرح میں علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں:

'' وفيه شرف أصحاب الاذكار وأهل التصوف الذين يلازمونها ويواظبون عليها. (حاشية نمبر ١٥ بخارى: ٢: ٩٤٨)

یعنی اس حدیث میں ذکر کرنے والوں اور اہل تصوف کی فضیلت بیان کی گئی ہے، جو کہ ان مجالس کا اہتمام کرتے ہیں اوراس کی پابندی کرتے ہیں،فقیر کہتاہے کہ اس حدیث میں فرشتوں کا مجلس کی طرف بلاتداعی کے جواز کی دلیل ہے، کیونکہ فرشتے گناہ سے معصوم ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

''وفي الحديث فضل مجالس الذكر والذاكرين وفضل الإجتماع على ذلک الخ (فتح البارى: ١١/ ١٧٨)

یعنی اس حدیث میں مجالس ذکراور ذکر کرنے اور ذکر کیلئے اکھٹے ہونے والوں کی فضیلت کو بیان کیا ہے۔

علامہ نوویؒ فرماتے ہیں:

"فهؤلاء سيارة لا وظيفة لهم وإنما مقصودهم حلق الذكر ......وفي هذا الحديث فضيلة الذكر وفضيلة مجالسه"......(نووی علی الصحيح لمسلم: ۲/۳۴۴)

یعنی ان فرشتوں کا سوائے ذکر کے حلقوں کو تلاش کرنے کے اور کوئی کام نہیں ہے ......اور اس حدیث میں ذکر اور ذکر کی مجالس کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

۲" عن أبي هريرة وأبي سعيد رضي الله تعالىٰ عنهما أنهما شهدا على رسول الله ﷺ أنه قال لا يقعد قوم يذكرون الله إلا حفتهم الملائكة وغشيتهم الرحمة ونزلت عليهم السكينة وذكرهم الله فيمن عنده"......(مسلم: ۲/۳۴۵، بيهقي شعب الايمان: ۲/۴۲۷)

(ترجمہ) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہ دونوں حضرات اس کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے حضور ﷺ سے سنا ارشاد فرماتے تھے کہ جو جماعت اللہ کے ذکر میں مشغول ہو، فرشتے اس جماعت کو سب طرف سے گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانک لیتی ہے اور سکینہ ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ جل شانہ ان کا تذکرہ اپنی مجلس میں تفاخر کے طور پر فرماتے ہیں۔

مسلم کے ابواب علامہ نووی نے ترتیب دیئے ہیں اس حدیث کے باب کا عنوان علامہ نے یہ رکھا ہے" باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر " لہذا یہ حدیث بھی اجتماعی ذکر کے جواز پر دال ہے۔

۳"عن انسؓ أن رسول الله ﷺ قال اذا مررتم برياض الجنة فارتعوا، قالوا: وما رياض الجنة؟ قال: حلق الذكر"......(ترمذی ۲/۲۶۶، مسند أحمد ۱۹/۴۹۸ مط: شؤون إسلامية سعودية، بيهقي شعب الايمان ۲/۴۲۶)

(ترجمہ) حضور ﷺ کا ارشاد ہے: جب جنت کے باغوں پر گزرو تو خوب چرو، صحابہؓ نے عرض کیا؛ یارسول اللہ ﷺ جنت کے باغ کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: ذکر کے حلقے۔

۴. "عن أنس رضي الله عنه عن رسول الله ﷺ قال: مامن قوم اجتمعوا يذكرون الله لا يريدون بذلك إلا وجهه إلا ناداهم منادمن السماء: أن

قوموا مغفورالکم قد بدلت سیئاتکم حسنات“......(مسند أحمد ۱۹/۷۴۳۷،مسند أبویعلی:۷/۱۶۷،الأوسط للطبرانی)

(ترجمہ) حضور ﷺ کاارشاد ہے جولوگ اللہ کے ذکر کے لیے مجتمع ہوں اوران کامقصود صرف اللہ ہی کی رضا ہوتو آسمان سے ایک فرشتہ ندا کرتا ہے کہ تم لوگ بخش دیئے گئے اورتمہاری برائیاں نیکیوں سے بدل دی گئیں“

۵. ” عن أبی الدرداءؓ قال قال رسول الله ﷺ لیبعثن الله أقواما یوم القیامة فی وجوههم النور علی منابر اللؤلؤ یغبطهم الناس لیسوابأنبیاء ولاشهداء فقال أعرابی:حلهم لنانعرفهم ، قال:هم المتحابون فی الله من قبائل شتی وبلاد شتی یجتمعون علی ذکرالله یذکرون“......(مجمع الزوائد:۱۰/۷۷، قال الهیثمی رجاله موثقون)

(ترجمہ) حضور ﷺ کاارشاد ہے کہ قیامت کے دن اللہ جل شانہ بعض قوموں کا حشر ایسی طرح فرمائیں گے کہ ان کے چہروں میں نور چمکتا ہواہوگا وہ موتیوں کے منبروں پر ہونگے لوگ ان پر رشک کرتے ہونگے وہ انبیاء اورشہدا نہیں ہوں گے،کسی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ان کا حال بیان کردیجئے تاکہ ہم انہیں پہچان لیں،حضور ﷺ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی محبت میں مختلف جگہوں سے مختلف خاندانوں سے آکر ایک جگہ جمع ہوگئے ہوں اوراللہ کے ذکر میں مشغول ہوں۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ اس حدیث مبارکہ کو اپنے رسالہ فضائل ذکر میں نقل کرنے کے بعد اس کے فائدے میں تحریر فرماتے ہیں:

” آج خانقاہوں میں بیٹھنے والوں پر ہرطرح الزام ہے، ہرطرح سے فقرے کسے جاتے ہیں(کوئی بدعت کے فتوی لگاتا ہے اورکوئی اورحکم لگاتا ہے، راقم) انہیں جتنا دل چاہے براکہیں کل جب آنکھ کھلے گی اوراس وقت حقیقت معلوم ہوگی کہ بوریوں پر بیٹھنے والے کیا کچھ کما کرلے گئے، جب وہ ان منبروں اور بالاخانوں پرہوں گے اور یہ ہنسنے والے گالیاں دینے والے کیا کما کرلے گئے ع

فسوف تری اذاانکشف الغبار أفرس تحت رجلک ام حمار

(عنقریب جب غبار ہٹ جائے گا تو معلوم ہوگا کہ گھوڑے پر سوار تھے یا گدھے پر)

ان خانقاہوں کی اللہ کے یہاں کیا قدر و قیمت ہے جن پر آج چاروں طرف سے گالیاں پڑتی ہیں یہ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے جن میں ان کی فضیلتیں ذکر کی گئی ہیں"

(فضائل ذکر ص ۴۲)

مجالس ذکر کی فضیلت مختلف عنوانات سے مختلف احادیث میں وارد ہوئی ہے، ان سب کا احاطہ اس مختصر سے مضمون میں ناممکن ہے، البتہ مشتے نمونہ خروارے کے طور پر چند احادیث مبارکہ کا تذکرہ کیا ہے۔

اب ان فقہاء کی عبارات ذکر کی جاتی ہیں جنہوں نے مجالس ذکر کے انعقاد اور ذکر بالجہر کی شرائط کے ساتھ اپنی حدود میں رہ کر کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔

خیر المتأخرین علامہ خیر الدین الرملی کی مشہور زمانہ کتاب الفتاوی الخیریہ میں ہے:

"سئل فی دمشق من الشیخ ابراهیم فیمااعتاده السادة الصوفیة من حلق الذکروالجهر به فی المساجد فی جماعة ورثواذلک من آبائهم وأجدادهم وینشدون القصائد الصوفیة وثم من یعترض علیهم ویقول لایجوز الإنشاد وکذارفع الصوت بالذکر فهل إعتراضه موافق للحکم الشرعی ؟ "

دمشق میں شیخ ابراہیم سے سوال کیا گیا کہ حضرات صوفیاء کی یہ جو عادت ہے کہ ذکر کے حلقے مساجد میں قائم کر کے ذکر جہری کرتے ہیں نسل در نسل سے یہ طریقہ ان کے ہاں چلا آرہا ہے اس میں قصائد عارفانہ بھی اونچی آواز سے پڑھتے ہیں کہ بعض لوگ ان پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اونچی آواز میں ذکر کرنا مساجد میں جائز نہیں ہے، کیا ان کا یہ اعتراض شریعت کے مطابق ہے......؟

علامہ خیر الدین رملی نے پہلے ایک تمہیدی مقدمہ بیان فرمایا جس میں صوفیاء کرام کی رفعت شان بیان فرمائی اور سوال مذکورہ کا جواب ان الفاظ میں دیا:

"وحقیقة ماعلیه الصوفیة لاینکر هاإلا کل نفس جاهلة غبیة فنرجع لماهو المسؤل عنه ، فأماحلق الذکر والجهر به وإنشاد القصائد فقد جاء فی الحدیث ماقتضی طلب الجهر نحوه وإن ذکر نی فی ملأ ذکرته فی ملأ خیر منه "(رواه البخاری ومسلم والترمذی و النسائی ,ابن ماجة ورواه احمد

بنحوه باسناد صحيح) والذكر فى الملأ لايكون إلاعن جهر وكذاحلق الذكر و طواف الملائكةبهاوماورد فيهامن الاحاديث فان ذالك انمايكون فى الجهر بالذكر وهناك احاديث اقتضت طلب الاسرار،والجمع بينهمابان ذالك يختلف باختلاف الاشخاص والاحوال كماجمع بين الاحاديث الطالبةللجهر بالقراءةوالطالبة للاسراربهاولايعارض ذالك "خيرالذكرالخفى" لانه حيث خيف الرياء او تاذى المصلين او النيام والجهر ذكر بعض اهل العلم انه افضل حيث خلامماذكر لانه اكثر عملاً ولتعدى فائدته الى السامعين ويوقظ قلب الذاكر فيجمع همه الى الفكر ويصرف سمعه اليه ويطرد النوم ويزيد النشاط... والتوفيق بين ماورد فى الجهر والاسرار بنحو ماقرره واجب ،فان قلت صرح فى الخانية بان رفع الصوت بالذكر حرام لقولهﷺ لمن رفع صوته:انك لاتدع اصماً و لاغائباً.وقوله ﷺ خير الذكر الخفى،لانه ابعد من الرياء و اقرب الى الخضوع محمول على جهر الفاحش المضر.(الفتاوى الخيريةلنفع البرية۲/ ۱۸۱ مط:دارالمعرفةبيروت)

(ترجمہ) صوفیاء کے اعمال واشغال کی حقیقت کا انکار سوائے جاہل اور غبی انسان کے کوئی نہیں کرسکتا،اب ہم اصل سوال کا جواب دیتے ہیں" وان ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منہ "اس کو بخاری،مسلم،ترمذی،نسائی،ابن ماجہ اور احمد نے اسناد صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے اور مجمع میں ذکر جہر کے علاوہ نہیں ہوتا،اسی طرح حلق الذکر اور فرشتوں کا ان کو گھیرنا اور اس سلسلے میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں سب سے ذکر جہری ثابت ہوتا ہے ہاں بعض احادیث سے ذکر سری بھی ثابت ہوتا ہے اور دونوں میں جمع اس طرح ہوگا کہ یہ اختلاف ہے مختلف اشخاص اور مختلف احوال کے لحاظ سے جیسا کہ جمع کیا گیا ہے ان احادیث مختلفہ کے درمیان کہ بعض تلاوۃ بالجہر کی مقتضی تھیں اور بعض تلاوۃ بالسر کی مقتضی تھیں اور وہ حدیث جس کے الفاظ ہیں"خیر الذکر الخفی "بھی ذکر جہری کے معارض نہ ہوگی کیونکہ وہ اس حالت کے لئے ہے جب ریاکاری کا خوف ہو یا نمازیوں اور سونے والوں کی اذیت کا خدشہ ہو۔اور بعض اہل

علم فرماتے ہیں کہ ذکر جہری افضل ہے جبکہ وہ ان چیزوں سے خالی ہو جو کہ مذکور ہوئیں، اس لئے کہ اس میں عمل کی زیادتی ہے کہ اسکا فائدہ متعدی ہے سامعین کیلئے بھی اور ذاکر کے قلب کو جگاتا ہے، اس کے خیالات کو مجتمع کرتا ہے نیز اس کے کان بھی اس کو سنتے ہیں اور ذاکر میں نشاط اور چستی پیدا کرتا ہے۔ اور تطبیق جہر اور سر میں مذکورہ طریقے پر واجب ہے۔ پس اگر تو اعتراض کرے کہ خانیہ میں رفع الصوت بالذکر حرام ہے الخ تو یہ محمول ہے جہر فاحش مضر پر۔

اور الاشباہ والنظائر کی شرح حموی میں ہے:

"و نص الشعرانی فی کتابه المسمی ببیان "ذکر الذاکر للمذکور والشاکر للمشکور وقدذکرالشیخ عبدالوهاب "مانصه" و اجمع العلماء سلفاًوخلفاً علی استحباب ذکر الله تعالیٰ جماعة فی المساجد و غیرهامن غیر نکیر الاان یشوش جهر همبالذکر علی نائم او مصل او قارئ کماهو مقرر فی کتب الفق"......(حموی شرح الاشباه۳/۱۹۱ کذافی الطحطاوی علی المراقی ۱۷۴ وکذافی الشامی ۱/۴۸۸)

(ترجمہ) امام شعرانی نے "ذکر الذاکر للمذکور والشاکر للمشکور" میں بیان کیا ہے کہ علماء سلف اور خلف کا مساجد اور دوسری جگہوں میں مجالس ذکر کے مستحب ہونے پر اجماع ہے یعنی کسی نکیر کے سوائے اس کے کہ ذاکرین کا جہر بالذکر کسی کے آرام، نماز یا تلاوت میں مخل ہو جیسا کہ کتب فقہ میں بیان کیا گیا ہے۔

اور علامہ حموی نے امام غزالی کا قول نقل کیا ہے:

"و قد شبه الغزالی ذکر الانسان وحده وذکر الجماعة باذان المنفرد و اذان الجماعة فکماان اصوات المؤذنین جماعة تقطع جرم الهوی اکثر من صوت مؤذن واحد کذالک ذکر الجماعة علی قلب واحد اکثر تاثیراً فی رفع الحجب الکثیفة فی ذکر شخص واحد"......(حموی۳/۱۹۲)

(ترجمہ): امام غزالیؒ نے اکیلے آدمی کے ذکر کو اور جماعت کے ذکر کو تشبیہ دی ہے منفرد کی اذان اور جماعت کی اذان کے ساتھ، انہوں نے فرمایا کہ جس طرح بہت سے مؤذنین کی اذانوں کی آواز ہوا کے جسم کو اکیلے مؤذن کی آواز سے زیادہ کاٹتی ہے، اسی طرح جماعت کا ذکر

ایک آدمی کے دل پر گندے پردوں کے اٹھانے میں زیادہ تاثیر رکھتا ہے بہ نسبت اکیلے آدمی کے ذکر کے۔

علامہ عبدالحئیؒ لکھنویؒ اپنے رسالہ ''سباحۃ الفکر'' میں فقھاء کی عبارت کونقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''اقول وبالله التوفيق و منه الوصول الى التحقيق هذه عبارات اصحابنافانظر فيهاكيف اضطربت آراؤهم و اختلفت اقوالهم فمن مجوز ومن محرم ومن قائل انه بدعة ومن قائل انه مكروه ، والاصح هو الجواز مالم يجاوز الحد كمااختاره الخير الرملى''......(سباحةالفكر فى الجهر بالذكر ۱۵)

(ترجمہ) یہ ہمارے اصحاب کی عبارات ہیں تو ان کو دیکھ کہ کیسے ان کی آراء میں اضطراب ہے اور ان کے اقوال میں اختلاف ہے، بعض نے اس (ذکر جہری) کو جائز قرار دیا ہے اور بعض اس کو حرام قرار دیتے ہیں اور بعض نے اس کو بدعت کہا ہے اور بعض اس کو مکروہ سمجھتے ہیں اور اصح اس میں جواز کا قول ہے جب تک حد سے تجاوز نہ کرے جیسا کہ خیرالدین الرملی نے اس کو اختیار کیا ہے۔

پھر علامہ نے ذکر جہری کے اثبات پر بیالیس احادیث نقل کی ہیں، ان میں سے چندوہی ہیں جو ہم ماقبل میں نقل کر چکے ہیں مجالس ذکر کے بارے میں، پھر علامہ تحریر فرماتے ہیں:

''فهذه احاديث صحيحة يظهر منهاومن نظائرهاصراحة او إشارة ان لاكراهة فى الجهر بالذكر بل فيهامايدل على جوازه او استحبابه كيف لاوالجهر بالذكر له أثر فى ترقيق القلوب ماليس فى السر ، نعم الجهر المفرط ممنوع شرعاوكذاالجهر المفرط إذاكان فيه إيذاء لأحد من نائم أو مصل الخ''......
(سباحة الفكر ص ۳۴)

یہ صحیح احادیث ہیں ان سے اور ان جیسی احادیث سے صراحۃ یا اشارۃ ظاہر ہوتا ہے کہ ذکر جہری میں کسی قسم کی کراہیت نہیں ہے، بلکہ ان میں اس کا جواز یا استحباب ملتا ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ جہری ذکر میں دلوں کو نرم کرنے کی ایسی تاثیر ہے جو سری ذکر میں نہیں، ہاں جہر مفرط شرعا مکروہ ہے اور اسی طرح جہر غیر مفرط بھی جبکہ اس میں نمازی یا سونے والے کو تکلیف ہو۔

پھر علامہ تحریر فرماتے ہیں:

'' ومنهم الشيخ عبدالحق الدهلوى حيث اورد فى رسالته المسماة ''بتوصيل

المريد إلى المراد ببيان أحكام لأحزاب والأوراد" كلاماطويلابالفارسية في جوازه وأناأذكره معربافنقول الجهر والإعلان بالذكر والتلاوة والإجتماع للذكر في المجالس والمساجد جائز ومشروع لحديث "من ذكرني في ملأذكرته في ملأ خير منه الخ"......(سباحة الفكر ص ۳۵)

(مجالس ذکراور ذکر جہری کے قائلین) میں سے شیخ عبدالحق دہلویؒ بھی ہیں جیسا کہ انہوں نے اپنے رسالہ "توصیل المرید الی المراد ببیان احکام الأحزاب والأوراد" میں اس کے جواز پر فارسی میں طویل کلام فرمایا ہے اس کو اردو میں نقل کر رہا ہوں:

"پس ہم کہتے ہیں کہ پکار کر اور اعلان کے ساتھ ذکر اور تلاوت اور ذکر کے لیے مجالس اور مساجد میں اکٹھا ہونا جائز ہے اور مشروع ہے اس حدیث "من ذکر نی فی ملاء ذکرته فی ملأ خیر منه" کی وجہ سے الخ

پھر شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے ایک اعتراض کا جواب دیا:

"لايقال لايلزم من اجتماع قوم للذكر جهر هم بالذكر لجواز أن يكون ذكر كل منهم سرا على حدة لأنانقول إذاكان الذكر سرافلايظهر للاجتماع فائدة معتد بها"......(سباحة الفكر: ٣٦)

یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ کسی قوم کے ذکر کے لیے جمع ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کا ذکر جہری ہو بلکہ ہو سکتا کہ ہر ایک اپنا اپنا ذکر آہستہ آہستہ کرے، اس لیے کہ ہم کہتے ہیں کہ اگر ذکر ہر کوئی اپنا اپنا سری طور پر کرے تو پھر اجتماع کا معتد بہ فائدہ نہیں ظاہر ہوتا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجۃ اللہ البالغۃ ۲/۷۰ میں فرماتے ہیں:

"لاشک أن اجتماع المسلمين راغبين ذاكرين يجلب الرحمةوالسكينة ويقرب من الملائكة"

اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ مسلمانوں کا جمع ہو کر ذکر کرنا رحمت اور سکینہ کو کھینچتا ہے اور ملائکہ کو قریب کرتا ہے۔ باقی رہا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی روایت کا مسئلہ، تو اس کا ایک جواب تو وہ ہے جو حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب میں فرمایا ہے:

"یہ روایات اور ان کے ہم معنی شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ کی مرفوعات صحیحہ ہیں، ان کے مقابلے

میں دارمی کی وہ روایات جو آپ نے ذکر فرمائی ہیں کیا حیثیت رکھتی ہیں؟ جبکہ وہ موقوف ہیں اور اس کے رواۃ متفق علیہ نہیں ہیں، اگرچہ ثقات ہیں اس لیے معارضہ کیا جائے گا تو ان احادیث مذکورہ بالا کو ہی ترجیح ہوگی خصوصا جب اطلاق آیات ذکران کی مؤید ہیں الخ

(مکتوبات جلد دوم مکتوب نمبر ۶ ص ۱۱)

اس کا دوسرا جواب وہ ہے جس کو علامہ مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے تعالیق الانوار حاشیہ درمختار جو کہ علامہ عبدالمولی بن عبداللہ الدمیاطیؒ کی تصنیف ہے کے حوالہ سے اپنے رسالہ ''سباحۃ الفکر فی الجہر بالذکر'' میں دیا ہے:

''وفی تعالیق الانوار حاشیة الدرالمختار قوله ورفع صوت بذكر الله لما، روی عن ابن مسعود انه رأی قومایهللون برفع الصوت فی المسجد فقال ماأراكم إلامبتدعين وأمر باخراجهم لكن قال العلامة الحفنی فی رسالة ''فضل التسبيح والتهليل'' مانقل عن ابن مسعود غير ثابت بدليل مافی كتاب الزهد بالسند الی ابی وائل انه قال هولاء الذين يزعمون ان عبد الله بن مسعود كان ينهی عن الذكر ماجالسته مجلساإلاذكر الله ای جهر''......(سباحة الفكر فی الجهر بالذكر ص ۱۱)

تعلیق الانوار حاشیہ درمختار میں ہے:

مساجد میں اونچی آواز سے ذکر کرنا حرام ہے جیسا کہ روایت میں ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے دیکھا کہ کچھ لوگ مسجد میں اونچی آواز میں ذکر کر رہے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ میں تو تمہیں بدعتی ہی سمجھتا ہوں اور ان کو مسجد سے نکلوا دیا لیکن علامہ حفنی اپنے رسالہ ''فضل التسبیح والتہلیل'' میں فرماتے ہیں کہ یہ جو عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا جاتا ہے یہ ثابت نہیں دلیل اس کی یہ ہے کہ کتاب الزہد میں سند کے ساتھ حضرت ابووائل کا ارشاد منقول ہے کہ یہ جو لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ذکر سے منع کرتے تھے، حالانکہ میں جب بھی ان کے ساتھ کہیں بیٹھا کسی بھی مجلس میں وہ ہمیشہ ذکر کرتے تھے یعنی جہر کے ساتھ الخ۔

اور سباحۃ الفکر ص ۲۲ پر علامہ سیوطی کے حوالے سے لکھا ہے:

''ورأيت مايقتضی انكار ذلك عن ابن مسعود وهو ماروا ه احمد بن حنبل فی كتاب الزهد حدثناحسين بن محمد بسنده عن ابی وائل قال هولاء الذين

یزعمون ان عبد الله کان ینهی من الذکر ماجالست عبد الله مجلساقط إلاوذکر الله فیه ، انتهی کلامه"

یہ اصول فقہ کا مسلمہ اصول ہے کہ اگر کسی راوی کا عمل اس کی روایت کے خلاف ہوتو اس کی روایت قابل عمل نہیں ہوتی۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ نتیجة الفکر کی ابتداء یوں کی ہے وہ خطبہ کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

(ترجمہ) اللہ تمہیں عزت دے تم نے سوال کیا ہے کہ جو حضرات صوفیاء کی یہ عادت ہے کہ وہ مسجد میں ذکر کے حلقے منعقد کرتے ہیں اوران میں ذکر جہری کرتے ہیں اوراونچی آواز سے "**لااله الاالله**" پڑھتے ہیں تو کیاوہ مکروہ ہے یانہیں؟

الجواب: اس میں کوئی کراہت نہیں ہے، بلکہ ایسی احادیث موجود ہیں جس کا تقاضا یہ ہے کہ ذکر جہری مستحب ہے الخ پھر مفصل بحث فرمائی ہے اور ۲۵/احادیث ذکر جہری کے متعلق ذکرفرمائی ہیں اوران میں سے بعض وہ ہیں جوہم ماقبل میں نقل کرچکے ہیں۔

اب اکابرائمۃ العلم والدین، شموس الہدی وبدرالدجی، اولیاء کاملین، فقہاء، محدثین ومحققین نوراللہ مراقدہم وبرداللہ مضاجعہم میں سے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کافتوی ملاحظہ ہو، مفصل فتوی میں جانبین کے دلائل ذکرکرنے کے بعد فرمایا ہے، اوراقوال بعض فقہاء کے بعض پر حجت نہیں ہوسکتے یہ خلاصہ ہے اختلاف اقوال کا، والبسط فی المطولات

راقم کی ناقص رائے میں قول مجوزین کے صحیح اوران میں سے مفصلین کا قول راجح معلوم ہوتا ہے (نیچے حاشیہ پر لکھتے ہیں) مگراس میں شرط یہ ہے کہ کسی نائم یامصلی کواذیت نہ ہواور جہر مفرط نہ ہواوراگر کسی شیخ نے جہر مفرط بتلایاہوتو علاوہ شرط عدم تأذی جس پران کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ جہر کے اسی افراط کوقربت مقصودہ نہ سمجھے، بلکہ مبنی برمصالح خاصہ معتبرہ عندالمشائخ سمجھے۱۲منہ) کہ سب آیات واحادیث واقوال علماء کے جمع ہوجاتے ہیں:ان خیر الأمور أعدلها۔

پس بعد ثبوت مشروعیت جہر کسی طور وہیئت کے ساتھ مقید نہیں بلکہ بوجہ اطلاق ادلہ مطلق ہے خواہ منفرد ہو یا مجتمع حلقہ باندھ کر ہو یا صف باندھ کر کسی اورصورت سے کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر ہر طور پر جائز ہے............پس ثابت ہوا کہ ذکر جہر ہر طور سے جائز ہے کسی کوکسی طور سے منع نہ کریں یہی راجح واضح ہے، بلکہ اگر عدم مشروعیت کوبھی ترجیح دی جائے تب بھی عوام کومنع نہ کریں کہ اسی بہانہ سے کچھ خیر کرگزرتے ہیں الخ (امدادالفتاوی:۵/۱۵۴)

بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ یہ مولانا تھانویؒ کے اوائل دور کا فتوی ہے یعنی ۱۳۰۴ھ کا جو کہ مولانا گنگوہی سے مکاتبت سے بھی پہلے کا دور ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مولانا گنگوہی سے مکاتبت جو کہ تذکرۃ الرشید جلداول میں موجود ہے اس میں اور کوئی ایسی بات نہیں ہے جو کہ اس فتوی کے خلاف ہو، بلکہ اس سے بھی اس کی تائید ہی ہوتی ہے کہ اشغال صوفیاء بدعت نہیں ہیں اس لیے کہ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ سے حضرت تھانویؒ نے مجالس کے بارے میں سوال کیا تھا جس کے جواب میں حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے یہ جواب دیا کہ اشغال صوفیاء اصل سے بدعت ہی نہیں ہیں، نیز حضرت تھانویؒ سے اس فتوی سے رجوع بھی ثابت نہیں ہے، امداد الفتاوی مبوب بترتیب جدید میں حضرت مفتی شفیع صاحب نے کئی ایسے مسائل جن سے حضرت تھانویؒ نے رجوع فرمایا تھا کی تصریح فرمائی ہے، لیکن اس فتوی کے بعد تو ایسی کوئی تصریح ہمیں نظر نہیں آئی کہ حضرت تھانویؒ نے اس سے رجوع فرمایا ہو، البتہ بعد میں حاشیہ میں اس کی مزید تفصیل ضرور بیان فرمائی ہے جو کہ ہم نقل کر چکے ہیں، نیز ۱۳۴۶ھ میں حضرت تھانویؒ نے حضرت مفتی شفیع صاحبؒ کے رسالہ آداب المساجد پر ایک ضمیمہ ''دأب المساجد فی آداب المساجد'' کے نام سے لکھا اس میں صفحہ ۵۱ پر فرماتے ہیں:

''قولہ (مسئلہ) مسجد میں ذکر جہر کرنا اور آواز سے تلاوت قرآن کرنا وغیرہ سب ناجائز ہیں (خلاصۃ الفتاوی) الی قولہ ناجائز فرمایا ہے، اس پر حضرت تھانویؒ تحریر فرماتے ہیں: اقول: اس میں اقوال بہت مختلف ہیں، فیصلہ وہ ہے جو شامی نے حاشیہ حموی سے امام شعرانی کا قول نقل کیا ہے۔

''اجمع العلماء سلفا وخلفا علی استحباب ذکر الجماعۃ فی المساجد وغیرھا إلا أن یشوش جھرھم علی نائم أو مصل أو قارئ الخ''...... (رد المحتار: ۱/۴۸۸)

''اس فیصلہ سے سب اقوال جمع ہو جاتے ہیں الخ'' حضرت تھانویؒ کا یہ ضمیمہ تحریر فرمانا تو حضرت گنگوہیؒ سے مکاتبت کے بعد والے دور میں ہے، اس لیے کہ مکاتبت ۱۳۱۴ھ میں ہوئی اور یہ ضمیمہ ۱۳۴۶ھ میں تحریر فرمایا ہے لہذا اگر حضرت گنگوہیؒ سے مکاتبت میں کوئی چیز اس کے خلاف ہوتی تو حضرت تھانویؒ اس ضمیمہ میں ضرور تصریح فرماتے اور اس ضمیمہ میں اور سابقہ فتوی میں اختلاف ہوتا، حالانکہ اس میں اختلاف نہیں ہے لہذا حضرت تھانویؒ کا آخری فیصلہ یہی ہے۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری فتاوی خلیلیہ جلداول ص ۳۲۸ ر پر تحریر فرماتے ہیں:

''ذکر خواہ باخفاء ہو یا بجہر ہو عبادت ہے اور اگرچہ ذکر خفی بوجہ عدم مظنہ ریا ذکر جہر سے افضل

ہے،لیکن اگر ذکر جہر خالی از ریا ودیگر مفاسد مثل تأذی مصلین ورنائمین اورقارئین وغیرہ ہوتو بوجہ مشقت ذکرخفی سے افضل ہوتا ہے"

"قال الشامی فی ردالمحتار :وفی حاشیةالحموی عن الامام الشعرانی،اجمع العلماء سلفاوخلفاعلی استحباب ذکر الجماعة فی المساجد وغیرهاإلاأن یشوش جهرهم علی نائم او مصل او قارئ قرآن الخ "

اس فتوی سے بھی ہمارے قول کی تائید ہورہی ہے، باقی علامہ ابن الحاج رحمہ اللہ نے اپنی کتاب المدخل میں اس مسئلہ میں تشدد سے کام لیا ہے، لہذا جب ہمارے معتدل المزاج محققین جیسے علامہ رملی، علامہ شعرانی، امام غزالی، امام حموی، علامہ طحطاوی، علامہ شامی، شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالحق محدث دہلوی، مولانا عبدالحی لکھنوی، حکیم الامت اشرف علی تھانوی، مولانا خلیل احمد سہارنپوری (رحمہم اللہ تعالیٰ) وغیرہم حضرات کی عبارات جواز پر موجود ہیں تو پھر ان کے مقابلے میں متشددین کے قول پر فتوی دینا اورامت میں ذہنی انتشار کی صورت پیدا کرنا مناسب نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

بروز جمعہ فجر کی نماز کے بعد درود کی محفل کا حکم:

(مسئلہ نمبر۲۲۷) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں میں جمعہ کے دن فجر کی نماز کے بعد درود پاک کی محفل ہوتی ہے، اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ نماز کے بعد ایک کپڑا بچھا دیا جاتا ہے اس پر کھجور کی گٹھلیاں بکھیر دی جاتی ہیں، پھر سب لوگ ان پر درود پاک پڑھتے ہیں، جواب طلب امر یہ ہے کہ شرعا اکٹھے ہوکر درود پاک پڑھنا کیسا ہے؟ نیز ذکر بالجہر کا شرعا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

نماز فجر کے بعد درودشریف، ذکر، تسبیح، استغفارسب کچھ درست ہے، بشرطیکہ نمازیوں کی نماز میں اورآرام کرنے والوں کے آرام میں مخل نہ ہوالبتہ اجتماعی طور پر فرض نماز کے متصل جہراً درودشریف یادیگر کوئی ذکر نہیں کیونکہ یہ مسبوقین کی نماز میں مخل ہوتا ہے۔

"اجمع العلماء سلفا وخلفا علی استحباب ذکر الجماعة فی المساجد وغیرها الا ان یشوش جهرهم علی نائم اومصل اوقاری"......(ردالمحتار : ۱/ ۴۸۸)

”ویقویه مااخرجه الحافظ ابوبکر بن ابی شیبة فی المصنف عن الاسود العامری عن ابیه قال صلیت مع رسول الله ﷺ الفجر فلما سلم انصرف ورفع یدیه ودعا“......(اعلاء السنن : ۳/ ۲۰۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ذکر بالجہر کے احکام:

(مسئلہ نمبر ۲۲۸) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ (۱) ذکر بالجہر (۲) ذکر بیک آواز (۳) ذکر بیک لفظ (۴) ذکر اجتماعی (۵) تداعی کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟ مفصل ومدلل جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

ذکر کی مذکورہ صورتیں ذکر بالجہر، ذکر اجتماعی اور تداعی کے ساتھ ذکر جائز ہے اور اس کے جواز کے لیے چند شرائط ہیں، (۱) جہر مفرط نہ ہو (۲) کسی نمازی کی نماز میں اس کی وجہ سے خلل واقع نہ ہوتا ہو (۳) تلاوت کرنے والے کی تلاوت متاثر نہ ہو (۴) سونے والے کی نیند خراب نہ ہو، ذکر بیک آواز کا نہ کوئی اہتمام کرتا ہے اور نہ اس کو ضروری سمجھتا ہے اگر اتفاقاً ایسا ہو جائے تو اس پر اعتراض کرنا تعصب پر مبنی ہے۔

”عن الامام الشعرانی واجمع العلماء سلفا وخلفا علی استحباب ذکر الجماعة فی المساجد وغیرها الاان یشوش جهرهم علی نائم اومصل اوقاری“......(ردالمحتار : ۱/ ۴۸۸)”کذا فی شرح الحموی علی الاشباه“ ...... (۳/ ۱۹۱)

”وقد شبه الغزالی ذکر الانسان وحده وذکرالجماعة باذان المنفرد واذا ن الجماعة قال فکما ان اصوات الموذنین جماعة تقطع جرم الهوی اکثر من صوت موذن واحد کذالک ذکر الجماعة علی قلب واحد اکثر تاثیرا فی رفع الحجب الکثیفة من ذکر شخص واحد “......(شرح حموی : ۳/ ۱۹۲)

”عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ان لله ملائکة یطوفون فی الطرق یلتمسون اهل الذکر فاذا وجدوا قوما یذکرون الله تنادواهلموا الیحاجتکم فیحفونهم باجنحتهم الی السماء الدنیاقال فیسئالهم

ربھم وھو اعلم منھم مایقولوا عبادی قال یقول یسبحونک ویکبرونک ویحمدونک ویمجدونک الخ"......(صحیح البخاری : ۲......۹۴۸)

"وفی الحدیث فضل مجالس الذکروالذاکرین وفضل الاجتماع علی ذلک"......(فتح الباری : ۱۱/۱۷۸)

"فھولاء السیارہ لاوظیفۃ لھم وانما مقصودھم حلق الذکر " ......(نووی علی الصحیح المسلم : ۲/۳۴۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تعویذات کاحکم:

(مسئلہ نمبر۲۲۹) گرامی قدر مفتیان کرام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ا۔منڈی بہاؤالدین شہر میں ایک مسئلہ پر آج کل شدید اختلاف ہے،ایک مولوی صاحب اور چند معتقدین کا کہنا ہے کہ تعویذ کرانا شرک اور بدعت ہے،خواہ تعویذ قرآنی آیات اور اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ پر مشتمل ہو،جب کہ دوسرے مولوی صاحب کا کہنا ہے کہ تعویذ کا کاروبار کے طور پر اپنانا صحیح نہیں ہے،لیکن کرنے کرانے کے عمل کو شرک قرار دینا بہت بڑی جہالت ہے،کیونکہ تعویذ کرانے والا بالکل اسی طرح ہے جس طرح مریض ڈاکٹر سے علاج کرواتا ہے پہلے مولوی صاحب کے کہنے پر ان کے معتقدین نے موجودہ مولوی صاحب کو مشرک کہہ کر آپ کے دارالافتاء سے نماز نہ ہونے کا فتویٰ بھی حاصل کیا ہے کہ ان کی اقتداء میں نماز صحیح نہیں ہے جو دھوکہ دے کر دوسرے مولوی صاحب کے خلاف لوگوں کو ابھار کر مسجد میں انتشار برپا کرنا چاہتے ہیں،اب گزارش یہ ہے کہ کیا واقعی پہلے مولوی صاحب کا مؤقف ٹھیک ہے کہ تعویذ کرنے اور کرانے والے دونوں مشرک ہیں،یا دوسرے مولوی صاحب جو ان پر مشرک کا فتویٰ نہیں لگاتے،اب آپ واضح فرمائیں ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ قرآنی آیات کے تعویذ کرنے والے صحابہ کرام ہوں یا اکابرین علمائے دیوبند جو بھی ہوں وہ مشرک ہے کیا ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے اور ایسی انتظامیہ مسجد کا نظام سنبھال سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں دوسرے مولوی صاحب کی بات درست ہے کیونکہ اگر تعویذ قرآنی آیات اور اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ پر مشتمل ہوں تو ایسے تعویذ بنانا اور باندھنا دونوں جائز ہیں،اور ایسے لوگوں کو مشرک کہنا بہت بڑی

جہالت ہے،اوراگر واقعۃً اس نے یہ الفاظ کہے ہوں کہ (اگر تعویذ کرنے والے صحابہ کرام بھی ہوں تو وہ بھی مشرک ہیں) تو اس کی وجہ سے وہ شخص فاسق ہوگیا، لہذا اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، انتظامیہ کی ذمہ داری ہے کہ ایسے امام کو معزول کر کے کسی نیک، صالح اور متقی شخص کو امام بنایا جائے، اوراگر انتظامیہ اس فاسق امام کو برقرار رکھنے پر بضد ہو تو اس انتظامیہ کی تبدیلی ضروری ہے۔

”واما ماکان من القرآن اوشیئ من الدعوات فلابأس به ......وفی المجتبیٰ اختلف فی الاستشفاء بالقرآن بان یقرأ علی المریض اوالملدوغ الفاتحة اویکتب فی ورق ویعلق علیه اوفی طست ویغسل ویسقی وعن النبی ﷺ انه کان یعود نفسه قال رضی الله عنه علی الجواز عمل الناس الیوم وبه وردت الآثار “......(الشامیة : ۵/۲۵۷)

”وقال القرطبی الرقی علیٰ ثلثة اقسام احدهاماکان یرقی به فی الجاهلیة ممالایعقل معناه فیجب اجتنابه لئلا یکون فیه شرک اویودی الی الشرک ، الثانی ماکان بکلام الله او باسمائه فیجوز وان کان ماثورا فیستحب “ ......(قطب الارشاد :۶۸)

”وکره امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع “......(بحرالرائق : ۱/۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مناجات مقبول اورحدیث مبارکہ کی دعاؤں میں لفظی تصحیح:

(مسئلہ نمبر ۲۳۰) بسم الله الرحمن الرحیم ط

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم وعلی آله واصحابه واولیائهٖ اجمعین

اللهم ارحم علماء امة نبینا محمدالنبی لامی وورثته ﷺ

محترم ومکرم حضرت مفتی حمیداللہ جان صاحب دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ نے ہمارے اکابر علمائے کرام کے وجود سے ہمیں برکات سے نوازا جن میں سے ایک ہمارے آقا ومولا حضرت اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کا وجود مسعود ہے ہمیں حضرت والا رحمہ اللہ کی مناجات مقبول سے بہت فائدہ محسوس ہوا، اس لیے ہم اس کو چھپوانا چاہتے ہیں اوراس میں بعض جملوں کا آقائے دوجہاں رحمۃ للعالمین

ﷺ حامل وحی متلو وغیر متلو کی حدیث پاک کے جملوں سے فرق آ گیا ہے یا تو کچھ چھوٹ چکا ہے یا زائد ہوا ہے اور یا تقدیم وتاخیر ہے اور خود حضرت قدس سرہ نے التزام فرمایا ہے کہ قرآن پاک اور حدیث پاک کی دعاؤں کو جمع کرنا ہے جیسا کہ مقدمہ مناجات مقبول میں لکھا ہے، نیز حضرت رحمہ اللہ نے یہ کتاب دو کتابوں سے جمع فرمائی ہے حصن حصین اور الحزب الاعظم جیسا کہ خود حضرت رحمہ اللہ نے حضرت مولانا عبدالماجد دریا آبادی رحمہ اللہ کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا ہے تو کہیں فرق آ گیا ہے واللہ اعلم اگر آپ اجازت دیدیں تو ہم ان جملوں کو بھی حدیث پاک کے جملوں کے مطابق کر دیں اور ثواب یہ بھی حضرت ہی کو ملے گا، ان شاء اللہ۔

اب ہم مطبوعہ تاج کمپنی مناجات کے بعض جملے اور بالمقابل اس کے مآخذ حصن حصین اور الحزب الاعظم کے پھر حدیث پاک کے جملے پیش کرتے ہیں۔

پہلا مقام:　مناجات مقبول دعا نمبر ۳۶ اس میں حوالہ یہ لکھا ہے ''ترمذی عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ (حصن حصین، الحزب الاعظم)''

مناجات مقبول کی عبارت:

''انا نسئلک من خیر ماسئلک منه نبیک محمد ﷺ''

مناجات مقبول کے مآخذ حصن حصین کی عبارت ص ۲۲۴ المنزل السابع عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ۔

خلاصہ: سب ۱۹ عدد حوالوں میں لفظ اللھم اور آخری حصہ کے ساتھ دعا ہے تو اصل ترمذی کے موافق کر دیا جائے۔

''اللھم انا نسئلک من خیر ماسئلک منه نبیک محمد ﷺ ونعوذبک من شر مااستعاذ منه نبیک محمد ﷺ وانت المستعان وعلیک البلاغ ولاحول ولاقوة الابالله''

مناجات مقبول کے مآخذ الحزب الاعظم کی عبارت دعا ۳۴ ص ۷۰ الحزب الاعظم منزل نمبر ۳ پر اس میں بھی حوالہ ترمذی کا ہے۔

''اللھم انی اسئلک من خیر ماسئلک منه نبیک محمد ﷺ واعوذبک من شر مااستعاذ منه نبیک محمد ﷺ وانت المستعان وعلیک البلاغ ولاحول ولاقوة الابالله العلی العظیم''

تینوں کتب یعنی مناجات، حصن حصین، الحزب الاعظم، کے مآخذ ترمذی کی عبارت، ترمذی ص ۵۶۸ ج ۲ ص ۱۹۲ عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ۔

"اللھم انانسئلک من خیر ماسئلک منه نبیک محمدﷺ ونعوذبک من شرمااستعاذ منه نبیک محمدﷺ وانت المستعان وعلیک البلاغ ولاحول ولاقوۃ الاباللہ"

ترمذی کے ساتھ مزید متفق کتب: (۱) الجامع الصغیروزیادات (۲) ادعیہ جامعہ من القرآن والسنۃ (۳) تحفۃ الذاکرین (۴) صحیح وضعیف سنن ترمذی (۵) صفۃ اذکار الحج والعمرۃ (۶) معتقد اہل السنۃ والجماعۃ (۷) الصابیۃ ومعتقدہم (۸) الادب المفرد (۹) مسند الشامیین (۱۰) جامع العلوم (۱۱) المسند الجامع (۱۲) موسوعۃ التخریج (۱۳) التبویب الموضوعی (۱۴) الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی جامع الصغیر (۱۵) جامع الاحادیث (۱۶) جامع الاصولؒ ۱۷) کنزالعمالؒ ۱۸) موسوعۃ اطراف الحدیث (۱۹) جمع الجوامع۔

دوسرامقام: مناجات مقبول دعانمبر۳۷، اس میں حوالہ یہ لکھا ہے "حاکم عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ (حصن حصین، الحزب الاعظم)"

مناجات مقبول کی عبارت:

"انانسئلک عزائم مغفرتک ومنجیات امرک والسلامۃ من کل اثم والغنیمۃ من کل بر والفوزبالجنۃ والنجاۃ من النار"

مناجات مقبول کے مآخذ حصن حصین کی عبارت ص۲۲۶ المنزل السابع حاکم عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔

خلاصہ: سب حوالوں میں دعالفظ **اللھم** کے ساتھ ہے۔

"اللھم انانسئلک عزائم مغفرتک ومنجیات امرک والسلامۃ من کل اثم والغنیمۃ من کل بر والفوزبالجنۃ والنجاۃ من النار"

ان دونوں کتابوں کے مآخذ مستدرک حاکم کی عبارت یوں ہے

"اللھم انانسئلک عزائم مغفرتک ومنجیات امرک والسلامۃ من کل اثم والغنیمۃ من کل بر والفوزبالجنۃ والنجاۃ من النار"

مستدرک حاکم کے ساتھ دعوات کبیر بیہقی میں بھی اسی طرح اللھم کے ساتھ ہے۔

تیسرامقام: مناجات مقبول دعانمبر ۳۸، اس میں حوالہ یہ لکھا ہے "ابن حبان عن جابر رضی اللہ عنہ (حصن حصین، الحزب الاعظم)"

"اسئلک علمانافعا"

مناجات مقبول کے مآخذ حصن حصین کی عبارت ص۲۲۶ المنزل السابع ابن حبان عن جابر رضی اللہ عنہ

خلاصہ: سب حوالوں میں لفظ اللھم انی مع تعوذ یا اضافہ سے دعا ہے۔

"اللھم انی اسئلک علمانافعا واعوذبک من علم لاینفع"

مناجات مقبول کے مآخذ الحزب الاعظم کی عبارت منزل نمبر۲ دعا نمبر ۱۴۶، اس میں حوالہ مستدرک حاکم کا ہے۔

"اللھم انی اسئلک علمانافعا ورزقا واسعاوشفاء من کل داء"

ان دونوں کتابوں کے مآخذ ابن حبان کی عبارت حدیث نمبر۸۲ عن جابر رضی اللہ عنہ۔

"اللھم انی اسئلک علمانافعا واعوذبک من علم لاینفع"

ابن حبان کی عبارت کے موافق نسائی، اور معجم اوسط میں بھی موجود ہے۔

چوتھا مقام: مناجات مقبول منزل نمبر۵ دعا نمبر۴۷ اختتم سے ۷ سطر قبل۔

"اللھم انانعوذبک من ان نزل اونزل اونضل اونظلم اویظلم علینا اونجھلاویجھل علینااواضل اواضل "

مناجات مقبول کے مآخذ حصن حصین کی عبارت ص ۷۶، المنزل الثانی، یعنی ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابوداؤد، حاکم، ابن سنی، عن ام سلمۃ رضی اللہ کے حوالہ سے

"اللھم انانعوذبک من ان نزل اونزل اونضل اونظلم اویظلم علینا اونجھل اویجھل علینا"

ان دونوں کتابوں کے مآخذ ترمذی کی عبارت عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا

"اللھم انانعوذبک من ان نزل اونزل اونضل اونظلم اونظلم اونجھل اویجھل علینا"

مشکوٰۃ کی عبارت ص ۲۱۵ باب الدعوات فی الاوقات از احمد ترمذی، نسائی،

"اللھم انانعوذبک من ان نزل اونزل اونضل اونظلم اونظلم اونجھل اویجھل علینا"

ابوداؤد کی عبارت ص ۳۴۷ ج دوم

"اللھم انی اعوذبک ان اضل اواضل اوازل اوازل اواظلم اواظلم اواجھل اویجھل علی"

خلاصہ: اس میں پہلی دعا ترمذی اور مشکوۃ کے اور دوسری دعا ابوداؤد کے مطابق صحیح کر کے اعراب بھی ان ان کے مطابق کردیں؟ جملہ''اونزل ''کوحذف کردیں''یظلم علینا''کو''نظلم''بنادیں''اواضل اواضل''کوعلیحدہ مکمل دعا ابوداؤد کے مطابق لکھ دیں؟

پانچواں مقام: منزل دوم دعا ۸۰، اختتام۔

''ومن الهدم ومن التردی ومن الغرق والحرق وان يتخبطنی الشيطان عندالموت ومن ان اموت فی سبيلک مدبراوان اموت لديغا''

حصن حصین کی عبارت دیں، یعنی ابوداؤد، نسائی، حاکم عن ابی بن کعب۔

''اللهم انی اعوذبک من الهدم واعوذبک من التردی واعوذبک من الغرق والحرق والهرم واعوذبک من ان تخبطنی الشيطان عندالموت ومن ان اموت فی سبيلک مدبراواعوذبک من ان اموت لديغا''

ابوداؤد کی عبارت ۶ دفعہ اعوذ بک اور نسائی وحاکم میں بھی اعوذ کا تکرار ہے۔

''اللهم انی اعوذبک من الهدم واعوذبک من التردی واعوذبک من الغرق والحرق والهرم واعوذبک ان يتخبطنی الشيطان عندالموت واعوذبک ان اموت فی سبيلک مدبرا واعوذبک ان اموت لديغا''

خلاصہ: مناجات کو اصل حصن حصین اور حدیث شریف کے مطابق اعوذ کے تکرار کے ساتھ لکھ دیں اور نمبر الگ لگادیں۔

چھٹا مقام: تیسری منزل، پہلی دعا نمبر ۸۱ حوالہ بزار عن بریدہ رضی اللہ عنہ۔

مناجات کی عبارت:

''اللهم اجعلنی صبورا واجعلنی شکورا واجعلنی فی عينی صغيراوفی اعين الناس کبيرا''

الحزب الاعظم بحوالہ مجمع الزوائد اور جامع صغیر۔

''اللهم اجعلنی صبورا واجعلنی شکورا واجعلنی فی عينی صغيراوفی اعين الناس کبيرا''

مسندبزاز: ''اللهم اجعلنی شکورا واجعلنی صبورا واجعلنی فی عينی صغيراوفی اعين الناس کبيرا''

مجمع الزوائد: ”اللھم اجعلنی شکورا واجعلنی صبورا واجعلنی فی عینی صغیرا وفی اعین الناس کبیرا“

جامع صغیر: ”اللھم اجعلنی شکورا واجعلنی صبورا واجعلنی فی عینی صغیرا وفی اعین الناس کبیرا“

خلاصہ: مناجات کے حوالے بزاراورحزب اعظم کے حوالے مجمع الزوائد اور جامع صغیر میں شکورا صبوراً سے مقدم ہے،اسی کے موافق لکھ دیں؟

ساتواں مقام: مناجات دوسری منزل پہلی دعانمبر۴۷ کاایک حصہ

”رب اجعلنی لک ذکارا لک شکارا لک رھابا لک مطواعالک مطیعا الیک مخبتا الیک اواھا منیبا“

حصن حصین بحوالہ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، ابن حبان، حاکم، ابن ابی شیبہ

”رب اجعلنی لک ذکارا لک شکارا لک رھابا لک مطواعالک مطیعا الیک مخبتا الیک اواھا منیبا“

ترمذی: ”رب اجعلنی لک ذکارا لک شکارا لک رھابا لک مطواعالک مخبتا الیک اواھا منیبا“

ابن ماجه: ”رب اجعلنی لک ذکارا لک شکارا لک رھابا لک مطیعا الیک مخبتا الیک اواھا منیبا“

مسنداحمد: ”رب اجعلنی لک ذکارا لک شکارا لک رھابا لک مطواعاالیک مخبتالک اواھا منیبا“

نسائی: ”رب اجعلنی لک شکارا لک ذکارا لک رھابا مطواعا الیک مخبتا لک اواھا منیبا“

مستدرک حاکم: ”رب اجعلنی لک شکارالک ذکارالک رھابا لک مطواعالک مخبتا الیک اواھامنیبا“

مسندعبدبن حمید: ”رب اجعلنی شکارالک ذکارالک رھابا لک مطواعالک مخبتا الیک اواھامنیبا“

احکام شرعیہ اشبیلی: ”رب اجعلنی لک شکارالک ذکارالک رھابا لک مطواعالک مخبتالک اواھامنیبا“

دعاطبرانی: ''رب اجعلنی لک شکاراذکارالک رهابالک مطواعاالیک مخبتامنیبا''

شرح السنة: ''رب اجعلنی لک شکارا لک ذکارا لک رهابا لک مطواعا الیک مخبتالک اواهامنیبا''

مصنف ابن ابی شیبه: ''رب اجعلنی لک شکارا لک ذکارا لک رهابا لک مطیعا الیک مخبتاالیک اواهامنیبا''

معجم ابن المقرری: ''رب اجعلنی شکارالک ذکارالک رهابااليک داعیالک مطواعا الیک مخبتا اواهامنیبا''

دعوات کبیر بیهقی: ''رب اجعلنی لک شکارا لک ذکارالک رهابا لک مطواعاالیک مخبتا لک اواهامنیبا''

خلاصہ: مأ خذ المأ خذ میں شکاراً مقدم ہے ذکاراً سے اس کے موافق کردیں؟ نیز ایک ہی حدیث میں مطیعاً اور مطواعاً لانے سے تکرار لازم آتا ہے جب کہ حدیث میں یا مطواعاً ہے یا مطیعاً ہے یک جا دونوں نہیں تو کسی ایک حوالے کے مطابق کردیں؟

آٹھواں مقام: مناجات دوسری منزل چوتھی دعا نمبر ۴۸، حوالہ ابن ماجہ ابوداؤد عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ

''اللهم اغفرلناوارحمنا وارض عنا وادخلنا الجنة ونجنا من النار واصلح لناشاننا کله''

حصن حصین، الحزب الاعظم، ابن ماجہ، مسند بزار، مسند احمد، معجم کبیر طبرانی، دعا طبرانی، مصنف ابن ابی شیبہ کی عبارت

''اللهم اغفرلناوارحمناوارض عناوتقبل مناوادخلنا الجنة ونجنامن النار واصلح لناشاننا کله''

خلاصہ: سب کتب میں جملہ ''وتقبل منا'' موجود ہے اس کو حدیث شریف کے مطابق کردیں؟

سب کا خلاصہ: یہ ہے کہ جہاں جہاں کسی مأ خذ کا ذکر ہے وہاں اس کے موافق کرلیں؟ اور پیارے نبی ﷺ کے الفاظ کی تقدیم وتاخیر کی بھی مصلحتیں ہوں گی تو عین وحی غیر متلو کے موافق کرنے اور حوالے صحیح لگانے کا بھی اللہ تعالیٰ اجر عطا فرمائیں گے، یہ تب ہے کہ آپ حضرات حاملین علوم نبوی ﷺ ہمیں اس اصلاح کی اجازت مرحمت فرمائیں اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور آپ کی دعائیں ہیں کہ بندہ کو اللہ تعالیٰ نے شبرغان جیل افغانستان سے اس مناجات کی برکت سے رہائی نصیب فرمائی، واقعہ یوں ہوا کہ تین دن پہلے خواب میں مناجات دکھلا کر کہا گیا کہ تمہیں

بارڈر پر چھوڑ دیں گے بندہ جیل میں اپنے شیخ حضرت سحبان محمود رحمہ اللہ دارالعلوم کراچی کے فرمان کے مطابق پابندی سے اس کی تلاوت کرر ہا تھا، پھر جب تین دن کے بعد پاکستان میں آ گئے تو عین ہو بہو وہی مناجات کسی نے لاکر دی جوخواب میں دکھلائی گئی تھی، اس طرح یقین آ گیا کہ وہ اللہ کی طرف سے ہی بشارت تھی، اس لیے اس کو باحوالہ صحت کے ساتھ شائع کرنا چاہتے ہیں، اگر اصل ماخذ کا کوئی ایسا نسخہ ہو کہ مذکورہ عبارتیں اس کے موافق ہوں تو آگاہ فرمادیں، اگر تبدیلی کی اجازت نہ ہو تو یہ ضرور بتادیں کہ مناجات اور اصل کتب میں واقعی فرق ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

مذکورہ فی السوال دعاؤں میں سے بعض دعائیں مختلف روایات میں مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہیں جن میں سے کوئی بھی پڑھی جائے درست ہے، مناجات مقبول حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی تالیف ہے، تصنیف نہیں، اس تالیف کے دوران احادیث سے دعائیں نقل کرنے میں ان سے یا کاتب سے جو غلطیاں ہوئی ہیں ان کو آپ درست کرکے اصل مأخذ کے مطابق کر سکتے ہیں، آٹھوں دعائیں کسی ایک مأخذ کے مطابق لکھ دی گئی ہیں۔

"اللھم انا نسئلک من خیر ماسئلک منه نبیک محمد ﷺ ونعوذبک من شر مااستعاذ منه نبیک محمد ﷺ وانت المستعان وعلیک البلاغ ولاحول ولاقوة الاباللہ"......(ترمذی:۲/۲٦۸، کنزالعمال:۲/۸۵)

"اللھم انی اسئلک موجبات رحمتک وعزائم مغفرتک والسلامة من کل اثم والغنیمة من کل بروالفوزبالجنة والنجاة من النار"......(کنزالعمال:۲/۹۴)

"اللھم انی اسئلک علما نافعا واعوذبک من علم لاینفع"......(کنزالعمال:۲/۹۳)

"اللھم انا نعوذبک من ان نزل اونضل اونظلم اونظلم اونجھل اویجھل علینا"......(ترمذی:۲/٦۵۵)

"اللھم انی اعوذبک من التردیٰ والھدم والغرق والحرق واعوذبک ان یتخبطنی الشیطان عندالموت واعوذبک ان اموت فی سبیلک مدبرا واعوذبک ان اموت لدیغا"......(کنزالعمال:۲/۸۲)

"اللھم اجعلنی شکورا واجعلنی صبورا واجعلنی فی عینی صغیرا وفی اعین الناس کبیرا"......(کنزالعمال:۲/۸۲)

”رب اجعلنی لک شکارا لک ذکارا لک رھابا لک مطواعالک مخبطا الیک اواھا منیبا“......(ترمذی: ۲/۶۷۲)

”اللھم اغفرلنا وارحمنا وارض عنا وتقبل مناوادخلناالجنة ونجنامن النار واصلح لناشأنناکله“......(ابن ماجه : ۲۷۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

تعویذات وعملیات کاحکم؟

(مسئلہ نمبر۲۳۱) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱)تعویذات وعملیات امور دین میں سے ہیں یاامور دنیامیں سے ؟(۲)تعویذات وعملیات کا کام مسجد میں بیٹھ کرکرنا جائز ہے یانہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱)عملیات وتعویذات کا کام امور دین میں سے نہیں بلکہ روحانی علاج ہے۔

”جوزوا الرقیة بالاجرة ولوبالقرآن کماذکره الطحاوی لانھا لیست عبادة محضة بل من التداوی اھ“......(فتاویٰ شامی: ۵/۳۹)

(۲)عملیات وتعویذات اگرقرآن وسنت کے مطابق بلا معاوضہ کیے جائیں تومسجد میں کرنے کی گنجائش ہے البتہ خلاف احتیاط ہےاوراجرت کے ساتھ مسجد میں ممنوع ہے۔

”رجل یبیع التعویذ فی المسجد الجامع ویکتب فی التعویذ التوراة والانجیل والفرقان ویاخذ علیه المال ویقول ادفع الی الھدیة لایحل له ذلک کذافی الکبریٰ“......(ھندیة: ۵/۳۲۱)

”وکذلک الوراق اذاکان یکتب فی المسجد باجریکره فعلی ھذاالفقھاء اذاکانوا یکتبون الفقه بالاجر فی المسجد یکره وان کان بغیراجر لا الاانه اذاکان باجرفھوعلی عمل العبد والمسجد مابنی لذالک لانه بیت الله تعالی“......(المحیط البرھانی :۸/۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

روضہ اطہر کی تصویر اور اس کے سامنے درود پڑھنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۲۳۲) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے کمرے کی دیوار پر نبی کریم ﷺ کے روضہ اطہر کی تصویر لگائی ہوئی ہے، کیا تصویر کی طرف دیکھ کر درود پاک پڑھنا جائز ہے، نیت یہ ہو کہ دل میں تصور ابھر آئے اور خشوع وخضوع پیدا ہو جائے یہ تصویر میں نے خود کیمرے سے مدینہ پاک میں بنائی تھی۔

الجواب باسم الملک الوهاب

روضہ اطہر کی تصویر لگانا جائز ہے، خشوع وخضوع پیدا کرنے کے لیے بجائے تصویر دیکھنے کے، بہتر صورت یہ ہے کہ آپ تصور کر لیں کہ فرشتے میرا یہ درود شریف روضہ اطہر میں رسول اللہ ﷺ پر پیش کر رہے ہیں جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔

”ویجوزان یعلق مافیه صورۃ غیرذات روح کذا فی الظهیریة“ ......(الهندیة: ۵/ ۳۵۹)

”فاما صورۃ مالاروح له من الاشجاروالقنادیل ونحوها فلاباس به“......(بدائع الصنائع: ۴/ ۳۰۴)

”عن ابن مسعود رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ان لله ملائکة سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام“......(سنن النسائی: ۱/ ۱۸۹)

”عن ابی هریرۃ رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من صلی علی عندقبری سمعته ومن صلی علی نائیاابلغته“......(مشکوۃ المصابیح: ۱/ ۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اجتماعی ذکر کی مجالس میں شرکت کا حکم:

(مسئلہ نمبر۲۳۳) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایسی مجالس جن میں زیر لب اللہ تعالیٰ کا ذکر (سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر، لاحول ولاقوۃ الاباللہ، استغفار، درود شریف) اجتماعی طور پر کیا جائے ان کو منعقد کرنا ان میں شمولیت کی دعوت دینا یا ان میں خود شریک ہونا شرعی طور پر کس نوعیت کا ہے پسندیدہ عمل ہے، جائز ہے یا حرام؟ یہ سوال اس لیے پیش آیا کہ بعض روایات میں تو ایسی مجالس کو جنت کے باغوں سے تشبیہ دی ہے اور ایسی مجالس میں شرکت کی ترغیب دلوائی گئی ہے، اور بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں دو طرح کی مجالس تھیں، مجالس ذکر اور مجالس تعلیم، آپ نے دونوں قسم کی مجالس کی تحسین فرمائی، لیکن آپ خود مجلس تعلیم میں رونق

افروز ہوئے ،اور جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بھی منقول ہے کہ وہ ایسی مجالس کے انعقاد کو بہت بڑی بدعت سمجھتے تھے اور لوگوں کو روکتے تھے ان دونوں میں تطبیق کس طرح ممکن ہے؟ اور آج کل ہمارے لیے شرعی طور پر کیا ہدایت ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

روایات حدیث میں ذکر کے متعلق مختلف احادیث آتی ہیں ،بعض سے اجتماعی ذکر کی فضیلت معلوم ہوتی ہے جب کہ بعض سے اجتماعی ذکر کا بدعت ہونا ثابت ہوتا ہے، فی نفسہ ذکر اللہ بہت اچھی اور محمود و مطلوب چیز ہے، لیکن اگر مجلس ذکر اللہ میں خلاف شرع امور شامل ہوں تو پھر ایسی مجلس ذکر اللہ کا انعقاد ممنوع ہوگا اور جن روایات میں بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر اللہ کی کسی خاص ہیئت و کیفیت سے منع کرنا وارد ہوا ہے انکار ہی مطلوب ہے کہ ایسی مجالس میں کوئی امر خلاف شرع شامل ہو گیا تھا جیسا کہ علامہ شامی رحمہ اللہ نے اس کی وضاحت یوں فرمائی ہے۔

”(قوله ورفع الصوت بذكر الخ)اقول اضطرب كلام صاحب البزازية فی ذلک فتارۃ قال انه حرام وتارۃ انه جائز وفی الفتاویٰ الخيرية من الكراهية والاستحسان جاء فی الحديث مااقتضیٰ طلب الجهر به نحو وان ذكرنی فی ملأ ذكرته فی ملأ خيرمنهم رواه الشيخان وهناک احاديث اقتضت طلب الاسرار والجمع بينهما بان ذلک يختلف باختلاف الاشخاص والاحوال كماجمع بذلک بين احاديث الجهر والاخفاء بالقراءۃ ولايعارض ذلک حديث خيرالذكر الخفی لانه حيث خيف الرياء اوتأذی المصلين اوالنيام فان خلامماذكر فقال بعض اهل العلم ان الجهرافضل لانه اكثر عملاولتعدی فائدته الی السامعين ويوقظ قلب الذاكر فيجمع همه الی الفكر ويصرف سمعه اليه ويطرد النوم ويزيدالنشاط اه ملخصا وتمام كلام هناک فراجعه “......(الشامی:۱/۴۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

محفل نعت کی وجہ سے مسجد کی جماعت چھوڑنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۲۳۴) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مسلمان ماہانہ محفل ذکر و نعت اپنے گھر یا دوکان میں باقاعدگی سے کرواتا ہے اور بعد اختتام محفل نماز عشاء وہاں باجماعت ادا کر لیتے ہیں جب کہ دائیں

بائیں مساجد اپنے مسلک کی چندقدموں پر واقع ہیں اوراذان بھی آلہ تشہیر کے بغیر ہر شریک محفل سنتا ہے تو کیا نماز باجماعت کا ماہانہ معمول از روئے شریعت اور فقہ حنفی جائز ہے یانہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ محفل ذکر ونعت گھر یا دوکان میں کرانیکی وجہ سے مسجد کی جماعت نہیں چھوڑنی چاہیئے ،خاص طور پر جب کہ مسجد بھی قریب ہو،البتہ اگر گھر یا دوکان میں جماعت کرلی تو جماعت کا ثواب مل جائے گا مگر مسجد کا ثواب نہ ملے گا۔

"(قوله فی مسجد اوغیره)قال فی القنية واختلف العلماء فی اقامتها فی البيت والاصح انها كاقامتها فی المسجد الافی الافضيلة "......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۰۹)

"ومامنكم من احدالا وله مسجد فی بيته ولوصليتم فی بيوتكم وتركتم مساجدكم تركتم سنة نبيكم ولوتركتم سنة نبيكم لكفرتم ای لضللتم "......(بذل المجهود فی حل ابی داؤد: ۱/۳۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆

ذکر بالجہر کے بارے میں:

(مسئلہ نمبر ۲۳۵) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام رہنماء امت محمدیہ وورثاء انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری تحصیل اوگی میں مولانا سعیدالرحمٰن صاحب جو اشاعۃ التوحید والسنۃ کا سرپرست ہے ایک کتاب توضیح الاذکار کے نام سے لکھی ہے جس کی وجہ تالیف صفحہ۲ پر لکھا کہ ذکر بالجہر قران وسنت اقوال صحابہ ومفسرین کرام وفقہاء عظام اور چاروں اماموں اور بالخصوص امام اعظم کے مذہب میں حرام مکروہ اور بدعت ہے جبکہ فقہاء احناف اور علماء دیوبند نے استحباب کا قول نقل کیا ہے۔

"اجمع العلماء حلفا وسلفا علی استحباب الذكر باالجماعة فی المساجد وغيرها من غير نكير الاان يشو ش جهرهم علی بائم او مصل "

تمام متقدمین اور متاخرین کا استحباب پر اجماع ہے کہ جماعت کے ساتھ ذکر بالجہر مساجد میں مستحب ہے ہاں اگر جہر سے نیند میں یا نماز میں خلل آجائے تو مستحب نہیں ہے تو گزارش ہے کہ بغیر کسی قید کے ایک اجماعی امر استحبابی کو حرام بدعت اور مکروہ سمجھنے والا شخص کے متعلق شرعی حکم کیا ہے کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے کیا

جماعۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ کا علماء دیوبند سے تعلق ہے، نیز امام حموی نے شرح اشباہ ج ۴ ص ۶۱ پر صاحب ردالمختار نے ج ا ص ۶۱۸ پر امام طحطاویؒ نے شرح مراقی الفلاح ص ۱۷۴ پر مولانا اشرف علی تھانوی نے امداد الفتاوی مفتی محمد شفیع صاحب امداد المفتین ج ۲ ص ۳۴۹ اور شیخ شبیر احمد عثمانی صاحب فتح الملہم شرح مسلم میں ذکر بالجہر کے استحباب پر اجماع نقل کیا ہے تو اجماع امت کی مخالفت کرنے والے کا شرعی حکم کیا ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

ذکر جہری کے بارے میں مختار مسلک یہی ہے اور فتوی بھی اسی پر ہے کہ ذکر جہری چند امور کے لحاظ کے ساتھ جائز ہے بلکہ مستحب ہے اور وہ امور یہ ہیں۔

(۱) کسی سونے والے کی نیند میں خلل اندازی نہ ہو (۲) کسی نماز پڑھنے والے کی نماز میں تشویش کا ذریعہ نہ بنے (۳) قرآن کی تلاوت کرنے والے کی قرأت میں خلل اندازی نہ ہو علامہ شامی نے نقل کیا ہے کہ متقدمین اور متأخرین نے مساجد وغیرہ میں اجتماعی ذکر کے استحباب پر اجماع کیا ہے مگر یہ کہ اگر جہر سونے والے۔ نمازی۔ یا قرآن کی تلاوت کرنے والے کے لیے تشویش کا باعث ہو۔

"وفی حاشیۃ الحموی عن الامام الشعرانی اجمع العلماء سلفا و خلفا علی استحباب ذکر الجماعۃ فی المساجد وغیر ھا الا ان یشوش جھر ھم علی نائم او مصل او قاری"...... (الردالمختار ۱ ص ۴۸۸)

اسی سے ملتی جلتی عبارت حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۱۷۴ پر بھی ہے، لہٰذا مختار مسلک یہی ہے کہ مندرجہ بالا امور کا لحاظ کرتے ہوئے جائز بلکہ مستحب ہے لیکن اس مسئلہ میں چونکہ ایک ضعیف قول حرمت کا بھی نقل کیا گیا ہے لہٰذا جو آدمی ذکر جہری کو بدعت مکروہ اور حرام کہتا ہو ایسے شخص کے بارے میں سختی اور شدت اختیار کرنا مناسب نہیں ہے بشرطیکہ اس کے دیگر عقائد صحیح ہوں، جو آدمی ذکر بالجہر کے بارے سوال میں مذکور مسلک رکھتا ہو لیکن بقیہ عقائد میں اہل سنت والجماعت سے مخالف نہ ہو تو اس کی اقتداء میں نماز درست ہے، جو فرد یا جماعت عقائد میں علماء اہل السنۃ والجماعۃ سے مخالف ہو اس کا علماء دیوبند سے تعلق نہیں ہے اور جمعیت اشاعۃ التوحید والسنۃ کے بعض نظریات مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم عذاب قبر وغیرہ کا مسئلہ اہل السنۃ والجماعۃ کے مخالف ہیں اور علماء دیوبند کے عقائد ....المھند علی المفند ....میں مفصل مذکور ہیں۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆

درودتاج کے بارے میں:

(مسئلہ نمبر۲۳۶) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے ایک نماز کی کتاب میں درود تاج درود لکھی عہد نامی دعائے گنج العرش ہفت قفل وغیرہ لکھے پڑھے اور انکے فضائل بھی پڑھے ہیں کیا یہ چیزیں حدیث کی رو سے ثابت ہیں اور ان کے پڑھنے سے ثواب ملتا ہے یا کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ چیزیں پڑھنے کی بجائے دعائیں ماثورہ پڑھا کریں جیسا کہ مناجات مقبول حزب البحر وغیرہ، درود تاج عہدنامہ وغیرہ میں بعض الفاظ شرکیہ بھی ہیں احتراز کریں۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆

مایتعلق بالسنة والبدعة

ڈاڑھی کا استہزا کرنا:

(مسئلہ نمبر ۲۳۷) زید کہتا ہے کہ چھوٹی بڑی ڈاڑھی ڈھکوسلا ہے، ڈاڑھی ابوجہل کی بھی تھی، ڈاڑھی تو سکھ بھی رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ڈاڑھی نہ ہونے کی وجہ سے سزا نہیں دینگے، ڈاڑھی بس ڈاڑھی ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

آپ ﷺ کی سنت کا مذاق اڑانے اور توہین وتحقیر کرنے یا اس کے بارے میں نازیبا الفاظ کہنے سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور ڈاڑھی ایک مشت رکھنا واجب ہے اور ایک مشت سے کم کروانا، کتروانا اور منڈوانا حرام ہے اور چونکہ ڈاڑھی رکھنا واجب اور سنت رسول اللہ ﷺ ہے، لہٰذا اس کے مذاق اڑانے کی وجہ سے وہ آدمی کافر ہو گیا۔

”ولابأس بنتف الشيب وأخذ اطراف اللحية والسنة فيهاالقبضة............ ولذايحرم على الرجل قطع لحيته الخ“...... (الدر المختارعلى الرد: ۲۸۸/۵)

” وأماالاخذ منهاوهي دون ذلک كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احد“......(الدرعلى الرد: ۱۲۳/۲)

”ومنهامايتعلق بالانبياء عليهم الصلوة والسلام من لم يقر ببعض الانبياء اولم يرض بسنةمن سنن المر سلين فقد كفر“......(الهندية: ۲۶۳/۲)

” ومن هزل بلفظ كفر ارتد وان لم يعتقد ه للاستخفاف فهو ككفر العناد“...... (البحر: ۲۰۲/۵)

” رجل قال لآخر: احلق رأسک وقلم اظفارک فان هذاسنة رسول الله ﷺ فقال ذلک الرجل لاافعل وان كان سنة فهذاكفر لانه قال ذالک على سبيل الانكار والرد وكذافي سائرالسنن خصوصافي سنة هي معروفة وثبوتهابالتواتر كالسواک وغيره فقد روى عن محمد بن مقاتل لو أن أهل بلدة أجمعواعلى ترک السواک قاتلناهم كمانقاتل الكفار في نسخة الامام الحجواني: ورأيت في موضع آخر اذاقال الرجل لغير ه سوّ شاربک او قص

شاربک فانه سنة فقال لاافعل ان انکره اصلایکفر وفی نسخة الامام الحجوانی ایضاچه نغز رسم است دهقانان که طعام می خورند ود ستهانمی شویند قال ان قال تهاونابالسنة یکفر“......(المحیط البرهانی:۷/۴۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

اسلام میں ڈاڑھی ہے ڈاڑھی میں اسلام نہیں کہنے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۲۳۸) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں:

کہ باشرع آدمی کے موجود ہونے کے باوجود ایسا شخص اذان دے سکتا ہے جو ڈاڑھی منڈواتا ہے اور وہ یہ جواز پیش کرتا ہو کہ ڈاڑھی میں اسلام نہیں، بلکہ اسلام میں ڈاڑھی ہے، آیا ان الفاظ کے کہنے سے ایمان پر فرق پڑتا ہے یا نہیں؟ شریعت کی رو سے جواب دیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال ڈاڑھی مونڈنے والے کی اذان باشرع آدمی کی موجودگی اور غیر موجودگی دونوں صورتوں میں مکروہ تحریمی ہے، اس کو ایسے الفاظ سے اجتناب کرنا ضروری ہے اگر وہ منع کرنے کے باوجود باز نہیں آتا تو اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔

” و صرح بکراهة اذان الفاسق و لایعاد.“......(البحر الرائق: ۱/۴۵۹)

”و ینبغی ان یکون المؤذن رجلاعاقلاصالحاتقیاعالمابالسنة مواظباعلی ذلک“...... (التاتارخانیة: ۱/۳۷۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی کی توہین کرنا:

(مسئلہ نمبر ۲۳۹) ہماری جامع مسجد فیصل آباد کے امام صاحب کا ایک شخص سے جھگڑا ہوا، نماز جمعہ کے بعد اس جھگڑا کی تفصیل بتا رہے تھے، اسی دوران اس شخص کا ماموں بھی مسجد میں داخل ہوا جس سے جھگڑا ہوا تھا اور امام صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ مولوی اگر صحیح طریقے سے رہنا ہے تو رہو ورنہ میں تمہاری ڈاڑھی اکھاڑ کر تمہاری گانڈ میں دے دونگا (العیاذ باللہ) اس نے یہ الفاظ کہے اور بھاگ گیا، اس کے بعد گاؤں کے چند معزز افراد اس کے گھر گئے کہ مولوی

صاحب سے معافی مانگ لواور توبہ کرلو حالانکہ امام صاحب کا اس سے کوئی جھگڑا بھی نہیں ہوا تھا، ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

سنن نبویہ علی صاحبھا الصلوۃ والسلام میں کسی ادنیٰ سنت کا مذاق اڑانا یا اس کی توہین کرنا دراصل حضور ﷺ کا مذاق اڑانا اور توہین کرنا ہے، ڈاڑھی تو واجب ہے لہذا اسکی توہین تو بطریقہ اولی کفر ہے، بنابریں اس شخص پر لازم ہے کہ توبہ کرے اور تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی کرے، ورنہ مسلمان حاکم اس سے توبہ کروائے، توبہ نہ کرنے کی صورت میں اس پر شرعی سزا نافذ کرے۔

"و فی شرح الفقه الأكبر و فی الظهيرية من قال لفقيه أ خذ شاربهماأعجب قبحااو اشدقبحاقص الشارب و لف طرف عمامة تحت الذقن يكفر لأنه استخفاف بالعلماء يعنی و هو مستلزم لاستخفاف الانبياء عليهم السلام لأن العلماء ورثة الأنبياء عليهم السلام و قص الشارب من سنن الأنبياء فتقبيحه كفر بلااختلاف بين العلماء"......(الفقه الاكبر: ١٧٣)

"من لم يقر ببعض الأنبياء عليهم السلام أو لم يرض بسنة من سنن المرسلين فقد كفر"......(الهندية: ٢/٢٦٣)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

عقیدہ حیات النبی ﷺ کے منکر کو بدعتی نہ کہنے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۲۴۰) جو لوگ نبی اکرم ﷺ کے جسد اطہر کو روضۂ رسول ﷺ کی برزخی حیات کے قائل ہیں لیکن ممات النبی ﷺ کو عام وخاص مجالس میں بیان کرنے سے گریز کرتے ہیں جو شخص ایسے لوگوں کو بدعتی کہنے سے احتراز کرتا ہے اس شخص کے متعلق کیا حکم ہے؟ اس شخص کا بدعتی کہنے کا اقرار کرنا ٹھیک ہے یا نہیں جبکہ اس شخص نے بہت سے اپنے اکابر کو ان کے پیچھے نماز پڑھتے دیکھا۔

۲۔ جو شخص ایسے مماتیوں کو مرتد اور مردود کہتا ہے اس شخص کے متعلق کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ حضور ﷺ کے بارے میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر مبارک میں بتعلق روح حیات ہیں، روضۂ اطہر پر صلاۃ وسلام پڑھنے والوں کے صلوٰۃ وسلام کو عنصری کانوں کے ساتھ سماعت

فرماتے ہیں، اگر مذکورہ شخص کا عقیدہ اس کے موافق ہے تو یہ صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہے، اس کو بدعتی کہنا جائز نہیں ہے اور اگر مذکورہ شخص کا عقیدہ اس کے (تحریر کردہ) بیان کے خلاف ہے تو یہ شخص بدعتی ہوگا البتہ اگر کوئی شخص انہیں کسی عذر شرعی کی وجہ سے برملا بدعتی نہ کہے تو اس کی بھی گنجائش ہے لیکن اس شخص کو مرتد اور مردود کہنا کسی طرح بھی جائز نہیں۔

"ومماهو مقرر عندالمحققين أنه ﷺ حي يرزق ممتع بجميع الملاذ و العبادات غير أنه حجب عن أبصار القاصرين عن شريف المقامات"......(مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوی: ٦٤٧)

"والأحسن أن يقال أن حياته ﷺ لايتعقبهاموت بل يستمر حياو الأنبياء أحياء في قبورهم"......(على هامش البخاری: ١/٧١٥)

"ينبغی لمن قصد الزيارة النبی ﷺ أن يكثر الصلوة عليه فانه يسمعهاوتبلغ اليه"......(حاشية الطحطاوی: ٦٤٧)

"عن أبی هريرةؓ قال قال رسول الله ﷺ من صلى علی عند قبری سمعته ومن صلى علی نائيا أبلغته"......(مشكوة: ١/٨٨) ٢

"وأماالمبتدع فهو صاحب بدعة ......ثم غلبت على ماهو زيادة فی الدين أو نقصان منه اه وعرفهاالشمنی بأنهاماأحدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول الله ﷺ من علم أو عمل أو حال بنوع شبهة واستحسان وجعل ديناقويماوصراطامستقيمااه"......(البحر الرائق: ١/١١٦)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

سورۃ الملک شب جمعہ کو ہیئت اجتماعیہ سے پڑھنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۲۴۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ سورۃ الملک کو شب جمعہ کو بہیئۃ اجتماعی رسم ورواج بنانا جائز ہے یا نہیں، اور اتنا ضروری سمجھنا کہ اگر پیش امام صاحب اس سورت کو نہ پڑھے تو قوم کے لوگ اس پر وہابی اور قسم قسم کے فتوی لگاتے ہیں، اور یہاں تک کہ قوم اس کو امامت سے برطرف کرتے ہیں۔

ہمارا یہ جھگڑا ہے اور فیصلہ آپ صاحبان کے جواب پر ہوگا، ضرور بالضرور اس مسئلہ کا جواب از روئے کتاب وسنت وفقہ حنفی مع حوالہ جات تحریر فرمادیں، نیز رمضان شریف کی ۲۳ ویں تاریخ کو قرآن پاک کی خاص سورتیں

مثلاً سورت العنکبوت اورسورت الروم کا بعدازتراویح ازروئے رسم ورواج پڑھنااس کاشرع میں کوئی ثبوت ملتاہے یانہیں؟

نمازاستسقاء دورکعت علیحدہ اور جماعت کیساتھ پڑھنایہ ٹھیک ہے یا صرف دورکعت باجماعت پڑھناٹھیک ہےاورفتوی کس پر ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

حدیث شریف میں سورہ ملک کو عذاب قبر سے نجات دینے والی سورت کہا گیا ہے۔

''فقال رسول الله ﷺ هی المانعة هی المنجیة تنجیه من عذاب القبر ''

......(تفسیر ابن کثیر: ۲۶۵/۶)

اور حضور اکرم ﷺ نیند سے پہلے الم تنزیل اور سورہ ملک پڑھا کرتے تھے۔

''کمافی الصفحة المذکورة للتفسیر المذکور عن جابرؓ أن رسول الله ﷺ کان لاینام حتی یقرأ الم تنزیل وتبارک الذی بیده الملک ''

اس سورت کا روزانہ پڑھنا سنت اور مستحب ہے مگر بہیئۃ اجتماعیہ شب جمعہ کا پڑھنے کو ضروری سمجھنا اور نہ پڑھنے والوں کو برا کہنا اور امامت سے معزول کرنا یہ مداخلت فی الدین اور بدعت وناجائز ہے، ایسے اعتقاد والوں کو توبہ کرنی چاہیے۔

رمضان المبارک کی ۲۳ویں تاریخ کو سورۃ الروم اور عنکبوت کے پڑھنے کا رواج جو بعض علاقوں میں رائج ہے یہ محض رسم اور رواج عوام ہے، کسی صحیح حدیث اور کسی معتبر کتاب فقہ میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے، اس لیے یہ تخصیص مداخلت فی الدین ہے، یوں رمضان شریف یا دیگر اوقات میں تلاوت قرآن مسنون اور مستحب ہے جو کہ واضح ہے نفی کی دلیل یہی ہے جب کہ ثبوت اس کا شریعت مطہرہ میں نہیں ہے۔

صلاۃ استسقاء کی صرف دورکعتیں باجماعت پڑھنی چاہئیں، چار رکعت کسی امام کا مذہب نہیں ہے، دورکعتوں کا پڑھنا جماعت کے ساتھ امام ابو یوسف امام محمد امام شافعی اور امام مالک اور امام احمدؒ کا مذہب ہے اور امام اعظمؒ کے نزدیک بھی دورکعت باجماعت پڑھنا جائز ہے۔

''قلت والظاهر أن المراد به الندب والاستحباب الخ''......

(ردالمحتار: ۶۲۴/۱)

پوری تفصیل لکھی ہے کہ استسقاء اگرچہ مختلف طرق سے منقول ہے مگر بہتر اور افضل صرف دورکعت باجماعت پڑھنا ہے اس کو فقہاء کرام نے مختار کہا ہے شیخ عبدالحقؒ نے اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے:

"وفتوی الآن نزد حنفیة بر مذهب صاحبین است ازجهت ثبوت فعل آنحضرت ﷺ اه"......(۱/۲۲۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

شہید کی روح کو ایصال ثواب پہنچانے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۲۴۲) شہید کی روح کو ایصال ثواب پہنچانے کے لیے کون سی صورت دین کی نظر میں بہتر ہے، ارشاد فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

نماز، روزہ، حج اور صدقہ وغیرہ کا زندوں اور مردوں کو بلاتفریق ایصال ثواب کرنا شرعاً درست ہے اور عمل کرنے والے کے اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی، ایصال ثواب میں مخصوص اشخاص کی تعیین بھی جائز ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ تمام اعمال صالحہ میں تمام مؤمنین اور مؤمنات کی نیت کرلے کیونکہ وہ سب ثواب کے ضرورت مند ہوتے ہیں۔

"وصرح علماء نافی باب الحج عن الغیر بأن للإنسان أن یجعل ثواب عمله لغیره صلاة أو صوماأو صدقة اوغیرهاکذافی الهدایة بل فی زکوة التتارخانیة عن المحیط الأفضل لمن یتصدق نفلاأن ینوی لجمیع المؤمنین والمؤمنات لأنهاتصل إلیهم ولاینقص من أجره شیٔ اه هو مذهب أهل السنة والجماعة ....والظاهر أنه لافرق بین أن ینوی به عند الفعل للغیر أو یفعله لنفسه ثم بعدذلک یجعل ثوابه لغیره لاطلاق کلامهم وأنه لافرق بین الفرض والنفل اه"......(رد المحتار: ۱/۲۶۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

موت کے بعد روح کو ثواب وعقاب کیسے محسوس ہوتا ہے؟

(مسئلہ نمبر۲۴۳) میں نشتر میڈیکل کالج ملتان کا طالبعلم ہوں، میں نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (سید سلمان ندوی) کا مطالعہ کیا ہے، کچھ سوالات ذہن میں اٹھے ہیں ان کی تشفی کے لیے حاضر خدمت ہوا ہوں، امید ہے کہ آپ تشفی فرمائیں گے۔

سوال:۱ احساس وادراک کا تعلق روح سے ہے،موت کے بعد میت کو عذاب وثواب قبر کیسے محسوس ہوگا؟
ہمارے پاس موجود مردوں کو تو بظاہر کچھ ہوتا نظر نہیں آتا۔

سوال:۲ سیرۃ النبی ﷺ صفحہ ۶۱۰ دوسرا ایڈیشن پر مولانا نے فرمایا ہے کہ برزخ میں روح کا ایک دوسرا جسم ہوگا جو مادہ سے پاک وبری ہوگا تاہم اس کو اپنے جسم خاکی سے ایک قسم کی نسبت حاصل ہوگی اس نسبت کی نقلی اور عقلی دلیلوں سے وضاحت فرماویں،تو بہت مہربانی ہوگی۔

الجواب باسم الملک الوھاب

روح کی دو قسمیں ہیں،روح ملکوتی،اور روح حیوانی اور اس سے ہر چیز کو ادراک حاصل ہوتا ہے اور یہ جاندار اشیاء کے ساتھ مختص ہے،اور اس روح کی وجہ سے جاندار اور غیر جاندار میں فرق ہوتا ہے،موت کے بعد اس کا تعلق بھی قبر میں بدن سے ہوتا ہے،اس کے بارہ میں احادیث کا قدر مشترک تواتر کو پہنچتا ہے،مگر اس کی کیفیت کے ادراک سے عقول قاصر ہیں اور اس کا ثبوت قرآن وسنت اور فقہاء کرام کے اقوال سے بھی ہوا ہے،قرآن پاک میں ہے:

"یسئلونک عن الروح قل الروح من أمر ربی"(القرآن)

حدیث پاک میں ہے:

"عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها ان یهودیة دخلت علیها فذکرت عذاب القبر فقالت لها أعاذک الله من عذاب القبر فسئلت عائشة رسول الله ﷺ من عذاب القبر فقال نعم عذاب القبر حق"......(مشکوۃ ص ۲۵/۱)

شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری لکھتے ہیں:

"واعلم أن اهل الحق اتفقوا علی ان الله تعالیٰ یخلق فی المیت نوع حیاۃ فی القبر قدر مایتألم أو یتلذذ"......(شرح فقه اکبر: ۱۰۱)

ہدایہ میں ہے:

"ومن یعذب فی القبر یوضع قبر الحیوۃ فی قول العامة"
......(الهدایة: ۲/ ۲۹۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

تیجہ، دسواں، چالیسویں کا حکم:

(مسئلہ نمبر۲۴۴) دیوبندی حضرات کہتے ہیں کہ ہم تیسرا، دسواں نہیں کرتے البتہ ان دنوں میں لوگوں کو بلا کر مسجد میں قرآن پاک وغیرہ پڑھتے ہیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ بغیر اعتقاد تعیین یوم ذکر وتلاوت وطعام وغیرہ کے ذریعہ ایصال ثواب ہر روز جائز بلکہ کار ثواب ہے، البتہ تخصیص ایام کا عقیدہ شرعا درست نہیں ہے۔

”مقرر کردن روز سوم وغیرہ بالتخصیص و اورا ضروری انگاشتن در شریعت محمدیہ ثابت نیست صاحب نصاب الاحتساب آزا مکروہ نوشتہ رسم و راہ تخصیص بگذارند وبھر روزیکہ خواھند ثواب بروح میت برسانند ومیت قریب مرگ خود زیادہ تر محتاج مددمی باشد ھرقدر کہ ایصال ثواب بھر روز زیکہ شود موجب خیر ست کذا فی فتح العزیز“......(مجموعة الفتاویٰ علی ھامش خلاصة الفتاوی : ۱/۱۹۵)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

اہل بدعت کی مجالس میں شرکت کا حکم:

(مسئلہ نمبر۲۴۵) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اہل بدعت جو ربیع الاول میں عید میلا دالنبی ﷺ مناتے ہیں یا مزاروں پر عرس کرتے ہیں اگر بدعات اور منکرات سے خالی ہوں تو اس میں شرکت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر ایسی مجالس بدعات اور منکرات سے خالی ہوں تو ایسی مجالس میں شرکت کرنا جائز ہے، البتہ اگر ایسی مجالس میں اہل بدعت کا تسلط ہوتو تکثیر سواد کیوجہ سے اجتناب کرنا مناسب ہے۔

”قال ابن عابدین لودعی الی دعوة فالواجب الاجابة ان لم یکن ھناک معصیة ولا بدعة والامتناع اسلم فی زماننا الا اذا علم یقینا ان لا بدعة ولا معصیة والظاھر حملہ علی غیر الولیمة لمامر“......(ردالمحتار : ۵/۲۴۵)

”وفی التقریرات الرافعی لایظهر هذاالحمل بل الظاهر حمله علی عمومه“ ......(۳۰۶/۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی منڈوانا:

(مسئلہ نمبر۲۴۶) کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید ڈاڑھی منڈوانے کے بعد اپنے چہرے کو دیکھ کر کہتا ہے کہ کتنا خوبصورت ہے کیا اس طرح کہنے سے انسان اسلام سے خارج ہوجاتا ہے یانہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

ڈاڑھی منڈوانا حرام ہے، حضورﷺ کا ہر وہ عمل جو تواتر سے ثابت ہوخواہ تواتر الاسناد ہو یا تواتر العمل ہوواجب الاعتقاد ہے، لہذا نبی کریمﷺ کے مبارک عمل کا مذاق اڑانا یا اس کی تحقیر کرنا کفر ہے، اگر اس کا یہ قول ڈاڑھی کو حقیر سمجھنے کی وجہ سے ہے تو یہ الفاظ کفریہ ہیں۔

”لولم یرالسنة حقاکفر لانه استخفاف ووجهه ان السنة احد الاحکام الشرعیة المتفق علی مشروعیتهاعند علماء الدین فاذا انکر ذلک ولم یرها شیئا ثابتا ومعتبرا فی الدین یکون قداستخف بها واستهانها وذلک کفر،تأمل“......(ردالمحتار: ۳۵۰/۱)

”قال العلامة انورشاه الکشمیری فی کتابه ”الکفار الملحدین فی ضرویات الدین“ بیانا فی تقسیم التواتر وقدیکون تواتر عمل وتواترتوارث وقدیجتمع اقسام کما فی اشیاء من الوضوء کالسواک من المضمضة والاستنشاق ......واذاعلمت هذا فنقول الصلاة فریضة واعتقاد فرضیتها فرض وتحصیل علمها فرض وجحدها کفر وکذا جعلها والسواک سنة واعتقاد سنیة فرض وجحودها کفر وکذا جعلها ،والسواک سنة واعتقاد سنیته فرض وتحصیل علمه سنة وجحودها کفر وجهله حرمان وترکه عتاب اوعقاب“......(اکفار الملحدین :ص،٦ ج،۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

میت کے گھر تین دن تک کھانا کھانا:

(مسئلہ نمبر۲۴۷) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ الحاوی للفتاوی میں حضرت طاؤس سے روایت کرتے ہیں کہ مردے پر قبر میں بہت سختی ہوتی ہے لہذا پہلے سات دن تک میت کے گھر سے صدقہ کرنا مستحب ہے، یہ بات درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

تین دن تک میت کے گھر سے ضیافت یعنی مہمانوں کیلیے خصوصی کھانا تیار کرنا منع ہے، ایصال ثواب کی نیت سے کسی مخصوص دن کے عقیدہ اور تعیین کے بغیر صدقہ کے طور پر کھانا کھلانا درست ہے۔

"ویکره اتخاذ الضیافة ثلاثة ایام واکلها لانها مشروعة للسرور"......(بزازیه علی الهندیة: ۴/ ۸۱)

"قال الامام احمد بن حنبل فی کتاب الزهد قال طاؤس ان الموتی یفتنون فی قبورهم سبعا فکانوا یستحبون ان یطعم عنهم تلک الایام"......(الحاوی للفتاویٰ: ۵۸۵)

"الوجه الثالث اذا تقرر ان اثر طاؤس حکمه حکم الحدیث المرفوع المرسل واسناده الی التابعی صحیح کان حجة عندالائمة الثلاثة ابی حنیفة ومالک واحمد مطلقا من غیرشرط"......(الحاوی للفتاویٰ: ۵۸۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

خواتین کے میلاد کا حکم:

(مسئلہ نمبر۲۴۸) حضرت مفتی صاحب مہربانی فرما کر مندرجہ ذیل معاملہ میں مذہب اور دین کی روشنی میں راہنمائی فرما کر مشکور فرمائیں تا کہ بدعت اور گناہ سے بچا جا سکے، اور اللہ تعالیٰ کے حضور مؤاخذہ نہ ہو، لفظ میلاد جو اکثر گھروں میں خواتین پڑھتی ہیں، اس کی بنیاد کیا ہے؟ نیز سلام پڑھتے وقت خواتین کھڑی ہو جاتی ہیں اس صورت کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

ذکر ولادت باسعادت آنحضرت ﷺ مثل دیگر اذکار خیر کے ثواب ہے لیکن اس ذکر خیر میں اپنی طرف سے خلاف سنت طریقہ جو کہ سلف صالحین صحابہ کرام وتابعین وغیرہ سے مروی نہیں اس میں کچھ اضافہ کرنا اور غلط طریقہ اختیار کرنا بجائے ثواب ہونے کے الٹا موجب گناہ ہے، حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے ہمارے اس دین

میں ایسی چیز پیدا کی جو ثابت نہیں ہے وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک مردود ہے، پس یہ خاص طریقہ جولوگوں کو جمع کر کے ان سے مخصوص درود وسلام عقیدہ حاضر ناظر کے ساتھ پڑھواتے ہیں، پھر اچانک دعویٰ کرنا کہ حضور پاک ﷺ تشریف لے آئے ہیں اور لوگوں کو کہنا کہ کھڑے ہو جاؤ یہ خاص طریقہ قرآن وحدیث، تفسیر، فقہاء احناف کی کسی مستند کتاب میں ثابت نہیں ہے، لہٰذا ان غلط رسومات سے اور غلط عقائد سے پاک کر کے ذکر میلاد مصطفیٰ ﷺ باعث خیر وبرکت ہے۔

”عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد،متفق علیه “

”قال القاضی المعنی من احدث فی الاسلام رایا لم یکن له من الکتاب والسنة سندظاهر اوخفی ملفوظ اومستنبط فهو مردود علیه “......(مرقاة المفاتیح : ۱/۳۳۶)

”واعلم ان القیام عندذکر میلاد النبی ﷺ بدعة لااصل له فی الشرع واحدثه ملک الاربل کمافی تاریخ ابن خلکان انه کان یعقد له مجالس ویصرف علیها اموالا وقدالف ابن دحیة المغربی کتابا فی المیلاد واجازه السیوطی وابن حجر رحمهماالله تعالی قیاسا علی قوله ”قوموا السیدکم لسعد بن معاذ رضی الله عنه حین دعاه ان یقضی فی بنی قریظة قلت وهو قیاس مع الفارق فانه قیاس احکام عالم الارواح علی عالم الاجسام وقیاس الموهوم علی المحقق مع مغایرة الاحکام بین العالمین فهوقیاس مهمل الا ان البدعة قدتکون مکروهة تنزیها وقدتکون مکروهة تحریما کالنهی فانه قدیفید التحریم وقد یفیدالتنزیه فیجری هذا التقسیم فی البدعة ایضا“......(فیض الباری : ۲/۳۱۹)

”وفی حاشیته یقول العبد الضعیف ولا ینبغی ان یشک ان المیلاد المروج بین اظهرنا حرام قطعا فانه یشتمل علی المحرمات الکثیرة والمعاصی الظاهرة والباطنة من اضاعة المال وقراء ة الروایات الموضوعة التی لااصل لها فی الدین وظنهم ان النبی ﷺ عالم للغیب بحیث لایغیب عن علمه شیء فی السموات والارضیین فیحضر النبی ﷺ تلک المجالس ویقومون

عنـدذلک لانهم یرونه حاضرا وناظرا الی غیر ذلک من تسویلاتهم الباطلة وهوغلو فی الدین ......فتلک المجالس کلها مجالس البدعة فاحذروها "
......(حاشیة فیض الباری : ۲/۳۱۹)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بیوی کا توہین آمیز کلمات کہنا:

(مسئلہ نمبر ۲۴۹) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کی اپنی بیگم کے ساتھ لڑائی ہوئی تو بیگم نے غصہ کی حالت میں یہ الفاظ کہے کہ تیری بیوی آئے گی وہ تیری ڈاڑھی کو اکھاڑ کر یعنی کھینچ کر تیرے پیچھے تیری شرمگاہ میں دے دیگی کیا یہ توہین آمیز کلمات ہیں اس کا کفارہ کیا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

مذکورہ کلمات اگر ڈاڑھی کی توہین کرتے ہوئے اور استخفاف کے ارادے سے کہے گئے ہیں تو مذکورہ عورت دائرہ اسلام سے خارج ہوگئی ہے، اور اگر توہین اور استخفاف کے طور پر نہیں کہے تب بھی خطرے کی بات ہے، لہٰذا مذکورہ عورت احتیاطاً تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرے اور آئندہ ایسے الفاظ کہنے سے پرہیز کرے۔

"والحاصل انه اذا استخف بسنة اوحدیث من احادیث علیه السلام کفر "
......(بزازیه علی هامش الهندیة: ۶/۳۲۸)

"قال ابن عابدین ولومستخفاکفر لما فی النهر عن البزازیة لولم یرسنة حقا کفر لانه استخفاف ووجهه ان السنة احدالاحکام الشرعیة المتفق علی مشروعیتها عندعلماء الدین فاذا انکر ذلک ولم یر هاشیئا ثابتا ومعتبر فی الدین یکون قداستخف بها واستهانها وذلک کفر تامل "......(شامی : ۱/۳۵۰)

"قوله لایفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامه علی محمل حسن ای لایحکم بکفره لامکان التاویل الی قوله واما امره بتجدید النکاح فهو لا شک فیه احتیاطا خصوصا فی حق الهمج الارذال الذین یشتمون بهذه الکلمة فانهم لایخطر علی بالهم هذا المعنی "......(ردالمحتار: ۳/۳۱۶)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی کی شرعی حیثیت:

(مسئلہ نمبر۲۵۰) کیافرماتے ہیں استادمحترم حضرت مولانا مفتی حمیداللہ جان صاحب دامت برکاتہم العالیہ اس مسئلہ کے بارے میں کہ

(۱) ڈاڑھی رکھنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟اور مقدار شرعی کیا ہے؟ کیونکہ زمانہ قدیم سے علماءاور دیندار طبقہ ایک مٹھی ڈاڑھی رکھتے رہے ہیں اوراسی کی ترغیب بھی دیتے رہے ہیں،لیکن آج کل ہمارے علاقے میں بعض لوگ کہتے ہیں کہ ڈاڑھی کولمبا کرنااور مٹھی کی مقدارکوئی ضروری نہیں ہے، بلکہ اتنی مقدارکافی ہے جودور سے نظر آئے اور عام لوگ اس کوڈاڑھی کہیں ، جب کہ بعض دوسرے حضرات کہتے ہیں ڈاڑھی کا کاٹنا بالکل حرام ہے چاہے ایک مٹھی کے برابر کیوں نہ ہو،مشت اور مٹھی کی کوئی قید نہیں اور نہ شرط ہے،اور یہ دونوں طبقے اپنے اس نظریے کی اشاعت میں بھی مصروف ہیں ،اور جو ڈاڑھی کے مشت مقدار کے قائل ہیں ان کو برا بھلا بھی کہتے ہیں ، عام لوگ بلکہ دیندار طبقہ سخت پریشان ہے لہذا آپ شریعت مطہرہ کی روشنی میں ہماری راہنمائی فرمائیں۔

(۲) مذکورہ قسم کےلوگوں کی اقتداء میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

آپ مہربانی فرماکر قرآن وسنت وفقہ حنفی کی روشنی میں مفصل اور مدلل جواب عنایت فرماکر اپنی مہر ثبت فرمادیں تاکہ لوگ گمراہی سے بچ سکیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ ڈاڑھی رکھنا تمام علماءحق کے نزدیک واجب ثابت بالسنۃ ہے ،اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کامشترکہ ومتفقہ عمل ہے،اسلامی شعار ہے،اسلامی تہذیب کی نہایت عالی شان علامت ہے،مرد کے لیے باعث حسن وفخر ہے ،مرداور عورت کے درمیان مابہ الامتیاز ہے،اور ڈاڑھی کا ایک مٹھی سے کم کرنا یابالکل کاٹنا حرام اوراہل مغرب یہودیوں اور مجوسیوں کافعل ہے۔

سب سے پہلے فارس کے مجوسیوں نے اس عظیم مردانہ حسن پرحملہ کرکے اس قبیح اور ناشائستہ حرکت کی ابتداء کی ، چونکہ اس وقت تک ڈاڑھی مونڈنے کوعیب شمار کیا جاتا تھا،اس لیے مجوسیوں نے اپنے اندر یکایک اورفوراً ڈاڑھی مونڈنے کی ہمت نہ پائی ،اورابتداءًوہ اپنی ڈاڑھیاں چھوٹی کرنے لگے، رفتہ رفتہ پھر کچھ لوگ اپنی ڈاڑھیاں مونڈنے بھی لگے،تو مجوسیوں سے متأثر ہوکر بعض دیگر کفار نے بھی یہ قبیح حرکت شروع کی،لہذا شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے ابتداء سے اس کے روک تھام اورسد باب کے لیے حکم دیا کہ ڈاڑھی بڑھاؤ اور مجوسیوں کی مخالفت کرو چنانچہ فرمایا

”عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ جزوا الشوارب وارخوا اللحیٰ خالفوا المجوس“

(الصحیح المسلم ۱۲۹/۱۱ ، باب خصال الفطرۃ)

”عن ابن عمر رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال خالفوا المشرکین وفروا اللحیٰ واحفوا الشوارب“

(الصحیح البخاری ،۲/۸۷۵، باب تقلیم الاظفار)

علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ نے فتح القدیر میں ڈاڑھی کی ایک مٹھی سے کم کرنے کی حرمت پر اجماع نقل کیا ہے اور بعد کے تمام فقہاء احناف نے ان کی تائید کی ہے، یہاں تک کہ علامہ ابن عابدین الشامی رحمہ اللہ نے المتوفی ۱۲۵۲ھ نے ردالمحتار میں کئی جگہ پر اس کی تائید کی ہے،ان واضح احادیث اوراقوال فقہاء ومحدثین سے ثابت ہوا کہ ڈاڑھی بقدر مٹھی رکھنا واجب ہےاور مٹھی سے کم کرنے کا معمول حرام اور گناہ کبیرہ ہے،لہذا کسی ایک خاص طبقہ(جوان فقہاء کے بہت بعد پیدا ہوا ہے) کا یہ کہنا کہ ڈاڑھی کی کوئی خاص مقدار نہیں ہے، بالکل غلط اور بےہودہ ہے نہ تو ان کی یہ بات احادیث کے خلاف حجت ہوسکتی ہے،اور نہ فقہاء اور محدثین کے اقوال کو چھوڑ کر ان پر عمل کیا جاسکتا ہے۔

اس طرح احادیث مبارکہ اور سیر میں ڈاڑھی کے بارے میں جو تفصیل ملتی ہے،اس سے یہ بات بالیقین معلوم ہوتی ہے کہ اس کی مقدار ایک مشت سے زائد تھی کم ہرگز نہ تھی، کیونکہ آپ ﷺ کے لحیہ مبارکہ کے بارے میں اوراس طرح خلفاء راشدینؓ کی ڈاڑھی کے بارے میں جتنے بھی الفاظ آئے ہیں،ان سے ڈاڑھی کا مشت سے کم ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، کیونکہ آنخضرت ﷺ کی ریش مبارک کے بارے میں جوالفاظ آئے ہیں وہ یہ ہیں ”کث اللحیة“ (آپ ﷺ کی ریش مبارک گھنی تھی) جامع الترمذی ۴۲۲/باب ماجاء فی خلق رسول الله ﷺ ، ”وکان کثیر الشعر واللحیة“ (آپ ﷺ کی ریش کے بال بہت تھے) البدایہ والنہایہ ۳۸۳/۵، اورحضرت عمر رضی اللہ کے بارے میں کہا گیا ہے ”کان کث اللحیة“ آپ رضی اللہ عنہ کی ریش مبارک گھنی تھی)الاستیعاب لابن عبدالبر۴۶۰/۲ ،حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے ”کان عظیم اللحیة“ آپ رضی اللہ کی ڈاڑھی بڑی تھی)الاصابة فی تمیز الصحابة لابن حجر ۴۶۲/۲۱ ،حضرت عمرؓ وعثمانؓ وعلیؓ کے بارے میں آتا ہے ”لحیة امیرالمؤمنین علی پرمی کردسینہ راوہم چنیں لحیہ امیرالمؤمنین عمروعثمان رضی اللہ عنہم اجمعین“ مدارج النبوۃ للشیخ عبدالحق محدث دہلوی،۱۹/۱۔

اب تفصیل سے دلائل ملاحظہ فرمائیں،

”ولا یفعل لتطویل اللحیة اذاکانت بقدرالمسنون وهوالقبضة “(الهدایه: ۲۳۸/۱)

”قال ابن همام واماالاخذ منها وهی دون ذلک کمایفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه احد“(فتح القدیر :۲۷۰/۲)

”قال الحصفكی واماالاخذمنها وهی دون ذلک کما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احد واخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الاعاجم “ ......(الدرالمختار : ۱۵۲/۱ ،ومثله فی ردالمحتار : ۱۲۳/۲)

”وفی الدر ولا بأس بنتف الشيب واخذاطراف اللحية والسنه فيها القبضة (قال ابن عابدين تحت قوله والسنة فيها القبضة) وهو ان يقبض الرجل لحيته فمازاد منها على القبضة قطعه “

(الشامية :۲۸۸/۵ ،باب الحظر والاباحة،هكذا فی کشف الاستار على الدر: ۲۵۰/۲ ،طحطاوی على الدر: ۲۰۳/۴)

”ولذايحرم على الرجل قطع لحيته “(الدرالمختار: ۲۵۰/۲)

”قال الملا على القاری رحمة الله عليه ،وقص اللحية من صنع الاعاجم وهواليوم شعار كثير من المشركين كالافرنج والهنود ومن لا خلاق له فی الدين من الطائفة القلندرية“(مرقات المفاتيح : ۸۴/۲)

”واعفاء اللحية ای توفيرها واطالتها وعدم الاخذ منها وكان من عادة الفرس قص اللحية فنهی الشارع عن ذلک “(بذل المجهود فی حل ابی داؤد : ۷۹/۵)

”قال العينی تحت قوله واعفوا اللحیٰ لان المنهی هوقصها كفعل الاعاجم اوجعلها كذنب الحمام “(المرقاة: ۲۸۵/۸ ،ومثله فی عمدةالقاری: ۷۳/۲۲)

(اعفاء اللحية) وكان من عادة الفرس قص اللحية فنهی الشرع عن ذلک (وبعد اسطر) قال القاضی عياض يكره حلقها وقصهاوتحريقها ......وقد ذكر العلماء فی اللحية اثنتی عشرة خصلة مكروهة بعضها اشد قبحا من بعض ......الثانية عشر حلقها الا اذا نبت للمرء ة لحيته فيستحب لها حلقها“(شرح مسلم للامام النووی: ۱۲۹/۱)

”خالفوا المشركين فی حديث ابی هريرة خالفوا المجوس وهوالمراد فی

حديث ابن عمر فانهم كانوا يقصون لحاهم ومنهم من كان يحلقها وبعد اسطروحملوا النهى على المنع ماكانت الاعاجم تفعله من قصها وتخفيفها"(حاشية البخارى : ۸۷۵/۲)

(قوله اعفاء اللحية) اى توفيرها وقص اللحية من صنيع الاعاجم وهواليوم شعار كثير من المشركين كالافرنج واليهود ومن لا مروة له فى الدين من الطائفة القلندرية "(حاشية النسائى حاشية نمبر ا : ۲۷۴/۲)

"قوله خالفواالمشركين ارادبهم المجوس يدل عليه رواية مسلم خالفوا المجوس لانهم كانوا يقصرون لحاهم ومنهم من كا ن يحلقها"(عمدة القارى شرح صحيح البخارى : ۷۱/۲۲)

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جب کسری کی جانب سے آپ ﷺ کی خدمت میں دوقاصد آئے ان دونوں کی ڈاڑھی مونڈی ہوئی تھی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں،تو آپ ﷺ نے ان کو دیکھنا بھی گوارہ نہ فرمایا،

"ودخلاعلى رسول الله ﷺ وقد حلقالحاهما واعفيا شواربهما فكره النظر اليهما وقال ويلكما من امر كما بهذا ؟قالا امرنا ربنا يعنيان كسرىٰ، فقال رسول الله ﷺ ولكن ربى امرنى باعفاء لحيتى وقص شاربى "(البداية والنهاية : ۲۶۳/۴ ، كتاب بعث رسول الله ﷺ الى ملوك الافاق)

ابوعبداللہ محمد بن خلیفۃ المتوفی ۸۲۷ھ امام نووی رحمہ اللہ کے قول پر تنقید کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"الامر بالاعفاء انما هو لمخالفة المشركين لانهم كا نوا يحلقونها ومخالفتهم تحصل بعدم اخذشئ البتة اوباخذ اليسير الذى فيه تحسين "(اكمال اكمال المعلم : ۲۹/۲)

اس کے علاوہ علامہ عبدالرحمٰن بن محمود اپنی کتاب "کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ" میں ڈاڑھی منڈوانے کی حرمت پر مذاہب اربعہ کا اتفاق نقل کیا ہے،جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کوئی بھی ڈاڑھی کے مٹھی سے کم کرنے کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔

"الشافعية قالوا اما اللحية فانه يكره حلقها والمبالغة فى قصها فاذا زادت على القبضة فان الامر فيه سهل خصوصا اذا تربت عليه تشويه لخلقه اوتعريض به

ونحو ذلک ......الحنفية قالوا يحرم حلق لحية الرجل الا تزيد فی طولها علی القبضة فمازاد علی القبضة يقص......المالکية قالوا يحرم حلق اللحية الحنابلة قالوا يحرم حلق اللحية ولابأس باخذ مازاد علی القبضة فلا يکره قصه کمالايکره ترکه "(کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة : ۲/۴۳،۴۴،۴۵)

"عن ابن عمر رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال خالفوا المشرکين وفروا اللحیٰ واحفوا الشوارب "(الصحيح البخاری : ۲/۸۷۵)

"عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ جزو الشوارب وارخوا اللحیٰ خالفوا المجوس "(الصحيح المسلم : ۱/۱۲۹)

"عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال احفوا الشوارب واعفوا اللحیٰ"(السنن النسائی : ۲/۲۷۴،مسلم : ۱/۱۹۹)

اسی طرح ایک مشت سے زائد ڈاڑھی کا کاٹنا جائز بلکہ اولیٰ اور بہتر ہے۔

(قوله والسنة فيها القبضة) وهو ان يقبض الرجل لحيته فمازاد منهاعلی قبضه قطعه کذا ذکره محمد فی کتاب الآثار عن الامام قال وبه ناخذ کذا فی المحيط(فائدة)روی الطبرانی عن ابن عباس رضی الله عنه رفعه من سعادة المرء لحيته واشتهر ان طول اللحية دليل علی خفة العقل "(الدر مع الدر:۵/۲۸۸،باب الحظر والاباحة ،فصل فی البيع ،ومثله فی الطحطاوی علی الرر:۴/۲۰۳، کشف الاستار علی الدالمختار: ۲/۲۵۰)

"قال فی التنوير مع شرحه لا يکره دهن الشارب ولاکحل اذا لم يقصدالزينةاوتطويل اللحية اذاکان بقدر المسنون وهوالقبضة وصرح فی النهاية بوجوب قطع مازاد علی القبضة (قال ابن عابدين تحت قوله اوتطويل اللحية)ای بالدهن وقوله (وصرح فی النهايةالخ)حيث قال وماوراء ذلک يجب قطعه هکذا عن رسول الله ﷺ انه کان يأخذ من اللحية من طولها وعرضهااورده ابوعيسیٰ يعنی الترمذی فی جامعه اه ومثله فی المعراج وقد نقله عنها فی الفتح ، وفی شرح الشيخ اسماعيل لابأس بان يقبض علی لحيته

فاذا زاد على قبضته شيئ جزه كما فى المنية وهوسنة كما فى المبتغى وفى المجتبىٰ والينابيع وغيرهما لابأس باخذ اطراف اللحية اذاطالت "(الدر مع ردالمحتار ۲/۴۲۳ ا ، مطلب فى الاخذمن اللحية)

"ويستحسن دهن الشارب اذالم يكن من قصده الزينة لانه يعمل عمل الخضاب ولا يفعل لتطويل اللحية اذاكانت بقدرالمسنون وهوالقبضة "......(هدايه : ۱/۲۳۸)

(قال فى الفتح ،قوله وهو) اى القدرالمسنون فى اللحية (القبضة)بضم القاف قال فى النهاية وماوراء ذلک يجب قطعه هكذا عن رسول الله انه كان يأخذ من لحيته من طولها وعرضها واورده ابوعيسىٰ يعنى الترمذى فى جامعه رواه من حديث عبدالله بن عمروبن العاص "(فتح القدير :۲/۲۷۰،وهكذا فى البناية شرح الهدايه:۴/۲۷،ومثله فى الهنديه :۵/۳۵۸،كتاب الكراهية)

اس پرتائیداً چنداحادیث اورآثارصحابہؓ وتابعین بھی تحریرکرتے ہیں۔

"عن عمر وبن شعيب عن ابيه عن جده ان النبى ﷺ كان يأخذ من لحيته من عرضها وطولها هذا حديث غريب "(الجامع الترمذى :۵۶۵،باب ماجاء فى الاخذ من اللحية ،مشكوٰة المصابيح :۳۹۴باب الترجل ، عمدة القارى : ۲۲/۴۲)

"مالک عن زيد بن اسلم ان عطاء بن يسار اخبره قال كان رسول الله ﷺ فى المسجد فدخل رجل ثائر الرأس واللحية فاشار اليه رسول الله ﷺ بيده ان اخرج كانه يعنى اصلاح شعر راسه ولحيته ففعل الرجل ثم رجع فقال رسول الله ﷺ اليس هذا خيرا من ان يأتى احدكم ثائر الرأس كانه شيطان "......(مؤطا امام مالک : ۲۲)

"ابوحنيفه عن الهيثم عن رجل ان ابا قحافة اتى النبى ﷺ ولحيته قدانتشرت قال فقال لواخذتم واشار الىٰ نواحى لحيته "(مسند امام اعظم ، كتاب اللباس والزينة:۲۰۵،مكتبه رشيديه)

”ویؤیدہ حدیث عائشة مرفوعا حذوا من عرض لحاکم واعفوا طولها واخرجه ابوعبدالله بن مخلد الدوری فی جزء ہ“(حاشیة) مسند امام اعظم : ۲۰۵)

”عن نافع کان ابن عمر اذاحج اواعتمر قبض علی لحیته فما فضل اخذہ “ ......(الصحیح البخاری : ۲/۸۷۵)

” وروی مثل ذلک عن ابی ھریرۃ وفعل عمر برجل وعن الحسن البصری انه یوخذ من طولها وعرضها مالم یفحش “(حاشیة البخاری : ۲/۸۷۵)

”عن ابی ھریرۃ اخرجه ابن ابی شیبة من حدیث ابی زرعة قال کان ابوھریرۃ یقبض علی لحیته فیاخذ ما فضل عن القبضة “(بنایه شرح الھدایه : ۴/۷۳)

”قال رایت ابن عمر یقبض علی لحیته فیقطع مازادت علی الکف “ ......(ابوداؤد، کتاب الصیام : ۳۴۲)

”قال محمد بن الحسن فی کتاب الآثار ،اخبرنا ابوحنیفة عن الھیثم بن ابی الھیثم عن ابن عمر انه کان یقبض علی لحیته ثم یقص ما تحت القبضة“(حاشیة سھارنفوری علی الترمذی : ۲/۵۶۵،مکتبه رحمانیه،۲/۱۰۵ ،قدیمی)

۲۔ڈاڑھی منڈوانے والا یا قبضہ سے کم کرنے والا فاسق ہے،اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

”ومفادہ کون الکراھة فی الفاسق تحریمیة“(حاشیة الطحطاوی علی المراقی :۳۰۳)

”اماالفاسق الاعلم فلا یقدم لان فی تقدیمه تعظیمه وقد وجب علیھم اھانته شرعا ومفادھذاکراھة التحریم فی تقدیمه “(حاشیة الطحطاوی علی الدر : ۱/۲۴۳)

”وکرہ امامة العبد والا عرابی والفاسق والمبتدع “......(البحر الرائق : ۱/۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

ڈاڑھی کا استہزاء کرنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۲۵۱) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ ڈاڑھی منڈوا کر خوش ہوتے ہیں، اور مختلف قسم کے الفاظ کہتے ہیں مثلاً اب خوبصورت بن گئے، یا ابھی انسان بن گئے، اسی طرح معاشرہ میں یہ بھی مشہور ہے کہ جب کوئی نئی ڈاڑھی رکھ کر کسی مجلس میں جاتا ہے تو وہاں کے لوگ اس کی ڈاڑھی کا استہزاء کرتے ہیں اور بعض لوگ یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ دوروپے کی بلیٹ میں خرید کردوں گا تو صفائی کر کے آدمی بن جا، شریعت کا ایسے لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ ڈاڑھی تمام انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کا متفقہ عمل ہے، لہذا مذکورہ تمام صورتوں میں ڈاڑھی کے ساتھ استہزاء کرنے والے مذکورہ قسم کے الفاظ کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہوتے ہیں لہذا ان پر تجدید ایمان لازم ہے۔

"قال فی الدر والاستهزاء بشیئ من الشرائع کفر ابن کمال "......(الدرعلی الرد: ۴/۴۱۹)

"والحاصل انه اذا استخف بسنة اوحدیث من احادیث علیه السلام کفر"......(بزازیه علی الهندیه : ۶/۳۲۸)

"من لم یقر ببعض الانبیاء علیهم السلام اولم یرض بسنة من سنن المرسلین فقد کفر "......(هندیه : ۲ /۲۶۳)

"(قال ابن عابدین) ولومستخفاکفر لمافی النهر عن البزازیة لولم یرسنة حقا کفر لانه استخفاف اه ووجهه ان السنة احدالاحکام الشرعیة المتفق علی مشروعیتها عندعلماء الدین فاذا انکر ذلک ولم یرها شیئاثابتا ومعتبرا فی الدین یکون قداستخف بها واستهانها وذلک کفر تأمل "......(ردالمحتار : ۱ /۳۵۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ربیع الاول کے جلوس میں شرکت کا حکم:

(مسئلہ نمبر۲۵۲) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ربیع الاول کے مہینے میں میلاد کے نام

پر جوجلوس نکالے جاتے ہیں ان میں بریلویوں کے ساتھ دیوبندی حضرات بھی ہوتے ہیں بعض جگہ تو علماء دیوبندان جلوس کی سرپرستی کرتے ہیں، اگر یہ جلوس نکالنا درست ہے تو پھر بریلویوں کا کیا قصور ہے کہ جگہ جگہ منبروں سے ان کے جلوسوں کے خلاف بولا جاتا ہے حالانکہ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ دیوبندی حضرات بھی ان جلوسوں میں شریک ہوتے، اور اگر یہ جلوس نکالنا درست نہیں تو پھر علماء دیوبند کو ان جلوسوں کی سرپرستی نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ کسی جگہ علماء دیوبند کی سرپرستی سے ان جلوسوں کو تقویت ملتی ہے اور دوسری جگہوں میں بزرگوں کا حوالہ دے کر دیوبندی حضرات کو تنگ کیا جاتا ہے، ازراہ کرم قرآن وسنت کی روشنی میں ان کی وضاحت فرمادیں آپ کی مہربانی ہوگی۔

الجواب باسم الملک الوھاب

عیدمیلادالنبی ﷺ کا جلوس اس طور پر نکالنا کہ اس میں بدعات وخرافات نہ ہو اور اس کو سنت نہ سمجھا جاتا ہو بلکہ خوشی کی ایک رسم سمجھ کر منایا جاتا ہو تو جائز ہے اور ہمارے بعض بزرگوں کا اس جلوس میں شرکت کرنا یا اس کی سرپرستی کرنا انہی خرافات اور بدعات سے عوام کو بچانے کے لیے ہوتی تھی تاکہ بدعتیوں کے کنٹرول میں نہ آئے۔

”وفی التتارخانیة عن الینابیع لودعی الی دعوة فالواجب الاجابة ان لم یکن هناک معصیة ولابدعة والامتناع اسلم فی زماننا الااذاعلم یقینا ان لابدعة ولامعصیة اه والظاهر حمله علی غیرالولیمة“......(شامی : ۵/۲۴۵)

”وفی التقریرات الرافعی (قوله والظاهر حمله علی غیرالولیمة)لایظهر هذا الحمل بل الظاهر حمله علی عمومه “......(ردالمحتار : ۵/۳۰۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اسم محمد ﷺ پر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں کو لگانا:

(مسئلہ۲۵۳) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جس وقت آپ ﷺ کا نام مبارک آئے تو اس وقت انگوٹھے چومنا اور آنکھوں کو لگانا شرعاً کیسا ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے انگوٹھے چومے تھے اور بعض لوگ اس کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کا عمل قرار دیتے ہیں، کیا یہ دونوں واقعات درست ہیں یا نہیں؟ مذکورہ مسئلہ کی وضاحت قرآن وسنت کی روشنی میں فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ صورت مسئولہ میں بعض لوگوں کا حضرت آدم علیہ السلام کے انگوٹھے چومنے سے استدلال کرنا

اورحضرت ابوبکرصدیقؓ کے واقعہ کوبطوراستدلال کے پیش کرنا درست نہیں کیونکہ اس میں کوئی مرفوع حدیث منقول نہیں ہے، البتہ اس عمل کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے، مناسب یہ ہے کہ یہ عمل نہ کیا جائے، البتہ اگرکوئی آنکھوں کے علاج کے طور پر یہ عمل کرے تواس کو برا نہ سمجھا جائے بشرطیکہ وہ اس کو سنت نہ سمجھتا ہو۔

”وذکرذلک البحر احی واطال ثم قال ولم یصح فی المرفوع من کل هذاشیء الشیء“......(شامی :۱/۲۹۳)

”قال السخاوی لایصح واورده الشیخ احمد الردادفی کتابه موجبات الرحم بسند فیه مجاهیل مع انقطاعه عن الخضرعلیه السلام وکلمایروی فی هذافلایصح رفعه البتة اقول واذاثبت وقفه علی الصدیق فیکفی للعمل به لقوله ﷺ علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین وقیل لایفعل ولاینهی وغرابته لاتخفی علی ذوی النهی فی المتانة قالوا انه لایصح ولم یحکموا بوضعه ایضابل قیل قدجرب فوجدالمسح بعدالتقبیل سببالعدم عمایة البصر بل عن بعضهم ان بعضا ممن کف بصره قدعملوا بذلک وکان سببا لانجلاء بصرهم انتهی“......(قطب الارشاد :۲۰۶،۲۰۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تمہاری ڈاڑھی کھنچوادوں گا کہنے کاحکم؟

(مسئلہ نمبر۲۵۴) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کسی کے ساتھ لڑتے ہوئے یہ کہے کہ ”میں تمہاری ڈاڑھی کسی سے کھنچوادوں گا“ اس کا یہ قول شریعت میں کیا درجہ رکھتا ہے حالانکہ ڈاڑھی رکھنا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور علماء کرام یہاں تک فرماتے ہیں کہ ڈاڑھی واجب کے درجے میں ہے۔

۱۔کیااس شخص کا یہ قول نبی کریم ﷺ کی سنت کی توہین پر دلالت کرتا ہے؟

۲۔یہ قول شریعت میں کیا درجہ رکھتا ہے؟

۳۔کیا یہ شخص تجدید ایمان ونکاح کرے گا؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اگرشخص مذکور نے خط کشیدہ الفاظ توہین کی نیت سے کہے ہیں تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوگیا ہے لہذا اس

کوتجدیدایمان وتجدیدنکاح کرنا ہوگا،اوراگرتوہین کی نیت سےنہیں کہےتو پھربھی سخت گناہ گار ہےاوراس کوتوبہ کرنی چاہیئے اور چونکہ یہ الفاظ خطرناک ہیں،لہٰذااس صورت میں بھی احتیاطاً تجدیدایمان وتجدیدنکاح کرلیناچاہیئے اورآئندہ اس قسم کےالفاظ سےگریز کرناچاہیئے۔

"ترک السنة لایوجب فسادا ولاسهوا بل اساء ة لوعامدا غیرمستخف وقالوا الاساءة دون من الکراهة ثم هی علی ماذکره ثلاثة وعشرون (قوله لوعامدا غیرمستخف) فلوغیرعامد فلااساء ة ایضا بل تندب اعادة الصلاة کماقدمناه فی اول بحث الواجبات ولومستخفا کفرلمافی النهر عن البزازیة لولم یرالسنة حقاکفر لانه استخفاف اه ووجهه ان السنة احدالاحکام الشرعیة المتفق علی مشروعیتها عندعلماء الدین فاذاانکر ذالک لم یرها شیئاثابتا ومعتبرا فی الدین یکون قداستخف بهاواستهانها وذالک کفرتامل"......(درمع الرد: ۱/۳۵۰)

"ثم ان کانت نیة القائل الوجه الذی یمنع التکفیر فهومسلم وان کانت نیته الوجه الذی یوجب التکفیر لاتنفعه فتوی المفتی ویومر بالتوبة والرجوع عن ذالک وبتجدیدالنکاح بینه وبین امرء ته کذا فی المحیط......ماکان فی کونه کفرا اختلاف فان قائله یومربتجدیدالنکاح وبالتوبة والرجوع عن ذالک بطریق الاحتیاط وماکان خطاء من الالفاظ ولایوجب الکفر فقائله مؤمن علی حاله ولایؤمربتجدیدالنکاح والرجوع عن ذالک کذا فی المحیط"......(هندیه: ۲/۲۸۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

بزرگوں کےمزارات پرجانےکاحکم؟

(مسئلہ نمبر۲۵۵) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ پاکستان میں جگہ جگہ بزرگوں کے مزار ہیں جہاں لوگ زیارات کے لیے جاتے ہیں،کسی مزار پرجانے سےآنکھیں ٹھنڈی ہوجاتی ہیں،کسی مزار پرجانے سے خارش یادانے ٹھیک ہوجاتے ہیں،کسی مزارکی زیارت سے سایہ کامرض یاپرچھاواں جاتارہتاہے،اب سوال

یہ ہے کہ کیا اس طرح امراض سے چھٹکارا پانا درست ہے؟ اور کیا اسلامی نقطہ نظر سے بزرگوں کے مزاروں کے ساتھ اس قسم کا یقین رکھنا کہ فلاں مرض ٹھیک ہو جائے گا شرعی طور پر کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بزرگان دین کی کرامات برحق ہیں اس سے انکار کی گنجائش نہیں ہے اور بزرگان دین کے مزارات پر زیارت کی غرض سے جانا اور ان کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا بھی جائز ہے، تاہم اس نقطہ نظر سے جانا کہ بزرگان دین شفا دینے والے ہیں جیسا کہ آج کل عمومی لوگوں کا نظریہ ہے یہ شرعاً درست نہیں ہے، بلکہ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہی شفا دیتے ہیں۔

"والکرامات للاولیاء حق ای ثابت بالکتاب والسنة ولاعبرة بمخالفة المعتزلة واھل البدعة فی انکار الکرامة"......(شرح فقه اکبر: ۷۹)

"مطلب فی زیارات القبور (قوله ویقول الخ) قال فی الفتح والسنة زیارتها قائما والدعاء عندها قائما کما کان یفعله ﷺ فی الخروج الی البقیع ویقول السلام علیکم"......(درمع الرد: ۱/۶۶۵)

"وفیه من الفوائد استحباب الاستشفاع باھل الخیر والصلاح واھل بیت النبوة"......(عمدة القاری: ۷/۴۸)

"واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام ومایؤخذ من الدراھم والشمع والزیت ونحوھا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیهم فهو بالاجماع باطل وحرام مالم یقصدوا (قوله تقربا الیهم) کان یقول یاسیدی فلان ان ردغائبی اوعوفی مریضی اوقضیت حاجتی فلک من الذھب اوالفضة اومن الطعام اوالشمع اوالزیت کذا بحر (قوله باطل وحرام) بوجوه منها انه نذرلمخلوق والنذرلمخلوق لایجوز لانه عبادة والعبادة لاتکون لمخلوق ومنها ان المنذور له میت وا لمیت لایملک ومنهاان ظن ان ا لمیت یتصرف فی الامور دون الله تعالیٰ واعتقاده ذلک کفر اللهم الاان قال یاالله انی نذرت لک ان شفیت مریضی اورددت غائبی اوقضیت حاجتی ان اطعم الفقراء الذین بباب سیدة نفیسة اوالامام الشافعی اوالامام اللیث

اواشتری حصیرالمساجدھم اوزیتا لوقودھا اودراھم لمن یقوم بشعارھا الی غیرذالک ممایکون فیہ نفع للفقراء والنذر للہ عزوجل وذکرالشیخ انماھومحل لصرف النذر لمستحقیہ القاطنین برباطہ اومسجدہ فیجوزبھذا الاعتبار "......(الدرمع الرد : ۲/۱۳۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ایصال ثواب کا طریقہ:

(مسئلہ نمبر ۲۵۶) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین ذیل کے مسئلہ کے بارے میں کہ میت کے فوت ہونے کے تیسرے دن قرآن خوانی جو کہ مشہور ہے رسم قل کے نام سے اور چالیسویں کی نسبت سے محفل قرآن وغیرہ کرنا درست ہے، اسلام (قرآن وحدیث، صحابہ کرام یا اجماع امت) میں یہ امور ثابت ہیں اگر کرنا بدعت نہیں بلکہ درست ہیں تو ایسی محافل میں جانا بعدہ کھانے میں شریک ہونا جائز ہے، اگرچہ یہ سب کچھ مسجد بلکہ جامعہ اشرفیہ میں بھی ہو، صحیح دلائل سے راہنمائی کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

ایصال ثواب تو ہر وقت جائز ہے البتہ کسی خاص دن کو اعتقاداً مقرر کر لینا یہ ثابت نہیں ہے، اور ایصال ثواب کیلیے فقراء کو کھانا کھلانا وغیرہ بھی جائز ہے بشرطیکہ میت کے ورثاء میں کوئی وارث نابالغ نہ ہو اور سب ورثاء کی اجازت سے ہو، اور دن کے تعین کا عقیدہ بھی نہ ہو۔

"ویکرہ اتخاذالطعام فی الیوم الاول والثالث وبعدالاسبوع والاعیاد ونقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذالدعوۃ بقراءۃ القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم اولقراءۃ سورۃ الانعام اوالاخلاص فالحاصل ان اتخاذالطعام عندقراءۃ القرآن لاجل الاکل یکرہ"......(بزازیہ علی ھامش الھندیۃ: ۴/۸۱)

"سوال :فاتحہ مروجہ حال یعنی طعام راروبرونھادہ دست برداشتہ چیزی خواندن چہ حکم دارد،جواب :ایں طورمخصوص نہ درزمان آنحضرت ﷺ بودونہ درزمان خلفاء بلکہ وجود آں درقرون ثلثہ کہ مشھودلھابالخیراندمنقول نہ شدہ وحالادرحرمین شریفین زادھمااللہ تعالی

شرفا عادت خواص نیست واگر کسی ایں طورمخصوص بعمل آورد آن طعام حرام نمی شود بخوردنش مضائقه نیست وایں راضروری دانستن مذموم است وبهتر آنست که هرچه خواهندخوانده ثواب آن بمیت رسانند وطعام رابه نیت تصدق بفقراء خورانند وثوابش نیزباموات رسانند“......(مجموعة الفتاویٰ علی هامش خلاصة الفتاویٰ:۱/۱۹۵)

”(قوله بعبادة)ما ای سواء کانت صلاة اوصوما اوصدقة اوقراء ة اوذکرااوطوافا اوحجا اوعمرة اوغیر ذلک من زیارة قبورالانبیاء علیهم السلام والشهداء والاولیاء والصالحین وتکفین الموتی وجمیع انواع البر کمافی الهندیة ط وقدمنا فی الزکاة عن التاتارخانیة عن المحیط الافضل لمن یتصدق نفلاان ینوی جمیع المؤمنین والمؤمنات لانها تصل الیهم ولاینقص من اجره شیٔ“......(فتاویٰ شامی:۲/۲۵۶)

”وفیها من کتاب الاستحسان وان اتخذطعاما للفقراء کان حسنا اه واطال فی ذلک فی المعراج وقال وهذه الافعال کلهاللسمعة والریاء فیحترز عنهالانهم لایریدون بهاوجه الله تعالی اه وبحث هنافی شرح المنیة بمعارضه حدیث جریرالماء بحدیث آخر فیه انه علیه السلام دعته امرأة رجل میت لمارجع مندفنه فجاء وجیء بالطعام وفیه نظر فانه واقعة حال لاعموم لها مع احتمال سبب خاص بخلاف مافی حدیث جریرعلی انه بحث فی المنقول فی مذهبنا ومذهب غیرنا کالشافعیة والحنابلة استدلالا بحدیث جریر المذکور علی الکراهة ولاسیما اذاکان فی الورثة صغاراوغائب مع قطع النظر “ ......(فتاویٰ شامی:۱/۶۶۴)

”ویکره اتخاذ الضیافة من اهل ا لمیت لانه شرع فی السرور لافی الحزن “ ......(حلبی کبیری:۵۲۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کا اہتمام:

(مسئلہ نمبر ۲۵۷) بخدمت جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ سے پوچھنا تھا کہ ہم لوگ گھر میں قرآن خوانی کا اہتمام کرتے ہیں، ختم دلاتے ہیں، محلے داروں اور رشتہ داروں کو اکٹھا کرتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟ اور اس کے علاوہ کھانے بھی پکاتے کھلاتے ہیں کیا یہ عمل جائز ہے؟ کسی نے کہا ہے کہ یہ بدعت ہے، شرعی راہنمائی فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوہاب

واضح رہے کہ صدقہ وخیرات کرنا گھر میں برکت کے لیے قرآن پڑھنا اپنے اعزہ واقارب کو قرآن پڑھ کر ذکر واذکار کر کے یا نفلی صدقات وخیرات کے ذریعے ایصال ثواب کرنا شریعت میں مطلوب ومحبوب اور محمود ہے، اور حضور ﷺ سے متعدد احادیث میں اس کی ترغیب بھی وارد ہوئی ہے چنانچہ ایک حدیث میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کے مرنے کے بعد تین چیزیں اس کے کام آتی ہیں (۱) نیک عمل جو مرنے والے نے اپنی زندگی میں کیے (۲) صدقہ جاریہ مرنے والے کا ایسا کام کروانا جس سے لوگ اس کی وفات کے بعد بھی فائدہ حاصل کرتے رہیں (۳) نیک اولاد جو والد کے مرنے کے بعد اس کے لیے ایصال ثواب کرتی رہے، البتہ ان نفلی اعمال کے لیے اپنی طرف سے کوئی طریقہ یا دن مخصوص کر لینا اور اس کے خلاف کرنے کو برا کہنا یا سمجھنا اس طرح اجرت پر قرآن خوانی کر کے یا کروا کے ایصال ثواب کرنا یا ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی پر بطور اجرت کھانا کھلانا جائز نہیں، البتہ ایصال ثواب کی نیت سے کھانا کھلانا جائز ہے۔

"عن العلاء عن ابیه عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال اذامات الانسان انقطع عنه عمله الامن ثلثة الامن صدقة جارية اوعلم ينتفع به اوولدصالح يدعوله"......(الصحیح المسلم: ۲/۴۱)

"قال تاج الشريعة فی شرح الهداية ان القرآن بالاجرة لايستحق الثواب لاللميت ولاللقارئ وقال العينی فی شرح الهداية ويمنع القاری للدنيا والآخذ والمعطی آثمان فالحاصل ان ماشاع فی زماننا من قراء ة الاجزاء بالاجرة لايجوز لان فيه الامربالقراء ة واعطاء الثواب للآمر والقراء ة لاجل المال فاذالم يكن للقاری ثواب لعدم النية الصحيحة فاين يصل الثواب الی المستاجرولولاالاجرة ماقرأ احدلاحد فی هذا الزمان بل جعلوا القرآن

العظيم مكسبا ووسيلة الى جمع الدنيا انالله وانااليه راجعون "......(فتاویٰ شامی: ۵/۳۹)

"وممن صرح بذلك ايضا الامام البركوى قدس سره فى آخر الطريقة المحمدية فقال الفصل الثالث فى امورمبتدعة باطله اكب الناس عليها على ظن انهاقرب مقصودة الى ان قال ومنها الوصية من ا لميت باتخاذالطعام والضيافة يوم موته اوبعده وباعطاء دراهم لمن يتلوا القرآن لروحه اويسبح اويهلل له وكلها بدع منكرات باطلة والمأخوذمنها حرام للآخر وهوعاص بالتلاوة والذكر لاجل الدنيا"......(فتاویٰ شامی: ۵/۳۹)

"وقدمنا غيرمرة انه لاضرورة فى الدين للاستئجار على القراء ة المجردة على مايفعل فى زماننا من الختمات والتهاليل لايكون بحضرة ا لميت ولاعندقبره بل يكون كثيرا فى بيت الايتام"......(رسائل ابن عابدين: ۱۸۰)

"وسئل عن الختمة التى تعمل على ا لميت والمقرئين بالاجرة هل قراء تهم تصل الى ا لميت ؟وطعام الختمة يصل الى ا لميت ام لا؟وان كان ولدا لميت يداين لاجل الصدقة الى الميسور تصل الى ا لميت فاجاب استئجار الناس ليقرأو اويهدوه الى ا لميت ليس بمشروع ولااستحبه احدمن العلماء (الى ان قال) لكن اذا تصدق عن ا لميت على من يقرء القرآن اوغيرهم ينفعه ذلك باتفاق المسلمين وكذلك من قرء القرآن محتسباواهداه الى الميت نفعه ذلك والله اعلم "......(فتاویٰ ابن تیمیه: ۲۴/۳۰۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ایصال ثواب کا شرعی طریقہ کیا ہے؟

(مسئلہ نمبر۲۵۸) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میت کے ایصال ثواب کے لیے اعلان کے ذریعہ لوگوں کو اکٹھا کر کے قرآن کریم، آیت کریمہ، کلمہ، درود شریف پڑھوانا اور گھٹلیوں وغیرہ پر تسبیح وغیرہ پڑھنا پڑھوانا شرعاً کیسا ہے؟ جب کہ اسے ضروری نہ سمجھتے ہوں اور اگر ضروری سمجھتے ہوں تو پھر شرعاً کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱)　بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں میت کونفلی اعمال مثلاً نفلی نماز، نفلی روزہ، نفلی حج یاقرآن مجید یادوسرے اذکار وغیرہ خود پڑھ کر یاکسی سے پڑھوا کراوراسی طرح نفلی صدقات مثلاً مدرسہ بنواکر یامسجد وغیرہ بنواکرفقراء ومساکین کوکھانا کھلاکر یاخیرات کرکے ایصال ثواب کرنا شرعاً جائز ہے۔

(۲)　البتہ مخصوص ایام میں ایصال ثواب کاعقیدہ رکھنا مثلاً یہ عقیدہ رکھنا کہ پہلے تیسرے، ساتویں، یاچالیسویں دن ایصال ثواب کرناضروری ہے، یاان دنوں میں زیادہ ثواب ملتاہے باقی دنوں میں کم ثواب ملتاہے، یہ عقیدہ رکھنا جائزنہیں ہے، اگر یہ عقیدہ نہ ہوتو پھرکسی بھی دن خود یالوگوں کواعلان کے ذریعہ یابغیراعلان کے اکٹھا کرکے ایصال ثواب کرسکتے ہیں۔

(۳)　اورمیت کے مال کوورثین کی رضامندی کے بغیرخرچ کرناجائزنہیں ہے، بالخصوص نابالغ وارث کی موجودگی میں مشترکہ وراثت سے ناجائزاورحرام ہے۔

(۱)"صرح علماء نا فی باب الحج عن الغیر بان الانسان ان یجعل ثواب عمله لغیره صلاة اوصوما اوصدقة اوغیرها کذا فی الهدایة بل فی زکاة التتارخانیة عن المحیط الافضل لمن یتصدق نفلاان ینوی لجمیع المؤمنین والمؤمنات لانهاتصل الیهم ولاینقص من اجرشئ اه هومذهب اهل السنة والجماعة ......وفی البحر من صام اوصلیٰ اوتصدق وجعل ثوابه لغیره من الاموات والاحیاء جازویصل ثوابها الیهم عنداهل السنة والجماعة کذافی البدائع ثم قال وبهذا علم انه لافرق بین ان یکون المجعول له میتا اوحیا والظاهر انه لافرق بینان ینوی به عندالفعل للغیر اویفعله لنفسه ثم بعدذلک یجعل ثوابه لغیره لاطلاق کلامهم وانه لافرق بین الفرض والنفل اه وفی جامع الفتاویٰ وقیل لایجوز فی الفرائض"......(فتاویٰ شامی: ۲۶۶/۱)

"الاصل فی هذاالباب ان الانسان له ان یجعل ثواب عمله لغیره صلوة اوصوما اوصدقة اوغیرها عنداهل السنة والجماعة لماروی عن النبی ﷺ انه ضحی بکبشین املحین احدهما عن نفسه والآخر عن امته ممن اقربوحدانیة الله تعالی وشهدله بالبلاغ"......(الهدایة: ۳۱۶/۱)

”ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعدالاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذ الدعوۃ لقراءۃ القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم اولقراءۃ سورۃ الانعام اوالاخلاص والحاصل ان اتخاذالطعام عند قراءۃ القرآن لاجل الاکل یکرہ وفیھا من کتاب الاستحسان وان اتخذطعاما للفقراء کان حسنا واطال ذلک فی المعراج وقال ھذہ الافعال کلھاللسمعۃ والریاء فیحترزعنھالانھم لایریدون بھاوجہ اللہ تعالی “......(فتاویٰ شامی: ۱/٦٦۴)

”فاجاب استئجارالناس لیقرأوا ویھدوہ الی المیت لیس بمشروع ولااستحبہ احدمن العلماء فان القرآن الذی یصل ماقرء للہ فاذاکان قداستوجر للقراءۃ اللہ والمستاجر لم یتصدق عن المیت بل استاجر من یقرء عبادۃ اللہ عزوجل لم یصل الیہ ،لکن اذا تصدق عن المیت علی من یقرء القرآن اوغیرھم ینفعہ ذلک باتفاق المسلمین وکذلک من قرء القرآن محتسبا واھداہ الی المیت نفعہ ذلک واللہ اعلم“......(مجموعہ فتاویٰ ابن تیمیہ: ۲۴/۳۰۰)

”لقولہ تعالیٰ لاتأکلوا اموالکم بینکم بالباطل الاان تکون تجارۃ عن تراض منکم ،وقال النبی ﷺ دمائکم واموالکم علیکم حرام وقال لایحل مال امرئ مسلم الابطیبہ من نفسہ“...... (احکام القرآن للجصاص : ۲/۱۰٦)

”وقولہ تعالی ان الذین یأکلون اموال الیتامی ظلما ......وقولہ تعالی انما یأکلون فی بطونھم نارا روی عن السدی ان لھب الناریخرج من فمہ ومسامعہ وانفہ وعینیہ یوم القیامۃ یعرفہ کل من رآہ انہ اکل مال الیتیم“......(احکام القرآن للجصاص: ۲/۱۰۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

وفات کی رسومات،قرآن خوانی اوردعا کاحکم:

(مسئلہ نمبر۲۵۹) کیافرماتے ہیں مفتیانِ عظام ان افعال کے بارے میں کہ ان کا کرنا بدعت ہے یانہیں؟

(۱) میت کے گھر دوسرے یا تیسرے دن اعلانیہ طور پر قل شریف پڑھانا سات قسم کے یا صرف ایک ہی قسم کا کھانا تیار کر کے رسم قل کروانا۔

(۲) دن مقرر کر کے باقاعدہ اجتماع کر کے میت کے گھر اجتماعی دعا کرانا۔

(۳) تعزیت کے لیے میت کے گھر جا کر اجتماعی دعا کرنا۔

(۴) مرنے والے کے گھر میں اجتماعی قرآن خوانی کرنا اور اس پر اجرت بھی وصول کرنا۔

(۵) نیز یہ بھی بتائیں کہ غیر محرم عورتوں کو سامنے بٹھا کر تعویذ دینا اور اس پر اجرت وصول کرنا، جب کہ عورتیں بغیر شرعی پردہ کے ہوں۔

(۶) اگر مذکورہ افعال بدعت ہیں تو ان امور کے مرتکب شخص کی اقتداء میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جب کہ اکثر نمازی اس شخص کے ان افعال کی وجہ سے ناراض ہیں، قرآن وسنت کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں چونکہ ان اعمال میں سے بعض افعال بدعت ہیں، جن کی وجہ سے مذکورہ شخص بدعتی اور فاسق ہے، لہذا ایسے شخص کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

”واما الفاسق فقدعللوا کراھة تقدیمه بانه لایھتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیھم اھانته شرعا ولایخفی انه اذاکان اعلم من غیره لاتزول العلة فانه لایؤمن ان یصلی بھم بغیرطھارة فھو کالمبتدع تکره امامته بکل حال بل مشی شرح المنیة علی ان الکراھة تقدیمه کراھة تحریم لماذکرنا“......(شامی: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بدعت کی تعریف اور بدعتی سے تعلقات کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۲۶۰) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام رہنماء امت محمدیہ وورثاء انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بدعت کیا ہے؟ بدعتی کو بدعت کے متعلق بتانا مناسب ہے یا نہیں؟ بدعتی کے عمل پر اس کا ساتھ دینا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

لغت میں بدعت کہتے ہیں کسی امرنو کی ایجاد کواورشریعت میں بدعت کی دوقسمیں ہیں ،(۱)بدعت حسنہ (۲)بدعت سیئۃ

بدعت سیئۃ: کہتے ہیں ایسی چیز کاایجاد کرنا جس کی عہد رسالت میں کوئی بنیاد نہ ہواوروہ ادلہ شرعیہ کے مخالف ہواوردین سمجھ کرکی جائے۔

بدعت حسنہ: وہ نیاامر ہے جوادلہ شرعیہ کے مخالف نہ ہواوراسے دین کی حفاظت اورتقویت کے لیے سرانجام دیاجائے، یہ بدعت حسنہ کہلاتی ہے جوکہ مذموم نہیں ہے۔

ایسا شخص جو بدعت سیئہ کا مرتکب ہواس کے بدعتی عمل پراس کا ساتھ دینا نیزکوئی ایساامر جس سے بدعتی کی تعظیم ہودرست نہیں، کیونکہ اس میں دین کا ہدم اورنقصان ہے،بحیثیت فریضہ مسلم نہی عن المنکر بدعتی کواس کی بدعت کے متعلق بتاکرروکا جائے گا۔

"البدعة لغة كل شئ عمل على غيرمثال سابق وشرعا احداث مالم يكن له اصلا في عهدرسول الله ﷺ وهي على قسمين بدعة ضلالة وهي التي ذكرنا وبدعة حسنة وهي ماراٰه المؤمنون حسنا ولايكون مخالفا للكتاب والسنة اوالاثر اوالاجماع والمراد ههنا البدعة الضلالة "......(عمدة القارى : ۵/۳۳۶)

"وهي اعتقادخلاف المعروف عن الرسول ﷺ لابمعاندة بل بنوع شبهة " ......(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

"ماحدث على خلاف الحق الملتقى عن رسول الله ﷺ من علم اوعمل اوحال بنوع شبهة واستحسان وجعل دينا قويما وصراطامستقيما"......(البحرالرائق: ۱/۶۱۱)

"(قوله اى صاحب بدعة) اى محرمة والافقدتكون واجبة كنصب الادلة للرد على اهل الفرق الضالة وتعلم النحو المفهم للكتاب والسنة ومندوبة كاحداث نحورباط ومدرسة وكل احسان لم يكن في الصدرالاول ومكروهة كزخرفة المساجد ومباحة كالتوسع بلذيذ الماكل والمشارب والثياب " ......(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

”وفی قوله مالیس منه ،اشارة الی ان احدث مالا ینازع الکتاب والسنة کما سنقرره بعدلیس بمذموم(ص ٣٣٦) ثم قال بعدقال الشیخ عزالدین بن عبدالسلام فی آخر کتاب القواعد البدعة اماواجبة کتعلم النحو لفهم کلام الله ورسوله وکتدوین اصول الفقه والکلام فی الجرح والتعدیل وامامحرمة کمذهب الجبریة والقدریة والمرجیة والمجسمة والرد علی هؤلاء من البدع الواجبة لان حفظ الشریعة من هذه البدع فرض کفایة وامامندوبة کاحداث الربط والمدارس(ص ٣٣٧) وقال الشافعی مااحدث ممایخالف الکتاب اوالسنة اوالاثر اوالاجماع فهو ضالة ومااحدث من الخیر ممالایخالف شیئا من ذلک فلیس بمذموم“......(مرقاة المفاتیح: ١/٣٣١)

”وعن ابراهیم بن میسرة قال قال رسول الله ﷺ من وقر صاحب بدعة فقداعان علی هدم الاسلام“......(مشکوٰة : ١/٣٢)

”روی ان علیا رایٰ مؤذنا یثوب فی العشاء فقال اخرجوا هذا المبتدع من المسجد“......(البحر الرائق: ١/٤٥٣)

”عن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله ﷺ لماوقعت بنواسرائیل فی المعاصی نهتهم علماؤهم فلم ینتهوا فجالسواهم فی مجالسهم واکلوهم وشاربوهم فضرب الله قلوب بعضهم ببعض فلعنهم علی لسان داؤد وعیسی ابن مریم“......(مشکوٰة: ٢/٤٥٢)

”اماالفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامردینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعا“......(ردالمحتار: ١/٤١٤)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مجبوراًرسومات اور بدعات میں شرکت کا حکم:

(مسئلہ نمبر۲۶۱) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرا تعلق دیوبند مسلک سے ہے جب کہ میرا تمام خاندان بریلوی ہے، میں نے ایف اے کرنے کے بعد 1992,93 میں قرآن شریف حفظ کیا اوراب

1994 سے گاؤں کی مسجد میں خدمت انجام دے رہا ہوں جو کہ گاؤں کی اکیلی مسجد ہے اور دیو بندیوں کے زیر انتظام ہے، میرے والدین مجھے بہت تنگ کرتے ہیں کہ دیو بندی مسلک چھوڑ دوں، خصوصاً جب کسی کے فوت ہونے پر قل ،دسواں، چالیسواں وغیرہ کرتے ہیں تو مجھے مجبور کرتے ہیں کہ شامل ہو کر ختم وغیرہ پڑھوں لیکن میرا دل نہیں مانتا، میری والدہ ناراض ہو جاتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ان رسومات اور بدعات کا گناہ ان پر ہونے دیں، کیا میں ان وجوہات کی بناء پر گاؤں چھوڑ کر دوسری جگہ جا سکتا ہوں اور میں مزید دینی تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہوں، اور یہاں کوئی ذریعہ نہیں، نیز گاؤں میں تنخواہ مقرر نہیں لوگ جو کچھ دیتے ہیں میں لے لیتا ہوں، توکل پر کام چل رہا ہے، میری والدہ صاحبہ میرے جانے پر راضی نہیں ہیں، کیا ان بدعات میں والدین کی اطاعت ضروری ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

حکمت عملی سے لوگوں کی اصلاح کرنے کی کوشش کریں تبلیغی نصاب بالخصوص فضائل نماز لوگوں کو پڑھ کر سنایا کریں، امید ہے کہ ان شاء اللہ لوگوں کی اصلاح ہو جائے گی، بددل ہو کر کام چھوڑنا مفید نہیں ہے، اور پورا عالم بننا فرض عین نہیں ہے، البتہ ضروری مسائل کا جاننا فرض عین ہے اور وہ کتاب بہشتی زیور سے معلوم کر سکتے ہیں، بلکہ لوگوں کو بھی اسی کتاب سے مسائل بتایا کریں، ناجائز اور گناہ کے کاموں میں والدین وغیرہ کی اطاعت جائز نہیں ہے ''لقوله عليه السلام لاطاعة لمخلوق فی معصية الخالق'' لہٰذا رسومات و بدعات میں شریک ہونے کی بجائے اصلاح کی کوشش کریں۔

''قوله واعلم ان تعلم العلم ای العلم الموصل الی الآخرة اوالاعم منه قال العلامی فی فصوله من فرائض الاسلام تعلم مايحتاج اليه العبد فی اقامة دينه واخلاص عمله لله تعالیٰ ومعاشرة عبادة وفرض علی كل مكلف ومكلفة بعدتعلمه علم الدين والهداية تعلم علم الوضوء والغسل والصلاة والصوم وعلم الزكاة لمن له نصاب والحج لمن وجب عليه والبيوع علی التجار ليحترزوا عن الشبهات والمكروهات فی سائرالمعاملات ......والاحتياط ان يجددالجاهل ايمانه فی كل يوم ويجددنكاح امرء ته عندشاهدين فی كل شهر مرة اومرتين اذا الخطأ وان لم يصدر من الرجل فهومن النساء كثير''......(شامی: ۱، ۳۱، ۴۲/۶)

''واعلم ان تعلم العلم يكون فرض عين وهوبقدرمايحتاج لدينه وفرض كفاية

وھو مازادعلیہ لنفع غیرہ ومندوبا وھو التبحر فی الفقہ“......(درعلی الرد : ۱/۳۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

وفات کے بعد ختم اور چالیسویں کا حکم:

(مسئلہ نمبر۲۶۲) کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے والد کا انتقال ہوا ہے لیکن گھر والے ان کا ختم وغیرہ اور چالیس دن کے بعد رسم کرنا چاہتے ہیں، اس کے بارے میں قرآن وسنت کی روشنی میں متنبہ فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

میت کو ایصال ثواب کرنا تو ہر وقت جائز ہے مگر جمعراتوں اور چہلم وغیرہ کی پابندی جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے یہ سب رسومات اور بدعات ہیں، ان سے اجتناب کرنا لازم ہے، کیونکہ اس میں ثواب کی بجائے بدعت کے ارتکاب کا گناہ ہوتا ہے۔

(۱)”صرح علماء نا فی باب الحج عن الغیر بان الانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلاۃ اوصوما اوصدقۃ اوغیرھا کذا فی الھدایۃ بل فی زکاۃ التتارخانیۃ عن المحیط الافضل لمن یتصدق نفلاان ینوی لجمیع المؤمنین والمؤمنات لانھاتصل الیھم ولاینقص من اجرشیٔ اہ ھومذھب اھل السنۃ والجماعۃ ......وفی البحر من صام اوصلیٰ اوتصدق وجعل ثوابہ لغیرہ من الاموات والاحیاء جازویصل ثوابھا الیھم عنداھل السنۃ والجماعۃ کذافی البدائع ثم قال وبھذا علم انہ لافرق بین ان یکون المجعول لہ میتا اوحیا والظاھر انہ لافرق بین ان ینوی بہ عندالفعل للغیر اویفعلہ لنفسہ ثم بعدذلک یجعل ثوابہ لغیرہ لاطلاق کلامھم وانہ لافرق بین الفرض والنفل اہ وفی جامع الفتاویٰ وقیل لایجوز فی الفرائض “......(فتاویٰ شامی: ۱/۶۶۲)

”الاصل فی ھذاالباب ان الانسان لہ ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلوۃ اوصوما اوصدقۃ اوغیرھا عنداھل السنۃ والجماعۃ لماروی عن النبی ﷺ

انه ضحی بکبشین املحین احدهما عن نفسه والآخر عن امته ممن اقربوحدانية الله تعالى وشهدله بالبلاغ"......(الهداية: ۱/۳۱۶)

"ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الاول والثالث وبعدالاسبوع ونقل الطعام الى القبر في المواسم واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم اولقراءة سورة الانعام اوالاخلاص والحاصل ان اتخاذالطعام عندقراءة القرآن لاجل الاكل يكره وفيها من كتاب الاستحسان وان اتخذطعاما للفقراء كان حسنا واطال ذلك في المعراج وقال هذه الافعال كلهاللسمعة والرياء فيحترزعنهالانهم لايريد بهاوجه الله تعالى "......(فتاوىٰ شامی: ۱/۶۶۴)

"فاجاب استئجارالناس ليقرأوا ويهدوه الى الميت ليس بمشروع ولااستحبه احدمن العلماء فان القرآن الذى يصل ماقرء لله فاذاكان قداستوجر للقراءة الله والمستاجر لم يتصدق عن الميت بل استاجر من يقرء عبادة الله عزوجل لم يصل اليه ،لكن اذا تصدق عن الميت على من يقرء القرآن اوغيرهم ينفعه ذلك باتفاق المسلمين وكذلك من قرء القرآن محتسبا واهداه الى الميت نفعه ذلك والله اعلم"......(مجموعه فتاوىٰ ابن تيميه: ۲۴/۳۰۰)

"البدعة لغة كل شئ عمل على غيرمثال سابق وشرعا احداث مالم يكن له اصلا في عهدرسول الله ﷺ وهي على قسمين بدعة ضلالة وهي التي ذكرنا وبدعةحسنة وهي ماراٰه المؤمنون حسنا ولايكون مخالفا للكتاب والسنة اوالاثر اوالاجماع والمراد ههنا البدعة الضلالة "......(عمدة القارى : ۵/۳۳۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی کی توہین کرنے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۲۶۳) کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ صوفی فیض رسول

رضوی اپنے کسی مقدمے کے سلسلے میں تھانے گیا تو میں نے دیکھا کہ ایک پولیس سب انسپکٹر ایک باریش آدمی کی ڈاڑھی پکڑ کر سنت رسول (یعنی ڈاڑھی) کو گالیاں دے رہا ہے کہ میں تیری ڈاڑھی کو اکھیڑ کر تیری گانڈ میں دے دوں گا، میں نے اس سب انسپکٹر کو سمجھایا کہ اے بندہ خدا حضور اقدس ﷺ کی سنت کو گالیاں مت نکال، تو اس سب انسپکٹر نے اپنی اس حرکت سے باز آنے کی بجائے الٹا مجھ پر تشدد بھی کیا اور مجھے بھی گالیاں دینا شروع کر دیں اور کہنے لگا او مولوی تو کون ہوتا ہے مجھ کو سمجھانے والا میں تیری ڈاڑھی کو بھی اپنے آلہ تناسل پر مارتا ہوں اور میں ڈاڑھی کو کیا جانتا ہوں، جناب مفتی صاحب میں پھر بھی اس سب انسپکٹر کو سنت رسول کی بے ادبی اور توہین کرنے سے منع کرتا رہا، آخر کار اس سب انسپکٹر نے مجھ کو اور اس باریش شخص کو حوالات میں بند کر دیا اتنے میں نماز مغرب کا وقت ہو گیا ہم نے اس کو کہا کہ ہم نے نماز مغرب ادا کرنی ہے، لہٰذا ہم کو وضو اور استنجا کر لینے دو، تو سب انسپکٹر نوید انجم اعوان نے کہا میں تم کو نماز نہیں پڑھنے دوں گا، یہیں کمرے میں پیشاب کرو، اور اسی پیشاب پر نماز پڑھ لو، اب علمائے دین و مفتیان شرع متین سے گزارش ہے کہ سنت رسول (ڈاڑھی) کے متعلق ایسے غلیظ کلمات بولنے والے شخص کے بارے میں حکم شرعی کیا ہے؟ مدلل و مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

واضح رہے کہ ڈاڑھی رکھنا صرف حضور ﷺ ہی کی سنت نہیں بلکہ انبیاء کرام، صحابہ کرام کی سنت متواترہ اور شعائر اسلام میں سے ہے، کسی ادنیٰ سے ادنیٰ سنت کی تحقیر و استہزاء کفر ہے، تو ڈاڑھی کی تحقیر بطریق اولیٰ کفر ہے، لہٰذا انتہائی نازیبا توہین آمیز خط کشیدہ الفاظ ڈاڑھی کے بارے میں بکنے کی وجہ سے سب انسپکٹر (مذکور شخص) دائرہ اسلام سے خارج ہو کر مرتد ہو چکا ہے، نیز نماز بھی شعائر اللہ میں سے ہے، دین اسلام کا ایک اہم رکن ہے، اور واجب التعظیم عمل ہے، اس کے بارے میں ایسے توہین آمیز الفاظ کہنا بھی موجب کفر ہے، لہٰذا اس کے ذمہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہے، اگر دوبارہ اسلام قبول نہ کرے تو حاکم پر لازم ہے کہ اس کے قتل کا حکم دے، کما فی الهندیة۔

"ای ماهذه العادة تقصیر الشارب وارخاء الطیلسان تحت الرقبة فان قال ذلک علی سبیل الطعن فی سنة رسول الله فقد کفر"......(فتاویٰ هندیه: ۲/۲۶۵)

"اوقال نماز میکنیم چیزے برسرنمی آید اوقال تونماز کردی چه برسر آوردی ......فهذاکله کفر کذافی الخزانة المفتیین"......(فتاویٰ هندیه: ۲/۲۶۸)

”وقص الشارب من سنن الانبیاء فتقبیحه کفر بلااختلاف بین العلماء“
......(شرح فقه الاکبر: ۱۷۳)

”ان استحلال المعصیة صغیرة کانت او کبیرة کفراذاثبت کونهامعصیة بدلالة قطعیة وکذا الاستهانة بهاکفر“......(شرح الفقه الاکبر: ۱۵۲،شرح العقائد: ۱۴۳)

”ومنهاانه یستحب ان یستتاب ویعرض علیه الاسلام لاحتمال ان یسلم لکن لایجب لان الدعوة قدبلغته فان اسلم فمرحبا واهلا بالاسلام وان ابیٰ نظر الامام فی ذلک فان طمع فی توبته اوسال هو التاجیل اجله ثلثة ایام وان لم یطمع ولم یسأل التاجیل قتله من ساعته“......(بدائع الصنائع: ۷/۱۳۴)(ومثله فی البحر الرائق: ۵/۱۲۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حیات الانبیاء علیہم السلام کا منکر بدعتی ہے:

(مسئلہ نمبر۲۶۴) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو کہ مسجد کا امام ہے، اس کا کہنا یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی قبر میں زندہ نہیں ہیں، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

علماء اہل سنت والجماعت دیوبند کا عقیدہ اور اجماع ہے کہ حضور ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں، لہٰذا وہ شخص جو نبی کریم ﷺ کی حیات فی القبر کا منکر ہے وہ بدعتی ہے، اور اہل سنت والجماعت سے خارج ہے، اس شخص کو امامت سے ہٹانا ضروری ہے، اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

”نحن نؤمن ونصدق بانه ﷺ حی یرزق وان جسده الشریف لاتأکله الارض والاجماع علی هذا“......(القول البدیع: ۱۲۵)

”فهو الفاسق کالمبتدع تکره امامته بکل حال“......(فتاویٰ شامی: ۱/۵۲۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بدعت کس کو کہتے ہیں؟

(مسئلہ نمبر۲۶۵) کیافرماتے ہیں علماء دین ومتین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بدعت کی ایسی جامع تشریح کریں جس میں عرس ،قوالی ،بعدنمازجمعہ سپیکرپراجتماعی صلوٰۃ وسلام پڑھناتوناروا ہوجائے ،اورمسجد کی لیٹرینیں،قالینیں،محراب مسجد،سپیکرجائز ہوجائے ،کیونکہ ہرنیاکام توبدعت نہیں ہوسکتاہے،سلف صالحین کے اقوال کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بدعت کالغوی معنی ہرنئی چیز،اورشریعت میں ہرایسےنوایجادکارخیرکوبدعت کہتے ہیں کہ جوزیادہ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے رسول اورخلفائے راشدین کے بعداختیارکیاگیاہو،اورنبی علیہ السلام اورصحابہ کرام رضوان اللہ کےعہدمبارک میں اس کاداعیہ اورسبب موجودہونے کے باوجودنہ قولاً نہ فعلاً ثابت ہو،نہ صراحتاً نہ اشارۃً بحوالہ بریقہ شرح الطریقۃ

"الاعتصام لشاطبی من احدث فی امرنا ھذا مالیس منه فھورد "......(بخاری : ۱/۳۷۱ ،مسلم:۲/۷۷ ،ابوداؤد: ۲/۲۷۹)

حدیث میں قیودات ہیں

قیداول: یہ ہے کہ وہ امرمحدث ہویعنی خیرالقرون میں اس کاوجودنہ ہواسی وجہ سے صاحب قاموس الفقھی نے بدعت کی تعریف یہ کی ہے۔

"والبدعة الامرالمحدث الذی لم یکن علیه الصحابة والتابعون "(قاموس الفقھی)

قیدثانی: یہ ہے کہ احداث فی الدین ہواحداث للدین نہ ہو،ان دونوں کی مثال یہ ہے کہ نسخہ میں اگرپانچ دوائیں ہوں اورچھٹی مریض نے اپنی طرف سے ملالی تویہ احداث فی النسخہ ہے،اوراگرنسخہ کے تیارکرنے کےلکڑی اوربرتن کی جگہ پیسنے والی مشین کااستعمال احداث للنسخہ ہے نہ کہ فی النسخہ ۔

فائدہ: لفظ مالیس فیہ یہاں مابھی عام ہےعقائدعبادات سب کوشامل ہے۔

"وعن ابن عباس والسدی ان المعنی الیوم اکملت لکم دینکم حدودی وفرائض وحلالی وحرامی بتنزیل ماانزلت وبیان ماابینت لکم فلازیادۃ فی ذلک ولانقصان منه "روح المعانی : ۶/۶۰)

اس بیان سے معلوم ہوا کہ قوالی اورعرس اوراجتماعی صلوٰۃ وسلام سب بدعت ہیں،لیکن مسجد کی قالین ، لاؤڈسپیکر، لیٹرین یہ بدعت نہیں کیونکہ یہ احداث للدین ہے نہ کہ احداث فی الدین۔

''البدعة هی الفعلة المخالفة للسنة سميت البدعة لان قائلها ابتدعها من غير مقال امام وهی الامر المحدث الذی لم يكن عليه الصحابة والتابعون ولم يكن مما اقتضاه الدليل الشرعی''......(كتاب التعريفات للشريف الجرجانی:٣٣)

''عن عائشة قالت قال النبی ﷺ من احدث فی امرنا هذامالیس منه فهورد''......(صحيح البخاری: ١/٣٧١)

''قال القاضی المعنی من احدث فی الاسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سندظاهر اوخفی ملفوظ اومستنبط فهومردودعليه''......(مرقاة المفاتيح: ١/٣٣٦)

''كل بدعة ضلالة البدعة وامامندوبة كاحداث الربط والمدارس وكل احسان لم يعهد فی الصدرالاول وكالتراويح بالجماعة العامة''......(مرقاة المفاتيح:١/٣٣٧)

''وعن ابن عباس والسدی ان المعنی اليوم اكملت لكم حدودی وفرائضی وحلالی وحرامی بتنزيل ماانزلت وبيان مابينت لكم فلازيادة فی ذلک ولانقصان منه بالنسخ بعدهذا اليوم ''......(روح المعانی: ٦/٦٠)

''(قوله صاحب البدعة)ای المحرمة والافقدتكون واجبة كنصب الادلة للرد علی اهل الفرق الضالة وتعلم النحو المفهم للكتاب والسنة ومندوبه كاحداث نحورباط ومدرسة وكل احسان لم يكن فی الصدرالاول ومكروهة كزخرفة المساجد ومباحة كالتوسيع بلذيذالمآكل والمشارب والثياب''......(فتاویٰ شامی: ١/٤١٤)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

ایصال ثواب کے لیے بار بار فاتحہ پڑھنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۲۶۶) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی شخص کی فوتگی پر بار بار فاتحہ پڑھنا، مثلاً ایک شخص کسی کے گھر فوتگی پر گیا اس نے فاتحہ پڑھی، پھر کچھ لوگ اور آجاتے ہیں وہ بھی فاتحہ پڑھتے ہیں یہ شخص بھی دوبارہ شامل ہوتا ہے تو کیا اس طرح بار بار فاتحہ پڑھنا ٹھیک ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اپنی خوشی سے میت کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ پڑھنا اوراس کا ثواب بخشا درست ہے خواہ ایک مرتبہ پڑھے یا کئی مرتبہ۔

”ویقرء من القرآن ماتیسرله من فاتحة واول البقرة الی المفلحون وآیة الکرسی وآمن الرسول ......ثم یقول اللھم اوصل ثواب ماقرأ ناه الی فلان اوالیھم ......والذی حرره المتاخرون من الشافعیة وصول القراء ة للمیت اذاکانت بحضرته اودعی له عقبھا لوغائبا لان محل القراء ة تنزل الرحمة والبرکة والدعاء عقبھا ارجی للقبول ومقتضاه ان المراد انتفاع المیت بالقراء ة لاحصول ثوابھا له ولھذا اختاروا فی الدعاء اللھم اوصل مثل ثواب ماقرء ته الی فلان واماعندنا فالواصل الیه نفس الثواب ،وفی البحرمن صام اوصلیٰ اوتصدق وجعل ثوابه لغیره من الاموات والاحیاء جازویصل ثوابھاالیھم عنداھل السنة والجماعة کذا فی البدائع“......(فتاویٰ شامی:۱/۶۶۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ختم دلوانے کا شرعی حکم:

(مسئلہ نمبر۲۶۷) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل ایک طبقہ ختم دلواتا ہے آیا یہ ختم دلوانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کو دلائل کے ساتھ واضح کریں اور اگر نہیں تو اس کو بھی دلیل کے ساتھ واضح کریں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

ایصال ثواب برحق ہے اپنے طور پر کوئی صدقات نافلہ یا تلاوت یا تسبیح کا ثواب میت کو پہنچا سکتا ہے لیکن اس

کے لیے جمع ہونے کو ضروری سمجھنا درست نہیں ہے، نیز اہل میت کی طرف سے ضیافت مکروہ ہے اور فقراء کو کھانا کھلانا درست ہے، اور جو قرآن خوانی ایصال ثواب کے لیے ہو اس کی اجرت ممنوع ہے، البتہ ان کو ایصال ثواب کی نیت سے کھانا کھلانا یا رقم دینا جائز ہے۔

"باب الحج عن الغير الاصل فی هذا الباب ان الانسان له ان يجعل ثواب عمله لغيره صلوة اوصوما اوصدقة اوغيرها عنداهل السنة والجماعة لماروى عن النبی ﷺ انه ضحى بكبشين املحين احدهما عن نفسه والآخر عن امته ممن اقربوحدانية الله تعالى وشهدله بالبلاغ"......(هداية: ٢/٣١٦)

"وقال ايضاويكره اتخاذالضيافة من الطعام من اهل ا لميت لانه شرع فی السرورلافی الشرور وهی بدعة مستقبحة روى الامام احمدوابن ماجة باسنادصحيح عن جريربن عبدالله قال كنانعد الاجتماع لی اهل ا لميت وصنعهم الطعام من النياحة،وفی البزازية ويكره اتخاذ الطعام فی اليوم الاول والثالث وبعدالاسبوع ونقل الطعام الى القبر فی المواسم واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم اولقراءة سورة الانعام اوالاخلاص والحاصل ان اتخاذالطعام عندقراءة القرآن لاجل الاكل يكره وفيهامن كتاب الاستحسان وان اتخذطعاماللفقراء كان حسنا"......(فتاوىٰ شامی: ١/٦٦٤)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ایصال ثواب کے لیے نفل پڑھنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ٢٦٨) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا ایصال ثواب کے لیے نفل پڑھ سکتا ہوں یا نہیں؟ شرعی حیثیت بیان فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

نفل پڑھ کر ایصال ثواب بخشا جاسکتا ہے۔

"وفی البحر من صام اوصلى اوتصدق وجعل ثوابه لغيره من الاموات

والاحیاء جازویصل ثوابها الیهم عنداهل السنة والجماعة کذافی البدائع ....وانه لافرق بین الفرض والنفل اه وفی جامع الفتاویٰ وقیل لایجوز فی الفرائض اه"......(ردالمحتار: ۱/۶۶۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تعویذاورجھاڑ پھونک کاحکم:

(مسئلہ نمبر۲۶۹) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ تعویذ دینااورقرآنی آیات کوپڑھ کرکسی مسلمان پرپھونک مارناشریعت کی رو سے کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

دم اورتعویذ کرنافی نفسہ جائز ہے، بشرطیکہ قرآنی آیات یااللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ یاکسی دعاماثورہ کےساتھ ہو، اوراگروہ دم اورتعویذ غیرعربی زبان میں ہواورمعلوم نہ ہوکہ کیاچیز ہےتوپھرجائز نہ ہوگا، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس میں جادویاکفریہ کلمات ہوں۔

"عن عوف بن مالک الاشجعی قال کنانرقی فی الجاهلیة فقلنایارسول الله کیف تری فی ذلک فقال اعرضوا علی رقاکم لابأس بالرقی مالم یکن فیه شرک"......(صحیح مسلم: ۲/۲۲۴)

"ولابأس بالمعاذات اذاکتب فیهاالقرآن اواسماء الله تعالی ویقال رقاه الراقی رقیا ورقیة اذاعوذه ونفثت فی عوذته قالوا وانما تکره العوذة اذاکانت بغیرلسان العرب ولایدری ماهو ولعله یدخله سحراوکفر اوغیرذلک واماماکان من القرآن اوشئ من الدعوات فلابأس به"......(ردالمحتار: ۵/۲۵۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

زیارتوں پرجانااورمنت ماننے کاحکم:

(مسئلہ نمبر۲۷۰) حضرت مفتی صاحب ایک مسئلہ کے بارے میں آپ سے وضاحت مطلوب تھی کہ بعض علماء کہتے ہیں کہ زیارتوں پرجانااورمنتیں ماناجائز ہے، اس کے بارے میں آپ کی کیارائے ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ اس طرح

دعا کرنا جائز ہے کہ اے اللہ! اپنے اس پیارے بندے کے وسیلے سے میری فلاں حاجت پوری کردے، میں تیرے نام کی فلاں چیز فلاں زیارت پر دوں گا، یہ جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب باسم الملک الوھاب

زیارتوں پر جانا تو جائز ہے اور اسی طرح صاحب مزار کے وسیلہ سے دعا مانگنا بھی جائز ہے، مگر اس کی خوشنودی کے لیے مزار پر بکرا چھترا چھوڑنا ناجائز ہے، البتہ ان بزرگوں کو ثواب پہنچانا مقصود ہو تو بکرا گھر میں ذبح کر کے غریبوں کو کھلا دیں اور اس کا ثواب صاحب مزار یا پوری امت کو بخش دیں تو یہ جائز ہے، میت کو مشکل کشا سمجھ کر اس سے حاجات مانگنا جائز نہیں، البتہ مشکلات کے حل کے لیے ان کے توسل سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا جائز ہے۔

”قال فی البدائع ولابأس بزیارة القبور والدعاء للاموات ان کانوا مؤمنین من غیر وطء القبور“......(بحرالرائق: ۲/۳۴۲)

”(قوله وبزیارة القبور)ای لابأس بها بل تندب کمافی البحر“......(فتاویٰ شامی: ۱/۶۶۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ایصال ثواب کے لیے دن کی تعیین کو لازمی سمجھنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۱۷۲) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے، گھر والے ان کا ختم وغیرہ اور چالیس دن کے بعد رسم کرنا چاہتے ہیں، اس کے بارے میں قرآن وسنت کی روشنی میں متنبہ فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

میت کو ایصال ثواب کرنا ہر وقت جائز ہے مگر اس میں مخصوص دن متعین کرنا اور چہلم وغیرہ کی پابندی لازم سمجھنا جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے یہ سب رسومات وبدعات ہیں، ان سے اجتناب کرنا لازم ہے کیونکہ اس میں ثواب کی بجائے بدعات کے ارتکاب کا گناہ ہوتا ہے۔

”وروی الدار قطنی ان رجلا سأل علیه السلام فقال کان لی ابوان ابرهما حال حیاتهما فکیف ببرهمابعدموتهما فقال ﷺ ان من البر بعدالموت ان تصلی لهمامع صلوتک وان تصوم لهمامع صومک ......وعن انس قال یارسول الله انانتصدق عن موتانا ونحج عنهم وندعولهم فهل یصل ذلک لهم قال نعم انه

لیصل الیھم وانھم لیفرحون به کمایفرح احدکم بالطبق اذا اھدی الیه "
......(شامی:۲/۲۵۷)

"عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ من احدث فی امرنا ھذا مالیس منه فھورد،وفی المرقات قال القاضی المعنی من احدث فی الاسلام رأیا لم یکن له من الکتاب والسنة سند ظاھراوخفی ملفوظ اومستنبط فھومردود"......(مرقاۃ المفاتیح :۱۳۳۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تعویذات پراجرت لینے کاحکم:

(مسئلہ نمبر۲۷۲) کیافرماتے ہیں علماءکرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کچھ لوگ خانقاہ یا حجرہ بنا کر بیٹھے رہتے ہیں، مردوخواتین کوتعویذات لکھ کر دیتے ہیں اور پیسے لے کرخوداور بیوی بچوں کا پیٹ پالتے ہیں،کیاایسی مثال صحابہ کرام یا تابعین کرام سے ملتی ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

خلاف شرع عبارت کاتعویذ لینادیناجائزنہیں ہے؟البتہ جائز تعویذ جائز ہے اور اس پر اجرت لینا بھی جائز ہے۔

"(قوله التمیمة المکروھة)واقول اللذی رأیته فی المجتبیٰ التمیمة المکروھة ماکان بغیرالقرآن وقیل ھی الخرزة التی تعلقھا الجاھلیة ......لابأس بالمعاذات اذکتب فیھا القرآن اواسماء الله تعالیٰ"......(فتاویٰ شامی:۵/۲۵۶،۲۵۷)

"جوزوالرقیة بالاجرة ولوبالقرآن کماذکره الطحاوی لانھالیست عبادة محضة بل من التداوی "......(فتاویٰ شامی: ۵/۳۹)

"فی المجتبی التسمیة المکروھة ماکان بغیرالعربیة"......(فتاویٰ شامی:۵/۲۵۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سالانہ برسی اور سالگرہ منانے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۲۷۳) کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ سالانہ برسی منانا، سالگرہ منانا، اوراسی طرح کسی کی وفات کے بعد چالیسواں کرنا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

ایصال ثواب تو کسی بھی وقت کیا جا سکتا ہے، اس کے لیے کوئی دن یا وقت شرعاً متعین نہیں ہے، باقی برسی وغیرہ شرعاً بے اصل اور بدعت ہے، جب کہ سالگرہ وغیرہ بھی اسراف کے گناہ سے خالی نہیں ہوتی، اس لیے ان تمام چیزوں سے اجتناب ضروری ہے۔

”وقال ایضا یکرہ اتخاذالضیافة من الطعام من اھل ا لمیت لانہ شرع فی السرورلافی الشرور وھی بدعة مستقبحة روی الامام احمدوابن ماجة باسناد صحیح عن جریربن عبداللہ قال کنانعدالاجتما ع الی اھل ا لمیت وصنعھم الطعام من النیاحة ......واطال ذلک فی المعراج وقال ھذہ الافعال کلھاللسمعة والریاء فیحترزعنھا لانھم لایریدون بھا وجہ اللہ “...... (فتاویٰ شامی: ۱/۶۶۴)

”عن عائشة قالت قال رسول اللہ ﷺ من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھورد،وفی المرقات قال القاضی المعنی من احدث فی الاسلام رأیا لم یکن لہ من الکتاب والسنة سند ظاھراوخفی ملفوظ اومستنبط فھومردود“......(مرقاة المفاتیح : ۳/۳۳۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۲۷۴) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا حدیث سے ثابت ہے۔

”وحدثنی من سمع حجاجا ....قالت عائشة الااحدثکم عنی وعن رسول

اللہ ﷺ قلنا بلیٰ قال قالت لما کانت لیلتی التی کان النبی ﷺ فیھا عندی انقلب فوضع رداءہ وخلع نعلیہ فوضعھما عندرجلیہ وبسط طرف ازارہ علی فراشہ فاضطجع فلم یثبت الاریث ماظن ان قدرقدت فاخذرداءہ رویداوانتعل رویدا وفتح الباب رویدا فخرج ثم اجافہ رویدا فجعلت درعی فی رأسی واختمرت وتقنعت ازاری ثم انطلقت علی اثرہ حتیٰ جاء البقیع فقام فاطال القیام ثم رفع یدیہ ثلاث مرات ثم انحرف الخ قال النووی رحمہ اللہ تعالیٰ قولھا جاء البقیع فاطال القیام ثم رفع یدیہ ثلاث مرات فیہ استحباب اطالۃ لدعاء وتکریرہ رفع الیدین فیہ وفیہ ان دعاء القائم اکمل من دعاء الجالس فی القبور“......(صحیح مسلم: ۱/۳۱۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ورثاء کا وفات پر کھانا تیار کرنا کیسا ہے؟

(مسئلہ نمبر ۲۷۵) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میت کے ورثاء کی طرف سے باہر سے آنے والے مہمانوں کے لیے کھانے کا انتظام کرنا کیسا ہے؟ اور مہمانوں کا میت کے گھر سے کھانا کھانا کیسا ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

تین دن تک میت کے گھر ضیافت یعنی مہمانوں کے لیے خصوصی کھانا تیار کرنا منع ہے، ایصال ثواب کی نیت سے کسی مخصوص دن کے عقیدہ کی تعیین کے بغیر صدقہ کے طور پر کھانا کھلانا درست ہے، نیز گھر والوں کے لیے میسر کھانے میں سے کسی کو بھی کھلا سکتے ہیں۔

”ویکرہ اتخاذالضیافۃ ثلاثۃ ایام واکلھا لانھا مشروعۃ للسرور“......(البزازیہ علی الھندیۃ: ۴/۸۱)

”ویکرہ اتخاذالضیافۃ من الطعام من اھل المیت لانہ شرع فی السرورلافی الشروروھی بدعۃ مستقبحۃ“......شامی: ۵/۴۷۱)

”لکن اذاتصدق عن المیت علی من یقرء القرآن اوغیرھم ینفعہ ذلک

باتفاق المسلمین وکذلک من قرء القرآن محتسبا واھداہ الی ا لمیت نفعه ذلک"......(فتاویٰ ابن تیمیه: ۲۴/۳۰۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا مسجد میں اکٹھے ہو کر ایصال ثواب جائز ہے؟

(مسئلہ نمبر ۲۷۶) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں یہ رواج ہے کہ جب کوئی آدمی فوت ہو جاتا ہے تو فوت ہونے کے بعد دوسرے دن یا تیسرے دن مسجد میں اکھٹے ہو کر اجتماعی دعا ہوتی ہے میت کی مغفرت کے لیے، اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کوئی خطیب تھوڑی دیر بیان کرتا ہے پھر وہ دعا کرواتا ہے اور مسجد میں حاضر سب لوگ شریک دعا ہوتے ہیں، اگر یہ صورت اختیار نہ کی جائے پھر لوگ دوسری بدعات میں مصروف ہوتے ہیں، اب پوچھنا یہ ہے کہ شرعاً دعا کا مذکورہ طریقہ کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بغیر اعتقاد تعیین یوم ذکر وتلاوت، دعا وطعام وغیرہ کے ذریعے ایصال ثواب ہر روز جائز ہے، البتہ تخصیص ایام کا عقیدہ شرعاً درست نہیں ہے۔

"مقرر کردن روزسوم وغیرہ بالتخصیص واورا ضروری انگاشتن درشریعت محمدیه ثابت نیست صاحب نصاب الانتساب آن رامکرہ نوشته رسم وراہ تخصیص بگزارند وھرروزیکه خواھند ثواب بروح میت برسانند ومیت قریب مرگ خودزیادہ ترمحتاج مددی باشد ھرقدرکه ایصال ثواب ھرروزیکه شودموجب خیرامت کذافی فتح القدیر"......(مجموعة الفتاویٰ: ۱/۱۹۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام اور انگوٹھے چومنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۲۷۷) (۱) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنا کیسا ہے؟

(۲) دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے امام صاحب دوسرے فرقے سے تعلق رکھتے ہیں، انگوٹھے چومتے ہیں،

جس وقت حضورﷺ کا نام آتا ہے کیا ایسے امام کے پیچھے ہماری نماز ہوجاتی ہے یانہیں؟ یاہمارے لیے جماعت کے بغیر نماز پڑھنا بہتر ہے جب کہ صورتحال یہ ہے کہ یہاں بارڈر ایریا ہے، یہاں دوسری جماعت کا اہتمام بھی نہیں ہوسکتا۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بعداذان کے درود پڑھنا تو حدیث سے ثابت ہے مگر پڑھنے کی کوئی خاص کیفیت منقول نہیں موجود زمانے میں اہل بدعت نے اذان کے بعد لاؤڈ سپیکر پر درودوسلام پڑھنے کو فرض واجب کا درجہ دے رکھا ہے اس لیے یہ بدعت ہے، شرعا اس سے بچنا ضروری ہے، فقہاء کرام نے تصریح کی ہے کہ جب کسی مستحب کو لوگ ضروری سمجھنے لگیں تو ایسے وقت میں اس کا ترک واجب ہے۔

”فمایفعله المؤذن الآن عقب الآذان من الاعلان بالصلوة والسلام مرارا اصله سنة والكيفية بدعة لان رفع الصوت فى المسجد ولوبذكر فيه كراهة سيما فى المسجد الحرام لتشويشه على الطائفين والمصلين والمعتكفين“ ......(مرقات المفاتیح: ۲/۳۲۸)

فقہ کی معتبر کتابوں میں انگوٹھے چومنے کا حکم کہیں نہیں ملتا، البتہ شامی اور حاشیۃ الطحطاوی نے استحباب نقل کیا ہے لیکن انہوں نے جن کتابوں کا حوالہ نقل کیا ہے مثلاً فتاویٰ صوفیہ کتاب الفردوس اور قہستانی ان تمام کتب میں اسی طرح وہ دوسری کتابیں جن میں انگوٹھا چومنا مستحب لکھا ہے، اس بارے میں علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ غیر معتبر ہیں (النافع الکبیر عن یطالع الجامع الصغیر:۳۱) اور جو حدیث ہے اس کے بارے میں خود شامی میں ہے۔

”وذكر الجراحى واطال ثم قال ولم يصح فى المرفوع من كل هذا شئ“......(شامی: ۱/۳۹۳)

لہذا اس میں فقہاء کا اختلاف ہے اس لیے اس سے بچنا بہتر ہے۔

”يستحب ان يقال عندسماع الاولى من الشهادة ﷺ عليك يارسول الله وعندالثانية منهاقرت عينى بك يارسول الله ثم يقول اللهم ......ونقلهم بعضهم ان القهستانى كتب على هامش نسخته ان هذا مختص بالاذان واما فى الاقامة فلم يوجدبعد الاستقصاء التام والتتبع“......(ردالمحتار: ۱/۲۹۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نفل پڑھ کر ایصال ثواب کرنا جائز ہے:

(مسئلہ نمبر۲۷۸) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نفل پڑھ کر ایصال ثواب کرنا جائز ہے یا کہ نہیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

نفل پڑھ کر ایصال ثواب کرنا جائز ہے۔

"قوله بعبارة ما ای سواء كانت صلوة اوصوما اوصدقة اوقراءة اوذكرا اوطوافا اوحجا اورعمرة اوغير ذلک"......(فتاویٰ شامی: ۲/۲۵۶)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی منڈا کر اس کی تحقیر اور استہزاء کرنے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۲۷۹) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی ڈاڑھی منڈوا کر شیشہ میں دیکھ کر کہتا ہے کہ چہرہ تو اب خوبصورت ہوا ہے، ایسے آدمی کا کیا حکم ہے؟ مسئلہ کو تفصیل کے ساتھ دلائل سے مزین فرمایئے، اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

حضور ﷺ کا وہ عمل جو نصوص سے ثابت ہو اور مسلم ہو، اس کا مذاق اڑانا یا اس کی تحقیر کرنا کفر ہے لہذا اگر اس کا یہ قول ڈاڑھی کو حقیر سمجھنے میں ہے تو یہ الفاظ کفریہ ہیں، اور استہزاء اور حقارت کی نیت سے ایسا کہنے والا کافر ہے۔

"لولم يرالسنة حقا كفر لانه استخفاف اه ووجهه ان السنة احدالاحكام الشرعية المتفق عليه على مشروعيتها عندعلماء الدين فاذاانكر ذلک ولم يرها شيًا ثابتا ومعتبرفى الدين يكون قداستخف بهاواستهانها وذلک كفرتأمل "......(فتاوی شامی: ۱/۳۵۰)

"والاستهزاء بشئ من الشرائع كفرابن كمال"......(فتاوی شامی : ۴/۴۱۹)

"عن ابن عمررضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ انهكوا الشوارب واعفوا اللحى"......(بخاری شریف : ۲/۸۷۵)

”عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال خالفوا المشرکین وفروا اللحی واحفوا الشوارب “......(بخاری شریف : ۲/۸۷۵)

”وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من تمسک بسنتی عندفسادامتی فلہ اجرمأۃ شہید،رواہ البیہقی فی کتاب الزہد“......(مشکوٰۃ شریف : ۱/۳۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تعویذ دیناہاتھوں پردم کر کے بدن پرملنا:

(مسئلہ نمبر۲۸۰) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماءعظام رہنماءامت محمدیہ وورثاء انبیاءعلیہم الصلاۃ والسلام اس مسئلہ کے بارے میں کہ تعویذ دینا تلاوت کے بعدنماز پڑھنے کے بعد ہاتھوں پردم کر کے بدن پرملنا سنت ہے یا سنت کے خلاف ہے حدیث پاک کا حوالہ دیں

الجواب باسم الملک الوھاب

تعویذ دیناجائز ہے جب کہ اس میں کفریہ اورشرکیہ الفاظ نہ ہوں اورتعویذ جائز مقاصد کے لیے ہو

”ولا باس بالمعاذات اذا کتب فیھا القرآن او اسماء اللہ تعالی ویقا ل رقاہ الراقی رقیا ورقیۃ اذا عوذہ ونفت فی عوذتہ قالوا وانما تکرہ العوذۃ اذاکانت بغیر لسان العرب ولا یدری ماھو و لعلہ ید خلہ سحرا و کفر غیر ذالک واماما کان من القرآن او شئی من الدعوات فلا باس بہ “......(رد المختار ج۵ ص۲۵۶،۲۵۷)

”عن عمر وبن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یعلمھم من الفزع کلمات اعوذ بکلمات اللہ التامہ من غضبہ وشرعبا دہ ومن ھمزات اشیاطین وان یحضرون وکان بن عمر و یعملمھن من عقل من بنیہ ومن لم یعقل کتبہ فاعلقہ علیہ“...... (سنن ابو داؤد ج۲ ص۱۸۶)

ہاتھوں پردم کر کے جسم پرپھیرنا حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے لہٰذا نماز کے بعد ہو یا تلاوت کلام پاک کے بعد خلاف سنت نہیں ہے

”عن عائشۃ رضی اللہ عنھا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذااشتکی یقرأ

علی نفسه بالمعوذات وینفت فلما اشتد وجعه اقرأ علیه وامسح بیده رجاء برکتها“...... (الصحیح البخاری : ج۲ ص ۷۵۰)

”عن عائشته رضی الله عنها قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا آویٰ الی فراشه کل لیلة جمع کفیه فنفث فیهما وقرا فیهما قل هو الله احد و قل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس ثم مسح بهما ما استطاع من جسده یبدا بهما راسه ووجهه وما اقبل من جسده یصنع ذالک ثلث مرات “ ......(جامع الترمذی حصه شمائل ص ۷۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ایصال ثواب:

(مسئلہ نمبر ۲۸۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری بیوی آپ سے کچھ مسائل پوچھنا چاہتی ہے ا...حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی مسلمان فوت ہو جاتا ہے تو چاہئے یہ کہ تین دن کے اندر سوا لاکھ بار کلمہ شریف پڑھا جائے اور مرحوم یا مرحومہ کے لیے یہ کلمہ اللہ پاک کے حضور پیش کر دیا جائے کلمہ جب اوپر جاتا ہے اور اللہ پاک سے سفارش کرتا ہے تو ساتویں آسمان پر ایک گنبد ہے جو ہلنا شروع ہو جاتا ہے اور اللہ پاک سے سفارش کرتا ہے کہ کلمہ شریف کی برکت سے مرحوم یا مرحومہ کی اللہ تعالیٰ بخشش نہیں کرتے تب تک گنبد ہلتا رہتا ہے جب اللہ پاک بخشش فرما دیتے ہیں تب گنبد ہلنا بند ہو جاتا ہے، یہی سنتے آئے ہیں کہ قبر کا حساب تین دن تک ہوتا رہتا ہے مگر تین دن میں سوا لاکھ بار کلمہ شریف پڑھنا گھر کے افراد کے لیے مشکل ہے اس لیے عموما محلّہ کے مرد اور عورتیں اکھٹے ہو کر سوا لاکھ بار کلمہ شریف پڑھ لیتے ہیں گھٹلیوں پر یا چنے کے دانوں میں اور میت کی بخشش کے لیے آگے بھیج دیتے ہیں، کیا اس عمل میں بدعت کا ارتکاب تو نہیں ہوتا اور کیا میت کو اس طرح کلمہ شریف کا ثواب پہنچ جاتا ہے اور اس کی بخشش ہو جاتی ہے ۲.....میری بیوی نے سوا لاکھ بار کلمہ شریف پڑھ کے اللہ پاک کے حضور پیش کر دیا ہے تا کہ جب وہ اس جہان فانی سے کوچ کر جائے تو اس کلمہ شریف کا ثواب اسے مل جائے اور اس کی بخشش ہو جائے کیا اس کا یہ عمل درست ہے اور کیا اس نے کسی قسم کی بدعت کا ارتکاب تو نہیں کیا، وضاحت فرما کر مشکور فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

سوال میں ذکر کردہ حدیث تو نظر سے نہیں گذری تاہم کلمہ طیبہ کی برکات اور اس کے فضائل وثواب سے انکار

نہیں کیا جاسکتا،اس کے بہت سے فضائل وثواب احادیث میں وارد ہے لیکن مذکورہ ہیت کے ساتھ التزام یعنی ضروری سمجھنا اس کا ثبوت نہیں ہے اور بیوی نے جو سوالاکھ مرتبہ پڑھا ہے یہی بہت بڑی سعادت ہے،انشاءاللہ تعالی اللہ پاک اس کا اجر ضرور عطافرمائیں گے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ما یتعلق بالفرق المختلفة

کسی مسلمان کو کافر کہنے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۲۸۲) میاں بیوی کے درمیان روپے پیسے کے لین دین پر تنازعہ ہوا جس سے بات یہاں تک پہنچ گئی کہ بیوی نے اپنے میاں سے یہ کہا کہ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ آپ کا نکاح اپنی بھاوج (بھائی کی بیوی) سے ہو چکا ہے تو جواباً شوہر نے کہا سوچ کر بات کرو ایسا تو غیر مسلموں میں بھی نہیں ہوتا کہ ایک عورت کے دو خاوند ہوں اور آپ نکاح کی بات کر رہی ہو اس طرح کے الزامات سے شریعت کا مذاق اڑا رہی ہو اس کے جواب میں دوسری بار بیوی نے پھر دہرایا کہ میں یقین سے کہتی ہوں کہ آپ کا نکاح اپنی بھاوج سے ہو گیا ہے اسی لئے آپ کا بار بار اپنے بھائی کے گھر آنا جانا ہے اور آپ ان کی مالی معاونت بھی کیا کرتے ہیں، خاوند نے پھر کہا کہ اس طرح بے بنیاد الزامات اپنے خاوند پر لگانا صحیح نہیں ہے بیوی نے یہ کہا کہ آپ کی بھاوج (میری جیٹھانی) کافرہ اور جادوگرنی ہے، اس نے مجھ پر جادو کیا ہے اور اس جادو کی وجہ سے میں اکثر شدید تکلیف میں رہتی ہوں جبکہ خاوند کا مؤقف ہے کہ اسکا کوئی گواہ یا ثبوت نہیں ہے، یہ سب باتیں جھوٹ ہیں، پھر اس کے جواب میں بیوی نے کہا بلکہ کئی مرتبہ کہا کہ آپ کی بھاوج پر لعنت ہو، وہ کافرہ ہے اور جادوگرنی ہے، اس پر خاوند نے کہا کہ کسی مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے، اس کے باوجود بیوی یہی کہتی رہی کہ میں صحیح کہتی ہوں۔

لہٰذا قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ بیوی نے قسم کھا کر بھاوج کا نکاح اپنے خاوند سے ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ کیا شریعت کا مذاق اڑانے سے کافرہ ہوگئی یا نہیں؟ اگر کافرہ ہوگئی ہے تو میاں بیوی کے درمیان دوبارہ نکاح کی کیا صورت ہوگی، کسی کا نام لے کر کافر کہنے سے جبکہ وہ صحیح العقیدہ مسلمان ہو، کافر کہنے والا خود کافر ہوا یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

مذکورہ الفاظ کہہ دینے سے کوئی کافر نہیں ہوا بشرطیکہ گالی کی نیت سے الفاظ استعمال کئے گئے ہوں، بیوی کو خاوند کے ساتھ اس طرح الجھنا خلاف ادب ہے، شوہر کا بہت بڑا مقام ہے ایسا نہ کریں اور شوہر کو بھی احتیاط کرنی چاہیے کہ مواقع تہمت سے بچے کیونکہ بھاوج سے آزادانہ اختلاط اور بے تکلفی سے ملنا شرعاً جائز نہیں ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''الحمو الموت'' دیور سے ایسے بچو جیسے موت سے بچتے ہو دونوں میاں بیوی توبہ واستغفار کریں۔

''و لو قال لمسلم أجنبی یا کافر أو لأجنبیة یا کافرة ولم یقل المخاطب شیئاأو

قال لامرأته یاکافرة ولم تقل المرأة شیئااو قالت المرأة لزوجهایاکافر ولم یقل الزوج شیأ کان الفقیه ابو بکرالاعمش البلخی یقول یکفر هذاالقائل وقال غیره من مشائخ بلخ رحمهم الله تعالیٰ لایکفر والمختار للفتویٰ فی جنس هذه المسائل ان القائل بمثل هذه المقالات ان کان أراد الشتم ولایعتقده کافرالایکفر و ان کان یعتقده کافرافخاطبه بهذابناء علی اعتقاده أنه کافر یکفر کذافی الذخیرة"......(الهندیة: ۲۷۸/۲)

"و بقوله لمسلم یاکافر عند البعض ولو أحد الزوجین للأخر والمختار للفتویٰ ان یکفر ان اعتقده کافرالاان أراد شتمه اه"......(البحر الرائق: ۲۰۷/۵)

"عن عقبه ابن عامر أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ایاکم والدخول علی النساء فقال رجل من الأنصار یارسول الله أ فرأیت الحمو؟ قال الحموالموت"......(بخاری شریف: ۷۸۷/۲)وفی حاشیة البخاری:(۱۰)ای احذروه کماتحذرواالموت"

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

خوارج مسلمان ہیں یا کافر؟

(مسئلہ نمبر۲۸۳) حضرت علیؓ کے قاتل (یعنی خوارج) مسلمان تھے یا کافر؟ کسی شخص نے منبر پر کھڑے ہوکر تقریر میں یوں کہا کہ خوارج، خارج از اسلام تھے تو کیا اس شخص کا اس طرح کہنا درست ہے؟ اگر خارج از اسلام کہا تو کیا یہ شخص مسلمان رہا؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں فقہاء کے نزدیک خوارج وہ لوگ تھے جو حضرت علیؓ کے مقابلے میں نکلے، فقہاء نے ان پر کفر کا فتوی نہیں لگایا، لہذا کسی شخص کا برسر منبر ان پر کفر کا فتوی لگانا درست نہیں البتہ اس کہنے کی وجہ سے وہ شخص کافر نہیں ہوگا، نیز حضرت علیؓ نے خوارج کو بغاوت کی وجہ سے قتل کیا تھا نہ کہ کفر کی وجہ سے۔

" قال فی الدر: وخوارج وهم قوم لهم منعة خرجواعلیه بتأویل یرون أنه علی باطل کف أومعصیة توجب قتاله بتأویلهم یستحلون دماء ناوأموالناویسبون

نساء ناویکفرون أصحاب نبیناعلیہ وسلم وحکمهم حكم البغاة باجماع الفقهاء کماحققه في الفتح و إنمالم نكفر هم لكونه عن تأويل وإن كان باطلابخلاف المستحل بلاتأويل“...... (الدر علی هامش الرد:۳/ ۳۳۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

شیعہ کے ساتھ رشتہ داری کرنا:

(مسئلہ نمبر ۲۸۴) ایک آدمی اقرار کرتا ہے کہ میں حضرت ابوبکرؓ کو پہلا خلیفہ تسلیم کرتا ہوں اور حضوراکرم ﷺ کے تمام صحابہ وصحابیاتؓ کو سرکار دو عالم ﷺ کا پیروکار تسلیم کرتا ہوں اور نہ میں کسی پر اعتراض کرتا ہوں، جن صحابہ کرامؓ کے درمیان جنگ ہوئی اگر ان میں کوئی خطا پر تھا تو وہ اجتہادی خطا تھی، اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں بلکہ وہ مجتہد تھے اس بنا پر وہ سب حق پر تھے، شرعی حیثیت سے تقیّہ کا کوئی ثبوت نہیں، میرا عقیدہ ہے کہ جو تقیّہ کرتا ہے وہ شریعت کے خلاف کرتا ہے، سینہ پیٹنا، کپڑے پھاڑنا اور سر پر مٹی وغیرہ ڈالنا یہ سب امور شرعاً ممنوع ہیں اور موجودہ رسم ورواج جو اہل تشیع میں پائے جاتے ہیں ان کے ساتھ میرا کوئی تعلق نہیں، اور نہ ہی بلحاظ عقائد کے میں اہل تشیع کے عقائد کے ساتھ متفق ہوں، میں اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر جانتے ہوئے تہہ دل سے اقرار کرتا ہوں کہ میرا عقیدہ اہل سنت والجماعت والا عقیدہ ہے۔

(نوٹ) حضرت امیر معاویہؓ حضوراکرم ﷺ کے صحابی ہیں، ان کے ایمان میں کوئی شک نہیں۔ کیا جس آدمی کے یہ عقائد ہوں اسے شیعہ کہا جاسکتا ہے؟ کیا اسکے ساتھ رشتہ کرنا جائز ہے یا نا جائز؟

الجواب باسم الملک الوهاب

مذکورہ بالا عقائد کا حامل شخص اگر ضروریات دین میں سے کسی کا بھی منکر نہیں تو یہ شخص کافر نہیں ہے، اگر اس پر شیعہ مذہب کے آثار ابھی باقی ہیں تو اس سے رشتہ کرنے سے احتراز کرنا چاہیے، کیونکہ یہ لوگ تقیّہ کو بطور حربہ استعمال کرتے ہیں۔

”وان أنكر بعض ماعلم من الدين ضرورة كفر بها) والحاصل أن المذهب عدم تكفير أحد من المخالفين فيماليس من الأصول المعلومةمن الدين ضرورة الخ“...... (الدر مع الرد: ۱/ ۴۱۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

فارم میں اپنے آپ کوشیعہ لکھوانا:

(مسئلہ نمبر۲۸۵) بعض لوگ بینک میں پیسے رکھتے ہیں اور زکوۃ کی کٹوتی سے بچنے کیلئے شیعہ والا فارم پر کر کے دے دیتے ہیں، اس سے دین کے اندر جو خرابی اور مسلمان کے ایمان پر جو زد پڑتی ہے، قرآن وسنت کی روشنی میں اس کی وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں جو لوگ زکوۃ کٹوتی سے بچنے کیلئے اپنے آپ کو شیعہ لکھواتے ہیں ایسے لوگوں کا ایمان باقی نہیں رہتا، لہذا ایسے لوگوں کو اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی چاہیے، نیز اس قسم کے مسائل میں جہل معتبر نہیں ہے۔

"اذاأطلق الرجل كلمة الكفر عمدالكنه لم يعتقد الكفر قال بعض أصحابنالايكفر لأن الكفريتعلق بالضمير ولم يعقد الضمير على الكفر وقال بعضهم يكفر وهو الصحيح عندى لأنه استخف بدينه"......(ردالمحتار: ۳/ ۳۱۲)

"ومن أتى بلفظة الكفر مع علمه أنهالفظة الكفر عن اعتقاده فقد كفر ولولم يعتقد أو لم يعلم أنهالفظة الكفر ولكن أتى بهاعلى اختيار فقد كفر عند عامةالعلماء لايعذر بالجهل"......(التاتارخانيه: ۵/ ۳۱۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

اہل تشیع مسلمان ہیں یا غیر مسلم؟

(مسئلہ نمبر۲۸۶) کیا شیعہ مسلمان ہے یا غیر مسلم؟

الجواب باسم الملک الوھاب

شیعہ اثناعشری باتفاق علماء کرام مرتد اور کافر ہیں۔

"قال فى الهندية:ويجب اكفار الروافض برجعة الأموات إلى الدنياوبتناسخ الأرواح وبانتقال روح الإله إلى الأئمة وبقولهم فى خروج إمام باطن وبتعطيلهم الأمر والنهى إلى أن يخرج الإمام الباطن وبقولهم أن جبريل عليه السلام غلط فى الوحى إلى محمد ﷺ دون علىؓ بن أبى طالب وهؤلاء القوم

خارجون عن ملة الإسلام وأحكامهم أحكام المرتدين كذافی الظهيرية“
......(الهندية: ۲/ ۲۶۴)

”وقال ابن عابدینؒ فی رسائله قال فی التتار خانية لوقذف عائشةؓ بالزنا كفر بالله تعالیٰ ولوقذف سائر نسوة النبی ﷺ لايكفرويستحق اللعنة ولو قال عمر وعثمان وعلی لم يكونوا اصحابالايكفر ويستحق اللعنة ولو قال ابو بكرالصديقؓ لم يكن من الصحابة يكفر لأن الله تعالیٰ سماه صاحبه بقوله ”إذيقول لصاحبه لاتحزن“. وفی الظهيرية ومن أنكر إمامةأبی بكرؓ فهو كافرعلی قول بعضهم وقال بعضهم مبتدع وليس بكافر والصحيح انه كافر وكذامن أنكر خلافة عمرؓ وهو أصح الأقوال انتهى فی الحاوی القدسی ومن قذف عائشةؓ بالزناأو قال أبوبكرؓ لم يكن من الصحابة أو قال الله برئ من علی يكفر“......(رسائل ابن عابدين: ۱/ ۳۵۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

کیا تفضیلی شیعہ کافر ہیں؟

(مسئلہ نمبر ۲۸۷): شیعہ کے کل کتنے فرقے ہیں آیا ہر فرقہ کافر ہے نیز حضرت علیؓ کو حضرت ابوبکرؓ، فاروق اعظمؓ اور عثمان غنیؓ پر فضیلت دینا کیسا ہے کیا ایسا کرنا کفر ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اہل تشیّع کے بہت سے فرقے ہیں اور ان کے مختلف قسم کے عقائد ہیں، جن میں سے بہت سے فرقے ایسے ہیں جو دائرہ اسلام سے خارج ہیں جن کی تفصیل حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ نے اپنی کتاب ”تحفہ اثناعشریہ“ میں ذکر کی ہے، ان میں سے ایک فرقہ تفضیلی کہلاتا ہے جن کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت علیؓ حضرات شیخینؓ اور سارے صحابہ کرامؓ سے افضل ہیں، پس اگر کسی کا صرف یہ عقیدہ ہو یا کسی اور قسم کا ایسا عقیدہ ہو جو قرآن واحادیث کے صریح نصوص کے خلاف نہ ہو تو وہ صرف مبتدع ہے، کافر نہیں اور اگر شریعت کے قطعی نصوص کے خلاف عقائد کا حامل ہے تو وہ کافر ہے۔

”الرافضی إن كان يسب الشيخين ويلعنهمافهو كافر وإن كان يفضل علياعليهمافهو مبتدع“......(البزازيةعلی هامش الهندية: ۶/ ۳۱۹)

”وبهذاظهر أن الرافضی إن كان ممن يعتقد الألوهية فی علی أوأن جبريلً غلط فی الوحی أو كان ينكر صحبة الصديق أو يقذف السيدة الصديقةؓ فهو كافر لمخالفته القواطع المعلومة من الدين بالضرورةبخلاف ماإذاكان يفضل علياأو يسب الصحابة فانه مبتدع لاكافر“......(ردالمحتار: ۲/ ۳۱۴)

”الرافضی كافرإن كان يسب الشيخين مبتدع إن فضل عليا عليهمامن غير سب كمافی الخلاصة اه قلت وفی كفر الرافضی بمجرد السب كلام“......(ردالمحتار: ۳/ ۲۰۱)

”ويجب إكفار الروافض فی قولهم برجعة الأموات إلى الدنيا...... وهؤلاء القوم خارجون عن ملةالإ سلام وأحكامهم أحكام المرتدين“......(الهندية: ۲/ ۲۶۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

”علیؓ مشکل کشا“ کہنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۲۸۸) اگر کوئی ”علی مشکل کشا“ کہے تو یہ کہنا کیسا ہے نیز علی مشکل کشا کہنے والے کے لئے کیا حکم ہے جواب عنایت فرمائیں جواب مصدقہ بمہر ہونا چاہیے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر صحیح العقیدہ شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو تو اس کا ایسے کہنا بلا قباحت صحیح ہے، کیونکہ حضرت علیؓ فقہی مسائل کو حل کرنے میں مہارت رکھتے تھے، لیکن اگر کوئی غلط عقیدہ والا شخص ”علی مشکل کشا“ اس عقیدہ سے کہے کہ حضرت علیؓ لوگوں سے مشکل دور کرتے ہیں یا کر سکتے ہیں تو بلا شبہ نا جائز ہے، کیونکہ یہ الفاظ بظاہر موہم شرک ہیں، لہذا عوام کے لیے ایسے الفاظ سے اجتناب کرنا ضروری ہے اور اگر یہ الفاظ کہنے سے اسکی مراد یہی ہے کہ واقعی حضرت علیؓ مشکل کشا ہیں اور وہ اپنے اس قول کی تأویل بھی نہیں کرتا تو وہ مرتد ہو گیا ہے، تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہے۔

”ليس كمثله شئ رد على المشبهة وقوله وهو السميع البصير ردعلى المعطلةومن جحدماوصف الله به نفسه أی من صفاته الذاتية والفعليةفقد كفر“......(الفقه الأكبر: ص/ ۳۰مكتبه حقانيه)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

مودودی صاحب کی کتابوں کا مطالعہ کرنا اوران کے ساتھ سیاسی ومذہبی اتحاد کا حکم:

(مسئلہ نمبر۲۸۹) مودودی صاحب کی کتابوں کا مطالعہ کرنا اور آج کل ان کی جماعت درس قرآن وغیرہ کرواتی ہے، ان میں شرکت کرنا کیسا ہے؟ کیا ان کے نظریات وافکار درست ہیں اور ہمارے بعض علماء کا سیاست میں ان کے ساتھ اتحاد کرنا کیسا ہے؟ اگر یہ لوگ غلط ہیں تو سیاسی ومذہبی اتحاد کیسے درست ہوسکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں مودودی صاحب کے نظریات (جن میں سے انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین، احادیث کے متعلق مودودی صاحب کا نظریہ، حل متعہ، صحابہ کرام ؓ کی تنقیص، ان پر تنقید، مسنون ڈاڑھی کا انکار اور اسی طرح دیگر تفردات جن کی وجہ سے امت مسلمۃ میں تفرقہ واقع ہو چکا ہے) کی بناء پر یقیناً کہنا پڑتا ہے کہ مودودی صاحب کے عقائد اور نظریات اہل سنت والجماعت اور سلف صالحین سے بہت ہی مختلف ہیں اور اب ان کی جماعت صرف سیاسی جماعت نہیں بلکہ نیم مذہبی اور نیم سیاسی فرقہ ہے، مودودی صاحب کے غلط افکار کے چند نمونے درج ذیل ہیں۔

۱: انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین:

> اور تو اور بسا اوقات پیغمبروں تک کو اس نفس شریر کی رہزنی کے خطرے پیش آئے ہیں چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کو ایک موقع پر تنبیہ کی گئی ہے کہ "**لاتتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ**" (سورۃ ص: ع۔۲ ہوائے نفس کی پیروی نہ کرنا ورنہ یہ تمہیں اللہ کے راستے سے بھٹکا دے گا (تفہیمات جلد:۱، ص:۱۶۱)
>
> "انبیاء کرام علیھم السلام کے پاک نفوس کو شریر سمجھنا انتہاء درجہ کی گستاخی ہے، پیغمبر معصوم ہوتے ہیں، ان کے نفوس شر وخباثت سے پاک ہوتے ہیں بلکہ وہ تو دوسروں کو بھی پاک کرنے آتے ہیں:
>
> " ویــــز کیھــم "اگر انبیاء سے کوئی لغزش ہوتی ہے تو اس کا منشأ بھی رضائے الٰہی کا حصول ہوتا ہے، نہ کہ شرارت نفس، آیت بالا کا حکم ایسا ہی ہوگا جیسا کہ امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے فرمایا گیا" **ولاتکونن من الممترین** " (اور آپ شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں) تو کیا اس آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ رسول پاک ﷺ دین ووحی میں شک کرنے والے تھے" (نعوذباللہ)　　　(مودودی مذہب: ص:۲۱،۲۲)

۲: احادیث کے متعلق مودودی کا نظریہ:

مودودی صاحب لکھتے ہیں:۔

''مجرد احادیث پر ایسی کسی چیز کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی جسے مدار کفر و ایمان قرار دیا جائے، احادیث چند انسانوں سے چند انسانوں تک پہنچتی آئی ہیں جن سے حد سے حد اگر کوئی چیز حاصل ہوتی ہے تو وہ گمان صحت ہے نہ کہ علم الیقین''

(ترجمان القرآن: مارچ تا جون ۱۹۴۵ء)

''غور فرمائیں کہ اگر احادیث سے یقین حاصل نہیں ہوتا بلکہ صرف گمان حاصل ہوتا ہے یعنی یہ کہ شاید صحیح ہوں تو دینی حجت کیسے قرار دی جاسکتی ہیں اور نماز، روزے وغیرہ کی فضیلت جو احادیث سے ثابت ہے ان پر کیسے اعتماد کیا جاسکتا ہے''۔

(مودودی مذہب: ص۔۴۸)

۳: خلفائے راشدین کے فیصلے قانون نہیں بن سکتے:

اسلامی کالوسیم (مذاکرہ) لاہور میں مقالہ پڑھتے ہوئے مودودی صاحب نے کہا:

''حتیٰ کہ خلفائے راشدین کے فیصلے بھی اسلام میں قانون نہیں قرار پاتے جو انہوں نے قاضی کی حیثیت سے کئے تھے'' (ایضاً: ص۔۶۶)

۴: مسنون ڈاڑھی کا انکار:

ایک سائل کے جواب میں مودودی صاحب لکھتے ہیں:

''میں اُسوۂ حسنہ سنت اور بدعت وغیرہ اصطلاحات کے ان مفہومات کو غلط بلکہ دین میں تحریف کا موجب سمجھتا ہوں جو بالعموم آپ حضرات کے ہاں رائج ہیں، آپ کا یہ خیال کہ نبی ﷺ جتنی بڑی ڈاڑھی رکھتے تھے اتنی بڑی ڈاڑھی رکھنا سنت رسول یا اسوء رسول ہے یہ معنی رکھتا ہے کہ آپ عادات رسول کو بعینہ سنت سمجھتے ہیں جس کے جاری اور قائم کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام مبعوث کئے جاتے رہے، مگر میرے نزدیک فرق یہی نہیں کہ یہ سنت کی صحیح تعریف نہیں ہے، بلکہ میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ اس قسم کی چیزوں کو سنت قرار دینا اور پھر اسی کے اتباع پر زور دینا ایک سخت قسم کی بدعت اور ایک خطرناک تحریف دین ہے جس سے نہایت برے نتائج پہلے بھی ظاہر ہوتے رہے ہیں اور آئندہ بھی ظاہر ہونیکا خطرہ ہے''۔

(رسائل ومسائل: حصہ اول، ص: ۳۰۷/۳۰۸؛ طبع دوم)

یہاں مودودی صاحب ڈاڑھی کو عادات رسول میں شمار کرتے ہیں حالانکہ آنحضرت ﷺ نے ڈاڑھی بڑھانے کو انبیاء کی سنتوں میں شمار کیا ہے چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

"عن عائشةؓ قالت قال رسول الله ﷺ عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحية والسواک"......(مسلم ۱/ ۱۲۹، وأبوداؤد ۱/ ۱۹)

امام نوویؒ اس حدیث کی شرح میں لفظ فطرۃ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"قالوا و معناه أنهامن سنن الأنبياء صلوٰت الله وسلامه عليهم"

(اس کا معنی یہ ہے کہ دس چیزیں انبیاء علیہم السلام کی سنن میں سے ہیں) تمام مجتہدین اور فقہائے امت نے ایک مشت ڈاڑھی کو سنت قرار دیا ہے لیکن مودودی صاحب اس کے سنت سمجھنے کو ایک سخت قسم کی بدعت اور ایک خطرناک تحریف دین قرار دیتے ہیں۔

(مودودی مذہب: ص ۱۰۵)

مودودی صاحب نے داڑھی کٹوانے کے جواز کا فتوی دیا ہے۔

(رسائل ومسائل حصہ اول: ص: ۱۸۵/ ۶)

حقیقت یہ ہے کہ تحریف دین تو مودودی صاحب کررہے ہیں وہ کہتے ہیں، کہ حدیث میں صرف ڈاڑھی رکھنے کا حکم ہے جتنی ہی رکھی جائے حدیث پر عمل ہوجائے گا۔

مودودی صاحب کے لٹریچر کا مجموعی اثر اس کے پڑھنے والوں پر بکثرت محسوس ہوتا ہے کہ سلف صالحین پر مطلوب اعتماد نہیں رہتا اور ہمارے نزدیک اسی اعتماد پر ہی دین کی حفاظت کا انحصار ہے، اس اعتماد کے اٹھ جانے کے بعد پوری نیک نیتی اور اخلاص کے ساتھ بھی انسان نہایت غلط اور گمراہ کن راستوں کی جانب نکل سکتا ہے۔

اکابرین کا اختلاف مودودی صاحب کے ساتھ دین کی وجہ سے ہے اور یہ اختلاف اصولی ہے، چنانچہ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت قاری محمد طیبؒ، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کی تصانیف اس کی گواہ ہیں۔

جماعت اسلامی کے ساتھ ان کے مخصوص نظریات وعقائد کی وجہ سے ان کے دروس وغیرہ میں شرکت کرنا، ان کا لٹریچر پڑھنا اور مذہبی اتحاد میں کسی طرح کا تعاون جائز نہیں، تاہم انکے ساتھ سیاسی، معاشی وتجارتی اتحاد کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

کیا قادیانی ذمی ہیں؟

(مسئلہ نمبر۲۹۰) ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا ہے کہ قادیانی ذمی ہیں اور وہ پاکستان میں رہ سکتے ہیں جبکہ ہم سمجھتے ہیں کہ قادیانی (مرزائی) یہود ونصاری کی طرح الگ مذہب ہے جسے جزیہ کی شرط پر ذمی (اور محفوظ) قرار نہیں دیا جا سکتا بلکہ یہ امت میں ایک فتنہ تھا جو غلام احمد نے برپا کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں اور یہ آخری امت ہے اس لئے ان لوگوں کو تسلیم کرنا تو کیا اس مذہب کو مٹانا ضروری ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں ڈاکٹر اسرار احمد کا قادیانیوں کو ذمی قرار دینا اور اسلامی ملک میں تحفظ اور سکونت کا مستحق کہنا درست نہیں، کیوں کہ قادیانی عقیدہ ختم نبوت کے منکر ہونے کی وجہ سے مرتد ہیں اور مرتد کا حکم یہ ہے کہ اگر تین دن کی مہلت میں اسلام قبول کرلیں اور توبہ کرلیں تو ان کی توبہ قبول کی جائے گی ورنہ قتل کیا جائے گا اور مرتد کی توبہ کلمہ شہادت اور بقیہ تمام ادیان سے براءت کا اظہار ہے اور قادیانیوں کے مسلمان ہونے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ملعون اور اس کی جماعت پر لعنت کریں۔

"قال العلامة الالوسی البغدادیؒ فی تفسیره (تحت قوله: وخاتم النبیین) المراد بالنبی ماهو أعم من الرسول فیلزم من کونه ﷺ خاتم النبیین کونه خاتم المرسلین والمراد بکونه ﷺ خاتمهم انقطاع حدوث وصف النبوة فی احدمن الثقلین بعد تحلیه علیه الصلاة والسلام بهافی هذه النشأة ولایقدح فی ذلک ماأجمعت الامة علیه واشتهرت فیه الاخبار ولعلهابلغت مبلغ التواترالمعنوی ونطق به الکتاب علی قول ووجب الإیمان به واکفر منکره"......(روح المعانی: ۲۲/۳۴)

" وفی الدر: واعلم أن کل مسلم ارتدفانه یقتل إن لم یتب"......(الدر المختارعلی الشامی: ۳/۳۲۶)

" وفی الخانیة یعرض الإسلام علی المرتد والمرتدة حراً کان أوحرة، عبداً کان أو أمة فإن أسلم المرتد والاقتل ولایجب عرض الإسلام لأنه ممن بلغته الدعوة...... وإسلامه أن یأتی بکلمة الشهادة ویتبرّ أعن الأدیان کلهاسوی دین الإسلام"......(التتارخانیة: ۵/۳۷۴)

" وأيضاً فيه ولايترك المرتد على ردته بإعطاء الجزية ولابأمان مؤقت"......(التتارخانية: ۵/ ۳۷۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قادیانی کی تعظیم کرنا ناجائز ہے:

(مسئلہ نمبر ۲۹۱) حکومت کے ایک محکمے میں ایک قادیانی اعلیٰ افسر ہے، اس کی نگرانی میں بیسیوں مسلمان کام کرتے ہیں، اس قادیانی مرتد کی نگرانی میں شرعاً کام کرنا کیسا ہے؟ اس قادیانی افسر کو سلام کا جواب دینا اور اس کے اعزاز میں پروگرام رکھنا اسکو صاحب کہہ کر پکارنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

یہ قادیانی شخص زندیق اور کافر ہے، اس کی نگرانی میں کام کرنے کی گنجائش ہے لیکن اس کو سلام کرنے میں پہل نہ کی جائے اگر وہ سلام کرے تو جواب میں صرف " وعلیک" کہا جائے اور اس کو سلام کرنا یا صاحب کہنا وغیرہ اگر کسی صحیح اور دینی غرض کی وجہ سے ہو تو گنجائش ہے کسی اور مقصد کے لئے اس کی کسی قسم کی تعظیم شرعاً جائز نہیں ہے۔

"فلايسلم ابتداء على كافر لاتبدء واليهود ولاالنصارىٰ بالسلام......(بخارى)ولو سلم يهودى أو نصرانى أو مجوسى على مسلم فلابأس بالردولكن لايزيد على قوله(وعليك) كمافى الخانية ولو سلم على الذمى تبجيلايكفر لأن تبجيل الكافر كفر ولو قال لمجوسى ياأستاد تبجيلاكفر كمافى الأشباه(تبجيلا) قال فى المنح قيد به لأنه لو لم يكن كذلك بل كان لغرض من الأغراض الصحيحة فلابأس به ولاكفر"......(الدر مع الرد: ۵/ ۲۹۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

آغا خانی تنظیم سے فنڈ لینا:

(مسئلہ نمبر ۲۹۲) آغا خانی دیہی ترقیاتی تنظیموں کی رکنیت اختیار کر کے ترقیاتی فوائد حاصل کرنا کتاب وسنت کی رو سے جائز ہے یا حرام؟ جبکہ صورت حال یہ ہے۔

۱: :شمالی علاقہ جات اور چترال میں آغا خانی فاؤنڈیشن اور آغا خانی رورل سپورٹ پروگرام کے تحت رفاہی اورفلاحی منصوبوں پر اربوں روپے خرچ کئے جارہے ہیں جس سے اقتصادی لحاظ سے آدمی کو فائدہ ہورہا ہے۔

۲: شمالی علاقہ جات کے غریب عوام کے نام پر مغربی ممالک آغا خانی تنظیموں کے ذریعے بے تحاشا فنڈ دیتے ہیں جبکہ ان سے غریب تر لوگ، بلوچستان، سندھ وغیرہ میں بنیادی سہولیات سے محروم ہیں، ان پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔

۳: حکومت پاکستان جس قدر اسلام پسند رفاہی تنظیموں کا ناطقہ بند کر رہی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں، مگر مغرب نواز ''این جی اوز'' کو ہر قسم کی چھوٹ دے رکھی ہے بلکہ عوام الناس کو ان اداروں کے سامنے جھکنے پر مجبور کرنے اور ان کا احسان مند رہنے کے لئے بہت سارے سرکاری فنڈز بھی آغا خانی تنظیم کے ذریعے فراہم کرتے ہیں جس میں سردست بیت المال کی طرف سے گرلز سکولوں میں دوپہر کا کھانا شامل ہے۔

۴: آغا خان اسماعیلی مذہب باطنی عقائد کا حامل ہے، ان کی تاریخ عہد خاطی سے لے کر حسن بن صباح، سقوط بغداد اور صلاح الدین ایوبی کے خلاف سازشیں سب اہل علم پر عیاں ہیں۔

۵: مجلّہ تکبیر وغیرہ میں اسماعیلیوں کے موجودہ سیاسی عزائم اور علیحدگی پسند تحریک سے متعلق تفصیلات آتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان رفاہی خدمات کے پس پردہ یہاں کے اہم ترین جغرافیائی خطوں پر مشتمل آغا خانی ریاست قائم کرنے کے منصوبے پر گامزن ہیں حتیٰ کہ جانباز فورس کے نام پر وہ اپنی الگ مسلح فوج بنارہے ہیں اور حکومت پاکستان بھی بین الاقوامی سازشوں کے زیر اثر ان کا دست و بازو بنی ہوئی ہے۔

۶: آغا خانی تنظیم سے منصوبہ طلب کرنے کے لئے شرط ہے کہ متعلقہ علاقے میں آغا خان کے نام پر دیہی ترقیاتی تنظیم بنائی جائے، اس کے ارکان تھوڑی سی رقم جمع کر کے بطور فیس تنظیم کے نام پر بینک میں جمع کرائیں جو فکس ڈیپارٹمنٹ میں رکھی جاتی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ سود حاصل ہو۔

۷: جبکہ بعض لوگ اس فیس کو آغا خان کے عقیدے کے مطابق مالِ امام یا مذہبی نذرانہ تصور کر کے رقم دینے سے کترانے لگے تو انہوں نے نظام میں تبدیلی کی، اب تنظیم سازی کے لئے ممبروں سے فیس نہیں لی جاتی لیکن منظور شدہ فنڈ سے ان کے قاعدے کے مطابق رقم کاٹ کر اکاؤنٹ میں جمع کی جاتی ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

آغا خانی اسماعیلی ایک غیر مسلم انتہائی شاطر اور سازشی ٹولہ ہے، یہ دین وایمان کے ڈاکو اور ملک وملت کے دشمن ہیں، یہ لوگ بنیادی ضرورتوں اور رفاہی کاموں کی آڑ میں آغا خانیت پھیلا رہے ہیں، ان سے عوام وخواص اور ارباب اقتدار کو ہوشیار رہنا چاہیے اور غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے ان کا مکمل بائیکاٹ کریں، ان کی تنظیم میں

شامل ہونا، ان کا ممبر بننا، ان سے ایمان کُش امداد لینا درست نہیں ہے، ناجائز ہے، یہ تو کفر وارتداد پھیلا رہے ہیں، عوام کو اس سے باخبر رکھنا اور ان سے مکمل اجتناب کی تلقین کرنا ضروری ہے، امام ابوبکر جصاص رازیؒ آیت (یاأیھا الذین آمنوا الاتتخذوا الکافرین اولیاء من دون المؤمنین) کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

"اقتضت الآیة النھی عن الاستنصار بالکفار والإستعانة بھم والرکون إلیھم والثقة بھم"......(احکام القرآن للجصاص: ۲/۱۰ ۴)

اور علامہ شامیؒ ردالمحتار میں تحریر فرماتے ہیں:

"یعلم مماھناحکم الدروز والتیامنة فإنھم فی البلاد الشامیة یظھرون الإسلام والصوم والصلاة مع أنھم یعتقدون تناسخ الأرواح وحل الخمر والزناوإن الألوھیة تظھر فی شخص بعدشخص ویجحدون الحشر والصوم والصلاة والحج ویقولون المسمی بھاغیر المعنیالمراد ویتکلمون فی جناب نبیناﷺ کلمات فظیعة وللعلامة المحقق عبد الرحمن العمادی فیھم فتوی مطولة وذکر فیھاانھم ینتحلون عقائد النصیریة والاسماعیلیة الذین یلقبون بالقرامطة والباطنیة الذین ذکرھم صاحب المواقف ونقل عن علماء المذاھب الأربعة أنه لایحل اقرارھم فی دیارالإسلام بجزیة ولاغیرھاولاتحل مناکحتھم ولاذبائحھم"......(ردالمحتار: ۳/ ۳۲۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

شوہر کے مرزائی ہونے کے بعد نکاح کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۲۹۳) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرا نکاح دسمبر ۱۹۹۴ء کو میرے بڑے ماموں کے بیٹے سے ہوا تھا، تب وہ اہل سنت والجماعت میں سے تھا، اب میری رخصتی ہوئی اور مجھے پتہ چلا ہے کہ میرا شوہر اپنے باپ کے پیچھے احمدی جماعت میں شامل ہو گیا ہے اور پوری فیملی کہتی ہے کہ ہم احمدی ہیں اور مرزا قادیانی امام مہدی ہے، آپ بتائیں کہ مجھے قرآن وسنت کی روشنی میں کیا کرنا چاہیے؟ اگر میرا شوہر اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر آجاتا ہے تب مجھے کیا کرنا چاہیے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں میری راہنمائی فرمائیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے (لاہوری ہوں یا قادیانی) باجماع امت کافر، مرتد اور دائرہ اسلام

سے خارج ہیں، ان کے ساتھ کسی مسلمان کا نکاح نہیں ہوسکتا، لہذا بر بنائے صحت سوال اگر یہ لڑکا نکاح کے وقت مرزائی نہیں تھا تو نکاح درست ہوا تھا مگر جب قادیانی ہوگیا تو نکاح ٹوٹ گیا، اب اس مسلمان لڑکی کو اس کے ساتھ بحیثیت بیوی رہنا حرام ہے، البتہ اگر وہ توبہ کر کے مسلمان ہو جائے اور اس کے اسلام پر یقین بھی ہو جائے تو دوبارہ نکاح کر کے میاں بیوی کی طرح رہ سکتے ہیں ورنہ بصورت دیگر نہیں۔

"قوله وارتداد احدهمافسخ عاجل)بلاقضاء ای بلاتوقف علی قضاء القاضی اہ" ...... (درعلی ردالمحتار: ۲/ ۴۲۵)

"قوله وکل مسلم ارتد فتوبته مقبولة اہ"......(ردالمحتار: ۳/ ۳۲۶)

"واسلامه ان یأتی بکلمة الشهادة و یتبرأ عن الادیان کلهاسوی الاسلام وان تبرأ عماانتقل الیه کفی کذافی المحیط اہ"......(الهندیة: ۲/ ۲۵۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مودودی کی کتابوں کے مطالعہ کرنے کے نقصانات:

(مسئلہ نمبر ۲۹۴) زید کہتا ہے کہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کی لکھی ہوئی کتاب فضائل اعمال میں کمزور احادیث ہیں اور قصے کہانیوں کی طرز پر لکھی ہوئی ہے، فضائل اعمال کی بجائے مودودی کی کتابیں پڑھنی چاہیے، نیز یہ بھی کہتا ہے کہ فقہ حنفی کی کتابیں ایرانی شیعہ کی لکھی ہوئی ہیں، زید کا شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ضعیف احادیث فضائل کے اندر چل سکتی ہیں بشرطیکہ ان کا ضعف شدید نہ ہو اور وہ کسی اصول کے تحت ہوں البتہ اس کی سنّیت کا اعتقاد نہ رکھے، فضائل اعمال کے اندر جتنی بھی ضعیف احادیث ہیں وہ فضائل کے بارے میں ہیں لہذا وہ قابل قبول ہیں اور حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ نے ان کے ضعف کی نشاندہی بھی کی ہے۔

مودودی صاحب کی بنیادی غلطی یہ ہے کہ وہ عقائد اور احکام میں اجتہاد کی پیروی کرتے ہیں، حالانکہ ان کا اجتہاد جمہور علماء کے خلاف ہوتا ہے، اس کے علاوہ مودودی صاحب نے اپنی تحریروں میں علماء سلف بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وانبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا ہے جو انتہائی خطرناک غلطی ہے خاص طور پر خلافت وملوکیت میں صحابہ کرام کو تنقید کا نشانہ بنانے کے ساتھ ساتھ ان پر ملامت بھی کی ہے، مودودی صاحب کی کتب کے مطالعہ سے جمہور علماء سلف کے بارے میں عدم اعتماد، بدظنی کی فضاء اور اپنی رائے کو ترجیح دینے

کے مہلک امراض پیدا ہوتے ہیں جو کہ مسلمان کے لئے دینی لحاظ سے بہت نقصان دہ ہیں، لہٰذا مودودی صاحب کی کتب کے مطالعہ سے پرہیز کرنا چاہیے۔

فقہ حنفی کی بنیاد امام محمدؒ کی چھ کتابوں پر ہے

فقہ حنفی کی بنیاد ان چھ کتابوں پر ہے:

۱۔جامع صغیر ۲۔جامع کبیر ۳۔سیر صغیر ۴۔سیر کبیر ۵۔ مبسوط ۶۔زیادات

یہ کتابیں فقہ حنفی میں معتبر سمجھی جاتی ہیں اور یہ کتب امام محمد بن حسن الشیبانیؒ کی ہیں اور امام محمدؒ فقہ حنفی کے اندر امام اعظم ابوحنیفہؒ کے خاص شاگردوں میں سے ہیں جو کہ پکے حنفی اور سنی مسلمان ہیں۔

مذکورہ بالا عبارت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ یہ شخص مودودی ذہنیت کا حامل ہے اور علماء حق سے بیزار ہے۔ان کے لیے مخلصانہ مشورہ ہے کہ بغض وعناد اور عداوت سے بالاتر ہو کر تلاش حق کے لیے علماء حق کی کتب خصوصا مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاریؒ کی کتاب ''عادلانہ دفاع'' اور حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کی کتاب ''حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب'' اور حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی کتاب ''اختلاف امت اور صراط مستقیم'' کا ضرور مطالعہ کریں،ان شاء اللہ تعالیٰ حق بات روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی،اللہ رب العزت عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔(آمین)

"وقال محقق الشافعية الرملی فيعمل به فی فضائل الاعمال وان انكره النووی(فائدة) شرط العمل بالحديث الضعيف عدم شدة ضعفه وان يدخل تحت اصل عام وان لايعتقد سنية ذلك الحديث الخ"......(الدر علی الرد: ۱/۹۴, ۹۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

تبلیغی جماعت کو فرقہ جبریہ اور ان کو کافر کہنا:

(مسئلہ نمبر ۲۹۵) سلام کے بعد عرض ہے کہ ہم تبلیغی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اور بہت سارے افراد اس جماعت میں نکلتے ہیں اور یہ کام پیغمبروں کا کام سمجھتے ہیں اور ایک جماعت علماء کرام کی ہمارے علاقے میں یہ فتوی اپنے پیرومرشد سیف الرحمٰن کی وساطت سے لگایا ہے کہ تبلیغی جماعت والے فرقہ جبریہ ہے اور فرقہ جبریہ خارج عن الاسلام ہے لہذا تبلیغی جماعت بھی کافر ہیں،اور مندرجہ ذیل دلائل سے ان کو کافر کہتے ہیں۔

۱۔ بالجملہ جمہور امت کے نزدیک کلمہ طیبہ کا معنی یہ ہے کہ ''لا الٰہ'' کہ نہیں ہے کوئی معبود برحق یعنی عبادت کا لائق الا اللہ مگر ایک اللہ معبود برحق ہے اور طائفہ جبریہ یعنی (رائیونڈ والے) کلمہ طیبہ کا مقصد یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ہونے کا یقین رکھیں اور مخلوق سے نہ ہونے کا یقین رکھیں یعنی اللہ تعالیٰ سب کچھ کرتا ہے اور مخلوق کوئی کام نہیں کرسکتی ہے اور سب کچھ کرنے کے لفظ میں حصر ہے اور اس سے انسان سے کسب کی نفی لازم آتی ہے کہ انسان کا سب نہیں ہے اور تمام افعال کے کسب کی نسبت خالق کی طرف کرتا ہے اور یہ عقیدہ جبریہ کا ہے اور مذہب حنفی کی کتابوں میں بھی جبریہ کو کافر قرار دیا ہے، اور یہ جماعت مزید یہ کہتی ہے کہ کلمہ طیبہ کا یہ مقصد و مطلب کسی کتاب حدیث وفقہ میں موجود نہیں ہے۔

۲۔ دوم یہ کہ یہ لوگ یعنی تبلیغی جماعت والے یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ کرتا ہے تو یہ عقیدہ کفریہ ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو پیدا کرتا ہے، کرتا نہیں ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے پانی کو پیدا کیا ہے اور پانی پیتا نہیں اور اللہ تعالیٰ کو نیند نہیں آتی، لہذا اس جماعت والے اللہ تعالیٰ کی طرف کھانے پینے کی نسبت کرتے ہیں۔

۳۔ سوم یہ کہ تبلیغی جماعت والے اپنے بیانات میں یہ کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور کلمہ طیبہ کا مقصد یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین اور مخلوق سے کچھ نہ ہونے کا یقین ہمارا مقصد ہے، تو اگر اس جماعت والے کو کوئی کہہ دے کہ یہ تو جبریہ کا عقیدہ ہے تو فوراً یہ جماعت والے کہتے ہیں کہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے ارادے کے بغیر کوئی کام نہیں کرسکتا، تو ہم کہتے ہیں کہ عقائد کے لحاظ سے یہ نقصان لازم آتا ہے کہ کلمہ طیبہ میں ''لا الــہ الا اللّٰــہ'' میں لفظ اللہ ذکر ہے اور یہ جامع ہے تمام صفات اور کمالات کو اور ارادہ ایک صفت ہے اللہ تعالیٰ کی، تو اگر لفظ اللہ سے صرف ارادہ مراد لیا جائے تو لا الہ میں نفی ہے ذات اور صفات دونوں سے اور الا اللہ میں اثبات صرف ارادے کا ہے تو یہاں انکار لازم آتا ہے اللہ کی ذات اور تمام صفات کا، اور یہ کفر ہے، اور باری تعالیٰ کی ایک صفت سے انکار کرنا کفر ہے اور ساری صفات سے انکار کرنا بطریق اولی کفر ہے، لہذا جناب مفتی صاحب ہم جو تبلیغی جماعت سے وابستہ ہیں یہ درخواست کرتے ہیں کہ کیا تبلیغی جماعت والے کافر ہیں یا نہیں؟ اگر کافر نہیں ہیں تو تفصیل سے فریق مخالف کی تردید کریں اور اہل سنت والجماعت کا عقیدہ اس مسئلہ میں بسط و تفصیل سے لکھ دیں اور کسب وخلق کے درمیان فرق کی وضاحت کریں۔

(نوٹ) جن حضرات نے تبلیغی جماعت پر کفر کا فتوی لگایا ہے یہ پشاور کے قریب خیبر ایجنسی باڑہ میں سکونت پذیر ہے اور مذکورہ پیر کے ایک مرید نے پشتو زبان میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ''فتاوی سیفیہ در تکفیر فرقہ جبریہ رائیونڈ......'' ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

کلمہ طیبہ کا یہ مطلب بیان کرنے سے کہ اللہ تعالیٰ سے سب کچھ ہونے کا یقین کریں اور مخلوق سے نہ ہونے کا یقین کریں اس سے کفر لازم نہیں آتا اور نہ فرقہ جبریہ میں سے ہونا لازم آتا ہے جب تک کہ وہ تصریح نہ کریں کہ بندے کو کوئی قدرت اور اختیار حاصل نہیں اللہ تعالیٰ ہی بندے سے ہر نیک اور بد کام کرواتے ہیں۔

"قال فی شرح العقائد النسفیه: و ھی ای افعال العباد کلھا بارادته و مشیته تعالیٰ (۱۰۳)........... و للعباد افعال اختیاریه یثابون بھا ان کانت طاعة و یعاقبون علیھا ان کانت معصیة لا کمازعمت الجبریه انه لافعل للعبد اصلا و ان حرکاته بمنزلة حرکات الجمادات لاقدرة علیھا و لاقصد و لااختیار اہ"...... (ص: ۱۰۲، ۱۰۶)

نیز تبلیغی جماعت والوں کا عمل بھی اس بات پر گواہ ہے کہ وہ جبریہ والا عقیدہ نہیں رکھتے ورنہ اتنی محنت اور کوشش نہ کرتے جتنی کہ وہ کرتے ہیں، البتہ جو جماعت تبلیغ والوں کو کافر کہتی ہے ان کو چاہیے کہ وہ توبہ کریں اور اگر توبہ نہ کریں تو گناہ گار اور فاسق ہوں گے۔

"قال فی شرح العقائد النسفیة: واللہ تعالیٰ خالق لافعال العباد من الکفر والایمان والطاعة والعصیان (الی ان قال) بان اللہ خالق والعبد کاسب وتحقیقه ان صرف العبد قدرته وارادته الی الفعل کسب وایجاد اللہ تعالیٰ الفعل عقیب ذلک خلق اہ"......(ص ۹۹ الی ۱۰۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جماعت المسلمین کے بعض عقائد ونظریات:

(مسئلہ نمبر ۲۹۶) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جماعت المسلمین کے ساتھ ہماری بحث وتکرار ہو رہی ہے، انہوں نے عقیدہ حیات النبی ﷺ و کانا دجال و آمد حضرت عیسیٰؑ و امام مہدی کا ظہور کا یکسر انکار کر دیا ہے، بقول ان کے ان عقائد کا قرآن مجید میں کوئی ثبوت نہیں اور ان کے بارے میں جو احادیث پیش کی جاتی ہے وہ اسماء الرجال کے معیار پر پوری نہیں اترتی، ان روایات میں زیادہ تر راوی شیعہ ہیں جو تقدیر کے منکر اور مجہول قسم کے ہیں ازراہ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

جماعت المسلمین کاان عقائد کاانکارکرنے سے کچھ فرق نہیں پڑتا کیونکہ یہ سب مذکورہ باتیں بتواتر ثابت ہیں اورمحدثین نے ان سب روایات کوقبول فرمایاہے، ان میں یہ سب چیزیں ہیں اورعلم کلام میں ان سب کو ذکرفرمایاہے اورمنکرین حدیث اورمرزائیوں کے انکارکی وجہ سے اکابرین امت نے ان پرمستقل کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔

عقیدہ حیات النبی کاثبوت:

" الانبیاء أحیاء فی قبورھم کماورد فی الحدیث اہ"......(رسائل ابن عابدین: ۲/۲۰۲)

" عن أبی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیاابلغتہ"......(مشکوۃ: ۱/۸۸)

" والأحسن أن یقال ان حیاتہ ﷺ لایتعقبھاموت بل یستمر حیّا والأنبیاء أحیاء فی قبورھم"......(ھامش البخاری: ۱/۵۱۷)

" ومماھو مقرر عند المحققین انہ ﷺ حیّ یرزق ممتع بجمیع الملاذ والعبادات غیر انہ حجب عن أبصار القاصرین عن تشریف المقامات"......(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ۴۶۷)

" الأنبیاء أحیاء فی قبورھم یصلون "...... (شفاء السقام: ۱۳۴)

کانادجال کاثبوت:

"عن حذیفۃ بن اسید الغفاریؓ قال اطلع النبی ﷺ علیناو نحن نتذاکر فقال ماتذکرون قالوانذکر الساعۃ قال انھالن تقوم حتی تروا قبلھاعشر آیات فذکر الدخان و الدجال والدابۃرواہ المسلم"......(مشکوۃ: ۲/۴۸۳)

آمد حضرت عیسیٰؑ:

"و عن جابرؓ قال:قال رسول اللہ ﷺ لاتزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیامۃ قال فینزل عیسیٰؑ ابن مریم فیقول أمیرھم تعال صلّ لنا،رواہ مسلم"......(مشکوۃ: ۲/۴۹۱)

امام مہدی کے ظہور کی دلیل:

"عن أم سلمة رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول المھدی من عترتی من ولد فاطمةاه"......(أبو داود: ۲/ ۲۳۹)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

اسماعیلی، آغاخانی فرقہ کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۲۹۷): کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقہ چترال کے علاوہ گلگت، کراچی اور دیگر علاقوں میں اسماعیلی آغاخانی فرقہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی کافی تعداد آباد ہے جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں مگر ان کے عقائد ونظریات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔کلمہ: **" اشھد ان لاإله إلاالله واشھد ان محمد ارسول الله واشھد ان امیر المؤمنین علی الله"**

۲۔امام: یہ لوگ آغاخان کو اپنا امام اپنا مانتے ہیں اور اسی کو ہر نیک وبد کا مالک جانتے ہیں اور اس کے اقوال واحکامات کو فرمان کا نام دیتے ہیں اور اس کے فرمان ماننے کو سب سے بڑا فرمان سمجھتے ہیں۔

۳۔شریعت: ظاہری شرع کی پابندی نہیں کرتے، بلکہ آغاخان کو قرآن ناطق، کعبہ، بیت المعمور اور سب کچھ جانتے ہیں، ان کی کتابوں میں ہے کہ اس ظاہری قرآن میں جہاں کہیں لفظ اللہ آیا ہے اس سے مراد امام زمان آغاخان ہے۔

۴۔نماز: پنجگانہ کے منکر ہیں ان کی بجائے تین وقت دعا کے قائل ہیں۔

۵۔مسجد: مسجد کی بجائے "جماعت خانہ" کے نام سے اپنی مخصوص عبادت، جماعت خانہ میں کرتے ہیں۔

۶۔زکوٰۃ: زکوٰۃ، شرعی زکوۃ نہیں مانتے، اس کی بجائے اپنے ہر قسم کے مال کا دسواں حصہ مال واجبات اور "دشون" کے نام سے آغاخان کے نام پر دیتے ہیں۔

۷۔رمضان: اور وہ رمضان کے منکر ہیں۔

۸۔حج: حج سے منکر، دیدار آغاخان کو حج کہتے ہیں۔

۹۔سلام: "السلام علیکم" کے بجائے "یاعلی مدد" ان کا مخصوص سلام ہے۔

۱۰۔جواب: اور سلام کے جواب میں وعلیکم السلام کے بجائے مولا علی مدد کہتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ

۱۔ ان عقائد ونظریات کے باوجود یہ فرقہ مسلمان کہلانے کا مستحق ہے، یا کافر ہے؟

۲۔ ان کا نماز جنازہ جائز ہے؟

۳۔ مسلمانوں کے مقبرہ میں ان کو دفنانا جائز ہے؟

۴۔ ان کے ساتھ مناکحت جائز ہے۔؟

۵۔ ان کا ذبیحہ حلال ہے، کیا ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا معاملہ کیا جاسکتا ہے؟

جواب سے ممنون فرما کر الجھنوں کو دور فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

ایسے عقائد کا فرقہ خارج از اسلام ہے اور کافر ہے، چند وجوہ کی بناء پر:

۱۔ ان کے کلمہ میں ہے "**اشهد ان امير المؤمنين على الله**" اسمیں تو حضرت علیؓ کو العیاذ باللہ اللہ کہا جاتا ہے جو صراحتاً کفر ہے، جیسے صاحب ردالمحتار الشامی نے جلد۱/۵۳۴ میں تحریر فرمایا ہے:

"**فات من ادعى ان علياالہ ان جبريل عليه السلام غلط فى الوحى لانه ليس عن شبهة واستفراغ ومع ذلک الاجتهاد**"

۲۔ آغا خان کے قول کو بڑا فرمان ماننا اور لفظ اللہ سے آغا خان مراد لینا یہ سب حرام ہیں، کیونکہ کسی بھی غیر اللہ کا نام "اللہ" رکھنا حرام ہے، تو لفظ اللہ سے آغا خان مراد لینا یقیناً حرام اور کفر ہے، بلکہ یہ تو آغا خان کو بھی اللہ کہتے ہیں (نعوذ باللہ)۔

۳۔ ضروریات دین میں سے ایک ضروری حکم سے منکر کو بھی باجماع امت کافر کہا گیا ہے اور یہ تو نعوذ باللہ صلوۃ، زکوۃ اور حج کے منکر ہیں، تو ان کے کفر میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ علامہ شامیؒ نے صاحب تحریر سے بالا جماع ابن ہمامؒ کا قول نقل فرمایا ہے:

"**وصرح أيضاأن ماكان من ضروريات الدين وهمايوف العوام الخواص أمى الدين كو جوب اعتقادا لتوحيد والرسالة والصلوات...... وإخوتهايكفر منكر**"......(ردالمحتار، ۱/۲۲۲)

زیادہ تفصیل محدث العصر علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی تصنیف "اکفار الملحدین" میں ہے جو چاہے مطالعہ فرمائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

مروجہ طریقہ تبلیغ کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۲۹۸) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مروجہ طریقہ تبلیغ جس کی بنیاد مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ تعالی نے رکھی ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیونکہ بعض حضرات اس کو فرض کہتے ہیں، اور بعض سنت کہتے ہیں، اور بعض مستحب، نیز یہ بتائیں کہ مطلق تبلیغ دین کی کیا حیثیت ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مطلق تبلیغ دین ہر زمانے میں فرض کفایہ ہے اور اس زمانے میں بھی فرض ہے لیکن فرض علی الکفایہ ہے، جہاں جتنی ضرورت ہو اس قدر اس کی اہمیت ہوگی اور جس میں جتنی اہلیت ہوگی اس کے حق میں اس قدر ذمہ داری ہوگی لیکن مروجہ طریقہ تبلیغ جس کی بنیاد مولانا الیاس صاحب رحمہ اللہ نے رکھی ہے نہ فرض ہے نہ واجب ہے نہ سنت ہے اور نہ ہی اصطلاحی مستحب ہے، کیونکہ فقہاء نے مستحب کی تعریف کی ہے "ما احبہ السلف" اور مروجہ طریقہ نہ ہی سلف میں تھا اور نہ ہی مولانا الیاس رحمہ اللہ سلف میں سے ہیں، بلکہ اس کو ایک اچھی ایجاد کہہ سکتے ہیں۔

"قوله تعالى ولتكن منكم امة ......قدمضى القول فى الامر بالمعروف والنهى عن المنكر فى هذه السورة "ومن" فى قوله منكم للتبعيض ومعناه ان الامرين يجب ان يكونوا علماء وليس كل الناس علماء وقيل لبيان الجنس والمعنى لتكونوا كلكم كذلك ،قلت القول الاول اصح،فانه يدل على ان الامر بالمعروف والنهى عن المنكر فرض على الكفاية"......(الجامع لاحكامالقرآن: ۱۶۵/۴)

"ومنشاء الخلاف فى ذلك ان العلماء اتفقوا على ان الامر بالمعروف والنهى عن المنكر من فروض الكفايات ولم يخالف فى ذلك الاالنذر"......(روح المعانى : ۲۱/۴)

"قال رسول الله ﷺ بلغوا عنى ولو آية اى انقلوا الى الناس وافيدوهم ماامكنكم اوما استطعتم فماسمعتموه منى وماااخذتموه عنى الخ "......(مرقاة : ۴۰۶/۱)

"ومستحبه ويسمى مندوبا وادبا وفضيلة وهومافعله النبى ﷺ مرة وتركه اخرى وماحبه السلف"......(الدرعلى هامش الرد: ۹۱/۱)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قادیانیوں کے ساتھ تعلقات کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۲۹۹) محترم ومکرم مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مندرجہ ذیل امور میں فتوی درکار ہے کہ قادیانیوں کے ساتھ مثلا رشتہ داری قائم کرنا، جنازہ میں شریک ہونا، مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا، دوستی قائم کرنا، عبادت کرنا، خوشی وغمی میں شریک ہونا، ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، ملازمت کرنا یا ملازم رکھنا، خرید وفروخت کرنا کیا حرام اور گناہ کبیرہ ہے، جب کہ ہم نے سن رکھا ہے کہ آپ ﷺ یہودی کی عیادت فرماتے، اسلام میں سلام کا جواب مشروع ہے، صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین غیر مسلموں سے تجارت اور ملازمت اور قرض کے معاملات کیا کرتے تھے، اور اگر لاعلمی میں قادیانی سے تعلقات ہوں بعد میں پتہ چل جائے کہ وہ شخص قادیانی ہے تو تعلقات قائم رکھ کر دعوت دی جاسکتی ہے جب کہ بائیکاٹ کی صورت میں دعوت بھی نہیں دی جاسکتی، بلکہ تعلقات کی صورت میں اچھے انداز سے دعوت دی جاسکتی ہے ورنہ دعوت کا کیا طریقہ ہوگا؟

برائے مہربانی راہنمائی فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

قادیانی زندیق ہیں اور زندیق کے احکام عام کفار سے جدا اور سخت ہیں، عام کفار کے ساتھ موالات کی اجازت نہیں ہے، معاملات کی اجازت ہے، جب کہ زندیق کے ساتھ نہ موالات کی اجازت ہے اور نہ معاملات کی، لہذا قادیانیوں کے ساتھ مذکورہ فی السوال تعلقات رکھنا جائز نہیں ہیں حتی الامکان بچنا ضروری ہے، اگر لاعلمی سے ان کے ساتھ تعلقات رکھ چکے ہوں تو جیسے ہی پتہ چلے فوراً منقطع کردیں اور گزشتہ پر توبہ کریں، ان کے ساتھ دوستی اور محبت رکھے بغیر کسی مناسب طریقے سے دعوت دی جاسکتی ہے، جیسا کہ ظاہری ملاطفت بغیر موالات ومعاملات کے۔

قادیانی صرف کافر ہی نہیں بلکہ وہ زندیق بھی ہیں، زندیق اس کافر کو کہتے ہیں جو شرعی اصطلاحات والفاظ کو تو نہ بدلے بلکہ ان کے اجماعی اور متفق علیہ مفہوم کو بدل دے۔

> "قال العلامة ابن کمال باشافی رسالته الزندیق فی لسان العرب یطلق علی من ینفی الباری تعالی وعلی من یثبت الشریک وعلی من ینکر حکمته والفرق بینه وبین المرتد العموم الوجهی لانه قدلایکون مرتدا کمالوکان زندیقا اصلیا غیر منتقل عن دین الاسلام والمرتد قدلایکون زندیقا کما لوتنصراوتهود وقدیکون مسلما فیتزندق واما فی اصطلاح الشرع فالفرق اظهر لاعتبارهم فیه ابطان الکفر والاعتراف بنبوة نبینا ﷺ علی ما فی شرح المقاصد"......(شامی: ۳/۴/۳۲۴)

”قوله المعروف ای بالزندقة الداعی ای الذی یدعوالناس الی زندقته اه ح فان قلت کیف یکون معروفا داعیا الی الضلال وقد اعتبر فی مفهومه الشرعی ان یبطن الکفر قلت لابعد فیه فان الزندیق یموه کفره ویروج عقیدته الفاسدة ویخرجها فی الصورة الصحیحة وهذا معنی ابطان الکفر فلاینافی اظهاره الدعوی الی الضلال وکونه معروفا بالاضلال اه ابن کمال“......(شامی :۳/۲۵،۳۲۴)

”قلت والزندیق من یحرف فی معانی الالفاظ مع ابقاء الاسلام کهذا اللعین فی القادیان یدعی انه یؤمن بختم النبوة ثم یخترع معنی من عنده یصلح له بعده الختم دلیلا علی فتح باب النبوة فهذا هو الزندقة حقا ای التغیر فی المضادیق وتبدیل المعانی علی خلاف ماعرفت عنداهل الشرع وصرفها الی اهوائه مع ابقاء اللفظ علی ظاهره والعیاذبالله “......(فیض الباری :۴/۴۷۲)

”وماباعه اواشتراه اواعتقه اووهبه اورهنه اوتصرف فیه من امواله فی حال ردته فهوموقوف فان اسلم صحت عقوده وان مات اوقتل اولحق بدارالحرب بطلت“......(هدایة: ۲/۵۸۷)

”یاایهاالذین آمنوا لاتتخذوا الیهودوالنصاری اولیاء بعضهم اولیاء بعض ،مطلب الکافر لایکون ولیاللمسلم وفی هذه الایة دلالة علی ان الکافر لایکون ولیاللمسلم لا فی التصرف ولا فی النصرة ویدل علی وجوب البراء ة من الکفار والعداوة لهم لان الولایة ضدالعداوة فاذا امرنا بمعاداة الیهود والنصاری لکفرهم فغیرهم من الکفار بمنزلتهم ویدل علی ان الکفر کله ملة واحدة “......(احکام القرآن للجصاص :۲/۶۲۲)

”وحکی الکراشی عن سهل انه قال من صحح ایمانه واخلص توحیده فانه لایأنس الی مبتدع ولایجالسه ولایؤاکله ولایشاربه ولا یصاحبه ویظهر له من نفسه العداوة والبغضاء ومن داهن مبتدعا سلبه الله حلاوة السنن ومن تحبب الی مبتدع یطلب عز الدنیا اوعرضامنها اذله الله تعالی بذلک العز وافقره

بذلک الغنی ومن ضحک الی مبتدع نزع الله تعالی نورالایمان من قلبه ومن یصدق فلیجرب انتهی'......(روح المعانی :۳۵/۲۸)

"فان هجرة اهل الهواء والبدع واجبة علی مرالاوقات مالم یظهر منه التوبة والرجوع الی الحق "......(مرقاة شرح مشکوة: ۹/ ۳۲۱)

"ومنها بحث التوبة...... وفی الشریعة هی الندم علی المعصیة من حیث هی معصیة مع عزم ان لایعود الیها اذا قدر علیها"......(شرح الفقه الاکبر للقاری: ۱۵۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عیسائیوں اور یہودیوں سے میل جول اور مشترکہ کھانے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۳۰۰) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کیا مسلمان عیسائی یہودی کے ساتھ میل جول رکھ سکتا ہے؟ اور دوسری بات یہ ہے کہ فیکٹریوں میں مسلم اور غیر مسلم سب مل کر کام کرتے ہیں اور کینٹین پر مشترکہ کھانا کھاتے ہیں تو کیا یہ جائز ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

عیسائیوں اور یہودیوں کے ساتھ میل جول رکھنا اچھا نہیں ہے کیونکہ اس میل جول سے دوستی پیدا ہوتی ہے اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہود ونصاریٰ کے ساتھ دوستی کرنے سے منع کیا ہے، بوقت ضرورت ان کے ساتھ کھانے پینے کی فقہاء نے اجازت دی ہے لیکن اس کو عادت بنا دینا ممنوع اور مکروہ ہے۔

"قوله تعالی یایها الذین آمنوا لاتتخذوا الیهود والنصاری اولیاء،قال القرطبی فی تفسیر هذه الایة فیه مسئلتان الاولی (الیهود والنصاری اولیاء) مفعولان لاتتخذوا وهذا یدل علی قطع الموالاة شرعا"......(تفسیر قرطبی : ۲۱۶/۶)

"ینهی تبارک وتعالی عباده المؤمنین عن موالاة الیهود والنصاریٰ الذین هم اعداء الاسلام"......(تفسیر ابن کثیر : ۵۶۱/۲)

"ولم یذکر محمد رحمه الله الاکل مع المجوسی ومع غیره من اهل الشرک انه هل یحل ام لا وحکی عن الحاکم للامام عبدالرحمن الکاتب انه

ان ابتلی به المسلم مرة اومرتین فلاباس به واماالدوام علیه فیکره کذا فی المحیط "......(ھندیة: ۳۴۷/۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قادیانی کی نماز جنازہ پڑھنے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۳۰۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قادیانی کا جنازہ پڑھنے والا بالخصوص جو جائز سمجھے وہ مسلمان رہتا ہے یا نہیں؟ بصورت ثانی اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

"ولاتصل علی احدمنھم مات ابدا ولاتقم علی قبرہ" قرآن پاک کی اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی کافر ومشرک اور مرتد کے لیے مغفرت کی دعا کرنا یا اس پر نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے، قادیانی چونکہ باجماع امت کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں، ان کی نماز جنازہ کو جائز سمجھ کر پڑھنے والا بھی دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے، اور اس کا نکاح بھی ٹوٹ جاتا ہے بشرطیکہ اس کو اس کا علم ہو۔

"قال رحمه الله(وشرطھا) ای شرط الصلوة علیه(اسلام المیت وطھارته)اماالاسلام فلقوله تعالی ولاتصل علی احدمنھم مات ابدا یعنی المنافقین وھم الکفرة ولانھا شفاعة للمیت اکراما له وطلبا للمغفرة والکافر لاتنفعه الشفاعة ولایستحق الاکرام "......(تبیین الحقائق : ۲۳۹/۱)

"(وشرطھا اسلام المیت وطھارته) فلاتصح علی الکافرللآیة ولاتصل علی احدمنھم مات ابدا"......(البحر الرائق: ۳۱۴/۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شیعہ کا نکاح پڑھنے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۳۰۲) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ شیعہ کا نکاح پڑھنے والے کا کیا حکم ہے؟ مسلمان رہا یا نہیں؟ اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟ خصوصا جو یہ کہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں، قرآن وحدیث اور فقہ حنفی کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر نکاح خواں نے اس شخص کے عقائد کفریہ کو جانتے ہوئے جائز سمجھ کر نکاح پڑھایا ہے تو اس پر توبہ اور تجدید نکاح ضروری ہے ورنہ نہیں۔

”من انه اذا اعتقدالحرام حلالا فان كان حرمته لعينه وقدثبت بدليل قطعي يكفر والا فلا بان تكون حرمته لغيره اوثبت بدليل ظني وبعضهم لم يفرق بين الحرام لعينه ولغيره فقال من استحل حراماًوقدعلم في دين النبي ﷺ تحريمه كنكاح ذوى المحارم اوشرب الخمر اواكل ميتة اودم اولحم خنزير من غير ضرورة فكافر“......(فقه الاكبر: ١٥٢)

”ولا يصح ان ينكح مرتدا اومرتدة احدمن الناس مطلقا“......(الدرعلى هامش ردالمحتار: ٢/٤٣٠)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شیعہ سے نکاح کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۰۳) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بندہ سردار آصف علی کسی مقدمہ کی وجہ سے جیل میں تھا اور ان کے یعنی میرے گھر میں ایک بیٹی ہے جو میری عورت کے پہلے خاوند سے ہے، جب میری اپنی عورت سے شادی ہوئی ہے تو بیٹی بھی ماں کے ساتھ آئی ہے، بیوی نے مجھ سے کہا کہ میں بیٹی کی شادی کردوں تو میں نے کہا کہ تمہاری اپنی بیٹی ہے جہاں مناسب سمجھو شادی کردو تو میری بیوی نے اپنی بیٹی کی شادی ایک ایسے گھر میں کردی جو کہ اہل تشیّع تھے لیکن عورت کو علم نہیں تھا کہ یہ اہل تشیّع ہیں اور اخلاقی اعتبار سے بھی ان کی حرکتیں بہت غلط تھیں جب کہ ان لوگوں نے کہا ہم اہل تشیّع نہیں ہیں، ان کی عورتیں پیشہ ور عورتیں ہیں، ان کی عورتیں میری بچی کو بھی غلط راستے پر ڈالنا چاہتی تھیں، لڑکی کی نند نے لڑکی سے کہا کہ ہمارے ساتھ باہر کھیتوں میں چلو ہم آپ کو کسی آدمی سے ملواتی ہیں لیکن لڑکی نے انکار کردیا اور سب گھر والوں نے مل کر لڑکی کو مارنا شروع کردیا، یہ لوگ چور ڈاکو اور فاحشہ قسم کے لوگ نکلے اچانک میں بچی کو ملنے چلا گیا تو پولیس مجھے پکڑ کر ساتھ لے گئی کہ بھینس چوری کرکے آئے ہیں، گاؤں والوں نے کہا کہ آدمی اپنی بچی کو ملنے آیا ہے، یہ مہمان ہے، اب میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنی بچی کی شادی کسی دوسری جگہ کردوں کیونکہ بیٹی بھی اب وہاں جانے کے لیے تیار نہیں ہے، تو آیا میں اس کا نکاح دوسری جگہ کرسکتا ہوں اور وہ پہلے والا نکاح

جو اہل تشیّع سے کیا ہوا تھا یہ منعقد ہوگیا ہے، جب کہ میں اہل السنۃ والجماعۃ دیوبندی ہوں، برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں فتوی جاری فرمائیں، میں عدالت میں نہیں جاسکتا، میرے پاس فیس دینے کی ہمت نہیں ہے، آپ سے التماس ہے کہ آسانی فرمادیں کہ میں بچی کا نکاح کسی دوسری جگہ کردوں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اگرلڑکی کا خاوند کفریہ عقائد رکھتا ہے مثلاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتا ہے یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبت کا منکر ہے یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کا قائل ہے، یا حضرت جبرئیل علیہ السلام کے متعلق اعتقاد رکھتا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس وحی پہنچانے میں غلطی کی یا اورکوئی ایسا عقیدہ رکھتا ہے جو صریح قرآن وحدیث اور نصوص قطعیہ کے مخالف ہے تو وہ کافر ہے اس سے ابتداء ہی سے لڑکی کا نکاح صحیح نہیں ہو، الہذا فسخ کی بھی ضرورت نہیں اور اگر اس کا عقیدہ کفریہ نہیں ہے، شیخین کے علاوہ باقی صحابہ پر صرف سب وشتم کرتا ہے تو اس میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے بعض تکفیر کرتے ہیں اور بعض تکفیر نہیں کرتے صرف تفسیق کرتے ہیں، ایسی صورت میں بہتر یہ ہے کہ رضا مندی سے یا ڈرا کر یا لالچ دلا کر اس سے طلاق حاصل کرلی جائے یا خلع کرلیا جائے اور اگر یہ نہ ہوسکے تو عورت کے اولیاء عدم کفو کی بناء پر عدالت میں فسخ کا دعوی دائر کریں۔

”نعم لاشک فی تکفیر من قذف السیدة عائشة رضی الله عنها اوانکر صحبة الصدیق اواعتقد الالوهیة فی علی اوان جبریل غلط فی الوحی اونحو ذلک من الکفر الصریح المخالف للقرآن“......(ردالمحتار: ۳/ ۳۲۱)

”اقول نعم نقل فی البزازیة عن الخلاصة ان الرافضی اذاکان یسب الشیخین ویلعنهما فهو کافر وان کان یفضل علیا علیهما فهو مبتدع اه وهذا لایستلزم عدم قبول التوبة علی ان الحکم علیه بالکفر مشکل لمافی الاختیار اتفق الائمةعلی تضلیل اهل البدع اجمع وتخطئتهم وسب احد من الصحابة وبعضه لایکون کفرا لکن یضلل“......(ردالمحتار: ۳/ ۳۲۱)

”ومنها اسلام الرجل اذاکانت المرءة مسلمة فلایجوز انکاح المؤمنة الکافر لقوله تعالی ولاتنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا“......(بدائع الصنائع: ۲/ ۵۵۴)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شیعہ کا نماز جنازہ پڑھنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۰۴) ایک شخص کا جنازہ پڑھا، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ تو شیعہ تھا اب کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اپنی کوشش سے مرنے والے کے متعلق معلومات کریں اور کفریہ عقیدہ رکھنے والے کا جنازہ نہ پڑھیں، ماضی میں اگر ایسا ہو چکا تو اس پر استغفار کریں۔

"فنقول لایصلی علی الکافر ویصلی علی کل مسلم مات بعدالولادة"......(الفتاوی التاتارخانیة :۲/۱۲۲)

"ولاتصل علی احدمنھم مات ابداولاتقم علی قبره"......(البراءة :۸۴)

"ماکان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین"......(البراءة :۱۱۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قادیانیوں سے مسجد کے لیے زمین لینے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۰۵) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں کی مسجد کے ساتھ قادیانیوں (مرزائیوں) کی زمین لگتی ہے اور قادیانی مسجد کے لیے جگہ دینے کے لیے تیار ہیں، کیا ہمیں مسجد کے لیے یہ زمین لینا درست ہے کہ نہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

قادیانیوں سے مسجد کے لیے زمین لینا درست نہیں کیونکہ یہ مرتد اور زندیق ہیں اور مرتد کا وقف اور دیگر معاملات (بیع شراء وغیرہ) درست نہیں۔

"ان یکون للواقف ملة فلایصح وقف المرتد ان قتل او مات علی ردته"......(البحرالرائق :۵/۳۱۶)

"مطلب فی وقف المرتد والکافر ذکره بطل وقفه بزازیه وفی الفتح لووقف المرتد فقتل اومات اوارتد المسلم بطل وقفه (قوله بطل وقفه)ھو المختار جامع الفصولین وغیره"......(الدر مع الرد :۳/۳۹۵)

”وکذا عدم جواز وقف المرتد زمن ردته ان قتل علی ذلک اومات لان ملکه یزول بها زوالا موقوفا“......(الهندیة: ۲/ ۳۵۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شیعہ کی نماز جنازہ پڑھانے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۳۰۶) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شیعہ کا جنازہ پڑھایا گیا، پڑھانے والے امام کو بھی علم تھا کہ یہ شیعہ ہے اور پڑھنے والوں کو بھی معلوم تھا کہ یہ شیعہ ہے، اب ان دونوں کا کیا حکم ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال اگر مرنے والے کے عقائد کفریہ تھے اور جنازہ پڑھانے والے کو اس کے عقائد معلوم تھے اور جائز سمجھ کر جنازہ پڑھایا ہے تو جنازہ پڑھانے والا شخص کافر ہوگیا، اگر وہ شادی شدہ ہے تو اس کا نکاح ٹوٹ گیا، اس کو چاہیئے کہ تجدید ایمان ونکاح کرے، اور اگر مرنے والے کے عقائد کفریہ تھے اور پڑھانے والے نے ناجائز سمجھتے ہوئے رسماً اور سیاستاً جنازہ پڑھایا تو وہ گمراہ وفاسق ہے کافر نہیں ہے اور جنازے میں شریک ہونے والوں کا بھی یہی حکم ہے۔

”وشرطها ستة اسلام الميت وطهارته وفی الشامی قوله وشرطها ای شرطصحتها “......(الدر مع الرد: ۱/ ۶۴۰)

”ومنها ان استحلال المعصية صغيرة كانت اوكبيرة كفر “......(شرح فقه الاكبر : ۱۵۲)

”فنقول لايصلی علی الكافر لان الصلاة علی الميت دعاء واستغفار له والاستغفار للكافر حرام“......(المحيط البرهانی: ۳/ ۸۲)

”وقال ابن تيمية قال القاضی ابويعلی من قذف عائشة بمابرأها الله تعالی منه كفر بلاخلاف......ويكفر الرافضة الذين كفروا الصحابة وفسقوهم وسبوهم اه ولوقال ابوبكر الصديق رضی الله عنه لم يكن من الصحابة يكفر لان الله تعالی سماه صاحبه بقوله ”اذيقول لصاحبه لاتحزن“......(رسائل ابن عابدين : ۱/ ۳۵۸،۵۹)

''قلت وکذا یکفر قاذف عائشة ومنکر صحبة ابیھا لان ذلک تکذیب صریح القرآن''......(مجموعه رسائل الکشمیری: ۵۰/۳)

''ادعت الروافض ایضا ان علیا رضی الله عنه نبی......الی قوله رضی الله عنه لعنھم الله وملائکته وسائر خلقه الی یوم الدین فانھم بالغو فی غلوھم ومردوا علی الکفر وترکو الاسلام وفارقوه الایمان وجحدوا الاله والرسل والتنزیل فنعوذبالله ممن ذھب الی ھذه المقالة ''......(مجموعه رسائل الکشمیری :۵۵/۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شیعوں سے تعلقات رکھنے والے کے نکاح کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۰۷) کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی ہے جوشیعوں کے ساتھ میل جول رکھتا ہےاوراس کی بیوی اوراولاد بھی اسی طرح شیعوں کے ساتھ میل جول رکھتے ہیں،ان کے تمام رسوم مثلاًمحرم میں ان کے ساتھ شرکت کرتے ہیں اور بھی تمام ایسے رسوم جوناجائز ہیں اس میں بڑے جوش وخروش سے شرکت کرتے ہیں لیکن جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ سنی ہیں یا شیعہ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم سنی ہیں لیکن ظاہراً شیعوں کے ساتھ ہیں،اب سوال یہ ہے کہ اس آدمی کی لڑکیوں سے ایک صحیح العقیدہ مسلمان نکاح کرسکتا ہے یانہیں؟اسی طرح اپنی لڑکی ان کودے سکتا ہے یانہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

ایسا شخص جوشیعوں سے دوستی رکھےاوران کے ساتھ جلسےجلوسوں میں شریک ہوتا ہواس کے ساتھ رشتہ داری قائم نہیں کرنی چاہیئے ،لہٰذا مذکورہ شخص کے بیٹوں یا بیٹیوں کے ساتھ کسی صحیح العقیدہ مسلمان لڑکے یالڑکی کا نکاح نہ کرنا چاہیئے تاوقتیکہ وہ شخص توبہ کرکے شیعوں کے ساتھ تعلقات ختم کرکےان سے برأت اورعلیحدگی اختیار نہ کرلے،لیکن اگر کسی نے ایسے شخص کے ساتھ نکاح کرلیا تو نکاح منعقد ہوجائے گا،اگرچہ وہ اس رشتے کی وجہ سے گناہ گار ہوگا۔

''ومن یتولھم منکم فانه منھم قال ابن عباس یرید کانه مثلھم وھذا تغلیظ من الله وتشدید فی وجوب مجانبة المخالف فی الدین''......(تفسیر کبیر : ۳۷۵/۴)

”فلاتقعدوا معهم حتی یخوضوا فی حدیث غیره انکم اذا مثلهم)فدل بهذا علی وجوب اجتناب اصحاب المعاصی اذا ظهر منهم منکر لان من لم یجتنبهم فقدرضیٰ فعلهم والرضا بالکفر کفر قال الله عزوجل انکم اذا مثلهم فکل من جلس فی مجلس معصیة ولم ینکر علیهم یکون معهم فی الوزر“......(تفسیر قرطبی :۴۱۸/۵)

”فان هجرة اهل الاهواء والبدع واجبة علی مرالاوقات مالم یظهر منه التوبة والرجوع الی الحق “......(مرقاة: ۲۳۰/۹)

”واذا رأیت الذین یخوضون فی آیاتنا فاعرض عنهم وهذا یدل علی ان علینا ترک مجالسة الملحدین وسائر الکفار عند اظهارهم الکفر والشرک ومالایجوز علی الله تعالی اذالم یمکنا انکاره“......(احکام القرآن للجصاص :۵/۳)

”وحکی الکواشی عن سهل انه قال من صحح ایمانه واخلص توحیده لایانس الی مبتدع ولایجالسه ولایؤاکله ولایشاربه ولا یصاحبه ویظهر له من نفسه العداوة والبغضاء ومن داهن مبتدعا سلبه الله حلاوة السنن ومن تحبب الی مبتدع یطلب عز الدنیا اوعرضا منهااذله الله تعالی بذلک العز وافقره بذلک الغنی ومن ضحک الی مبتدع نزع الله تعالی نور الایمان من قلبه ومن لم یصدق فلیجرب“......(روح المعانی :۳۵/۲۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

شیزان کمپنی کی مصنوعات:

(مسئلہ نمبر۳۰۸) محترم جناب مفتی حمید اللہ جان صاحب! بعداز سلام عرض ہے کہ ایک مسئلہ درپیش ہے، وہ یہ ہے کہ میں شیزان بیکری میں جاب کرتا ہوں یہ بیکری تو مسلمانوں نے خریدی ہے لیکن اس پر تمام مصنوعات شیزان کمپنی کی فروخت ہوتی ہیں کیا اس پر جاب کی جاسکتی ہے؟ شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟ جب کہ شیزان کمپنی مرزائیوں کی ہے اور شیزان کی مصنوعات استعمال کرنا، ان کو بیچنا اور ان کی کمپنی میں کام کرنا اسلام کی رو سے کیسا ہے؟ اس کے بارے

میں اسلامی رائے کیا ہوگی؟ نیز جو آدمی یہ سب معلومات ہونے کے باوجود یہ کام جان بوجھ کر کرے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

قادیانی زندیق ہیں جن کے احکام دوسرے کفار سے زیادہ سخت ہیں، ان کے ساتھ خرید وفروخت وغیرہ ہر قسم کا لین دین ناجائز ہے اور ان سے دوستی اور محبت کا تعلق درست نہیں ہے، حتی الامکان ان کے ساتھ ہر قسم کے معاملات سے بچنا ضروری ہے، ان سے سلام وکلام لین دین اور خرید وفروخت نہ کی جائے اور نہ ان کے ہاں ملازمت کی جائے، اور نہ ہی ان کو ملازم رکھا جائے اور نہ ان کو کسی قسم کی سہولت اور فائدہ پہنچایا جائے اور نہ ان کے کارخانے اور فیکٹریوں کی مصنوعات استعمال کی جائیں، چاہے وہ کسی بھی نام سے ہو جو شیزان فیکٹری مرزائیوں کی ملکیت ہے اس کا بھی یہی حکم ہے۔

زندیق اس کافر کو کہتے ہیں جو شرعی اصطلاحات والفاظ تو نہ بدلے بلکہ ان کے اجماعی اور متفق علیہ مفہوم کو بدل دے۔

”واما فی اصطلاح الشرع فالفرق اظهر لاعتبار هم فیه ابطان الکفر والاعتراف بنبوة نبینا ﷺ علی ما فی شرح المقاصد “......(ردالمحتار :۳/۴۲۴)

”(قوله المعروف) ای بالزندقة الداعی ای الذی یدعوا الناس الی زندقته اه فان قلت کیف یکون معروفا داعیا الی الضلال وقد اعتبر فی مفهومه الشرعی ان یبطن الکفر ؟قلت لابعد فیه فان الزندیق یموه کفره ویروج عقیدته الفاسدة ویخرجها فی الصورة الصحیحة وهذا معنی ابطان الکفر فلا ینافی اظهاره الدعوی الی الضلال “......(ردالمحتار :۳/۴۲۴)

”قلت والزندیق من یحرف فی معانی الالفاظ مع ابقاء الاسلام کهذا اللعین فی القادیان یدعی انه یومن بختم النبوة ثم یخترع له معنی من عنده یصلح له بعد الختم دلیلا علی فتح باب النبوة فهذا هوالزندقة حقا ای التغیر فی المضادیق وتبدیل المعانی علی خلاف ماعرفت عند اهل الشرع وصرفها الی اهوائه مع ابقاء اللفظ علی ظاهره والعیاذبالله “......(فیض الباری :۴/۴۷۲)

”وماباعه اواشتراه اواعتقه اووهبه اورهنه اوتصرف فیه من امواله فی حال

ردته فهو موقوف فان اسلم صحت عقوده وان مات اوقتل اولحق بدارالحرب بطلت "......(هدایه : ۲/۵۸۷)

"یا ایهاالذین آمنوا لاتتخذوااليهودوالنصارى اولياء بعضهم اولياء بعض،وفى هذه الاية دلالة على ان الكافر لايكون وليا للمسلم لا فى التصرف ولافى النصرة ويدل على وجوب البرائة من الكفار والعداوة لهم لان الولاية ضدالعداوة فاذا امرنا بمعاداة اليهود والنصارىٰ لكفرهم فغيرهم من الكفار بمنزلتهم ويدل على ان الكفر كله ملة واحدة "......(احكام القرآن للجصاص : ۲/۶۲۲)

"واذا رأيت الذين يخوضون فى اٰ ياتنا فاعرض عنهم،وهذا يدل على ان علينا ترك مجالسة الملحدين وسائر الكفار عند اظهارهم الكفر والشرك ومالايجوز على الله تعالى اذالم يمكنا انكاره "......(احكام القرآن للجصاص : ۳/۵)

"وحكى الكواشى عن سهل انه قال من صحح ايمانه واخلص توحيده فانه لايأنس الى مبتدع ولايجالسه ولايؤاكله ولايشاربه ولايصاحبه ويظهر له من نفسه العداوة والبغضاء ومن داهن مبتدعا سلبه الله حلاوة السنن ومن تحبب الى مبتدع يطلب عزالدنيا اوعرضا منها اذله الله تعالى بذلك العز وافقره بذلك الغنى ومن ضحك الى مبتدع نزع الله تعالى نور الايمان من قلبه ومن لم يصدق فليجرب "......(روح المعانى : ۲۸/۳۵)

"فان هجرة اهل الاهواء والبدع واجبة على مر الاوقات مالم يظهر منه التوبة والرجوع الى الحق "......(مرقاة : ۹/۲۳۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسلمان مرزائی ہوگیا تو نکاح کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۰۹) کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے بیرون ملک ملازمت کے لیے ویزہ لگواتے وقت لکھ کر دیا کہ میں مرزائی ہوں احمدی ہوں،اس نے دستخط بھی کر دیے جس سے ویزہ لگ گیا، یہ باہر چلا

گیا اور ملازمت کرر ہاہے،اب آپ سے یہ درخواست ہے کہ یہ مومن ہے یا کافر ہوگیا؟اس کا نکاح باقی ہے یا ختم ہوگیا؟اور پھراس کا نکاح دوبارہ ہوسکتا ہے یا حلالہ کی ضرورت ہوگی؟براہ کرم یہ بھی وضاحت فرمائیں کہ زید سے عام مسلمان اپنا سلام ودعالین دین جاری رکھیں یا بائیکاٹ کردیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال باجماع امت مرزائی اور احمدی کافر اور مرتد ہیں،اگراس شخص نے لکھ دیا اور دستخط بھی کردیے کہ میں مرزائی ہوں تو وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے اوراس کا نکاح بھی ختم ہوگیا،اب اس کو دوبارہ تجدید ایمان اور دوبارہ نکاح کرنا پڑے گا،اور مسلمانوں کواس کے ساتھ کسی قسم کے تعلقات قائم کرنا جائز نہیں ہے۔

"لایجوز نکاح المجوسیات ولاالوثنیات وسواء فی ذالک الحرائر منهن والاماء کذافی السراج الوهاج ویدخل فی عبدة الاوثان عبدة الشمس والنجوم والصور التی استحسنوها والمعطلة والزنادقة والباطنیة والاباحیة وکل مذهب یکفر به معتقده کذا فی فتح القدیر "......(الهندیة : ۱/۲۸۱)

"ولایجوز للمرتد ان یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا کافرة اصلیة وکذالک لا یجوز نکاح المرتدةمع احدکذا فی المبسوط " ......(الهندیة : ۱/۲۸۲)

"ومابا عه اواشتراه اواعتقه اووهبه اورهنه اوتصرف فیه من امواله فی حال ردته فهوموقوف فان اسلم صحت عقوده وان مات اوقتل اولحق بدارالحرب بطلت"......(الهدایة : ۲/۵۸۷)

(یاایهاالذین آمنوا لاتتخذوااليهودوالنصاری اولیاء بعضهم اولیاء بعض)وفی هذه الآیة دلالة علی ان الکافر لایکون ولیا للمسلم لا فی التصرف ولافی النصرة ویدل علی وجوب البراءةمن الکفار والعداوة لهم لان الولایة ضدالعداوة فاذا امرنا بمعاداة اليهود والنصاری لکفرهم فغیرهم من الکفار بمنزلتهم ویدل علی ان الکفر کله ملة واحدة "......(احکام القرآن للجصاص : ۲/۲۲۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کفار سے صلح کا معاملہ کب جائز ہے؟

(مسئلہ نمبر۳۱۰) کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ماہ محرم میں سلامت پورہ کے علاقے میں مختلف جگہوں سے شیعوں نے جلوس نکالا اور اس میں حضرات شیخین رضی اللہ عنہما وازواج مطہرات کو گالیاں دی گئیں خصوصاً حضرات شیخین اور حضرت عائشہؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کو بہت گالیاں دی گئیں، اس پر اہل سنت نے ان کے خلاف مقدمہ دائر کیا، حکومت نے ابتداءً کاروائی کی ہے اب اس کی وجہ سے شیعہ مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ (صلح) کرنا چاہتے ہیں کہ ہم آئندہ صحابہ کو گالیاں نہیں دیں گے، حالانکہ وہ اس سے پہلے کئی مرتبہ صلح کر کے دوبارہ صحابہ کرام کی توہین کر چکے ہیں، اس مرتبہ اگر ہم ان سے صلح نہ کریں تو حکومت ان کے ماتمی جلوس پر ہمیشہ کے لیے پابندی لگادے گی، ان حالات کے پیش نظر آپ شرعی فتویٰ صادر فرمائیں کہ ان کے ساتھ صلح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

واضح رہے کہ حضرات شیخین کو گالی دینے والا اور اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والا کافر ہے، اور کافر کے ساتھ معاہدہ اور صلح اس وقت جائز ہے جب اس میں مسلمانوں کے لیے بہتری ہو، اور اگر معاہدہ کرنے میں مسلمانوں کے لیے بہتری نہ ہو تو ان کے ساتھ معاہدہ کرنا جائز نہیں ہے۔ اور سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ معاہدہ نہ کرنے میں مسلمانوں کے لیے بہتری ہے، لہذا صورت مسئولہ میں ان کے ساتھ معاہدہ نہ کیا جائے، بشرطیکہ مسلمانوں کو صلح نہ کرنے میں بہتری پر اطمینان ہو۔

"وان لم تكن الموادعة خير اللمسلمين ،فلاينبغى له ان يوادعهم لان قتال المشركين فرض وترك ماهوفرض من غير عذرلايجوز"......(المحيط البرهانى ،كتاب السير ،فصل فى الموادعة :۷/ ۲۹۰)

"وانما اختلف حكم الآيتين لاختلاف الحالين ،فالحال التى امر فيها بالمسالمة هى حال قلة عددالمسلمين وكثرة عدوهم والحال التى امرفيها بقتال المشركين وبقتال اهل الكتاب حتى يعطوا الجزية هى حال كثرة المسلمين وقوتهم على عدوهم وقدقال تعالى فلاتهنوا وتدعوا الى السلم وانتم الاعلون والله معكم ،فنهى عن المسالمة عندالقوة على قهر العدو وقتلهم ،وكذلك قال اصحابنا اذا قدر بعض اهل الثغور على قتال العدو

ومقاومتهم لم تجز لهم مسالمتهم ولا یجوز لهم اقرارهم علی الکفر الا بالجزیة "......(احکام القرآن للجصاص :۳/۱۰۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شیعہ کو مسلمان سمجھنے اور ان کی حمایت کرنے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۱۱) کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو شیعہ حضرات صحابہ کرام کو گالی دیں خصوصاً حضرات شیخین اور حضرت عائشہؓ اور حضرت معاویہؓ کو بہت سخت گالی دیں، تو اگر کوئی مسلمان ایسے شیعوں کو مسلمان کہے اور ان کی حمایت بھی کرے اور الٹا مسلمانوں کو موردالزام بھی ٹھہرائے تو ان کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

واضح رہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صحابیت اور حضرت عائشہؓ کی برأۃ نصوص قطعیہ سے ثابت ہے، لہذا جو شخص صحابیت صدیق اکبرؓ کا منکر ہو یا حضرت عائشہؓ پر زنا کی تہمت لگاتا ہو یا شیخین کو گالیاں دیتا ہو تو وہ کافر ہے، اگر کوئی مسلمان باوجود ان کے عقیدے کے جاننے کے ان کو مسلمان سمجھتا ہے تو وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہوگا، اس پر تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم ہے۔

"اما الرضاء بکفر نفسه او الرضا بکفر غیره مستجیزا او مستحسنا للکفر کفر ویجوز ان یکون کلام المشائخ الرضاء بالکفر کفر محمولا علی هذا "......(فتاویٰ بزازیه علی الهندیه :۶/۳۲۹)

"وان کانت نیة الوجه الذی یوجب التکفیر لاینفعه فتوی المفتی ویومر بالتوبة والرجوع عن ذلک وبتجدیدالنکاح بینه وبین امرأته "......(المحیط البرهانی :۷/۳۹۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سنی لڑکی کا نکاح شیعہ سے پڑھانے والے امام کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۱۲) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے امام صاحب نے سنی لڑکی کا نکاح شیعہ لڑکے سے پڑھایا اور وہ کہتے ہیں کہ مجھے علم نہیں تھا کہ یہ لڑکا شیعہ ہے، اب ہمارے لیے اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگرامام کواس شیعہ کے عقائدمثلاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پرقذف لگانے یاتحریف قرآن کے قائل ہونے یاحضرات شیخین کی صحابیت کاانکارکرنے یاحضرت علی کی الوہیت کے قائل ہونے یاحضرت جبرئیل نے وحی میں غلطی کی وغیرہ کاعلم نہیں تھاتواس پرتوبہ کرناضروری ہےاورتوبہ کے بعداس کے پیچھے نمازپڑھنادرست ہے۔

”نعم لاشک فی تکفیرمن قذف السیدة عائشة اوانکرصحبة الصدیق اواعتقدالالوھیة فی علی اوان جبرئیل غلط فی الوحی اونحوذلک من الکفرالصریح المخالف للقرآن“......(شامی: ۳/۳۲۱)

”ثم اذاتاب توبة صحیحة صارت مقبولة غیرمردودة قطعا من غیرشک وشبھة بحکم الوعدبالنص ای قوله تعالی وھوالذی یقبل التوبة عن عبادہ الآیة“......(شرح الفقه الاکبر: ۱۶۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شیعہ کی قربانی اورگوشت کےاحکام:

(مسئلہ نمبر۳۱۳) (۱) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماءعظام اس مسئلہ کے بارے میں ایک شیعہ قربانی کرتاہے اورگوشت لاکرایک سنی کودیتاہےتوسنی محلّہ داری کی وجہ سے وہ گوشت شیعہ سے لے لیتاہےتوبرائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائیں کہ اب سنی اس گوشت کاکیاکرے؟

(۲)ایک شیعہ قربانی کاگوشت لاکرایک سنی کودیتاہےتوسنی اس گوشت کولیتاہےلیکن اسے پتہ نہیں کہ یہ گوشت شیعہ نے دیاہے،جب کھالیاتواس کے بعدپتہ چلایہ شخص شیعہ تھاتواب قرآن وحدیث کی روشنی میں اس سنی کے لیے کیاحکم ہے؟

(۳)ایک شیعہ قربانی کاگوشت لاکرایک سنی کودیتاہے،لیکن سنی کوپتہ ہے یہ شخص شیعہ ہےاس کے باوجودسنی شیعہ سے گوشت لےکرکھالیتاہےتوقرآن وحدیث کی روشنی میں اس شخص کے بارے میں کیاحکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں حکم یہ ہے کہ شیعہ کے بہت سے عقائدکفریہ ہیں مثلاًتحریف قرآن کے قائل ہیں،الوہیت علیؓ کے قائل ہیں،یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے وحی لانے میں غلطی

ہوگئی، قذف عائشہؓ کے قائل ہیں وغیرہ وغیرہ جوعقائد صریح قرآن کے مخالف ہیں، اگر مذکورہ شخص کفریہ عقائد رکھتا ہے تو پھراس کا ذبیحہ حلال نہیں اور نہ ہی اس گوشت کو کھانا حلال ہے، اوراگر وہ شخص کفریہ عقائد نہیں رکھتا تو پھراس کا ذبیحہ حلال ہے اوراس گوشت کو کھانا بھی درست ہے البتہ فاسق اورمبتدع ہونے کی وجہ سے افضل یہ ہے کہ اس کا ہدیہ اوردعوت وغیرہ قبول نہ کرے۔

"نعم لاشک فی تکفیرمن قذف السیدۃ عائشۃ اوانکرصحبۃ الصدیق اواعتقدالالوھیۃ فی علی اوان جبرئیل غلط فی الوحی اونحوذلک من الکفرالصریح المخالف للقرآن"......(شامی: ۳/۳۲۱)

"ویجب اکفار الروافض فی قولھم برجعۃ الاموات الی الدنیا وبتناسخ الارواح وبانتقال روح الالٰہ الی الائمۃ وبقولھم فی خروج امام باطن وبتعطیلھم الامروالنھی الی ان یخرج الامام الباطن وبقولھم ان جبریل علیہ السلام غلط فی الوحی الی محمدﷺ دون علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وھٰؤلاء القوم خارجون عن ملۃ الاسلام واحکامھم احکام المرتدین کذافی الظھیریۃ "......(ھندیۃ: ۲/۲۶۴)

"وفی الروضۃ یجیب دعوۃ الفاسق والورع ان لایجیبہ"......(ھندیۃ: ۵/۳۴۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کافراورمرتد سے تعلقات کاحکم:

(مسئلہ نمبر۳۱۴) محترم مفتی صاحب

عرض ہے کہ گذشتہ چند برس سے محلّہ کرم آباد وحدت روڈ لاہور میں ایک شخص مثلاً زید اپنے دیگر بہن بھائیوں سمیت خیر پور سندھ سے آکرآباد ہوئے اوراہل علاقہ کواپنی شناخت تاحال مسلمان ہونے سے کرواتے ہیں، اسی وجہ سے مسلمانوں سے تعلق داری رکھتے ہیں اورقرب ہوجانے پرمسلمانوں میں رشتہ ناطہ بھی کرلیتے ہیں، چنانچہ ۲۴ اپریل ۱۹۹۲ء میں شیخ بکرمکان نمبرڈی، ۱۷۷ رحمٰن پورہ لاہور کے رہائشی سے اس زید نے اپنے حقیقی ماموں عمرو سے مل کراپنے آپ کومسلمان ظاہر کرکے دھوکہ سے اپنی بہن ہندہ کی شادی کردی تھی لیکن شادی کے بعدان کومرزائی ہونے پرمجبور کرنے لگےاورپھرمرزائی اورقادیانی ہونے سے انکار پرعمرو نے مؤرخہ ۴ جنوری ۱۹۹۶ء زیداورخالدعرف

راجو جو زید کا چھوٹا بھائی ہے دیگر چند غنڈوں کے ذریعے بکر اور اس کے والد پر ان کے گھر جا کر قاتلانہ حملہ کیا جس میں بکر کے والد فوت ہو گئے، اس کی رپورٹ تھانہ وحدت کالونی لاہور میں درج کروائی گئی لیکن عمرو نے تھانہ میں اپروچ کر کے بکر سے جبری صلح کر لی کہ وگرنہ بکر کو قتل کر دیا جائے گا، ناجائز مقدمات میں اندر کروا دیا جائے گا بالآخر بذریعہ عدالت جناب قاسم ربانی سول جج درجہ اول خیر پور میرس زبردستی ان سے طلاق لے لی اس بناء پر کہ ہندہ مرزائیت اور اپنے مرزائی رشتہ داروں سے تعلق ختم نہیں کر سکتی، اور اس کا شوہر بکر مرزائی نہیں ہوتا اور مرزائیوں کو پسند بھی نہیں کرتا، اس لیے ہندہ نے شیخ بکر کو مورخہ ۱۱ اگست ۱۹۹۸ء کو دوسری شادی کرنے کا اجازت نامہ لکھ دیا۔

اسی طرح ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۸ء بروز جمعرات عمرو نے خود کو مسلمان اور زید کا سرپرست ظاہر کر کے شکیلہ دختر سراج دین مرحوم ساکن محلّہ سادات کالونی ڈھوک جمع جہلم سے =/۵۰،۰۰۰ روپے حق مہر کے عوض نکاح کر دیا مؤرخہ ۶ نومبر ۱۹۹۸ء بروز جمعہ عمرو نے دعوت کے بہانے گھر بلا کر شکیلہ اور اس کی بہن عقیلہ اور ماجد (عقیلہ کے شوہر) کو ڈش کے ذریعے لندن سے آنے والا مرزائیوں کا خطبہ سنایا اور مرزائیت کی تبلیغ کی، جھگڑا ہونے پر مار پیٹ کر کے زید نے مسلمانوں کو اور نبی کریم ﷺ کو گالیاں دیتے ہوئے شکیلہ کو گھر سے نکال دیا، اس وقت زید کی ماں بہن ہندہ اور نجمہ بھی عمرو کے گھر خطبہ سنتی رہیں، بعد ازاں شکیلہ نے تھانہ لٹن روڈ میں زید کی درخواست دی کہ یہ گستاخ رسول ہے اور ساتھ ہی لاہور ہائی کورٹ میں ایک مقدمہ بعنوان شکیلہ بنام ایس ایچ او رنمبر ۱۹۹۹-۲۰۴۱ دائر کر دیا، بالآخر ۱۰ فروری ۱۹۹۹ کی آرڈر شیٹ میں ہائی کورٹ نے ایس ایس پی لاہور کو اس مقدمہ کی تفتیش کا حکم دیا جس پر ڈی ایس پی عمیر ورک صاحب نے زید اور عمرو کو باقاعدہ گرفتار کر کے تھانہ اچھرہ میں تفتیش کی اور ان کے خاندان کے لوگوں کے بیانات بھی قلم بند ہوئے حتیٰ کہ زید کی خالہ مدیحہ نے بھی یہی بیان دیا کہ ہم سب قادیانی ہیں، بالآخر عدالتی حکم سے شکیلہ کو زید نے طلاق دے دی اور اپنی غریبی کا عذر کر کے =/۲۰،۰۰۰ کا حق مہر معاف کروایا، اور بقیہ رقم ماہوار =/۱۰۰۰ قسط میں بذریعہ بینک عدالت کے حکم سے جمع کروا دیا اور ایڈووکیٹ جناب راشد علی مرحوم کے سامنے قادیانی ثابت ہونے پر عدالت میں تین طلاقیں دیں اور بعد ازیں ۲۶ اگست ۲۰۰۰ء کو متعلقہ یونین کونسل جہلم سے اس کا سرٹیفکیٹ جاری ہوا۔

مؤرخہ یکم جنوری ۲۰۱۱ء زید نے خود کو اور اپنے خاندان کو حسب سابق مسلمان ظاہر کر کے اپنی ایک اور بہن عظمیٰ کا نکاح عبداللہ سے کیا اور چند ماہ بعد اس کو بھی مرزائیت کی تبلیغ کی غرض سے لٹریچر اور اپنی زبانی لیکچر دینا شروع کر دیا اور اسکے انکار پر بالآخر اس نے یہ کہ ہم احمدی ہیں، احمدی رہیں گے تمہیں جو کرنا ہے کر لو، بالآخر ۷ اکتوبر ۲۰۱۱ء کو مرزائی ہونے کی بناء پر اکٹھی تین طلاقیں دے کر اس کو فارغ کر دیا لیکن تاحال اس کو دوبارہ گھر بسانے پر مجبور

کرنے کے لیے مختلف حیلے، ہتھکنڈے استعمال کر کے مجبور کیا جارہا ہے، خاص طور پر زید کا یہ کہنا ہے کہ نکاح کوئی ایسا رشتہ نہیں ہے کہ منہ سے صرف طلاق کہنے سے طلاق ہوجائے اور یہ رشتہ ختم ہوجائے لہذا تم اپنا علیحدہ گھر لے کر تین طلاق ہوجانے کے بعد بھی گھر بسا سکتے ہو، اس لیے صلح کرلو۔

ہمیشہ کسی مشکل یا مقدمہ میں پھنسنے کے بعد یہ بشارت مختلف طبقہ کے علماء سے رجوع کرتا ہے اور وقتی طور پر بیان حلفی مسلمان ہونے کا لکھ کر دھوکا دیتے ہوئے اس بیان پر اپنا مسلمان ہونا لکھوالیتا ہے، حالانکہ ان کے اول الذکر مقدمہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے جنرل سیکرٹری حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب نے ان کو قادیانی لکھ کر دیا ہوا ہے اور عدالتی کارروائیوں میں یہ زید اور اس کی بہنیں شہادتوں کے بیان پر مرزائی اور قادیانی ثابت ہوچکے ہیں، ان کے پاس ان مقدمات کے دورانیے کے علاوہ کوئی ایسا ثبوت یا سرٹیفکیٹ نہیں کہ جس میں انہوں نے کسی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہو یا مرزائیت سے توبہ اور براءت کی ہو، آج کل بھی دو مختلف مقدمات میں ان پر مرزائیت کی زد ہے تو علماء کے پاس جا کر حلفی بیان دے رہے ہیں اور ایک تحریر اس سلسلہ میں کسی عالم کی لکھی ہوئی انہوں نے تھانہ وحدت کالونی میں جمع کروائی ہے جس کی بناء پر تھانہ وحدت کالونی کے ایس ایچ او نے ان کو مسلمان لکھا ہے، حالانکہ آج تک زید کی بیویاں بننے والی عورتیں اس کو مرزائی بیان کرتی ہیں، نیز ان کا پیدائش سے لے کر آج تک رشتہ اور تعلق مرزائیوں سے رہا ہے، خود زید کے نانا نے اپنی بیوی کو پانچ بچوں کے بعد صرف اس لیے طلاق دے دی تھی کہ وہ مسلمان ہے اور مرزائی نہیں ہوتی، بعدازاں دوسری مرزائی عورت سے دوسرا نکاح اس نے کیا ہے۔

اندریں حالات کیا ایسا دجل اور فریب کار شخص جو محض دفع الوقتی حلفیہ بیان دے دیتا ہو مسلمان سمجھا جائے گا یا مرتد اور قادیانی؟ جواب سے نوازیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال مذکورہ شخص زید مثلاً مندرجہ ذیل وجوہ سے کافر اور مرتد ہے۔

(۱) شاتم رسول ہونے کی وجہ سے کیونکہ شاتم رسول بالاجماع کافر ہے۔

"وقال محمدبن سحنون اجمع العلماء علی ان شاتم النبی ﷺ والمنتقص له کافر والوعید جار علیه بعذاب الله تعالیٰ له ومن شک فی کفره وعذابه کفر"......(مجموعه رسائل ابن عابدین: ۱/۳۱۶)

(۲) شخص مذکور اپنے کفر کو چھپا کر اسلام ظاہر کرتا ہے اور اندرون خانہ اپنے باطل عقیدہ کی تبلیغ بھی کرتا ہے لہذا یہ زندیق اور کافر ہے۔

"قوله المعروف ای بالزندقة الداعی ای الذی یدعواالناس الیٰ زندقته اه فان قلت کیف یکون معروفا داعیا الی الضلال وقداعتبرفی مفهومه الشرعی ان یبطن الکفر قلت لابعدفیه فان الزندیق یموه کفره ویروج عقیدته الفاسدة ویخرجها فی الصورة الصحیحة وهذا معنی ابطان الکفر فلاینافی اظهاره الدعوی الی الضلال وکونه معروفا بالاضلال"......(شامی ۳/۳۲۴)

"قلت والزندیق من یحرف فی معانی الالفاظ مع ابقاء الفاظ الاسلام کهذا اللعین فی القادیان یدعی انه یومن بختم النبوة ثم یخترع له معنی من عنده یصلح له بعده الختم دلیلا علی فتح باب النبوة فهذا هوالزندقة حقا"......(فیض الباری : ۴/۴۷۲)

مزید برآں یہ کہ عدالتی کاروائیوں میں اس کو کافر قرار دیا جاچکا ہے اور ابھی تک اپنے مسلمان ہونے کا کوئی ثبوت بھی اس کے پاس موجود نہیں ہے۔

مذکورہ دلائل کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ شخص کافر مرتد اور زندیق ہے، مسلمان کہلانے کا اہل نہیں ہے، لہذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے شخص سے مکمل بائیکاٹ کریں اور اس کو عدالت کے ذریعہ کیفر کردار تک پہنچائیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

مسلمان عورت کا قادیانی سے نکاح کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۳۱۵) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے آٹھ ماہ پہلے ایک بیوہ عورت سے نکاح کیا جس کا علم اس بیوہ کے تین بچوں کو ہے اور کسی کو اس کا پتہ نہیں ہے، اور ایک بچہ اس نکاح کا گواہ بھی تھا، پھر چند ماہ بعد اس عورت کی بیٹی نے جو کہ پہلے خاوند سے تھی ایک قادیانی سے آن لائن نکاح کیا، میں اس میں شامل نہیں ہونا چاہتا تھا لیکن بامر مجبوری مجھے اس مجلس میں شامل ہونا پڑا، اور مجھ کو اس نکاح میں لڑکی کا وکیل بنا دیا گیا، لڑکے کے قادیانی ہونے کا مجھے علم تھا، میں نے کسی عالم سے پوچھا تو اس نے کہا کہ آپ کو تجدید نکاح کروانا پڑے گا، میں نے اس بات کا ذکر اپنی بیوی سے کیا تو اس نے تجدید نکاح سے انکار کر دیا، اور کہا کہ میں تجدید نکاح نہیں کروں گی مجھے طلاق دے دو، اور تقریباً چھ ماہ ہوگئے ہیں میں اس کے قریب نہیں گیا، وہ اس بات کو بہانہ بنا کر کہہ رہی ہے کہ مجھے طلاق ہوگئی ہے، لہذا تم بھی اپنے منہ سے کہہ دو، مذکورہ تحریر کے پیش نظر چند سوالات کے جوابات مطلوب ہیں۔

(۱) مسلمان عورت کا نکاح قادیانی سے جائز ہے یا ناجائز؟

(۲) آن لائن نکاح کا شرعاً کیا حکم ہے؟ جائز ہے یا ناجائز؟

(۳) جولوگ اس نکاح کی مجلس میں شامل تھے ان کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ کیا وہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح کریں گے؟

(۴) اگر کوئی آدمی چھ ماہ تک اپنی بیوی کے قریب نہ جائے تو کیا اس سے اس کی بیوی کو طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں؟

قرآن وسنت کی روشنی میں بالدلائل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) قادیانی چونکہ مرتد ہیں اور کسی بھی مرد وعورت کا نکاح مرتد مرد یا عورت سے حرام اور باطل ہے۔

”ولایصلح ان ینکح مرتدا ومرتدة احدا من الناس مطلقا،قوله مطلقا ای مسلماًاو کافرا اومرتدا “......(درمختارمع الشامی: ۲/۴۳۰)

”وتصرف المرتد فی ردته علی اربعة اوجه ......ومنها ماهوباطل بالاتفاق نحوالنکاح فلایجوزله ان یتزوج امرأ ة مسلمة ولامرتدة ولاذمية لاحرة ولامملوکة “......(هندية: ۲/۲۵۵)

(۲) آن لائن نکاح درست نہیں ہے کیونکہ نکاح کے لیے لڑکا اور لڑکی یا ان کے وکلاء کا ایک ہی مکان اور مجلس نکاح میں حاضر ہونا ضروری ہے، نیز گواہوں کا بھی اس مجلس نکاح میں موجود ہونا ضروری ہے۔

”فمنهااتحادالمجلس اذاکان الشخصان حاضرین فلواختلف المجلس لم ینعقد“......(بحرالرائق :۳/۱۴۸)

”ولناان الوکیل هوالعاقد حقیقة فکانت حقوق العقدراجعة الیه کمااذاتولی المؤکل بنفسهٖ“......(بدائع الصنائع :۵/۳۷)

(۳) جولوگ اس مجلس نکاح میں شامل تھے ان کے لیے تجدید ایمان ونکاح ضروری نہیں تاہم گناہ گار ہونے کی وجہ سے توبہ ضروری ہے۔

”مامن قوم یعمل فیهم بالمعاصی ثم یقدرون علی ان یغیروا اثم لایغیرون الایوشک ان یعمهم الله بعقاب“......(مرقاة شرح مشکوٰة : ۹/۲۳۲)

(۴)اگرکوئی شخص عدم قرب پرقسم اٹھائے بغیرویسے ہی چھ ماہ تک بیوی کے پاس نہیں گیا تو اس سے نکاح پرکوئی اثرنہیں پڑتا۔

"باب الایلاء ھو لغة الیمین وشرعا الحلف علی ترک قربانھامدته ولو ذمیا ......ورکنه الحلف ......لایکون ایلاء بلانیة"......(شامی : ۵۹۲،۵۹۱/۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شیعہ کانماز جنازہ پڑھانے والے کاحکم:

(مسئلہ نمبر۳۱۶) کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مسلمان آدمی شیعہ کا جنازہ پڑھتاہے جب کہ اس کواس بات کاعلم ہے کہ یہ جنازہ شیعہ کاہے تو ایسے آدمی کے ایمان اورنکاح کے بارے میں کیاحکم ہے، نیز ایک مسلمان لاعلمی میں شیعہ کاجنازہ پڑھتاہے اورجنازہ پڑھنے کے بعداس کومعلوم ہوا کہ یہ جنازہ شیعہ کاتھا، مذکورہ دونوں حضرات کے ایمان اورنکاح کے بارے میں کیاحکم ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں مکمل اورمدلل جواب مرحمت فرماکرعنداللہ ماجورہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال اگرآدمی کارفض اس درجے کاہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کاقائل ہو یاشیخین کریمین کوگالیاں دیتاہواورحضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پرتہمت لگاتاہوایسے آدمی کوایک صحیح العقیدہ جانتے پہچانتے ہوئے اورجائزسمجھتے ہوئے اس کے جنازے میں شامل ہوجائے توایسے شخص کے لیے تجدیدنکاح اورتجدیدایمان ضروری ہے، اوراگرایسے شخص کوجانتاپہچانتانہیں ہے ویسے ہی جنازے میں شریک ہوگیااوربعدمیں پتہ چلاکہ یہ غالی شیعہ تھایااس کی نمازجنازہ کوناجائزسمجھتے ہوئے اس میں رسماً شریک ہواہوتواس صورت میں تجدیدنکاح اورتجدیدایمان کی ضرورت نہیں ہے۔

"وبھذا ظھران الرافضی ان کان ممن یعتقدالالوھیة فی علی اوان جبریل غلط فی الوحی اوکان ینکرصحبة الصدیق اوبقذف السیدة الصدیقة فھوکافرلمخالفة القواطع المعلومة من الدین بالضرورة بخلاف ماذاکان یفضل علیا اویسب الصحابة فانه مبتدع لاکافرکمااوضحته فی کتابی تنبیه الولاة والحکام علی احکام الشاتم خیرالانام اواحداصحابه الکرام علیه وعلیھم الصلاة والسلام "......(شامی:۳۱۴/۲)

”الرافضی اذاکان یسب الشیخین ویلعنهماوالعیاذبالله فهو کافر “......
(هندیة: ۲/۲۶۴)

”فنقول لایصلی علی الکافر ....ولاتصلی علیه لان الصلوة علی ا لمیت دعاء واستغفارله والاستغفارللکافرحرام“......(محیط برهانی: ۳/۸۲)

”ومنها ان استحلال المعصیة صغیرة کانت اوکبیرة اذاثبت کونها معصیة بدلالة قطعیة وکذا الاستهانة بهاکفر“......(شرح فقه الاکبر: ۲۵۴)

”وشرطها ستة اسلام ا لمیت وطهارته“......(درعلی الشامی: ۱/۶۴۰)

”ثم ان کانت نیة القائل الوجه الذی یمنع التکفیر فهومسلم وان کانت نیة الوجه الذی یوجب التکفیر لاتنفعه فتوی المفتی ویؤمربالتوبة والرجوع عن ذالک وبتجدیدالنکاح بینه وبین امرءته کذا فی المحیط“......(هندیة: ۳/۲۸۳)

”عن عبدالله بن مسعودؓ قال قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب کمن لاذنب له “......(مرقات المفاتیح : ۵/۲۶۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فرقہ واریت کی شرعی حیثیت:

(مسئلہ نمبر۳۱۷) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فرقہ واریت کی اسلام میں کیا حیثیت ہے؟ جائز ہے کہ نہیں، نیز شرعی حکم عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

واضح رہے کہ اسلام میں فرقہ بندی بالکل ناجائز ہے جو کہ قرآن وحدیث کی نصوص قطعیہ کے خلاف ہے، لہذا فرقہ بندی سے بچنا لازم ہے کیونکہ اس سے دین کو نقصان پہنچتا ہے، بشرطیکہ اپنے صحیح نظریات کو نہ چھوڑنا پڑے۔

”واعتصموابحبل الله جمیعاولاتفرقوا “......(سورة آل عمران : ۱۰۳)

واضح رہے کہ بحبل اللہ کے لفظ سے واضح طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحیح عقیدے اور نظریے پر اتحاد کا حکم ہے۔

”وقال اللہ تعالیٰ من الذین فرقوادینھم وکانوا شیعا لست منھم فی شئ“......(سورۃ الانعام: ۱۵۹)

”عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذشذفی النار“......(مشکوٰۃ المصابیح: ۱/ ۱۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

یہودیت اور نصرانیت کی مبلغ این جی اوز کے ساتھ تعاون کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۳۱۸) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقے میں این جی اوز (نان گورنمنٹ آرگنائزیشن) فلاحی کام کر رہے ہیں، گلی، فلش اور نالیاں بنا رہے ہیں، اور کاموں میں بھی روپے خرچ کرتے ہیں، ہمارے علاقے کے بعض مذہبی حضرات ان کاموں کو کار ثواب سمجھتے ہیں، ورنہ دوسری طرف لوگوں سے سن رہے ہیں کہ یہ این جی اوز بے حیائی، یورپی تہذیب اور عیسائیت کا پرچار کرتی ہیں، اور اسلامی تہذیب وتمدن کو مٹانے کے لیے کوشاں ہیں، اب مندرجہ ذیل سوالات کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں۔

(۱) این جی اوز کیا ہیں؟ پاکستان میں ان کے دفاتر کہاں کہاں ہیں؟ اور ان کا مقصد اور کردار کیا ہے؟

(۲) ان کے کاموں میں حصہ لینا کار خیر ہے؟

(۳) اگر کار خیر نہیں تو آدمی کون سے گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے؟

(۴) کیا ان کی تنظیم کا رکن بننا جائز ہے؟

(۵) کیا ان سے اپنی گلیاں، کنویں، نالیاں وغیرہ کی مرمت کروانا جائز ہے؟

(۶) جو لوگ ان کو اپنے گاؤں میں فلاحی کاموں سے منع کرتے ہیں کیا وہ اچھا کرتے ہیں؟

(۷) اگر ایک آدمی ان سے کچھ لے کر یعنی تنخواہ وغیرہ غریبوں میں تقسیم کرے تو کیا یہ درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں این جی اوز کا وہ ادارہ جو فلاح و بہبود کی آڑ میں نصرانیت و یہودیت اور بے پردگی و بے حیائی کی تبلیغ کرتا ہو اس ادارے کے ساتھ کسی قسم کا تعاون کرنا جائز نہیں ہے، اسی طرح ان کے کاموں میں حصہ لینا اور اس تنظیم کا رکن بننا اور ان سے اپنے گاؤں کی نالیاں وغیرہ درست کروانا اور ان سے پیسے وغیرہ لے کر غریبوں میں تقسیم کرنا یہ سب امور ناجائز ہیں۔

”ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان یعنی لاتعاونوا علی ارتکاب المنھیات “

......(تفسیرمظھری :۳/۴۸)

”کل ماادی الی مالایجوز لایجوز“......(درعلی الشامی :۵/۲۵۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

آغاخانیوں کا جنازہ پڑھانے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۱۹) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ایک خطیب صاحب ہیں جو کہ فوج میں ہیں، ان کے ذمے فوجی حضرات جو کہ محاذ میں مرتے ہیں ان کی نماز جنازہ پڑھانا ہوتی ہے،اب فوج میں جوبھی مرتا ہے جنازہ سنی خطیب صاحب ہی پڑھاتے ہیں ،اب مرنے والوں میں شیعہ حضرات بھی ہوتے ہیں اورآغاخانی فرقہ والے بھی ہوتے ہیں،اگران کی نماز جنازہ نہ پڑھائی جائے توان کی ڈیوٹی کا مسئلہ ہے اوراگر پڑھاجاوے تو وہ غیر مذہب ہیں آپ برائے مہربانی شریعت کی روسے واضح فرمائیں کہ درست طریقہ کیا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

شرائط نماز جنازہ میں سے ایک میت کامسلمان ہونابھی ہے،لہذا آغاخانی اورشیعہ کی نماز جنازہ پڑھانادرست نہیں ہے۔

”وشرطھااسلام ا لمیت“......(درمختار: ۱/۱۲۱)

لہذااس سے بچنے کی تدبیر یہ ہے کہ خطیب صاحب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح ”**انی سقیم**“ کہہ کر توریہ کرلیاکریں،اوراگرپھربھی چھٹکارا نہ ہوتو نماز جنازہ پڑھانے کی نیت کیے بغیر کھڑے ہوکرزبان سے کچھ نہ پڑھاکریں۔

”فنقول لایصلی علی الکافرلان الصلوۃ علی ا لمیت دعاء واستغفار له والاستغفارللکافرحرام“......(محیط برھانی: ۳/۸۲)

”(قولہ ویوری)التوریة ان یظھرخلاف مااضمرفی قلبه اتقانی قال فی العنایة فجاز ان یرادبھاھنااطمئنان القلب وان یرادالاتیان بلفظ یحتمل معنیین اھ وفیه انه قد یکرہ علی السجود للصنم اوالصلیب ولالفظ فالظاھر انھااضمار خلاف ماظھرمن قول اوفعل لانھابمعنی الاخفاء فھی من عمل القلب تامل “

......(شامی: ۵/۹۲)

”ومن ابتلی بذلک لضرورة اولحیاء ینبغی ان لایقصد بالقیام قیام الصلوة ولایقرء شیئا واذاحنیٰ ظهره لایقصدالرکوع ولایسبح حتی لایصیر کافرا بالاجماع“...... (هندية : ۲/۲۶۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کوئی مسلمان اگرشیعہ کا جنازہ پڑھ لے تو کیا حکم ہے؟

(مسئلہ نمبر۳۲۰) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شیعہ کا جنازہ شیعہ امام نے پڑھایااور بستی کے اہل سنت مسلمانوں نے یہ جنازہ پڑھا،ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

واضح رہے کہ اگران لوگوں کوشیعہ کے عقائد کفریہ مثلاً الوہیت علیؓ یاتحریف قرآن وغیرہ کاعلم تھااور جنازہ جائز سمجھتے ہوئے پڑھاتوان لوگوں پرتجدیدایمان لازم ہے،اگرشادی شدہ ہوں تو تجدیدایمان کے ساتھ تجدیدنکاح بھی لازم ہےاوراگرناجائز سمجھتے ہوئے پڑھاتوتوبہ استغفارضروری ہے۔

”ان استحلال المعصية صغيرة كانت اوكبيرة كفر“......(شرح الفقه الاكبر: ۱۵۲)

”ولانكفر بضم النون وكسرالفاء مخففا اومشددا اى لاننسب الى الكفر مسلمابذنب من الذنوب اى بارتكاب معصية وان كانت كبيرة اى كمايكفرالخوارج مرتكب الكبيرة اذالم يستحلها اى لكن اذالم يكن يعتقدحلها لان من استحل معصية قدثبتت حرمتها بدليل قطعي فهوكافر“......(شرح الفقه الاكبر: ۱۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شیعہ کے ساتھ شادی اورمیل جول کے احکام:

(مسئلہ نمبر۳۲۱) محترم المقام جناب مفتی حمیداللہ جان صاحب السلام علیکم

ہمارے چھوٹے بھائی کی شادی کافی عرصہ سے رکتی جارہی ہے(عمر۳۵سال)بیسیوں رشتے ملےمگرآخری

موقع پر جواب ہوجاتا تھا، اب کسی نے وظیفہ بتایا وہ پڑھنا شروع کیا تو بالآخر ایک جگہ ہاں ہوگئی، لڑکی کے خاندان کی مختصراً حالت یہ ہے، باپ (باقر علی مرزا) شدید فالج سے گزشتہ کئی سالوں سے بستر پر ہے، بے حس وحرکت پڑا ہے، بڑا بھائی MBA کرنے کے بعد ذہنی مریض اور مینٹل ہسپتال میں ہے، چھوٹا بھائی کینیڈا میں ہوٹل کا ملازم ہے، بقیہ فیملی میں ۴ بہنیں ہیں، ایک ڈاکٹر ہے، طلاق یافتہ بقیہ کی شادی ہونی ہے، لڑکی کی والدہ کٹر اہل تشیع ہے، جب کہ بچوں کا ذہن شیعہ سنی مخلوط ہے اس قدر دکھی فیملی ہے اور ان کا موقف ہے کہ نکاح اہل تشیع نکاح خواں پڑھائے گا، ہمارے بھائی کے بقول کہ شادی کے بعد بتدریج لڑکی مجالس وغیرہ اور دوسری رسومات چھوڑ دے گی، کیونکہ لڑکی سے ٹیلی فون پر بات ہوچکی ہے، جناب مفتی صاحب اللہ آپ کو صحت کاملہ اور لمبی عمر دے تاکہ آپ اس دنیا کے لوگوں کے لیے اصلاح کا باعث بھی بنتے ہیں، آپ سے راہنمائی لینی ہے کہ آیا

۱۔ ہم سب یا بطور خاص میں خود اس شادی میں شرکت کرسکتا ہوں۔

۲۔ کیا یہ شادی صحیح ہے؟ کیا اس بناء پر کہ بعد میں اصلاح ہوجائے گی شادی کو ہونے دیا جائے؟ جب کہ پہلے ہی بہت دیر ہوچکی۔

۳۔ حدیث مبارکہ کی رو سے صحابہ کرام پر لعنت کرنے والا یا برا کہنے والا فرد اس قابل نہیں کہ ان کے پاس بیٹھا جائے یا ان سے میل ملاقات رکھی جائے اور کھانا کھایا جائے۔

۴۔ اگر بھائی کی شادی میں شرکت کرنا صحیح نہ ہو تو (قطع رحمی) سے متعلق کیا راہنمائی ہے؟

۵۔ کیا اپنی اہلیہ اور بچوں کو ساتھ لیجایا جاسکتا ہے (اگر خود شرکت کرسکتا ہو)۔

۶۔ اسی طرح والد صاحب نے مجھے شادی کا دعوت نامہ میرے سسر کو دینے کو کہا ہے، کیا والد صاحب کا حکم مانتے ہوئے دعوتی کارڈ دینا صحیح ہوگا۔۔

۷۔ شادی میں دیر ہوجانے کے باعث اور مختلف تربیتی انداز میں کمی کے باعث چھوٹے بھائی سے اختلاف (کسی بھی معاملہ میں) کروں تو سبھی کو گندی گالیاں بھی دینا شروع کردیتا ہے، اس لیے سبھی افراد لڑکے کے ماں باپ بھائی بہن شادی میں شرکت مجبوراً کررہے ہیں۔

مہربانی فرما کر راہنمائی فرمائیے کہ کیا کیا جائے، جزاک اللہ۔

الجواب باسم الملک الوھاب

۱۔ آپ اس شادی میں شرکت نہ کریں۔

۲۔ چونکہ لڑکی کے عقائد بظاہر شیعہ والے ہیں، لہذا یہ شادی درست نہیں، آپ لڑکی کو پہلے شیعہ کے غلط عقائد

ونظریات سے آگاہ کر کے ان سے توبہ کرائیں اور جب لڑکی صدقِ دل سے ان عقائد سے توبہ کرلے تو اس سے بھائی کی شادی کریں۔

۳۔ ایسے شخص سے میل جول رکھنا جائز نہیں جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو معاذ اللہ گالیاں دیتا ہے۔

۴۔ یہ قطع رحمی نہیں ہے "لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق"

۵۔ نہ خود جائیں نہ انہیں لے جائیں۔

۶۔ آپ کو دعوتی کارڈ تقسیم کرنا درست نہیں ہے کیونکہ جب یہ شادی ہی درست نہیں تو اس میں شرکت اور شرکت کی دعوت کیسے درست ہوسکتی ہے؟

۷۔ اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے کسی بھائی وغیرہ کی خوشنودی حاصل کرنا کیسے درست ہوسکتا ہے؟

"وتعاونوا علی البر والتقویٰ ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان وتعاونوا علی البر ای علی امتثال امر الله تعالیٰ والتقویٰ ای الانتهاء عمانهی عنه کی یتقی نفسه عن عذاب الله ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان یعنی لاتعاونوا علی ارتکاب المنهیات "......(تفسیر مظهری: ۳/۴۸)

"نعم لاشک فی تکفیر من قذف السیدة عائشة اوانکرصحبة الصدیق اواعتقدالالوهیة فی علی اوان جبرئیل غلط فی الوحی اونحوذلک من الکفر الصریح المخالف للقرآن ولکن لوتاب تقبل توبته"......(شامی: ۳/۳۲۱)

"الرافضی اذاکان یسب الشیخین ویلعنهماوالعیاذبالله فهو کافر"......(هندیة: ۲/۲۶۲)

"وفی جامع الجوامع وکذا الرافضة التی رأت تفضیل ابی بکر وعمر اماتحب علیا امالوفضلت علیا ولم تراه صاحبا وتراه نبیا اوشریکا لالانها کافرة لاملة لها"...... (التاتارخانیة: ۳/۱۱)

"لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق "......(تفسیر مظهری : ۷/۲۶۳)

"عن ابی سعیدانه سمع رسول الله ﷺ یقول لاتصاحب الامؤمناولایأکل

طعامک الاتقی ای المراد ان لایألف بغیر النقی فان الصحبة مؤثرة فی اصلاحالحال وافساده ''......(۲/۵۱۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسلمانوں کے خلاف کفار آرمی کی مدد کرنے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۲۲) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک مسلمان کفار آرمی کی مدد کرتا ہے جو مسلمانوں کیخلاف ایک جنگ لڑ رہی ہے اس آدمی کے لیے شرعی حکم اور اس کی بیوی بچوں کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟ حوالہ کے ساتھ بتائیں مہربانی ہوگی۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اس بارے میں حضرت سید حسین احمد مدنیؒ کتاب ارشادات مدنی کی عبارت من وعن نقل کی جاتی ہے۔

(۳) تیسری صورت قتل مسلم کی یہ ہے کہ کوئی مسلمان کافروں کے ساتھ ہوکر ان کی فتح ونصرت کے لیے مسلمانوں سے لڑے، یا لڑائی میں ان کی اعانت کرے، اور جب مسلمانوں اور غیر مسلموں میں جنگ ہورہی ہوتو وہ غیر مسلموں کا ساتھ دے، یہ صورت اس جرم کی کفر وعدوان کی انتہائی صورت ہے، اور ایمان کی موت اور اسلام کی نابود ہوجانے کی ایک ایسی اشد حالت ہے جس سے زیادہ کفر وکافری کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا دنیا کے وہ سارے گناہ، ساری معصیتیں، ساری ناپاکیاں ہر طرح اور ہر قسم کی نافرمانیاں جو ایک مسلمان جسم دنیا میں کرسکتا ہے یا ان کا وقوع دھیان میں آسکتا ہے سب اس کے آگے ہیچ ہیں، جو مسلمان اس کا مرتکب ہو، وہ قطعاً کافر ہے اور بدترین قسم کا کافر، اس کی حالت کو قتل مسلم کی پہلی صورت پر قیاس کرنا درست نہ ہوگا، اس نے صرف قتل مسلم ہی کا ارتکاب نہیں کیا ہے، بلکہ اسلام کے برخلاف دشمنان حق کی اعانت ونصرت کی ہے، اور یہ بالاتفاق وبالاجماع کفر صریح وقطعی مخرج من الملۃ ہے، جب شریعت ایسی حالت میں غیر مسلموں کے ساتھ کسی طرح کا علاقہ محبت رکھنا بھی جائز نہیں رکھتی تو پھر صریح اعانت فی الحرب اور حمل سلاح علی المسلم کے بعد کیونکر ایمان واسلام باقی رہ سکتا ہے (ارشادات مدنی :۲۲۱،۲۲۳، مکی دارالکتب اردو بازار لاہور)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شیعہ کے ذبیحہ کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۳۲۳) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اور مفتیان دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقہ تحصیل احمد پور سیال ضلع جھنگ میں اکثر قصاب اہل تشیع (شیعہ) ہیں اور وہ خود ہی ذبح کرتے ہیں اور بہت سارے سنی حضرات دانستہ یا غیر دانستہ ان سے گوشت خرید کر استعمال کرتے ہیں، لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان کے ذبح شدہ جانور کا گوشت سنی و دیگر اہل مسلک کے لیے کھانا درست ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ ان سے لیکر کھا رہے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں شیعہ بارہ امامیہ فقہ جعفریہ والے نے جس جانور کو خود ذبح کیا یا کسی اور شیعہ سے ذبح کروایا تو وہ ذبیحہ مردار ہے، اور اس جانور کا گوشت کھانا حرام ہے، اگر کھا لیا ہے تو توبہ واستغفار کریں۔

شیعہ کے کفر کے متعلق فقہائے کرام کی عبارات کو نقل کرنے سے پہلے ان کی اپنی کتب سے کفریہ عبارات نقل کی جاتی ہیں۔

”طائفه سلیم عرابیه گویند وایشان گویند خداجبرئیل رابعلی فرستاداو بغلط بمحمد رفت ازآنکه بمحمدبعلی غراب که بغراب ماند چهار مرد راشریفیه گویند خدادرنبی وعلی وفاطمه وحسن وحسین فرودآمد وعلی الهست وطائفه ......تذکرة الائمة معصومین تالیف ملاباقرمجلسی ایران“

......(تاریخی دستاویز :باب ۲/ ۲۶۶)

”من یأت منکن بفاحشة مبینة“ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ فاحشہ مبینہ سے مراد ہے کہ تلوار لے کر لڑائی کے لیے نکلنا، قول مترجم، جنگ جمل میں افواج بصرہ کی جنرل کمانڈ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس آیت کی رو سے فاحشہ مبینہ کی مرتکب ہیں (تاریخی دستاویز: باب ۳/ ۳۶۶)

(حاشیہ قرآن کریم مترجم حکیم سید مقبول احمد دہلوی افتخار بک ڈپو کرشن نگر لاہور)

شیعہ کے کفر کے بارہ میں فقہائے کرام کی عبارات،

”نعم لاشک فی تکفیر من قذف السیدة عائشة رضی الله عنها اوانکر صحبة

الصدیق رضی اللہ عنہ اواعتقد الالوھیۃ فی علی رضی اللہ عنہ اوان جبریل غلط الوحی اونحوذلک من الکفر الصریح لمخالف القرآن"......(شامی: ۳/۳۲۱)

"ویجب اکفار الکیسانیۃ فی اجازتھم البداء علی اللہ تعالیٰ ہ واکفار الروافض فی قولھم برجعۃ الاموات الی الدنیا وبنسخ الارواح وانتقال روح الالٰہ الی الائمۃ وان الائمۃ آلھۃ وفی قولھم بخروج امام ناطق بالحق وانقطاع الامر والنھی الی ان یخرج وبقولھم ان جبریل علیہ السلام غلط فی الوحی الی محمد ﷺ دون علی کرم اللہ وجھہ واحکام ھؤلاء احکام المرتدین ومن انکر خلافۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ فھو کافر فی الصحیح ومنکر خلافۃ عمر رضی اللہ عنہ فھو کافر فی الاصح ویجب اکفار الخوارج فی اکفارھم جمیع الامۃ سواھم ویجب اکفارھم باکفار عثمان وعلی وطلحۃ والزبیر وعائشۃ رضی اللہ عنھم "......(بزازیہ علی ھامش الھندیۃ: ۶/۳۱۸)

ذبیحہ کے متعلق فقہاء کی عبارات:

"واما شرائط الزکاۃ فانواع ......ومنھا ان یکون مسلما اوکتابیا فلاتؤکل ذبیحۃ اھل الشرک والمرتد لانہ لایقر علی الدین الذی انتقل الیہ " ......(ھندیۃ: ۵/۲۸۵)

واما شرائط رکن الزکاۃ فانواع ....ومنھا ان یکون مسلما اوکتابیا فلاتؤکل ذبیحۃ اھل الشرک والمجوسی والوثنی وذبیحۃ المرتد"......(بدائع الصنائع: ۴/۱۶۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شیعہ کی قربانی کے گوشت کو کھانے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۳۲۴) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے گھر کی گلی میں ایک فیملی نے کرائے پر مکان لیا اور پھر عیدالاضحیٰ کے موقع پر انہوں نے اپنی قربانی کی اور قربانی کا گوشت میرے

گھر بھیجا، گوشت لینے کے بعد تحقیق کی تو پتہ چلا کہ فیملی کا تعلق شیعہ مسلک کے ساتھ ہے، تو کیا یہ گوشت پکا کر میں کھا سکتا ہوں یا نہیں؟ اگر کھا نہیں سکتا تو اب اس قربانی والے گوشت کا کیا کروں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ شیعہ فیملی سے قربانی کا گوشت آیا اور گھر والوں نے پکا کر کھالیا، بعد میں پتہ چلا کہ یہ گوشت دینے والا شیعہ تھا، اب اس صورت میں میرے لیے کیا حکم ہے؟ مہربانی فرما کر قرآن وسنت کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں شیعہ بارہ امامیہ فقہ جعفریہ والے کے گھر سے آنے والا گوشت جس جانور کا ہے اس کو اگر شیعہ نے خود ذبح کیا ہے یا کسی اور شیعہ سے ذبح کروایا ہے تو یہ ذبیحہ مردار ہے اور اس کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے، اگر لاعلمی میں کھالیا تو توبہ واستغفار کریں، لیکن اگر شیعہ نے کسی مسلمان سے ذبح کروایا ہے تو اس کا گوشت کھانا جائز ہے۔

لیکن اگر شیعہ نے کسی قربانی کے جانور میں حصہ ڈالا ہے تو اگر اس جانور کو ذبح مسلمان نے کیا ہے تو اس کا کھانا تو حلال ہے، البتہ شرکاء میں سے قربانی کسی کی بھی نہیں ہوئی، اگر کسی شیعہ نے ذبح کیا ہے تو قربانی بھی کسی کی نہیں ہوئی اور گوشت کھانا بھی حرام ہے۔

”نعم لاشک فی تکفیر من قذف السیدة عائشة رضی الله عنها اوانکر صحبة الصدیق رضی الله عنه اواعتقد الالوهیة فی علی رضی الله عنه اوان جبریل غلط الوحی اونحوذلک من الکفر الصریح لمخالف القرآن“......(شامی: ۳/۳۲۱)

”واما شرائط الزکاة فانواع ......ومنها ان یکون مسلما اوکتابیا فلاتؤکل ذبیحة اهل الشرک والمرتد لانه لایقر علی الدین الذی انتقل الیه“ ......(هندیة: ۵/۲۸۵)

واما شرائط رکن الزکاة فانواع ....ومنها ان یکون مسلما اوکتابیا فلاتؤکل ذبیحة اهل الشرک والمجوسی والوثنی وذبیحة المرتد“......(بدائع الصنائع: ۴/۱۶۴)

”ولوکان احدالشرکاء ذمیا کتابیا اوغیر کتابی وهویریداللحم اویریدالقربة

فی دینہ لم یجزئھم عندنا لان الکافر لایتحقق منہ القربۃ فکانت نیتہ ملحقۃ بالعدم فکان یریداللحم والمسلم لواراد اللحم لایجوزعندناوکذلک اذاکان احدھم عبدااومدبرا ویرید اضحیتہ کذا فی البدائع “......(الھندیۃ: ۵/۳۰۴)

”ولوکان احدالشرکاء ذمیا کتابیا اوغیرکتابی وھویریداللحم اواراداالقربۃ فی دینہ لم یجزھم عندنا لان الکافر لاتتحقق منہ القربۃ فکانت نیتہ ملحقۃ بالعدم فکان مریداللحم والمسلم لواراد اللحم لایجوزعندنا فالکافراولی وکذلک اذاکان احدھم عبدا اومدبرا ویریدالاضحیۃ لان نیتہ باطلۃ لانہ لیس من اھل ھذہ القربۃ فکان نصیبہ لحما فیمتنع الجواز اصلاً،وان کان احدالشرکاء ممن یضحی عن میت جاز“......(بدائع الصنائع : ۴/۲۰۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سنی لڑکے کا شیعہ لڑکی سے نکاح کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۲۵) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکا جو کہ سنی ہے اور لڑکی شیعہ ہے اوران دونوں کا آپس میں نکاح ہو چکا ہے ،نکاح خواں بھی شیعہ تھا اور تمام گواہ بھی شیعہ تھے سوائے ایک گواہ کے کہ وہ سنی تھا، کیا شرعی اعتبار سے یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال یہ نکاح فاسد ہے، اگرچہ لڑکی غالی رافضی نہ بھی ہو کیونکہ شہادت شرعی مکمل نہیں ،لڑکے کو چاہیئے کہ فوراً طلاق دے کر اس کو جدا کردے، واضح رہے کہ اگر یہ لڑکی مسلمان ہو جائے اور توبہ کرلے تو پھر یہ آپس میں نیا نکاح شرعی طریقہ سے مسلمان گواہوں کی موجودگی میں کر سکتے ہیں۔

”والظاھر ان الغلاۃ من الروافض المحکوم بکفرھم لاینفکون عن اعتقادھم الباطل فی حال اتیانھم بالشھادتین وغیرھما من احکام الشرع کالصوم والصلاۃ فھم کفار لامرتد ولااھل کتاب “......(رسائل ابن عابدین: ۱/۳۷۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

آغاخانیوں سے امداد لینے کاحکم:

(مسئلہ نمبر۳۲۶) کیافرماتے ہیں علماءکرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں مسئلہ کچھ یوں ہے کہ آغاخان فاؤنڈیشن کے نام سے ایک رفاہی ادارہ ہے جوکہ چترال،گلگت بلتستان وغیرہ میں رفاہی کاموں میں مصروف عمل ہے اوراس کے بارے میں پاکستان کے بڑے بڑے مفتیان کرام نے یہ فتویٰ دیاہے کہ اس فاؤنڈیشن میں ممبر بننااوراس سے کسی قسم کی امدادحاصل کرنا جائزنہیں ہے،اس فتویٰ کی فوٹوکاپیاں بھی اس استفتاء کے ساتھ لف ہیں،اب صورت حال یہ ہے کہ ان فاؤنڈیشن والوں نے اس کانام تبدیل کرکے LSO رکھاہے اورلوگوں کوباورکراتے ہیں کہ یہ فاؤنڈیشن نہیں ہے۔

جب کہ تحقیق سے یہ معلوم ہواکہ یہ وہی آغاخان فاؤنڈیشن ہے،اس کی تفصیلات استفتاء کے ساتھ منسلک ہیں اس کے بارے میں عوام اورعلماء کے درمیان اختلاف ہواہے،بعض کہتے ہیں کہ نام کی تبدیلی کی وجہ سے اس سے امدادلیناجائزہے،اوربعض کہتے ہیں کہ نام کی تبدیلی سے کوئی فرق نہیں پڑتااوریہ حرام ہی رہےگا۔

لہذاقرآن وسنت کی روشنی میں تفصیلی جواب دےکرلوگوں کواس خلجان سے نکال دیں،اورثواب دارین حاصل کریں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگریہ تنظیم یافاؤنڈیشن نظریاتی اورمشنری ہے یااس میں مسلمانوں کے نظریات پراثرانداز ہونے کا عنصریاخطرہ غالب ہے تو ان سے کسی قسم کی امدادلیناجائزنہیں ہے ،اوراگریہ دونوں نہیں ہیں توان سے امدادلیناجائزہے،مگرتقویٰ نہ لینے میں ہے،واضح رہے کہ نام کی تبدیلی سے شرعی حکم نہیں بدلتا۔

”قوله تعالیٰ(یایھاالذین اٰمنوا لاتتخذوا الکافرین اولیاء من دون المؤمنین)فان الولی ھوالذی یتولی صاحبه بمایجعل له من النصرة والمعونة علی امره والمؤمن ولی الله بمایتولی من اخلاص طاعته والله ولی المؤمنین بمایتولی من جزائھم علی طاعته واقتضت الآیة النھی عن الاستنصار بالکفارة والاستعانة بھم والرکون الیھم والثقة بھم وھویدل علی ان الکافر لایستحق الولایة علی المسلم بوجه ولداکان اوغیره ویدل علی انه لاتجوز الاستعانة

باھل الذمة فی الامور التی یتعلق بھاالتصرف والولایة‘‘......(احکام القرآن للجصاص: ۲/۴۱۰)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شیعہ کی محفل میلاد میں شرکت کا حکم؟

(مسئلہ نمبر ۳۲۷) کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان دین شرع متین ان مسائل کے بارے میں

(۱) میلاد منانا کیسا ہے؟

(۲) اگر شیعہ محفل میلاد کرائے تو وہاں جانا اور وہاں سے اگر انعام میں عمرہ کا ٹکٹ ملے تو عمرہ کرنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(1) حضورﷺ کی سیرت وحالات سے مسلمانوں کو مطلع کرنا اسلام کا اہم ترین فریضہ اور تمام تر اسلامی تعلیمات کا خلاصہ ہے، اس میں شک وشبہ کی ادنیٰ گنجائش بھی نہیں کہ آنحضرتﷺ کے ساتھ عشق ومحبت عین ایمان اور موجب خیر وبرکت اور کارثواب ہے، حضورﷺ کی ولادت بڑے سرور اور فرحت کا باعث ہے اور جس مجلس میں آپﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر خیر ہو تو اس میں شامل ہونا عین ایمان اور باعث برکت وثواب ہے، اور یہ کسی وقت اور محل کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ سال کے ہر مہینہ میں اور مہینہ کے ہر ہفتہ میں اور ہفتہ کے ہر دن میں اور دن کے ہر گھنٹہ اور منٹ میں کوئی وقت ایسا نہیں جس میں آپﷺ کی حیات مبارکہ کے احوال وواقعات سننے، سنانے ممنوع ہوں، لیکن اس ذکر خیر میں اپنی طرف سے خلاف سنت اور سلف صالحین، صحابہ وتابعین کے طریقہ کے خلاف کچھ اضافہ کرتے ہوئے ایسا طریقہ اختیار کرنا جو صحابہ وتابعین سے ثابت نہ ہو، بجائے موجب ثواب ہونے کے الٹا گناہ کا باعث ہوجاتا ہے، رسول اللهﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

’’من احدث فی امرنا ھذا مالیس منه فھورد‘‘......(مشکوٰۃ :............)

جو شخص دین اسلام میں ایسی چیز ایجاد کرے جو قرآن وحدیث، اجماع وقیاس مجتہدین سے ثابت نہ ہو وہ الله اور اس کے رسولﷺ کے نزدیک مردود ہے۔

موجودہ زمانہ میں میلاد کے نام پر جو محفلوں کا انعقاد ہوتا ہے ان کا حضورﷺ صحابہ کرام اور تابعین و خیر القرون سے ثبوت نہیں ملتا، بلکہ ساتویں صدی ہجری میں ایک بے دین بادشاہ مظفر الدین کوکری نے ۶۰۴ھ میں اس کو اختراع وایجاد کیا، وہ ان محافل پر بیش بہا رقم خرچ کیا کرتا تھا، موجودہ دور میں ان پر نمائشی جلوسوں کا اضافہ ہوگیا

ہے، بنابریں آج کل جومحافل میلاد منعقد کی جاتی ہیں وہ بہت سی خرافات، ہندوانہ رسومات اورعقائد شیعہ کا مجموعہ ہوتی ہیں جن میں سے چند یہاں درج کی جاتی ہیں۔

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم محفل میلاد میں تشریف لاتے ہیں، اس کی حرمت قرآن کریم کی نصوص صریحہ اور فقہ کی عبارات بھی ثابت ہوتی ہیں جیسا کہ ملاعلی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

"من قال ارواح المشائخ حاضرة تعلم یکفر(بزازیه: ۳۲۶، ج،۶)

"ذکر الحنفیة تصریحا بالتکفیر باعتقادان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب لمعارضة قوله تعالی قل لایعلم من فی السموات والارض الغیب الا الله"......(شرح فقه الاکبر: ۱۵۱)

فتاویٰ قاضی خان وبحرالرائق میں یہ مسئلہ بھی فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص نکاح کرتے وقت کہے کہ میرے گواہ خدااوررسول ہیں تو یہ شخص کافر ہوجائے گا، اس لیے کہ اس نے رسول اللہ کو عالم الغیب سمجھا (فتاویٰ قاضی خان فصل فی شرائط النکاح) غرضیکہ قرآن وحدیث اور کتب فقہ ایسا عقیدہ رکھنے والے کی تردید کرتی ہیں۔

(۲) معین مہینے اورمعین تاریخ کو میلاد کرنا ضروری خیال کیا جاتا ہے، حالانکہ شریعت نے کوئی خاص مہینہ اور کوئی خاص تاریخ معین نہیں کی، تو اپنی طرف سے شریعت میں زیادتی کرنا ناجائز ہے، صحیح مسلم میں روایت ہے۔

"لاتختصوا لیلة الجمعة بقیام من بین اللیالی ولاتختصوا یوم الجمعة بصیام من بین الایام"......(مسلم شریف : ۳۶۱)

(۳) محفل میلاد میں شیرینی وغیرہ کو لازمی وضروری سمجھا جاتا ہے، اورخود محفل میلاد کو بھی واجب کا درجہ دیا جاتا ہے، جب کسی جائز کام کو ضروری سمجھا جانے لگے تو وہ کام مکروہ ہوجاتا ہے، جیسا کہ علامہ حصکفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

"کل مباح یؤدی الیه (الی الوجوب)فمکروه"......(الدرالمختار)

(۴) ان جلسے جلوسوں میں خواتین کو بھی شریک کیا جاتا ہے، جب کہ عورتوں کو نماز جیسے اہم فریضہ کی ادائیگی کے لیے بھی مسجد میں آنے جانے کی اجازت نہیں، تو ان جلوسوں میں شرکت کرنا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ مذہبی ممانعت سے قطع نظر شرافت اورغیرت گوارا نہیں کرتی کہ بہو بیٹیاں ایسے اجتماعات میں شرکت کریں، نیز ارشاد ربانی ہے **"وتعاونوا علی البر والتقویٰ ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان واتقوا الله"......(المائدة)** کی وجہ سے ایسے جلسے جلوسوں کا تعاون کرنا بھی درست نہیں۔

(2) جب اس قسم کی مجالس ومحافل کا انعقاد ناجائز ہے تو اس قسم کی مجالس میں شریک ہونا بالخصوص روافض کی منعقد کردہ مجالس میں شریک ہونا بھی کئی گناہوں کا مجموعہ ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، اول تو یہ ہے کہ اس میں شریک ہونے سے دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم کا مجمع اوران کی رونق بڑھتی ہے، دشمنوں کا مجمع اوران کی رونق بڑھانا بہت بڑا گناہ ہے، حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "من کثر سواد قوم فھو منھم" جس شخص نے کسی قوم کے مجمع کو بڑھایا وہ انہی میں شمار ہوگا، دوم اس میں دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم ودشمنان قرآن کے ساتھ تشبہ ہے، حضور ﷺ کا ارشاد ہے "من تشبہ بقوم فھو منھم" جس نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ انہی میں شمار ہوگا، سوم یہ کہ جس طرح عبادت کو دیکھنا عبادت ہے اسی طرح گناہ کو دیکھنا بھی گناہ ہے، یہ خیال بھی رہے کہ ان مجالس میں شرکت کرنا دینی غیرت وحمیت کے خلاف ہے، اورمنکرات پر مشتمل ان محافل میں شریک ہوکر عمرہ کا ٹکٹ یا کوئی اور مفاد لینا شرعاً درست نہیں ہے اور غیرت ایمانی کے خلاف ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شیعہ کے ساتھ معاملات کرنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۳۲۸) کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اہل تشیع کے ساتھ بول چال، کھانا پینا معاملات کرنا، نکاح پڑھانا، جنازہ پڑھانا یہ جانتے ہوئے کہ شیعہ ہے کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

"یایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء ،الخ"

بات یہ ہے کہ تعلقات کے مختلف درجے ہیں، ایک درجہ تعلق قلبی موالات یا دلی مودت ومحبت ہے، یہ صرف مؤمنین کے ساتھ مخصوص ہے، غیر مؤمن کے ساتھ مؤمن کا یہ تعلق کسی حال میں قطعاً جائز نہیں، دوسرا درجہ مواسات کا ہے جس کے معنی ہیں ہمدردی وخیر خواہی اور نفع رسانی کے، یہ بجز کفار اہل حرب کے جو مسلمانوں سے برسرپیکار ہیں باقی سب غیر مسلموں کے ساتھ جائز ہے (معارف القرآن: ۲/۵۰)

اب آپ خود اندازہ لگالیں کہ شیعہ کس زمرہ میں آتے ہیں، اس وقت تو یہ مسلمانوں سے لڑرہے ہیں، ان کے ساتھ سوالیہ معاملات درست نہیں ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

علم کے باوجود کسی رافضی کا جنازہ پڑھانے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۳۲۹) کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

(۱) ایک سنی صحیح العقیدہ امام کسی رافضی کا جنازہ پڑھائے، حالانکہ وہ جانتا بھی ہو کہ میت شیعہ ہے تو ایسے امام کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟ کیا یہ دائرہ اسلام میں باقی رہے گا یا نہیں، نیز اس کے نکاح کا شرعی حکم کیا ہوگا؟

(۲) ایک عام سنی اگر جان بوجھ کر یعنی یہ جانتا بھی ہو کہ میت رافضی شیعہ ہے، پھر بھی اس کا جنازہ پڑھے تو ایسے شخص کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ نیز اسی طرح ایسا شخص جو کسی کے جنازہ میں ثواب کی نیت سے شریک ہوا اور نماز جنازہ پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ میت تو شیعہ تھی تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟ مضبوط اور مفصل جواب دیکر ممنون فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر مرنے والا ضروریات دین اسلام کا منکر ہو اور کفریہ عقائد رکھتا ہو مثلاً تحریف قرآن کا قائل ہو، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کا معتقد ہو، یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھتا ہو، یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا منکر ہو وغیرہ تو ایسا شخص کافر، مرتد اور خارج از اسلام ہے، اس کے ان عقائد کفریہ کا علم ہونے کے باوجود اس کو مسلمان سمجھ کر اس کا جنازہ پڑھنے کو جائز سمجھنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، اور اس کے لیے تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہے، اور محض رواداری کی بناء پر یا اس کے کفریہ عقائد کا علم نہ ہونے کی وجہ سے جنازہ پڑھنے والا مسلمان رہے گا، البتہ توبہ واستغفار کرنا چاہیئے، واضح رہے کہ اگر اس کی نماز جنازہ ناجائز سمجھتے ہوئے پڑھ لی ہے، تب بھی کافر نہیں البتہ گناہ گار ضرور ہے۔

”نعم لاشک فی تکفیر من قذف السیدة عائشة رضی الله عنها او انکر صحبة الصدیق او اعتقد الالوهیة فی علی رضی الله عنه “......(شامی : ۳/۳۲۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسلمان لڑکی کا شیعہ لڑکے سے نکاح کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۳۳۰) کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں ایاز احمد قرآن وحدیث کی روشنی میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا مسلمان لڑکی (اہل سنت) کا نکاح شیعہ لڑکے کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر لڑکی کے گھر والے لڑکی کی رضامندی سے شیعہ لڑکے کے ساتھ نکاح کروائیں اور نکاح کے ٹائم لڑکا

اپنے عقیدے کے مطابق نکاح پڑھوائے اورلڑکی اپنے عقیدے کے مطابق نکاح پڑھوائے اوررخصت ہوجائے،اس صورت میں یہ نکاح ہوجاتا ہے یا کہ نہیں؟لڑکی خوداوراس کے گھر والے یہ جانتے بھی ہوں کہ یہ جائز نہیں ہے،لیکن پھربھی وہ اس عمل کو جائز قرار دیتے ہیں،شرعی اعتبار سے اس مسئلے پرکونسی شرائط وضوابط لاگوہوتے ہیں،اوراس نکاح میں جن مسلمانوں نے شرکت کی ان پرقرآن وسنت کے مطابق کون سی شرائط وضوابط لاگوہوتی ہیں،اورشرعی اعتبار سے ان کاازالہ کیسے کیاجائے؟اورجومسلمان اس نکاح میں شامل ہوئے ان کے ساتھ اسلامی نقطہ نظر سے کیسا سلوک برتاجائے،اگر یہ نکاح جائز نہیں ہے تو پھربھی لڑکی اوراس کے گھر والے اس رشتے کوقائم رکھتے ہیں تو اس صورت میں کیاکوئی بخشش کی گنجائش ہے،اگرنہیں ہے تو کیاعذاب اورگناہ کے مرتکب ہوں گے؟برائے مہربانی اس سلسلے پر جامع جواب(فتویٰ)ارسال کرکے ہماری راہنمائی فرمائی جائے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں اگرشیعہ لڑکے کے عقائد یہ ہیں کہ وہ خدانخواستہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پرتہمت لگاتاہویاحضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کامنکرہویاالوہیت علی رضی اللہ عنہ کاقائل ہو یاحضرت جبرئیل علیہ السلام کے وحی لانے میں غلطی کاعقیدہ رکھتاہو یاقرآن کی کسی آیت کامنکرہوتوایسا آدمی بالاتفاق کافرہے،اس سے مسلمان لڑکی کانکاح کرناجائزنہیں،اورجولوگ اس نکاح میں شریک ہوئے ہیں ان کوتوبہ واستغفارکرنی چاہیئے،اوراس قسم کے گناہ سے آئندہ کے لیے اجتناب کرناچاہیئے،واضح رہے کہ اس سنی لڑکی کواس شیعہ لڑکے کے ساتھ بھیجنا ناجائزوحرام ہے،کیونکہ نکاح ہی نہیں ہوا،جیسا کہ فتاویٰ شامی میں ہے،

”وبهذا ظهر ان الرافضی اوان جبرئیل غلط فی الوحی فهو کافر“......(شامی : ۳/۴۶)

”وفی باب المرتد ایضاقال نعم لاشک فی تکفیر من قذف السیدة عائشة اوانکرصحبة الصدیق اواعتقدالالوهیة فی علی“......(شامی: ۳/۳۲۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مختلف غلط عقائدرکھنے والے کیااہل سنت والجماعت میں شامل ہیں؟

(مسئلہ نمبر۳۳۱) کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین ان لوگوں کے بارے میں جن کے درج ذیل عقائدہوں۔

(۱) حضور نبی کریم ﷺ اپنی قبر مبارک میں حیات نہیں ہیں۔

(۲) آپ ﷺ کی روح مبارک کا آپ ﷺ کے اس جسم اطہر سے تعلق نہیں ہے جو قبر اطہر میں ہے۔

(۳) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے روضہ مبارک پر پڑھا جانے والا صلوٰۃ وسلام نہ سنتے ہیں نہ جواب دیتے ہیں۔

(۴) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ اقدس پر یوں کہنا کہ آپ ہمارے لیے اللہ کے حضور میں دعا کر دیں (جسے استشفاع کہا جاتا ہے) جائز نہیں ہے۔

(۵) یہ کہنا کہ حضور اکرم ﷺ کا جسد اقدس جس زمین سے مس کر رہا ہے وہ عرش وکرسی سے بھی افضل ہے غلط ہے۔

(۶) یہ کہنا کہ حضور اکرم ﷺ کو امت کے اعمال بتلائے جاتے ہیں (جسے عرض اعمال کہا جاتا ہے) غلط ہے، کسی کے اعمال آپ ﷺ کو نہیں بتلائے جاتے۔

(۷) دعا میں یوں کہا کہ یا اللہ حضور اکرم ﷺ کے صدقے، آپ کے طفیل اور آپ کے وسیلے سے ہماری مشکلات کو آسان فرما، ہماری دعاؤں کو قبول فرما (جسے وسیلہ کہا جاتا ہے) یہ ناجائز اور شرک ہے۔

(۸) یہ کہنا کہ مردے سنتے ہیں غلط ہے، اس سے شرک پھیلتا ہے، مردے بالکل نہیں سنتے، انہیں کسی قسم کے سماع کی قوت حاصل نہیں۔

(۹) زمینی قبر (وہ گڑھا جس میں لوگ میت کو دفناتے ہیں) قبر شرعی نہیں۔

(۱۰) اس زمینی قبر میں میت کو نہ عذاب ہوتا ہے نہ ثواب ملتا ہے۔

(۱۱) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اطمینان نہیں وہ غلطی پر تھے اور ان کے دور خلافت میں انتشار واختلاف اور لڑائی جھگڑے کے سوا کچھ نہیں ملتا۔

(۱۲) یزید حق پر تھا وہ نیک وصالح خلیفہ تھا اس کے مقابلے میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ غلطی پر تھے، یزید کے خلاف ان کا اقدام صحیح نہیں تھا بلکہ بغاوت تھا۔

(۱۳) شب برأت شب مبرّا ہے اس میں عبادت کرنا بدعت ہے۔

اس تفصیل کی روشنی میں چند سوالوں کے جوابات مطلوب ہیں۔

(۱) مندرجہ بالا عقائد کا حامل شخص اہل سنت وجماعت میں شامل ہے یا نہیں؟

(۲) ایسے عقائد ونظریات والے لوگ جو اپنے ان نظریات کو چھپاتے ہوں اور صرف نوکری پر بحال رہنے کے

لیے لوگوں کو دھوکا دیتے ہوں اور کہتے ہوں کہ ہم حیات النبی ﷺ کے منکر نہیں ہیں، ہم حضور ﷺ کو برزخ میں یا جنت میں اعلیٰ وارفع حیات کے ساتھ مانتے ہیں جبکہ اختلاف اس میں ہے ہی نہیں، اختلاف تو اس میں ہے کہ قبر میں حیات مانتے ہیں یا نہیں، ایسے اماموں کی اقتداء میں نماز جائز ہے یا نہیں؟

(۳)　ان کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

(۴)　ان کو امام بنانے والے گناہ گار ہیں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں بشرط صحت بیان مذکورہ عقائد کا حامل شخص اعتقادی بدعتی ہے، اس کے پیچھے نماز کی ادائیگی مکروہ تحریمی ہے، مسجد انتظامیہ کی ذمہ داری ہے کہ ایسے شخص کو امامت جیسے عظیم الشان منصب سے ہٹا کر کسی درست عقیدے والے متبع سنت شخص کو امام مقرر کریں، ورنہ اس کا سارا وبال انتظامیہ پر ہوگا۔

”وقدقال الله تعالیٰ فی الشهداء ولاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله امواتابل احیاء عندربهم یرزقون والانبیاء اولی بذلک فهم اجل واعظم الی ان قال فثبت کونه ﷺ حیافی قبره بنص القرآن امامن عموم اللفظ وامامن مفهوم الموافقة قال البیهقی فی کتاب الاعتقاد الانبیاء بعدماقبضوا ردت الیهم ارواحهم فهم احیاء عندربهم کالشهداء وقال القرطبی فی التذکرة فی حدیث الصعقة نقلا عن شیخه الموت لیس بعدم محض وانماهوانتقال من حال الی حال ویدل علی ذلک ان الشهداء بعدقتلهم وموتهم احیاء یرزقون فرحین مستبشرین وهذه صفة الاحیاء فی الدنیا واذاکان هذافی الشهداء فالانبیاء احق بذلک واولیٰ وقدصح ان الارض لاتأکل اجسادالانبیاء“......(الحاوی للفتاوی: ۵۵۶)

”فاقول حیاة النبی علیه السلام فی قبره هووسائرالانبیاء معلومة عندنا علماقطعیا لماقام عندنامن الادلة فی ذلک“......(الحاوی للفتاویٰ: ۵۵۴)

”عن اوس بن اوس قال قال رسول الله ﷺ ......(وفیه الصعقة) فاکثروا علی من الصلوٰة فیه ای فی یوم الجمعة فان صلوتکم معروضة علی قال قالوا یارسول الله وکیف تعرض صلوتنا علیک وقدارمت قال یقولون بلیت فقال

ان اللــه حـرم عـلـى الارض اجســادالانبيـاء‘‘......(ابوداؤد:۱۵۸/۱،مرقـاة المفاتيح:۴۱۰،۴۰۹،۴۰۸/۳)

’’عـن ابـى الـدرداء قـال قـال رسول الله ﷺ اكثرواالصلوٰة على يوم الجمعة فانه مشهودتشهدالملائكة وان احداان يصلى على الاعرضت على صلوته حتى يفرغ منهـاقـال قـلـت وبـعدالموت قال وبعدالموت ان الله حرم على الارض ان تاكل اجسادالانبياء فنبى الله حى يرزق ‘‘......(سنن ابن ماجة:۱۱۸)

’’عـن ابـى هـريـرـة رضـى الـلـه عـنـه قال قال رسول الله ﷺ من صلى على عـنـدقبـرى سـمـعتــه ومـن صـلـى عـلـى نـائيـاابلغتـه رواه البيقى فى شعب الايمان‘‘......(مشكوٰة المصابيح:۸۸)

’’فهوالفاسق كالمبتدع تكره امامته بكل حال ‘‘......(فتاوىٰ شامى:۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شیعہ کے ساتھ مناکحت کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۳۲) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقہ میں شیعت بہت زیادہ ہے اور سنی بھی ہیں جو کہ آپس میں رشتہ داری بھی کرتے ہیں، جو شیعہ کھلم کھلا اصحاب رسول ﷺ اور ازواج مطہرات کی بے حرمتی کرے ان کے ساتھ رشتہ کرنا تجارت کرنا کیسا ہے؟ وہ حضرات قرآن وحدیث سے دلیل مانگتے ہیں یہ رشتہ وغیرہ ہماری برادری میں بھی ہو چکے ہیں، برائے کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں، شکریہ۔

الجواب باسم الملک الوهاب

واضح رہے کہ جو روافض ضروریات دین اسلام کا منکر ہو قطعیات اسلام کے خلاف کوئی کفریہ عقیدہ رکھتے ہوں وہ کافر ہیں، مثلاً تحریف قرآن کے قائل ہوں، یا حضرت جبرئیل علیہ السلام سے وحی میں غلطی ہونے کا عقیدہ رکھتا ہو، یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کا معتقد ہو، یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھتا ہو یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا منکر ہو وغیرہ وغیرہ تو ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے، اور اس قسم کے گمراہ فرقہ کے لوگوں سے رشتہ مناکحت سے احتراز واجتناب لازم ہے، اور ایسے لوگوں کا حکم مرتد کی طرح ہے، اور مرتد کے ساتھ نکاح جائز نہیں، اور اگر نکاح کر بھی لے تو نکاح ہوتا ہی نہیں، اور اگر ان کفریہ عقائد میں سے کوئی

عقیدہ نہ ہو، بلکہ صرف گمراہ عقائد رکھتے ہوں تو وہ فاسق ہیں، مرتد نہیں، ان کے ساتھ نکاح درست ہو جائے گا، تاہم بہتر کسی بھی صورت میں نہیں، کیونکہ اس کے ساتھ نکاح کے بعد اولاد کے عقائد واخلاق کے بگڑنے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے، اس لیے احتراز واجتناب ہی بہتر ہے، اور ایسے لوگوں کے ساتھ تجارت ولین دین کرنا غیرت وحمیت دینی کے خلاف ہے۔

"وبهذاظهر ان الرافضي ......اوان جبرئيل غلط في الوحي ......فهو كافر"......(شامی: ۳/۴۶)

"وفي باب المرتد قال نعم لاشک في تکفير من قذف السيدة عائشة اوانکر صحبة الصديق اواعتقدالالوهية في علي "......(شامی: ۳/۳۲۱)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اسماعیلی (آغاخانیوں) کے عقائداوران کے مذبوحہ کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۳۳) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا اسماعیلی (آغاخانی) فرقے کے کسی فرد کا مذبوحہ گوشت حلال ہے یا حرام؟ جب کہ ہمارے علاقے کے اسماعیلیوں کے عقائد درج ذیل ہیں۔

(۱) کلمہ طیبہ بظاہر پڑھتے ہیں، لیکن قرآن پاک کو آسمانی کتاب اور اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں مانتے، اس کی بجائے امام زمان (شاہ کریم آغاخان) کے فرامین کو قرآن تصور کرتے ہیں اور اسے بولتا قرآن کہتے اور مانتے ہیں۔

(۲) نماز پنجگانہ اور نماز جمعہ کے صریح منکر ہیں، البتہ مخصوص عبادت گاہ جماعت خانہ میں جا کر صبح وشام بعض قرآنی آیات کو ملا کر دعا پڑھتے ہیں، جس میں ہر سجدہ سے پہلے **"یاشاہ کریم اللھم لک سجودی وطاعتی "** کے الفاظ بولتے ہیں، اور آخر میں امام زمان کو حاضر ناظر جان کر اسے براہ راست مدد طلب کرتے ہیں۔

(۳) بظاہر کہتے ہیں کہ ہم روزہ رکھتے ہیں لیکن فی الحقیقت روزۂ رمضان کے بھی منکر ہیں روزہ بالکل نہیں رکھتے۔

(۴) زکوۃ امام زمان (آغاخان) کے نام پر دیتے ہیں اور اسے بیت المال میں جمع کرتے ہیں کسی مستحق کو نہیں دیتے چاہے وہ مستحق اسماعیلی کیوں نہ ہو؟

(۵) حج بیت اللہ کے صریح منکر ہیں، امام زمان (آغاخان) کو دیکھنا یا اسے ملنا حج تصور کرتے ہیں، ان کے نزدیک حج کے لیے بیت اللہ خانہ کعبہ جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔

(۶) عیدین کی نمازیں اہل تشیع کی طرح پڑھتے ہیں، دیگر رسوم شادی بیاہ وغیرہ تمام مسلمانوں کی طرح ہیں۔

(۷) بظاہر کہتے ہیں کہ ذبح کرتے وقت ہم اللہ اکبر ہی پڑھتے ہیں لیکن ان کے عقیدے کے مطابق ہر عبادت اور ہر کام کے دوران امام زمان (آغا خان) کا تصور دل میں ہونا ضروری ہے۔

گزارش ہے کہ مندرجہ بالا عقائد کے حامل افراد کا مذبوحہ کیسا ہے؟ مفصل فتویٰ جاری فرما کر مشکور فرمائیں، یہ بھی وضاحت فرمائیں کہ کیا انہیں اہل کتاب (عیسائی، یہودی) جیسا قیاس کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

سوال میں مذکورہ عقائد کا حامل شخص صرف کافر ہی نہیں بلکہ زندیق ہے، اس کا ذبیحہ حرام ہے۔

"قال العلامة التفتازانی وان کان مع اعترافه بنبوة النبی ﷺ واظهاره شعائر الاسلام یبطن عقائد هی کفربالاتفاق خص بالاسم الزندیق"......(شرح المقاصد: ۲/۲۶۹)

"قلت والزندیق من یحرف معانی الالفاظ مع ابقاء الفاظ الاسلام کهذا اللعین فی القادیان یدعی انه یؤمن بختم النبوة ثم یخترع له معنی من عنده یصلح له بعدالختم دلیلا علی فتح باب النبوة فهذا هوالزندقة حقاای لتغیر فی المصادیق وتغییر المعانی علی خلاف ماعرفت عنداهل الشرع وصرفها الی اهوائه مع ابقاء اللفظ علی ظاهره والعیاذبالله"......(فیض الباری: ۴/۴۷۲)

"وشرط کون الذابح مسلما......اوکتابیا ذمیااوحربیا" ...... (تنویر الابصار: ۲/۲۲۸)

جو شخص اسلام کا نام لے کر کفریہ عقائد رکھے وہ اہل کتاب نہیں بلکہ زندیق ہوتا ہے۔

"ان المخالف للدین الحق ان لم یعترف به ولم یذعن له لاظاهرا ولاباطنافهو کافروان اعترف بلسانه وقلبه علی الکفر فهوالمنافق وان اعترف به ظاهرالکنه یفسربعض ماثبت من الدین ضرورة بخلاف مافسره الصحابة والتابعون واجتمعت علیه الامة فهوالذندیق "......(المسوی: ۳/۱۳۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شیعہ اور قادیانی کا جنازہ اور نکاح پڑھنے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۳۳۴) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں

(۱) کہ قادیانی کا جنازہ پڑھنے والا (بالخصوص جو جائز سمجھے) مسلمان رہتا ہے یا نہیں؟ بصورت ثانی اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

(۲) شیعہ کا نکاح پڑھنے والے کا کیا حکم ہے؟ آیا وہ مسلمان رہا یا نہیں؟ اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟ (خصوصاً جو یہ کہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں)

قرآن وحدیث اور فقہ حنفی کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

”قال الله تبارک وتعالیٰ ولاتصل علی احدمنهم مات ابداً ولاتقم علی قبره“ ......(الآیة)

(۱) اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ کسی کافر مشرک اور مرتد کے لیے مغفرت کی دعا کرنا یا اس پر نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے، قادیانی چونکہ باجماع امت کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں ان کی نماز جنازہ کو جائز سمجھ کر پڑھنے والا بھی دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے، اور نکاح بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

(۲) اگر ان کے عقائد کفریہ ہوں اور یہ شخص اس کو جاننے والا بھی ہو تو جو بھی جنازہ پڑھے گا وہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرے گا۔

”والظاهر ان الغلاة من الروافض المحکوم بکفرهم لاینفکون عن اعتقادهم الباطل فی حال اتیانهم بالشهادتین وغیرهما من احکام الشرع کالصوم والصلاة فهم کفار لامرتد ولااهل کتاب“......(رسائل ابن عابدین: ۳۷۰/۱)

”نعم لاشک فی تکفیرمن قذف السیدة عائشة رضی الله عنها اوانکرصحبة الصدیق اواعتقدالالوهیة فی علی رضی الله عنه“......(شامی : ۳/۳۲۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث کے اختلاف اور نکاح کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۳۳۵) کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جناب عالی!

(۱)　گزارش ہے کہ میں افتخارحسین خان اہل سنت و جماعت سے تعلق رکھتا ہوں ، میں اپنی بیٹی کا نکاح اہل حدیث سے کرنا چاہتا ہوں، اس بارے میں مسئلہ سے تفصیلاً آگاہ کریں، آپکی بڑی مہربانی ہوگی۔

(۲)　دیوبندی کے متعلق بھی اس مسئلہ کے بارے میں بیان کریں۔

(۳)　اہل سنت والجماعت اور دیوبند میں کیا فرق ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱)　اہل حدیث والے مسلمان ہیں گو کچھ مسائل میں اختلاف ہے، مگر اسلام وکفر کا نہیں، لہٰذا ان کے ساتھ نکاح جائز ہے، اور اگر اماموں کو برا کہتا ہے تو سخت گناہ گار اور فاسق ہے لیکن کافر نہیں، بہرحال نکاح حلال ہے۔

(۲)　دیوبندی بھی اہل سنت والجماعت ہیں اور حنفی ہیں چنانچہ بریلوی مسلک کے مشہور عالم اور پیر مولانا کرم شاہ صاحب مرحوم تحریر فرماتے ہیں،

''اس باہمی اور داخلی انتشار کا سب سے المناک پہلو اہل سنت والجماعت کا آپس کا اختلاف ہے، جس نے انہیں دو گروہوں میں بانٹ دیا ہے، دین کے اصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں، اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی وصفاتی حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت اور ختم نبوت، قرآن کریم، قیامت اور دیگر ضروریات دین میں کلی موافقت ہے، لیکن بسا اوقات طرز تحریر میں بے احتیاطی اور انداز تقریر میں بے اعتدالی کے باعث غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں، اور باہمی سوء ظن ان غلط فہمیوں کو بھیانک شکل دے دیتا ہے، اگر تحریر وتقریر میں احتیاط واعتدال کا مسلک اختیار کیا جائے اور اس بدظنی کا قلع قمع کر دیا جائے تو اکثر وبیشتر مسائل میں اختلاف ختم ہو جائے، اور اگر چند امور میں اختلاف باقی رہ بھی جائے تو اس کی نوعیت ایسی نہیں ہوگی کہ دونوں فریق عصر حاضر کے سارے تقاضوں سے چشم پوشی کیے آستینیں چڑھاتے لاٹھی لیے ایک دوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کرتے رہیں'' ......(ضیاء القرآن: ۲/۱۱)

اس عبارت میں پیر صاحب موصوف نے دیوبندی اور بریلوی دونوں کو اہل سنت قرار دیا اور اصولی عقائد ومسائل میں متفق قرار دیا۔

(۲)　بریلوی مسلک کے ایک بہت بڑے پیر اور سجادہ نشین خواجہ ضیاء الدین سیالوی رحمہ اللہ تعالی دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے، تو خواجہ صاحب کے اعزاز میں ایک جلسہ ہوا جس میں اکابرین دیوبند نے تقاریر فرمائیں، اور اس کے بعد حضرت خواجہ سیالوی مرحوم نے اپنے تأثرات بیان فرمائے، مولانا محمد ذاکر صاحب مرحوم جو خواجہ صاحب مرحوم کے خلیفہ اور دارالعلوم دیوبند کے فاضل ہیں، اس زمانے میں دارالعلوم دیوبند میں دورہ حدیث شریف پڑھتے تھے وہ فرماتے ہیں۔

۳۱ اکتوبر کو دارالعلوم میں عام چھٹی کردی گئی، اور حضرت خواجہ ضیاء الدین صاحب کے اعزاز میں ایک جلسہ استقبالیہ ہوا جس میں جناب مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی صاحب اور استاذ مولانا سید انور شاہ کشمیری نے تصوف پر فاضلانہ تقاریر فرمائیں، مولانا ظہور احمد بگوی صاحب نے حضرت صاحب کی طرف سے شکریہ ادا کیا، حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ ہم بھی اپنی جگہ حنفی ہیں لیکن صحیح اور اصلی حنفیت ہم نے یہاں دارالعلوم دیوبند میں آ کر دیکھی ہے۔(ذکر ذاکر:۴۴)

(۳) جولوگ اکابرین دیوبند کی تکفیر کرتے ہیں ان کے لیے ان مذکورہ اکابر کے ارشادات بھی عبرت کے لیے کافی ہیں، لیکن مزید اطمینان کے لیے مسلک بریلوی کے بانی مولانا احمد رضا خان صاحب کی تحریر بھی نقل کی جاتی ہے، جس میں مرحوم نے تکفیر کے فتوے کو خلاف احتیاط اور خلاف صواب فرمایا ہے، اور کافر کہنے سے منع فرمایا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

''حکم آخر یہی لکھا ہے کہ علما محتاطین انہیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے، وھو الجواب وبہ یفتی وعلیہ الفتویٰ وھو المذھب وعلیہ الاعتماد وفیہ السلامۃ وفیہ السداء، یعنی یہی جواب ہے اور اسی پر فتویٰ دیا جائے، اور اسی پر فتویٰ ہے، اور یہی ہمارا مذہب ہے، اور اسی پر اعتماد ہے، اور اسی میں سلامت اور اسی میں استقامت ہے''......(تمہید ایمان:۱۳۲/۱۳۳، مطبوعہ لاہور)

(۴) دونوں بنیادی طور پر عقائد میں متفق ہیں البتہ بعض رسومات وبدعات کا بریلوی حضرات ارتکاب کرتے ہیں جب کہ دیوبندی اجتناب کرتے ہیں، اور فقہ حنفی کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے، لہٰذا ان کی آپس میں مناکحت جائز ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شیعہ کا جنازہ پڑھا کر یہ کہنا کہ سب چلتا ہے، کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۳۶) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک اہل سنت والجماعت کے مولوی صاحب شیعوں کے جنازے میں شرکت کرتے ہیں، بلکہ ان کے جنازے پڑھاتے بھی ہیں، بعد میں ان سے بات کی جائے تو کہتے ہیں کہ سب چلتا ہے، آپ جناب بتائیں کہ اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس کے ایمان کے بارے میں بتائیں کہ اس کو اپنے ایمان کی تجدید کرنی چاہیئے یا نہیں؟ ایسے مولوی صاحب کے بارے میں شرعی حکم کی وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

شیعہ اگرغالی ہویعنی اس کے عقائد کفریہ ہوں ،مثلاً قذف عائشہ ؓ تحریف قرآن کریم، سب شیخین، انکارخلافت ابی بکرؓ وعمر فاروق جیسے عقائد کا وہ حامل ہو،مولوی صاحب کواس کے کفریہ عقائد کاعلم بھی ہو، اس کے باوجود اگرمولوی صاحب ان کا جنازہ پڑھتاہے یاپڑھاتاہے اوراس کو جائز بھی سمجھتاہے توبوجہ نص صریح کی مخالفت اورناجائز کوجائزسمجھنے کے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے،لہٰذااس سے اپنے ایمان کی تجدید کرنی ضروری ہے۔

”(والکفرلغة السترفی شئ مماجاء به من الدین ضرورة) فیه انهم حکموا بکفر من حلل حراما قطعیا لعینه “......(طحطاوی علی الدر:۴۷۸/۲)

”وردالنصوص کفرلکونه تکذیبا صریحالله تعالیٰ ورسوله علیه السلام فمن قذف عائشة بالزنا کفر واستحلال المعصیة کفرصغیرة کانت او کبیرة “

......(شرح العقائد:۲۰۰)

اوراگرناجائز سمجھتے ہوئے کسی مصلحت کے تحت پڑھتاہے یاپڑھاتاہے ،تو کافرنہیں ہوگا،لیکن سخت گناہ گارہوگااوراس کے پیچھے نمازمکروہ تحریمی ہوگی،

”بقوله لحرام هذاحلال من غیران یعتقده فلایکفر“......(طحطاوی علی الدر:۴۷۹/۲)

”اماالفاسق الاعلم فلایقدم لان فی تقدیمه تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعا ومفادهذا کراهة التحریم فی تقدیمه“......(طحطاوی علی الدر:۲۴۳/۱)

”ان الامة بعداتفاقهم علی ان مرتکب الکبیرة فاسق “......(شرح العقائد:۱۳۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شیعہ کی وفات پران کی تعزیت اوردعا کرنے کاحکم:

(مسئلہ نمبر۳۴۷) کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام ان مسائل کے بارے میں

(۱) شیعہ عقائد کوجانتے ہوئے شیعہ کے جنازہ میں اہل سنت کاشرکت کرنا۔

(۲) شیعہ کی وفات پر اہل خانہ سے تعزیت کرنا۔

(۳) شیعہ کی وفات پر صرف دکھاوے کے لیے ان کے گھر جانا اور دعا نہ کرنا، اسلام کی رو سے کیا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر شیعہ غالی ہے، اس کے عقائد کفریہ ہیں مثلاً قذف عائشہؓ تحریف قرآن کریم، انکار خلافت ابی بکرؓ وعمر فاروق اور سب شیخین وغیرہ کا اعتقاد رکھتا ہو، تو ایسے شیعہ کے نماز جنازہ میں مسلمانوں کے لیے شرکت کرنا جائز نہیں، غیر مسلموں کا جنازہ پڑھنے سے قرآن میں صراحۃً منع کیا گیا ہے۔

"نعم لاشک فی تکفیر من قذف عائشة اوانکر صحبة الصدیق"......(شامی: ۳/۳۲۱)

"الکافر بسب الشیخین اوبسب احدهما"......(درمختار علی هامش شامی: ۳/۳۲۰)

"ولاتصل علی احدمنهم مات ابدا"......(سورة التوبة)

"قال علماؤنا هذا نص فی الامتناع من الصلوٰة علی الکفار"......(تفسیر قرطبی: ۸/۲۲۱)

ایسے کفریہ عقائد کا علم ہوتے ہوئے اگر کوئی ایسے شیعہ کا نماز جنازہ پڑھتا ہے، اور اس کو عقیدۃً جائز بھی سمجھتا ہے تو بوجہ نص صریح کے مخالف ہونے کے اور حرام کو حلال سمجھنے کے وہ کافر ہو جائے گا، اگر عقیدۃً جائز نہیں سمجھتا، ناجائز سمجھتے ہوئے پڑھتا ہے تو کافر نہیں ہوگا، البتہ وہ گناہ گار ہوگا توبہ واستغفار کرے۔

"(فی شئ مماجاء به من الدین ضرورة) فیه انهم حکموابکفر من حلل حراما قطعیالعینه"......(طحطاوی علی الدر: ۲/۴۷۸)

"بقوله لحرام هذا حلال من غیران یعتقده فلایکفر"......(طحطاوی علی الدر: ۲/۴۷۹)

شیعہ کی وفات پر اہل خانہ سے تعزیت کرنا جائز ہے۔

"(قوله وجازعیادته) ای عیادة مسلما ذمیانصرانیا اویهودیالانه نوع بر فی حقهم ومانهینا عن ذلک وصح ان النبی ﷺ عادیهودیا مرض بجواره"......(شامی: ۵/۲۷۴)

شیعہ کی وفات پران کے گھر جانا اوران الفاظ میں دعاء کرنا ''اخلف اللہ علیک خیرا منہ واصلحک'' جائز ہے، البتہ جنازہ کے ساتھ جانا اورنماز جنازہ میں شرکت کرنا جائز نہیں ہے۔

''واذامات الکافر قال لوالدہ اوقریبہ فی تعزیتہ اخلف اللہ علیک خیرا منہ واصلحک ''......(ھندیۃ:۵/۳۴۸)

''ولان العیادۃ نوع بر وقال اللہ تعالیٰ لاینھاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوا کم فی الدین ولم یخرجوا کم من دیارکم ان تبروھم ''......(طحطاوی علی الدر:۴/۱۹۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ایک مسئلہ میں ایک امام کی اور دوسرے مسئلہ میں دوسرے امام کی تقلید کرنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۳۸) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ چاروں ائمہ کرام اوران کی فقہ ٹھیک ہے تو کوئی شخص کسی مسئلہ میں ایک امام کی تقلید کرتا ہے، اور کسی دوسرے مسئلہ میں کسی دوسرے امام کی تقلید کرتا ہے، کیا یہ ٹھیک ہے؟ کیونکہ چاروں ائمہ کرام صحیح ہیں اوراگر کسی شخص کے لیے ایک ہی امام کی تقلید ضروری ہے تو ایسا کرنا کیوں ضروری ہے؟ مہربانی فرما کر وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

ائمہ اربعہ میں سے کسی بھی امام کی تقلید کرنا درست ہے، البتہ کسی مسئلہ میں ایک امام کی تقلید کرنا اور دوسرے مسئلہ میں دوسرے امام کی تقلید کرنا تلفیق کہلاتا ہے جو کہ بالاجماع باطل اورناجائز ہے، کیونکہ اس سے اپنی مرضیات اور خواہشات کے مطابق دین پر عمل کرنے کا دروازہ کھل جائے گا اور پھر لوگ ان احکام اور مسائل پر عمل کرنا شروع کریں گے جوان کی مرضی کے مطابق ہوں اور یہ اتباع ہویٰ ہے، اس لیے صرف ایک امام کی تقلید کرنا ضروری ہے۔

''وان الحکم الملفق باطل بالاجماع وان الرجوع عن التقلید بعدالعمل باطل بالاتفاق وھوالمختار فی المذھب قولہ وان الحکم الملفق المراد بالحکم الحکم الوضعی کالصحۃ مثالہ متوضئ سال من بدنہ دم ولمس امرءۃ ثم صلی فان صحۃ ھذہ الصلاۃ ملفقۃ من مذھب الشافعی والحنفی والتلفیق باطل فصحتہ منتفیۃ''......(ردالمحتار:۱/۵۵،۲/۶۵۳)

”وبھٰذا تبین سر ماذھب الیه الفقهاء من عدم جوازترک مذھب الی مذھب لان ھذا ان کان علی وجه التخطئة للمذھب المتروک فهولیس باھل لها وان کان علی وجه الترجیح فهولیس ایضا من اھله فلاوجه للانتقال الاالھویٰ اوشئ لایعتدبه فلایجوز لاسیما اذاکان ھذا تضیع یفتح علیه باب اتباع الھویٰ والشھوات“......(اعلاء السنن : ۲/۸۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قادیانی کی نماز جنازہ پڑھنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۳۹) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ! ایک آدمی جاننے کے باوجود کہ میت قادیانی (مرزائی) ہے اس کا جنازہ پڑھے اور ایک آدمی عدم علم کی بناء پر مرزائی کا جنازہ پڑھے، دونوں کا شرعی حکم کیا ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

قادیانی غیر مسلم ہیں اگر ان کو مسلمان سمجھ کر جنازہ پڑھا ہے تو کفر کیا اور کفر کا مرتکب ہوا ہے توبہ کریں، تجدید نکاح کریں اور اگر عدم علم کی بناء پر پڑھا ہے تو بھی توبہ کریں عدم علم معتبر نہیں، مگر شبہ کی وجہ سے کافر نہیں ہوا۔

”سمعت بعضهم یقول اذالم یعرف الرجل ان محمدا ﷺ آخرالانبیاء علیهم وعلی نبینا السلام فلیس بمسلم کذا فی التیمیة“......(ھندیة: ۲/۲۶۳)

”ولاتصل علی احدمنهم مات ابداً ولاتقم علی قبره انهم کفروابالله ورسوله وماتوا وھم فسقون“......(سورة توبه: ۸۴)

”ولاتصل المرادبالصلوٰة الدعاء والاستغفارللمیت فیشتمل صلوٰة الجنازة ایضالانها مشتملة علی الدعاء والاستغفار“......(تفسیرمظھری: ۴/۲۵۴)

”ولاتصل علی احدمنهم مات ابداً قال علماؤنا ھذا نص فی الامتناع من الصلوٰة علی الکفاریؤخذلانه علل المنع من الصلوٰة علی الکفار لکفرھم لقوله تعالیٰ انهم کفروا بالله ورسوله فاذا زال الکفر وجبت الصلوٰة“......(القرطبی: ۸/۲۲۱)

”والاصل ان من اعتقد الحرام حلالا فان کان حراما لغیرہ کمال الغیر لایکفر وان کان لعینه فان کان دلیله قطعیا کفروالافلا“......(البحرالرائق: ۵/۲۰۶)

”ان مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح ومافیه خلاف یؤمر بالاستغفاروالتوبة وتجدیدالنکاح اه وظاهرہ انه امراحتیاط“......(شامی: ۳/۳۱۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆

شیعہ کے جنازہ اورختم اورقل وغیرہ میں شرکت کاحکم:

(مسئلہ نمبر ۳۴۰) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ملک پاکستان میں جوشیعہ حضرات رہتے ہیں ہم سنی مسلمانوں کے لیےان کے جنازہ ختم قل وغیرہ میں شرکت کرنا کیسا ہے؟اس بارے میں عوام الناس کے لیے کیا حکم ہے؟اورخصوصاً ہمارے اہل سنت والجماعت کے علماء کرام کے لیے کیا حکم ہے؟ کہ ان کی نماز جنازہ پڑھا سکتے ہیں یانہیں؟اگروہ کسی ختم وغیرہ کے لیے ہمارے ائمہ مساجد کوبلاتے ہیں توان کوجاناچاہیئے یانہیں؟ اگران کے گھر سے کھانے کی کوئی چیزپیش کی جائے یابھیجی جائے تولیناچاہیئے یانہیں؟ازراہ کرم وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

جوشیعہ درج ذیل عقائد رکھتے ہوں وہ بلاشک وشبہ کافرہیں،ان کی نماز جنازہ پڑھنامسلمانوں کے لیے جائزنہیں،علماءاورعوام کے لیے یہ حکم برابر ہے۔

(۱)تحریفِ قرآنِ پاک کاعقیدہ رکھتے ہوں(۲)قذف عائشۃ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قائل ہوں(۳)حضرت صدیق اکبررضی اللہ عنہ کی صحابیت اورخلافت کے منکرہوں (۴)حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پرسب وشتم کرنے والے ہوں(۵)حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کوخدایاخدائی صفات کاحامل جاننے والے ہوں(۶)حضرت جبرئیل علیہ السلام کووحی لانے میں غلطی کاالزام دینے والے ہوں(۷)وہ شیعہ جوزکوٰۃ کی فرضیت کے منکرہوں۔

”ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الالوھیة فی علی اوان جبریل غلط فی الوحی اوکان ینکرصحبة الصدیق اویقذف السیدۃ الصدیقة فھوکافر لمخالفته القواطع المعلومة من الدین بالضرورۃ“......(فتاویٰ شامی: ۲/۳۱۴)

”من انکر خلافة ابی بکر رضی الله عنه فهو کافر فی الصحیح ومنکر خلافة عمر فهو کافر فی الاصح“......(بزازیه هامش علی الهندیة: ۶/۳۱۸)

”وانا له لحفظون من التحریف والزیادة والنقصان ولایتطرق الیه الخلل ابداً......ویل للرافضة حیث قالوا قدتطرق الخلل الی القرآن وقالوا ان عثمان وغیره حرقوه القوه منه عشرة اجزاء “......(تفسیر المظهری :۵/۱۵۵)

”اما صفتها فهی فریضة محکمة یکفر جاحدها ویقتل مانعها هکذا فی محیط السرخسی“......(عالمگیری: ۱/۱۷۰)

”لان الرافضی کافر ان کان یسب الشیخین مبتدع ان فضل علیا علیهما من غیر سب فی الخلاصة“......(شامی: ۳/۲۰۱)

”ولاتصل علی احدمنهم مات ابدا قال علماؤنا هذا نص فی الامتناع من الصلوٰة علی الکفار ......یؤخذلانه علل المنع من الصلوٰة علی الکفار لکفرهم لقوله تعالیٰ انهم کفروا بالله ورسوله“......(تفسیر القرطبی: ۸/۲۲۱)

سنی مسلمانوں کوشیعہ کے ختم اورقل وغیرہ محافل ایصال ثواب میں شرکت کرنا جائزنہیں ہے،اگروہ ائمہ مساجدکو بلائیں تب بھی جانا جائزنہیں ہے۔

”ولاتصل المراد بالصلوة الدعاء والاستغفار للمیت فیشتمل صلوة الجنازة ایضا لانها مشتملة علی الدعاء والاستغفار“......(تفسیر مظهری: ۴/۲۵۴)

شیعہ کے گھر سے اگرگوشت آئے چاہے مطبوخ ہو یاغیر مطبوخ قبول نہ کرنا چاہیئے، اس کے علاوہ دال اورسبزیاں وغیرہ دیں تو قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

”منها ان یکون مسلما او کتابیا فلاتؤکل ذبیحة اهل الشرک والمجوسی والوثنی وذبیحة المرتد“......(بدائع الصنائع :۴/۱۶۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد کے اندر تعلیم وتدریس کرنا، جمعہ چھوڑکر تبلیغ کرنا اور یہ کہنا کہ تبلیغ کے بغیر کسی کا دین مکمل نہیں ہوتا:

(مسئلہ نمبر۳۴۱) کیافرماتے ہیں علماءدین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں

(۱) دین سے دوری کے دور میں مسجد کے اندر تعلیم وتدریس قرآن بلااجرت اور مسجد میں رہائش رکھے بغیر دی جاسکتی ہے یانہیں؟ جب کہ عرف میں یہ کام پاکستان کی اکثر مساجد میں ہوتا ہے۔

(۲) مقامی آدمی کے لیے تبلیغی جماعت میں شریک ہوکراس بناء پرنماز جمعہ ادانہ کرنا کیسا ہے؟ بقول اس آدمی کے کہ جمعہ کی ادائیگی محض ایک فرض کی ادائیگی ہے جب کہ تبلیغی جماعت کے ساتھ جانے پر جونماز ظہر پڑھی جائے گی اس کا ثواب انچاس کروڑ نمازوں کے برابر ہوگا، کیا یہ استدلال ازروئے شرع محمدی درست ہے؟ کیا اس سے وظیفہ جمعہ ساقط ہوجاتا ہے؟

(۳) کسی شخص کا یہ کہنا ازروئے شرع متین کیا حیثیت رکھتا ہے، تبلیغی جماعت کے حوالے سے اس کو لازم پکڑو اوراس کے بغیر کسی کا دین کامل نہیں ہوتا، مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) صورت مسئولہ میں مسجد میں بلااجرت تعلیم دینا جائز ہے، اور بغیر ضرورت کے اجرت پر مکروہ ہے۔

”ویجوزالدرس فی المسجد وان کان فیہ استعمال اللبود والبواری“

......(بحرالرائق : ۵/۴۱۹)

”فی التتارخانیة عن العیون جلس معلم اووراق فی المسجد فان کان یعلم اویکتب باجریکرہ الالضرورة وفی الخلاصة تعلیم الصبیان فی المسجدلابأس بہ“......(شامی: ۵/۳۰۴)

”قال فی الھدایة وبعض مشائخنااستحسنوا الاستیجار علی تعلیم القرآن الیوم لظھور التوانی فی الامورالدینیة ففی الامتناع تضییع حفظ القرآن وعلیہ الفتویٰ“......(ردالمحتار: ۵/۳۸)

(۲) جب بالغ آدمی نہ مسافر ہواور نہ بیمار ہوشہر کے اندر ہوتے ہوئے اس کے لیے جمعہ کی نماز چھوڑنا جائز نہیں ہے، اور جمعہ کی ادائیگی کے وقت میں تبلیغ کا کام کرنا اور جمعہ کی نماز کا چھوڑنا یہ بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ نفس تبلیغ کا کام فرض کفایہ ہے، اورموجودہ مروجہ طریقہ سے تبلیغ کا کام صرف ایک اچھاایجاد ہے نہ فرض ہے نہ واجب ہے، اور جمعہ کی نماز فرض عین ہے۔

”ومن صلی الظھر یوم الجمعة فی منزلہ ولاعذرلہ کرہ وجازت صلوتہ وانمااراد حرم علیہ وصحت الظھر“......(شامی: ۱/۵۸۹)

"ان العلماء اتفقوا على ان الامر بالمعروف والنهى عن المنكر من فروض الكفايات "......(روح المعانى : ۴/۲۱)

"الجمعة فرض عين يكفر جاحدها"......(درمختار : ۱/۱۰۹)

"(قوله كره له ذلک) لابدمن كون المراد حرم عليه ذلک وصحت الظهر لانه ترک الفرض القطعى باتفاقهم الذى هو آكد من الظهر فكيف لايكون مرتكبا محرما غيران الظهر تقع صحيحة وان كان ماموراباالاعراض عنها"......(فتح القدير :۲/۳۳)

"وحرم لمن لاعذرله صلوة الظهر قبلها اما بعدها فلايكره غاية فى يومهابمصر لكونه سببا لتفويب الجمعة وهوحرام"......(درمختار على هامش الشامى:۱/۶۰۳)

(۳) اور یہ بات کہ تبلیغ کے کام کو لازم پکڑو اور کسی کا دین اس کے بغیر کامل نہیں ہوتا یہ صحیح ہے، اس لیے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دین کا اہم شعبہ ہے، اور تبلیغ کا کام مروجہ طریقہ میں منحصر نہیں ہے۔

"سئل رسول الله ﷺ من خيرالناس ؟قال آمرهم بالمعروف وانهاهم عن المنكر واتقاهم لله تعالى واوصلهم للرحم وروى الحسن من امرهم بالمعروف ونهى عن المنكر فهوخليفة الله تعالى وخليفة رسوله ﷺ وخليفة كتابه "......(روح المعانى : ۴/۲۲)

"قال ابوبكر لماثبت بماقدمناه ذكره من القرآن والآثار الواردة عن النبى ﷺ وجوب فرض الامر بالمعروف والنهى عن المنكر وبينا انه فرض على الكفاية اذاقام به البعض سقط عن الباقين "......(احكام القرآن للجصاص : ۲/۵۰)

"فرض العين افضل من فرض الكفاية لانه مفروض حقا للنفس فهواهم عندها واكثرمشقة بخلاف فرض الكفاية فانه مفروض حقاللكافة"......(فتاوىٰ شامى: ۱/۳۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسلمان عورت کا مرزائی مرد سے نکاح کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۳۴۲) حضرات علماء کرام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک مسئلہ درپیش ہے، وہ یہ ہے کہ ایک مرد جو غیر مسلم ہے، اس کی شادی کے کچھ عرصہ پہلے ایک مسلمہ لڑکی سے ہوئی لڑکی چھوٹی عمر کی تھی، لڑکی کو معلوم نہیں تھا کہ یہ نکاح جائز ہے یا ناجائز ہے، تو وہ مرد جو غیر مسلم ہے اس کا ایک بھائی بھی تھا، وہ دونوں بھائی مرزائی تھے، جس مرد کا نکاح ہوا تھا اس کے بھائی نے مسلمان ہو کر اہلسنت کی بیعت کرلی، جب اس لڑکی کو معلوم ہوا کہ یہ نکاح ناجائز ہے تو اس نے اس مرد کے بھائی سے مل کر نکاح کرلیا، اس سب مسئلے کے بعد آپ ہمیں قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائیں کہ پہلے والا نکاح جائز ہے یا دوسرا جائز ہے، اگر پہلے والا نکاح ناجائز ہے تو اس پر فتویٰ جاری کردیں اور ہمیں کوئی صحیح حل بتائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال باجماع امت مرزائی دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہیں اور کافر مرد سے مسلمان عورت کا نکاح جائز نہیں ہے "**كمافي قوله تعالى ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا**" لہذا نکاح اس شخص سے اصلاً منعقد ہی نہیں ہوا اور دوسرے شخص کے ساتھ جب کہ وہ مسلمان ہے نکاح درست ہے۔

"ولاان ينكح مرتد اومرتدة احدمن الناس مطلقا"......(درمختارعلى هامش ردالمحتار: ۲/۴۳۰)

"ولايجوزان يتزوج المرتد مسلمة ولاكافرة ولامرتدة وكذا المرتدوكذا المرتدةلايتزوجها مسلم ولاكافر"......(فتح القدير: ۲۸۷،۲۸۶ /۳)

"ولاينكح مرتدا ومرتدة احد وعبرباحد فى سياق النفى ليفيدالعموم فلايتزوج المرتد مسلمة ولاكتابية ولامرتدة ولايتزوج المرتدة مسلم ولاكافر ولامرتد"...... (بحرالرائق: ۳/۲۶۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا کوئی مسلمان کسی قادیانی کو اپنی جائیداد ہبہ کرسکتا ہے؟

(مسئلہ نمبر ۳۴۳) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا کوئی مسلمان شخص اپنی زندگی میں کسی

قادیانی شخص کواپنی جائیداد ہبہ کرسکتا ہے یانہیں؟اوراگر ہبہ بالعوض ہوتو کیا حکم ہے؟جب کہ اس کی جائیداد سے جائز وارث بھی ہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

حدیث پاک میں آتا ہے کہ آپ کا مال متقی آدمی کھائے،جب ورثہ موجود ہوں تو ان کومحروم کرکے غیرمسلم کواپنا مال نہ کھلائیں،خصوصاً قادیانیوں کونہ دیں،یہ مرتد اورکافر ہیں لیکن اگر ہبہ بالعوض کردیا تو ہبہ صحیح ہے۔

’’فاطعموا طعامكم الاتقياء ،وانما خص الاتقياء بالاطعام لان الاطعام يصرجزء البدن فيتقوى به على الطاعة فيدعولك ويستجاب دعاؤه فى حقك وروى لاتاكل الاطعام تقى ولايأكل طعامك الاتقى ‘‘......(مرقات المفاتيح شرح مشكوٰة : ۸/۱۵۱)

’’عن عامربن سعيد عن ابيه قال مرض مرضا الشعى فيه فعاده رسول الله ﷺ فقال يارسول الله ان لى مالا كثيرا وليس يرثنى الاابنتى افاتصدق بالثلثين قال لاقال فبالشطر قال لا قال فالثلث قال الثلث والثلث كثير ،انك ان تترك ورثتك اغنياء خير من ان تدعهم عالة يتكففون الناس ‘‘ ......(ابو داؤد:۲/۴۷)

’’واماالايمان بسيدنا عليه الصلوة والسلام فيجب بانه رسولنا فى الحال وخاتم الانبياء والرسل فاذاآمن بانه رسول ولم يؤمن بانه خاتم الرسل لاينسخ دينه الى يوم القيامة لايكون مؤمنا‘‘......(بزازيه على هامش الهندية:۶/۳۲۷)

’’واعلم ان تصرفات المرتد على اربعة اقسام فينفذ منه اتفاقا مالايعتمد تمام ولاية وهى خمس الاستيلاد والطلاق وقبول الهبة......ويتوقف منه عندالامام وينفذ عندهما كل ماكان مبادلة مال بمال اوعقد تبرع كالمبايعة والصرف والسلم والعتق والتدبير والكتابة والهبة،(قوله والهبة) هى من قبيل المبادلة ان كانت بعوض كمافى النهر من قبيل التبرع ان لم تكن‘‘......(درمختار مع الشامى:۳۳۰،۳/۳۲۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قادیانی کے بچے کا جنازہ پڑھنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۴۴) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو کہ قادیانی ہے اس کا دس بارہ دن کا بچہ فوت ہوگیا تھا آج سے چند دن قبل اس بچہ کی نماز جنازہ ایک مسلمان نے پڑھی جو شخص امامت کرا رہا ہے اس کو معلوم ہے کہ میں قادیانی بچے کا جنازہ پڑھا رہا ہوں اور جو پڑھ رہے ہیں ان کو بھی معلوم ہے کہ ہم قادیانی بچے کا جنازہ پڑھ رہے ہیں ان حضرات کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

جن مسلمانوں نے مرزائی مرتد کا جنازہ پڑھا ہے اگر وہ اس کے عقائد سے واقف تھے اس علم کے باوجود اگر انہوں نے اس کو مسلمان سمجھا اور مسلمان سمجھ کر ہی اس جنازہ پڑھا تو ان تمام لوگوں کو جو جنازے میں شریک تھے اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی چاہیئے ، کیونکہ ایک مرتد کے عقائد کو اسلام سمجھنا کفر ہے ، اس لیے ان کا ایمان جاتا رہا اور نکاح بھی باطل ہوگیا اور اگر لاعلمی میں جنازہ پڑھا ہے تو سب گناہ گار ہوئے ہیں اس لیے توبہ واستغفار کریں۔

”والاصل ان من اعتقدالحرام حلالا فان کان حرام لغیره کمال الغیر لایکفر وان کان لعینه فان کان دلیله قطعیا کفر والافلا......وقیل التفصیل فی العالم اماالجاهل فلایفرق بین الحلال والحرام لعینه ولغیره وانماالفرق فی حقه ان کان قطعیا کفربه والافلا یکفر اذاقال الخمر لیس بحرام“......(بحرالرائق : ۵/۲۰۶،فتاویٰ عالمگیری: ۲/۲۷۴)

”والصبی اذاوقع فی یدالمسلم من الجندفی دارالحرب وحده ومات هناک صلی علیه ،واعتبر مسلماتبعا لصاحب الید عندانعدام تبعیة الابوین ویستوی الجواب فیماقلنا اذاکان الصبی عاقلا اوغیرعاقل لانه قبل البلوغ تابع للابوین فی الدین مالم یصف الاسلام “......(تاتارخانیة: ۲/۱۲۴،المحیط البرهانی: ۳/۸۴)

”اذاکان مع الصبی ابواه اواحدهما یعتبرتابعالهما لاللدار فیجعل کافراتبعالهما والاصل فی ذلک قوله علیه الصلوٰة والسلام کل مولودیولد علی الفطرة الاان ابواه یهودانه اوینصرانه اویمجسانه“......(المحیط البرهانی : ۳/۸۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کسی رافضی کودعوت میں شریک کرنے سے نکاح اورایمان کاحکم:

(مسئلہ نمبر۳۴۵) کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص عبدالحمید نے اپنے بیٹے شاہد حمید کی شادی کی اور نکاح سے ایک دن قبل بستی کے ہر گھر کے ایک ایک فرد کی دعوت کی جس میں تمام سنی العقیدہ کے لوگوں نے شرکت کی دوسرے دن نکاح میں بھی تمام سنی العقیدہ کے لوگ موجود تھے ان تقریبات میں کوئی شیعہ شریک نہ تھا، پھر تیسرے دن علاقے کے لوگوں کی دعوت کی جس میں عبدالحمید کے چند گہرے دوستوں کی وجہ سے ان کے ایک دوست جو شیعہ ہے کو بھی مدعو کیا اور وہ دعوت میں شریک ہوا اس کے دو دن بعد گائے ذبح کر کے اللہ کے نام پر خیرات کی اور بستی کے ہر گھر نے اس خیرات سے اپنے حصے کا گوشت لیا، ان سب چیزوں کے اختتام پر چند نیم ملاؤں نے بستی میں پروپیگنڈہ کرنا شروع کردیا کہ ان کے نکاح میں یہ ہوا وہ ہوا ، یہ مرتد ہوگئے ہیں ان کا بائیکاٹ کیا جائے، وغیرہ، اگرچہ بستی کے مقامی باشندوں نے ان کو مسترد کردیا مگر انہوں نے بہت منفی اثر ڈالا لوگ ان کی وجہ سے علماء سے بہت بدظن ہوئے اور ان ملاؤں نے درج ذیل میسج بھی عام کرنا شروع کردیے۔

(۱) پاکستان میں جو شیعہ رہتے ہیں وہ خارج از اسلام ہیں (فتاویٰ مفتی محمود: ج۳،ص۶۷) اتنا کچھ جاننے کے بعد بھی اگر کوئی ایسے لوگوں کو مسلمان کہے، یعنی ان کے کفر میں تاویل وتوقف کرے وہ ملحد اور زندیق ہے (محمد ابراہیم فاضل جامعہ اشرفیہ) اب اگر کوئی عام آدمی بھی نہیں بلکہ مفتی شیعوں کو ولیمے میں بلائے تو اس فتوے کی رو سے وہ مرتد ہوگا، مولانا عبداللہ بھکروالے جمیعت کے نائب امیر فرماتے تھے شیعوں کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ ورنہ وہ ضرور کھانے کے ساتھ منی ملائے گا اور سنی کو کھلائے گا اور اس پر وہ سچا واقعہ بھی ایک ضلع بھکر کا سناتے تھے لہذا ہمیں اپنے بزرگوں کے ارشادات پر یقین ہے کہ شیعہ نے ولیمے میں ضرور کچھ ملایا ہوگا۔

(۲) ڈرنا خدا سے ہے بندوں سے کیا ڈرنا، شاہد حمید کے گھرانے کا بائیکاٹ کرو جب تک توبہ تائب نہیں ہوتے، یہ میسج چلاؤ، قرب وجوار میں اتنا عام کردو کہ انہیں معلوم ہوجائے کہ علی شیر کے تربیت یافتہ موجود ہیں، کتوں کی زبانیں گدی سے کھینچو۔

(۳) جن کی شادی میں رافضی شریک ہوئے کیا ان کا نکاح برقرار ہے یا ختم ہے؟ کیا ان کو دوبارہ نکاح کروانا ہوگا؟ کیا ان کی بیویاں ان سے جدا ہوجائیں جب تک دوبارہ نکاح نہ ہو۔

واضح ہو کہ جس شیعہ آدمی کے آنے پر اعتراض اور اتنا ڈنڈورا پیٹا گیا وہ تقریباً آٹھ سال تک اس بستی کے سکول میں پڑھاتا رہا اور اس کا شہر کے مختلف لوگوں کے ساتھ میل جول رہا، اس کے بھائی نے قصبہ میں میڈیکل ٹیکنیشن ڈاکٹر کے طور پر ہسپتال کھولا ہوا ہے جس کے پاس بستی کے بہت سے لوگ جاتے ہیں، اور ادھر ادھر دوسری

بستیوں کے سنی العقیدہ بہت سے لوگ علاج ومعالجے وغیرہ کے لیے جاتے رہتے ہیں ،حالانکہ قصبہ میں کئی MBBS ڈاکٹرموجود ہیں ، یہاں تک کہ جن لوگوں نے شورشرابااورفسادکھڑا کیا اور پیغامات بھیجےان کے والدین ، بہن بھائی بھی اس شیعہ ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں اور پھر ولیمے کے بعدان لوگوں نےبستی میں جلسہ منعقد کیا،اس کے لیے شاہد حمید نے 500 روپے دیے وہ قبول کر لیے، خیرات کےطور پر گائے ذبح کی اس سے بھی ہرایک نے اپنا حصہ گوشت کالیا،اورساتھ ساتھ یہ بھی واضح رہے کہ دولہا شاہدحمید عالم فاضل اور مفتی بھی ہے،اس تفصیل کے بعد مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب قرآن وسنت کی روشنی میں فقہ حنفی کے معتبرمستندفتاویٰ جات کے حوالے سے ابہام وگول مول بات لکھے بغیروضاحت کےساتھ ساتھ جواب دیجئے۔

(۱) کیاواقعی میزبان یعنی عبدالحمیداوراس کا بیٹا شاہدحمیدمرتد ہو گئے ہیں؟اوران کےنکاح ختم ہوگئے ہیں؟

(۲) درج ذیل باتیں کرنے والے ، پیغام لکھنے والے ، بھیجنے والے اوران کی تائیدوحمایت کرنے والوں کے بارے میں کیاحکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) بشرط صحت سوال کافر کے ساتھ مدارات کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ موالات حرام ہے خواہ وہ مدارات قرابت کی وجہ سے ہو یا حاجت کی وجہ سے ہو،محض میزبانی کرنے سے عبدالحمیداوراس کا بیٹا مرتد نہ ہوئے اورنہ ان کا نکاح ختم ہوا،اوررافضیوں کےشریک ہونے سے کسی کےنکاح میں فرق نہیں پڑتا۔

(۲) مذکورہ فی السوال باتیں کرنے والوں کواوران کی حمایت کرنے والوں کوان باتوں سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

”وفی التفاریق لابأس بان یضیف کافرا لقرابة اولحاجة کذافی التمرتاشی“......(فتاویٰ ھندیة:۵/۳۴۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قادیانی سےصدقہ خیرات لینےکاحکم:

(مسئلہ نمبر۳۴۶) کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مرزائی قادیانی شخص اپنے ماتحت یانوکرکوکچھ رقم دیکرکہتاہے کہ اس کا بکراخرید کرکسی غریب کوصدقہ کردے تو وہ نوکرقادیانی کادیاہواصدقہ مدرسہ میں طلباء کےلیےدے جاتاہےتواس صورت میں اس کاصدقہ جائزہے یانہیں؟ جائزیاناجائز ہونے کی وجہ بیان فرمائیں، نیزاب تک مدرسہ والوں نے جوصدقہ کےعنوان سے وصول کیاہےاس کے کفارہ کی کوئی شکل بتادیں،ہم کواس مسئلہ میں بڑی الجھن ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

مرزا قادیانی اوراس کے ماننے والے کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور چونکہ اپنے آپ کو مسلمان بھی ظاہر کرتے ہیں اس لیے زندیق بھی ہیں، ان کے ساتھ کسی قسم کا دوستانہ تعلق رکھنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی ان سے صدقہ خیرات لینا چاہیئے، اور لاعلمی میں جو صدقہ خیرات لیا ہے اس کا گناہ نہیں آئندہ احتیاط سے کام لیں۔

”قال الله تعالى 'واذارأيت الذين يخوضون في آياتنا فاعرض عنهم ،امرالله نبيه بالاعراض عن الذين يخوضون في آيات الله وهي القرآن بالتكذيب واظهار الاستخفاف واعراضا يقتضي الانكار عليهم واظهارالكرامة لما يكون منهم الى اان يتركوا ذلك ويخوضوا في حديث غيره وهذا يدل على ان علينا ترك مجالسة الملحدين وسائرالكفار عنداظهار هم الكفر والشرك ومالايجوز على الله تعالى اذالم يمكنا انكاره “......(احكام القرآن للجصاص: ۳/۵)

”(وقال الله تعالىٰ يايهاالذين آمنوا لاتتخذوا اليهود والنصارىٰ) اولياء فقال الجصاص مطلب الكافرلايكون وليالمسلم وفي هذه الآية دلالة على ان الكافر لايكون وليالمسلم لافي التصرف ولافي النصرة ويدل على وجوب البراءة من الكفار والعداوة لهم لان الولاية ضدالعداوة فاذاامرنا بمعاداة اليهود والنصارىٰ لكفرهم فغيرهم من الكفار بمنزلتهم ويدل على ان الكفر كله ملة واحدة لقوله تعالىٰ بعضهم اولياء بعض “......(احكام القرآن للجصاص ۲/۶۲۲)

”قدكانت لكم اسوة حسنة في ابراهيم والذين معه)تاكيد لامر الانكار عليهم والتخطئه في موالاة الكفار بقصة ابراهيم عليه السلام ومن معه ليعلم ان الحب في الله والبغض فيه سبحانه من اوثق عرالايمان فلاينبغي ان يغفل عنهما“......(روح المعانى : ۲۸/۶۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

مرزائیوں کے پیسوں کو مسلمانوں کی مسجد میں خرچ کرنے کا حکم:

(مسئلہ ۳۴۷) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مرزائیوں کے پیسوں کو مسلمانوں کی مسجد میں خرچ کرنا شرعی طور پر جائز ہے یا نہیں؟ مرزائیوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا کیسا ہے؟ اگر دفن ہو تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مرزائیوں سے چندہ لے کر مساجد پر لگانا درست نہیں، عام کفار اور مرزائیوں کے کفر میں فرق ہے، یہ لوگ اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے ہیں اس لیے یہ ملحد اور زندیق ہیں، ان کے ساتھ ہر قسم کے تعلقات شرعاً ناجائز ہیں اور مسلمانوں کے قبرستان میں ان کو دفن کرنا بھی ناجائز ہے، فقہ حنفی کی معتبر اور مشہور کتاب شامی میں ہے۔

"ویکره ان یدخل الکافر فی قبر قریبه المسلم لیدفنه بحر"......(فتاویٰ شامی: ۱/۶۵۷)

اور اگر دفن کیا ہو تو اس کو نکالنے کا ان کو کہا جائے اور اگر وہ نہ نکالیں تو مسلمان ان کے مردے کو نکال دیں۔

"ولو جعل ذمی داره مسجدا للمسلمین وبناه کمابنی المسلمون واذن لهم بالصلاة فیه فصلوا فیه ثم مات یصیر میراثا لورثته وهذا قول الکل کذافی جواهر الاخلاطی"......(هندیة: ۳/۳۵۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سنی لڑکے کا آغاخانی لڑکی سے نکاح کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۳۴۸) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ مجھے آپ سے شریعت کے مطابق فتویٰ درکار ہے کیا سنی لڑکے یا لڑکی کا نکاح اسماعیلی فرقہ (آغاخانی) لڑکے یا لڑکی سے ہو سکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اسماعیلی شیعہ یعنی آغاخانی لوگوں کے عقائد کفریہ ہیں، بنابریں ان کے ساتھ کسی سنی لڑکے لڑکی کا نکاح جائز نہیں ہے۔

"یعلم مماهنا حکم الدروز والتیامنة فانهم فی البلاد الشامیة یظهرون الاسلام والصوم والصلوة مع انهم یعتقدون تناسخ الارواح وحل الخمر والزناء وان

الالوهية تظهر فی شخص بعد شخص ویجحدون الحشر والصوم والصلوة والحج ویقولون المسمی بهاغیرالمعنی المرار ویتکلمون فی جناب نبینا ﷺ کلمات فظیعة وللعلامة المحقق عبدالرحمن العماری فیهم فتویٰ مطولةوذکرفیها انهم ینتحلون عقائد النصرانية والاسماعیلیة الذین یلقبون بالقرامطة والباطنة الذین ذکرهم صاحب المراقف ونقل عن علماء المذاهب الاربعة انه لایحل اقرارهم فی دیارالاسلام بجزیة ولاغیرها ولاتحل مناکحتهم ولاذبائحهم"......(شامی: ۳/۳۲۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شیعہ کے کل فرقے اور ہر فرقہ کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۳۴۹) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ شیعہ کے کل کتنے فرقے ہیں؟ آیا ہر فرقہ کافر ہے؟ نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم سے بڑھانا کیسا ہے؟ کیا ایسا کرنا کفر ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

شیعہ کے بہت فرقے ہیں جن کی پوری تفصیل مع عقائد "غنیۃ الطالبین" از حضرت عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ اور تحفہ اثنا عشریہ میں مذکور ہیں اور یہ سب کافر نہیں ہیں، البتہ بدعتی اور گمراہ سب ہی ہیں، کافر صرف وہ ہیں جو مندرجہ ذیل عقائد کے حامل ہوں، (۱) تحریفِ قرآن کے قائل ہوں (۲) قذفِ عائشہ رضی اللہ عنہ کے قائل ہوں (۳) صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت اور خلافت کے منکر ہوں (۴) زکوٰۃ کی فرضیت کے منکر ہوں (۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خدا یا خدائی صفات کا حامل جاننے والے ہوں۔

اور جو شیعہ سب عقیدے تو اہل سنت والجماعت کے رکھتے ہوں مگر صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب صحابہ کرام سے افضل قرار دیتے ہیں وہ بدعتی ہیں کافر نہیں ہیں۔

"ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الالوهية فی علی اوان جبریل غلط فی الوحی اوکان ینکرصحبة الصدیق اویقذف السیدة الصدیقة فهوکافر لمخالفته القواطع المعلومة من الدین بالضرورة بخلاف ماذاکان یفضل علیااویسب الصحابة فانه مبتدع لاکافر"......(فتاویٰ شامی: ۲/۳۱۴)

”وفی الجوھرۃ من سب الشیخین اوطعن فیھما کفر ویجب قتلہ ثم ان رجع وتاب وجددالاسلام ھل تقبل توبتہ ام لا؟قال الصدرالشھید لاتقبل توبتہ واسلامہ ونقتلہ وبہ اخذ الفقیہ ابواللیث السمرقندی وابونصرالدبوسی وھوالمختارللفتویٰ“......(البحرالرائق : ۵/۲۱۲)”وقال شیخ الاسلام ابن تیمیۃ قال القاضی ابویعلی من قذف عائشۃ بمابرء ھا اللہ تعالی منہ کفربلاخلاف “......(مجموعہ رسائل ابن عابدین :۱/۳۵۸)

”وبقولھم ان جبریل علیہ السلام غلط فی الوحی الی محمدﷺ دون علی کرم اللہ وجھہ ....من انکرخلافۃ ابی بکر فھوکافر ومنکرخلافۃ عمرفھوکافرفی الاصح“......(بزازیہ علی ھامش الھندیۃ:۶/۳۱۸)

”وانا لہ لحفظون من التحریف والزیادۃ والنقصان ولایتطرق الیہ الخلل ابدا............ویل للرافضۃ حیث قالوا قدتطرق الخلل الی القرآن وقالوا ان عثمان وغیرہ حرقوہ القوہ منہ عشرۃ اجزاء “......(تفسیرالمظھری : ۵/۱۵۵)

”اماصفتھا فھی فریضۃ محکمۃ یکفرجاھدھا ویقتل مانعھا ھکذافی محیط السرخسی“......(ھندیۃ:۱/۱۷۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قادیانی افسر کی زیرنگرانی کام کرنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۳۵۰) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ٹیلی فون کے محکمہ میں ایک قادیانی اعلیٰ افسر ہے، اس کی نگرانی میں پچاسیوں مسلمان کام کرتے ہیں، اس قادیانی مرتد کی نگرانی میں شرعاً کا کام کرنا کیسا ہے؟اس قادیانی افسر کو سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا، اس کے اعزاز میں پروگرام رکھنا،اس کو صاحب کہہ کر پکارنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ قادیانی زندیق ہیں جن کے احکام دوسرے کفار سے زیادہ سخت ہیں،ان کے ساتھ کسی بھی قسم کا

لین دین رکھنا اور محبت کا تعلق رکھنا سخت گناہ ہے، حتی الامکان ان کے ساتھ ہر قسم کے معاملات سے بچنا ضروری ہے لیکن چونکہ آپ حکومت وقت کے ملازم ہیں اور تنخواہ بھی حکومت کی طرف سے آپ کو ملتی ہے، لہذا آپ کا وہاں ملازمت جاری رکھنا درست ہے، البتہ ان سے سلام کرنا، سلام کا جواب دینا اوران کی عزت وتکریم کرنا درست نہیں ہے۔

”واما فی اصطلاح الشرع فالفرق اظهر لاعتبارهم فیه ابطان الکفر والاعتراف بنبوة نبیناﷺ علی مافی شرح المقاصد“......(شامی: ۳/۳۲۴)

”والزندیق من یحرف فی معانی الالفاظ مع ابقاء الفاظ لاسلام کهذا اللعین فی القادیان یدعی انه یومن بختم النبوة ثم یخترع له معنی من عنده یصلح له بعده الختم دلیلا علی فتح باب النبوة فهذا هو الزندقة حقا ای التغییر فی المضاریق وتبدیل المعانی علی خلاف ماعرفت عنداهل الشرع وصرفها الی اهوائه مع ابقاء اللفظ علی ظاهره والعیاذ بالله“......(فیض الباری: ۴/۴۷۲)

”واذا رایت الذین یخوضون فی آیاتنا فاعرض عنهم،وهذا یدل علی ان علینا ترک مجالسة الملحدین وسائر الکفار عنداظهارهم الکفر والشرک ومالایجوز علی الله اذالم یمکنا انکاره“......(احکام القرآن للجصاص: ۳/۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نکاح کے بعد شوہر مرزائی ہوجائے تو نکاح کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۳۵۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگرایک عورت کا خاوند شادی کے بعد اپنا دین تبدیل کرلے اور مرزائی ہوجائے اوراس کے متعلق بیوی کو صحیح علم نہ ہونے پر وہ اس کے ساتھ ۱۰ سال تک رہتی ہے، اس سے اس کے چار بیٹے اور بیٹیاں ہیں (بڑا بیٹا ۹ سال کا پھر دو بیٹیاں ایک ۸ سال کی اور دوسری ۷ سال کی اور سب سے چھوٹا بیٹا ۴ سال کا ہے، سب سے چھوٹے بیٹے کو اس نے اپنی جماعت کے لیے وقف کیا ہوا ہے اب وہ مجھے یعنی اپنی بیوی کو مارتا ہے کہ میں بھی اسی کا مذہب اختیار کروں اوراسی پر آمادہ کرنے کے لئے وہ مجھ سے میرے بچے بھی چھین کرلے گیا ہے، میری شادی کے تین سال بعد یہ مرزائی ہوگئے تھے، کیا میرا اوران کا نکاح رہا یا نہیں، اور میں اپنا مذہب اسلام نہیں چھوڑنا چاہتی تو کیا کوئی صورت ایسی ہے کہ میرے بچے مجھے مل جائیں

اور یہ بھی کہ کیا مجھے اب اس کا ساتھ دینا چاہیئے یا نہیں؟ کیونکہ اب دماغی اور دلی طور پر میں نے یہ بات تسلیم کر لی ہے کہ میرا اس کے ساتھ رہنا ویسے بھی محال ہے کیونکہ وہ مجھے اپنے مذہب اختیار کرنے پر اب مارنے پیٹنے بھی لگا ہے، براہ کرم اس کے بارے میں مجھے تحریری فتویٰ دیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے بالاجماع کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں، ان کے ساتھ کسی بھی مسلمان کا نکاح نہیں ہوسکتا، بنابریں اگر یہ شخص نکاح سے پہلے ہی مرزائی تھا تو شرعاً نکاح ہی نہیں ہوا اور اگر بعد میں مرزائی ہوا تو اس کے مرزائی اور مرتد ہوتے ہی نکاح ٹوٹ گیا ہے، اور جب تک یہ مرزائی ہے اس کے ساتھ نکاح ہو ہی نہیں سکتا، اور جو آٹھ سال تک مرزائی ہونے کے باوجود بطور میاں بیوی ایک ساتھ رہے ہیں وہ محض حرام کاری ہوئی، اس سے خوب توبہ کرنا لازم ہے، اور بچے جب تک نابالغ ہیں تو خیر الابوین کے تابع ہوں گے، یعنی شرعاً والدہ کے تابع ہوکر ان کو مسلمان کیا جائے گا اور وہ اسی کو ملیں گے۔

"اما الایمان بسیدنا علیه الصلوٰۃ والسلام فیجب بانه رسولنا فی الحال وخاتم الانبیاء والرسل فاذا آمن بانه رسول ولم یؤمن بانه خاتم الرسل لاینسخ دینه الی یوم القیامة لایکون مؤمنا"......(بزازیه علی هامش الهندیة:۶/۳۲۷)

"وارتداداحدهما ای الزوجین نسخ عاجل بلاقضاء"......(درعلی الرد:۲/۴۲۵)

"والولد یتبع خیرالابوین دینا کذافی الکنز"......(هندیة: ۱/۳۳۹)

"وفی شرح الوهبانیة للشرنبلالی مایکون کفرااتفاقا یبطل العمل والنکاح واولاده اولادزنا"......(درمختارعلی هامش ردالمحتار:۳/۳۲۸)

"ولاینکح مرتداومرتدة احد"......(البحرالرائق :۳/۳۶۴)

"والولد یتبع خیرالابوین دینا"......(۳/۳۶۴)

"وارتداداحدهما فسخ فی الحال یعنی فلایتوقف علی معنی ثلاثة قروء فی المدخول بها ولاعلی قضاء القاضی"......(البحرالرائق:۳/۲۷۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شیعہ بیوی کا سنی خاوند کے ساتھ رہنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۵۲) جناب مفتی صاحب السلام علیکم، میرا تعلق گوجرانوالہ شہر سے ہے، میرا مسئلہ یہ ہے کہ میری شادی کو چھ سال ہوگئے ہیں، میرا ایک بچہ بھی ہے جس کی عمر سوا چار سال ہے، میرا تعلق اہلسنت گھرانے سے ہے جب کہ میری بیوی کا تعلق اہل تشیع گھرانے سے ہے، اب مجھے کسی نے بتایا ہے کہ آپ دونوں کا نکاح جائز نہیں اور آپ دونوں اب تک حرام کرتے رہے ہیں، جب کہ میرا نکاح اہل سنت طریقے سے ہوا ہے، اب آپ سے مسئلہ یہ پوچھنا ہے کہ آیا میرا نکاح صحیح ہے یا غلط؟ ہم دونوں میاں بیوی اکھٹے رہ سکتے ہیں یا نہیں؟ ہم دونوں میں یہ معاہدہ ہوا تھا کہ ہم دونوں ایک دوسرے کے مسلک میں رکاوٹ نہیں بنیں گے، اور اب تک ہم دونوں اسی پر قائم ہیں، جس مولوی صاحب نے ہمیں بتایا کہ نکاح صحیح نہیں ہوا اس کا کہنا ہے کہ اگر تمہاری بیوی تمہارے مسلک میں آجائے تو پھر نکاح جائز ہوگا ورنہ نہیں، اور نکاح بھی دوبارہ کرنا پڑے گا۔

الجواب باسم الملک الوهاب

جو شیعہ مندرجہ ذیل عقائد میں سے ایک عقیدہ بھی رکھتا ہو تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے (۱) قرآن پاک میں تحریف کا قائل ہونا (۲) حضرات شیخین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کرنا (۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ پر بہتان لگانا (۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی یا خدا ماننا (۵) اماموں کو نبیوں سے اونچا مرتبہ دینا، لہذا اگر ان مذکورہ عقائد میں سے (العیاذ باللہ) ایک عقیدہ بھی ہو تو اس سے فوراً توبہ کرنی چاہیئے اور اس کے بعد نکاح پڑھنا چاہیئے اور بچہ والد کا ہوگا۔

> ”نعم لاشک فی تکفیر من قذف السیدة عائشة رضی الله عنها اوانکر صحبة الصدیق اواعتقدالالوهیة فی علی اوان جبریل غلط فی الوحی اونحوذلک من الکفرالصریح المخالف للقرآن ولکن لوتاب تقبل توبته“......(ردالمحتار: ۶/۳۷۸)

> ”الرافضی اذاکان یسب الشیخین ویلعنهما والعیاذبالله فهو کافر ولوقذف عائشة رضی الله عنها بالزنا کفربالله ......من انکرامامة ابی بکر الصدیق رضی الله عنهفهو کافر وعلی قول بعضهم هومبتدع ولیس بکافر والصحیح انه کافر وکذلک من انکرخلافة عمررضی الله عنه فی اصح الاقوال، ویجب اکفارهم باکفارعثمان وعلی وطلحة وزبیروعائشة رضی الله عنهم ویجب اکفارالروافض فی قولم برجعة الاموات الی الدنیا وبتناسخ الارواح

وبانتقال روح الالٰہ الی الائمة وبقولهم فی خروج امام باطن وبتعطیلهم الامر والنهی الی ان یخرج الامام الباطن وبقولهم ان جبریل علیه السلام غلط فی الوحی الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم دون علی ابن ابی طالب رضی الله عنه وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحکامهم احکام المرتدین کذا فی الظهیرية“......(فتاوىٰ هندية: ۲/۲۶۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شیعوں کے ساتھ تعلقات کے بارے میں:

(مسئلہ نمبر ۳۵۳) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام رہنماء امت محمدیہ وورثاء انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ملک پاکستان میں جو شیعہ حضرات رہتے ہیں ہم سنی مسلمانوں کے لیے ان کے جنازہ، ختم قل وغیرہ میں شرکت کرنا کیسا ہے؟ اس کے بارے میں عوام الناس کے لیے کیا حکم ہے اور خصوصا ہمارے اہل سنت والجماعت کے علماء کرام کے لیے کیا حکم ہے کہ ان کی نماز جنازہ پڑھا سکتے ہیں یا نہیں اگر وہ کسی ختم وغیرہ کے لیے ہمارے ائمہ مساجد کو بلاتے ہیں تو ان کو جانا چاہیے یا نہیں؟ اگر ان کے گھر سے کھانے کی کوئی چیز پیش کی جائے یا بھیجی جائے تو لینی چاہیے یا نہیں؟ ازراہ کرم وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں شیعہ اپنے عقائد کی بنا پر قطعا کافر اور زندیق ہیں لہٰذا ان سے مراسم اسلامیہ مثلا مناکحت، قربانی وذبیحہ کا استعمال جنازہ پڑھنا اور انکو اپنے جنازہ میں شریک کرنا اور ان کو اپنے نکاحوں میں گواہ بنانا وغیرہ کا ترک کرنا واجب ہے اور ان سے لین دین سے پرہیز کرے۔

”مأخوذ من الفتح حیث قال واما المعتزلة الخ اقول یدخل فی هذا الرافضية بانواعها ولا معتزلة فلا یجوز تتزوج المسلمة السنية من الرافضی لانها مسلمة وهو کافر فدخل تحت قولهم لا یصح وقا ل الرستغفنی لا تصح المناکحة بین اهل سنة والجماعة والاعتزال فالرافضة مثلهم “......

(تقریرات الرافعی علی الرد المحتار: ج۲ ص ۱۸۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مایتعلق بالتصوف والتزکیة والاحسان

پیروں کو ماننے اوران سے دعا کروانے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۵۴) پیروں کو ماننا اوران سے کسی چیز کے لیے دعا کروانا یاان کے دربار پر جا کر دعا مانگنا جائز ہے یانہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں پیر اگر باشرع ہوتو ان سے عقیدت رکھنا اوران کے پاس اپنی اصلاح اوران کی ملاقات کے لیے جانا بہتر ہے اورمتبع الشریعت پیر اگر زندہ ہوتو ان سے دعا کروانا بھی جائز ہے اوراگر وفات پا جائے تو ان کے مزار پر جا کر ان کے وسیلہ سے دعا مانگنا تو جائز ہے، البتہ ان کی ذات سے مانگنا جائز نہیں۔

وقد عد من آداب الدعاء والتوسل علی مافی الحصن وجاء فی روایة اللھم انی اسألک بحق السائلین علیک وبحق ممشای الیک فانی لم اخرج اشرا ولابطرا الحدیث اھ عن شرح النقایة لملاعلی القاری ویحتمل ان یراد بحقھم علینا من وجوب الایمان بھم وتعظیمھم وفی الیعقوبیة یحتمل ان یکون الحق مصدر الاصفة مشبھة فالمعنی بحقیة رسلک فلامنع فلیتأمل.(رد المحتار:۲۸۱/۵) ففی صحیح البخاری عن انسؓ ان عمرؓ بن الخطاب کان اذاقحطوا استسقی بالعباسؓ فقال اللھم اناکنانتوسل الیک بنبیک ﷺ فتسقینا وانانتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا فیسقون.(تفسیر روح المعانی:۱۲۶/۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ایک پیر سے بیعت توڑ کر دوسرے پیر سے بیعت کرنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۵۵) کیا فرماتے ہیں علماء ومفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کسی صحیح العقیدہ بزرگ سے بیعت ہے، اورمتقی بھی ہے لیکن معاملات کے پیش نظر مرید بسا اوقات اپنے شیخ کی ان باتوں پر مذاکرہ کرتا ہے لیکن فوراً پھر احساس پیدا ہوتا ہے کہ یہ عمل درست نہیں تو وہ اس پر توبہ کرتا ہے، اسی طرح کبھی دل میں اپنے شیخ کے بارے میں بدگمانی بھی پیدا ہوتی ہے لیکن پھر فوراً توبہ کرتا ہے، اب اس نے ارادہ کرلیا ہے کہ اپنا اصلاحی تعلق کسی

اور سے قائم کرلے تاکہ آخرت خراب نہ ہو، اس سلسلہ میں مشورہ بھی کیا تو یہ مشورہ طے ہوا کہ آخرت کو خراب نہ کیا جائے بلکہ کسی اور صحیح العقیدہ بزرگ سے بیعت کرلینی چاہیئے ،تصوف اور شریعت کی رو سے جواب عنایت فرمائیں کہ اب مرید اپنا تعلق کسی اور صحیح العقیدہ بزرگ سے جوڑ لے تو ایسی صورت میں طریقہ کار کیا ہوگا، اور اگر نہیں تو اس طرح کی بیماریوں سے کیسے بچا جاسکتا ہے، تفصیل سے وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ کسی بزرگ یا اللہ والے سے بیعت ہونا یہ سنت طریقہ ہے فرض یا واجب نہیں ہے، لہذا اگر کوئی شخص اپنے شیخ میں کوئی ایسا خلافِ شرع عمل دیکھتا ہے جس کا وہ عادی ہے تو ایسے شخص سے بیعت کو توڑ دینا چاہیئے اور کسی شیخِ کامل سے اپنا تعلق جوڑنا چاہیئے ، البتہ اگر کبھی کبھار بتقضائے بشریت کوئی گناہ ہوجائے تو اس میں کوئی اچھی تاویل کرکے درگذر کرنا چاہیئے ، کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے سوا کوئی بھی فرد بشر معصوم نہیں ہے۔

”واماتکرار البیعة فماثورعن رسول الله ﷺ وکذلک عن المشائخ الصوفیة امامن شیخ واحد فظاھر وامامن شیخین فان کان لظھور الخلل فیمن تبعه فلابأس وکذلک بعدموته والغیبة المنقطعة وامامن غیرعذر فلالانھا شبیھة بالتلاعب وتذھب بالبرکة وتعھدقلوب المشائخ لان قلوبھم تصرف عن تعھده وھی سنة لیست بواجبة“......(قطب الارشاد :۵۴۳/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تصور شیخ کی حقیقت اور حکم:

(مسئلہ نمبر۳۵۶) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم ایک پیر صاحب کے پاس گئے، انہوں نے ایک ورد بتایا اور کہا کہ ورد کرتے ہوئے میرا تصور رکھیں، برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں بتایئے کہ تصور شیخ کیا چیز ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

شیخ کا تصور فی نفسہٖ جائز ہے بشرطیکہ وہ شیخ پابندِ شریعت ہو اور عالم دین صحیح العقیدہ ہو اور شیخ کا تصور محض تدبیر کے طور پر کرتا ہو عبادت نہ سمجھتا ہو بلکہ محض یکسوئی حاصل کرنے کے لیے تصور کرتا ہو۔

”وفی مجموعة الفتاویٰ سوال تصور مرشدکه عندالصوفیة معمول است

درست است یانہ؟جواب جائز است اکابربنیت پاک ایں عمل کردہ اندشاہ ولی اللہ دھلوی درقول جمیل می نویسند قالوا والرکن الاعظم ربط القلب بالشیخ علی وصف المحبۃ والتعظیم ویلاحظ صورتہ ......وقال رسول اللہ ﷺ اذاصلیٰ احدکم فلایبصق قبل وجھہ فان اللہ تعالی بینہ وبین قبلتہ فلاعلیک ان لاتتوجہ الاالی اللہ ولاتربط قلبک الابہ ولوبالتوجہ الی العرش وتصورالنور الذی وضعہ علیہ اوبالتوجہ الی القبلۃ''......(مجموعۃ الفتاویٰ:۴/۳۴۷)

''عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ قل اللھم اھدنی وسددنی واذکر بالھدایۃ ھدایۃ الطریق واذکربالسداد تسدیدک السھم وفی بذل المجھود تحت ھذا الحدیث وفیہ اشارۃ الی جوازالتصورالشیخ فان الشیخ لیس اقل مرتبۃ عنداللہ من السھم والطریق لاسیما عندمعتقدبہ کیف وفیہ جمع للخواطر ولوالی جھۃ اسفل من التی یجب ارجاعبھا الیھا وھوالواجب تعالی شانہ ولاغیرایضا فی حبہ ایاہ عندالتصور نعم یضرہ ان یتصورشیخہ متصرفافی امرباطنہ حین التصور اوحاضراالدیۃ اوعالما بحالہ اہ''......(بذل المجھود:۵/۸۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

جھوٹے پیر کی بیعت اوراس سے تعلقات کا حکم؟

(مسئلہ نمبر۳۵۷) کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بندہ جس کی عمر تقریباً پچاس سال ہے وہ پہلے ایک ٹی وی مکینک تھا تیرہ سال پہلے اس نے پیری فقیری کا کام شروع کیا بقول اس کے ایک سال نبی پاک ﷺ میرے خواب میں آئے اور کہا کہ ارشد میں تم سے دین کا کام لینے والا ہوں پھراس نے اپنا یہ کام شروع کیا اوران دن بدن کام بڑھتا چلا گیا اور آپ عرصہ دراز سے جمعہ کے دن محفل باغبان پورہ کے ایک گھر اور منگل کی محفل اپنے گھر نیلی بلڈنگ صدر گول چکر میں لگا کر لوگوں کے مسائل حل کرتا ہے یہ بابا جی جس کو اپنا مرید کرتے ہیں اس کو مرنے کے بعد کروڑ کلمہ دینے کا وعدہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر میں مرگیا تو مرنے کے بعد روز محشر اپنے اعمال

نامہ سے نکال کر اپنے مریدوں کو کروڑ کروڑ کلمہ دوں گا ، اور بابا جی کا کہنا ہے کہ روز محشر میں اپنی جماعت میں سے ان سب کو اپنے ساتھ جنت میں لے کر جاؤں گا جو دنیا میں میرے کام آیا اور دنیا میں میری مدد کرتا رہا ،، بابا جی نے نہ تو خود کسی کے ہاتھ پر بیعت کر رکھی ہے اور نہ ہی ماسوائے جمعہ کوئی نماز پڑھنے مسجد جاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میرا گھر ہی میری مسجد ہے، نعوذ باللہ، بقول ان کے لوگوں نے خواب میں بابا جی کے گھر کو بطور خانہ کعبہ دیکھا ہے اور لوگ اس کا طواف کر رہے ہیں مسجد میں نماز پڑھنا تو دور کی بات بابا جی کسی میلاد پر بھی مسجد نہیں جاتے ، کہتے ہیں کہ باہر کسی گراؤنڈ یا کسی کے گھر میلاد کرلو تو میں آجاؤنگا، بابا جی کا کہنا ہے کہ میرے ماتھے پر نبی ﷺ نے اپنے نام کی مہر محمد ﷺ لگا رکھی ہے، میرے ماتھے پر مسجد نبوی آتی ہے میرے ماتھے پر اللہ کا نام اور قرآن چلتا ہے میری آنکھ کے نیچے اللہ لکھا ہوا ہے میرے ایک کان کے نیچے اللہ اور دوسرے کان کے نیچے محمد ﷺ لکھا ہوا ہے۔

بابا جی اکثر یہ کہتے ہیں کہ مجھے اللہ نے ابھی ابھی یہ پیغام بھیجا ہے کہ اپنے مریدوں کو یہ پیغام دیدو، فلاں حکم دیدو، ابھی ابھی فلاں پیغام آیا، فلاں حکم آیا، یعنی کہ پیغام آتے رہتے ہیں اور اکثر یہ معمول کی بات ہے کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف فرماتے، ابھی نبی کریم ﷺ کا تخت زمین پر آیا ہوا تھا ان کے ساتھ فلاں فلاں صحابہ تھے نبی کریم ﷺ نے مجھے پیار کیا اور نبی ﷺ تو مجھے اکثر اپنا بیٹا کہتے ہیں بقول بابا جی کے میرے پاس دنیا کی سب سے بڑی ولایت غوث اعظم میرے پاس ہے، مجھے سخی سلطان کا لقب بھی نبی کریم ﷺ نے دیا ہے، میں غوث الامین بھی ہوں، میں قلندر بھی ہوں، وہ اپنے مریدوں کو سروری کا سلسلہ کہتا ہے کہ سرور کائنات ﷺ سے سروری بنتا ہے، مطلب کہ مجھے خود سرور کائنات ﷺ نے عطا کیا مجھے سرور کائنات ﷺ نے اپنا بیٹا کہا تو میرے مریدین بھی سروری ہیں، بابا جی کا کہنا ہے کہ میرا جس قبرستان سے گزر ہو وہاں عذاب ٹل جاتا ہے، جس کی روح قبض ہو رہی ہو تو عزرائیل مجھے دیکھ کر نرمی کر دیتے ہیں اور اس پر سختی ختم کر دیتے ہیں بابا جی نے کچھ عرصہ پہلے مسجد کے نام پر لوگوں سے فنڈ جمع کیا جو کہ کروڑوں میں جمع ہوا پھر بابا جی نے وہ رقم اپنے قریبی رفیق داؤد شاہ نامی شخص کے کاروبار میں لگا دی، پھر بقول بابا جی کچھ عرصہ بعد کہ وہ بندہ بھاگ گیا ہے، اب یہ ہو گیا وہ ہو گیا رقم سے ہاتھ دھونا پڑ گیا، فلاں فلاں، ابھی بھی مستقل دو سال سے بابا جی مسجد کے نام پر پیسے جمع کر رہا ہے پچھلے دنوں بابا جی کے مرید نے خودکشی کر لی اس کی خودکشی کرنے کی وجہ بابا جی کے سنئیر اکابر سے خودکشی کرنے والے کی لڑائی تھی، لڑائی کرنے پر بابا جی نے اس بے چارے خودکشی کرنے والے صاحب کو اپنے قریبی اکابر سے لڑائی کرنے پر اللہ کے عذاب سے اتنا ڈرا دیا کہ اس نے خودکشی کر لی، پھر بابا جی نے کچھ دن بعد اپنی ایک محفل میں کہا کہ مجھے بہت عرصہ پہلے ہی پیغام آگیا تھا کہ فلاں بندہ خودکشی کرنے والا ہے، پھر بابا جی انے اپنی ہی محفل میں خودکشی کرنے والے کی بخشش کا وعدہ کیا، اور ایک گھنٹے کے ذکر کے بعد سب کو مبارکباد دی کہ

اللہ نے اس کو بخش دیا ہے اوراب وہ جنت میں میرے نام کے نعرے لگاتا پھرتا ہے، باباجی اکثرعورتوں میں بیٹھ کران کے مسائل سنتے ہیں، ان کو پھونکیں مارتے ہیں سرپکڑ کردم کرتے ہیں، باباجی جب بھی اپنے کسی مرید کی نماز جنازہ پڑھ کرآتے ہیں تو گھر آتے ہی کہہ دیتے ہیں کہ وہ جنت میں فلاں جگہ پر ہے، بقول باباجی کے ان کی تصویر چاند میں نظرآتی ہے، باباجی ہراستخارہ ایک منٹ میں کردیتے ہیں باباجی استخارہ کرکے یہ بھی بتادیتے ہیں کہ فلاں بزرگ، فلاں عالم، فلاں مفتی پراللہ کا کتناعذاب اورکتنی رحمت ہے اوراللہ کے ہاں اس کا کتنا درجہ ہے۔

باباجی کا کہنا ہے کہ میرے پیچھے نماز پڑھنے کا ثواب اکبری عمرے کے برابر ہے، باباجی اپنی محفل میں نعرہ تکبیر، نعرہ رسالت ایک ایک باراوراپنے نام کے نعرے دودرجن لگواتے ہیں، باباجی اکثر کہتے ہیں کہ جواولیاء اللہ دنیاسے چلے گئے ہیں ان میں مشہوراولیاء کا نام لے کر جیسے حضرت داتاصاحب بہت تڑپ رہے ہیں کہ باباجی سرکارہمیں بھی اپنادیدارکروانے آئے، ایسے ہی تمام اولیاء اللہ کا نام استعمال کرتے ہیں، باباجی اپنے مریدوں کواکثر یہ کہہ کرڈراتے ہیں کہ جومیرے خلاف اپنے ذہن میں غلط سوچ بھی لاتا ہے اس کے گھرکوآگ لگ جاتی ہے، وہ ایکسیڈنٹ میں ماراجاتا ہے، یاکسی خطرناک بیماری میں مبتلا ہوجاتا ہے، اللہ کو بہت غصہ آتا ہے، جومیرے خلاف سوچتا بھی ہے، محترم مفتیان عظام یہ سب باتیں معمول کی ہیں اندر کی باتیں اللہ جانتا ہے، ازراہ کرم اس سائل کو اسلام، قرآن وحدیث کی روشنی میں بتایا جائے کہ اتنے بلندوبانگ دعوے کرنے والاشخص واقعۃً اولیاء اللہ ہے، کیااس کے ہاتھ پربیعت جائز ہے؟ کیااس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟ اگر یہ فتنہ ہے تو کیا ہمیں اس کوروکنے کا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت بیان مذکورشخص (باباجی) انتہائی گمراہ اورگمراہ کرنے والا ہے، اس کے ہاتھ پربیعت کرنااس کے پیچھے نماز کی ادائیگی اورکسی قسم کاتعلق (مشاربت، مواکلت، اس کو سلام کرنایاسلام کا جواب دینا، اس کی مجلس میں جاناوغیرہ) سب ناجائز ہے، مسلمانوں کی دینی ذمہ داری ہے کہ اس کامکمل بائیکاٹ کریں، اورقانونی چارہ جوئی کے ذریعے اس بدبخت کوسزادلوائی جائے تاکہ اس کی شرارت ختم ہواورمسلمانوں کواس کے فتنہ سے بچایا جاسکے،

”کماقال اللہ تعالی” ولاترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار “وقال ایضا”فلاتقعدبعدالذکریٰ مع القوم الظالمین“القرآن.

”من وقربالتشدید ای عظم اونصر(صاحب بدعة)سواء کان داعیالهاام لا قال ابن حجر کان قام وصدره فی مجلس اوخدمه من غیرعذریلجئه الی ذلک (فقداعان علی هدم الاسلام)ای اسلامه اوکمال اسلامه اوعلی هدم اهل الاسلام اوالمراد بالاسلام السنة “......(مرقاة المفاتیح: ۱/۳۹۴)

”ولاترکنوا قال قتادة معناه لاتودوهم ولاتطیعوهم ابن جریج لاتمیلوا الیهم ابوالعالیه لاترضوااعمالهم وکله متقارب ......(الی الذین ظلموا)قیل اهل الشرک وقیل عامة فیهم وفی العصاة علی نحوقوله تعالیٰ واذارأیت اللذین یخوضون فی آیاتنا (الآیة)وقدتقدم وهذا هوالصحیح فی معنی الآیة وانهادالة علی هجران اهل الکفر والمعاصی من اهل البدع وغیرهم فان صحبتهم کفرا ومعصیة اذاالصحبة لاتکون الاعن مودة “......(تفسیرقرطبی:۱۸/۹)

”(فلاتقعدبعدالذکریٰ)ای بعدتذکرالامربالاعراض کماعلیه جمهورالمفسرین“......(روح المعانی :۱۸۳/۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مایتعلق بالتاریخ

جنات کاوجوداوران کاانسان سے غلط کام کروانا:

(مسئلہ نمبر۳۵۸): کیاجنات کاوجوددنیامیں ہے؟ کیسے معلوم ہوگا؟

۲۔کیا''جنات'' کسی انسان سے غلط کام کرواسکتے ہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جنات کاوجوداس دنیامیں قرآن وحدیث کی نصوص قطعیہ سے ثابت ہے،اس میں شک یااس کے انکارکی گنجائش نہیں ہے،باقی رہایہ سوال کہ کیاجنات کسی انسان سے غلط کام کرواسکتے ہیں؟ تواس کاجواب یہ ہے کہ بصورت شیاطین صرف انسان کے دل میں وسوسہ ڈالتے ہیں،کام انسان خوداپنے ارادے اوراختیار سے کرتاہے،بالفاظ دیگر یوں سمجھ لیں کہ غلط کام کی ترغیب دیتے ہیں زبردستی نہیں کرواسکتے،مزیدتفصیل کے لیے''آکام المرجان فی احکام الجان''نامی کتاب کی طرف رجوع فرمائیں۔

''(کالذی استھوتہ الشیاطین فی الارض حیران)قال العلامة الآلوسیؒ ای کالذی ذھبت بہ مردة الجن فی المھامة والقفار''......(روح المعانی:۷/۱۸۹)

''لہ معقبات من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من امراللہ. قال الآلوسیؒ: واخرج ابن ابی الدنیاوالطبرانی والصابونی عن ابی امامة قال:قال رسول اللہ ﷺ وکل بالمؤمن ثلثمائة وستون ملکایدفعون عنہ مالم یقدر علیہ من ذالک(الی قولہ) ومالو وکل العبد فیہ الی نفسہ طرفة عین لاختطفت الشیاطین''......(روح المعانی:۱۳/۱۱۳)

'' ان رسول اللہ ﷺ قال لاصحابہ وھو بمکة من احب منکم ان ینظر الیہ اثر الجن فلیفعل قال(ابن مسعودؓ) فلم یحضر احد منھم غیر فلماکتاباعلی مکة خط لی برجلہ خطاثم امرنی ان اجلس فیہ''......(فتح الباری:۶/۲۹۴)

''عن جابرقال:قال رسول اللہ ﷺ اذاکان جنح اللیل او امسیتم فکفوا اصبیانکم فان الشیطان ینتشر حینئذفاذاذھب ساعة من اللیل فخلوھم

واغلقوا الابواب واذکروا اسم اللہ فان الشیطان لایفتح بابا مغلقاً“

......(مشکوۃ: ۲/ ۳۸۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت آدم علیہ السلام کوکس کے وسیلہ سے معافی ملی تھی؟:

(مسئلہ نمبر۳۵۹) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر تشریف لائے تو ان کوکس کے وسیلہ سے معافی ملی؟

الجواب باسم الملک الوھاب

علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو مندرجہ ذیل کلمات پڑھنے کی وجہ سے معافی ملی تھی۔

”والمروی فی المشهور عن ابن عباس رضی الله تعالی عنه ان هذه الکلمات هی ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا الایة“......(روح المعانی : ۱/ ۲۳۷)

جب کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مندرجہ ذیل کلمات پڑھنے کی وجہ سے معافی ملی تھی۔

”وعن ابن مسعود رضی الله عنه انها سبحانک اللهم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالی جدک لااله الاانت ظلمت نفسی فاغفرلی فانه لایغفر الذنوب الا انت“......(روح المعانی : ۱/ ۲۳۷)

اس کے بارے میں علامہ آلوسی رحمہ اللہ ایک قول یہ بھی نقل کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے عرش کے پایہ پر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے الفاظ دیکھے تو ان کے ذریعہ سے دعا مانگی اور اسی وجہ سے ان کو معافی ملی۔

”وقیل رأی مکتوبا علی ساق العرش محمد رسول الله فتشفع به“......(روح المعانی : ۱/ ۲۳۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

آپ ﷺ نے حلیمہ کا دودھ نہیں پیا تھا کہنے والے کا حکم؟

(مسئلہ نمبر۳۶۰) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ حضور ﷺ نے حلیمہ سعدیہ کا دودھ نہیں پیا اور نہ وہ ان کو اپنے ساتھ لیکر گئی تھیں، اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ شخص کا نظریہ نہایت جہالت، لاعلمی اور گمراہی پر مبنی ہے۔

”حدثت عن حليمة بنت الحارث انهاقالت قدمت مكة فى نسوة وذكرالواقدى باسناده انهن كن عشرة نسوة من بنى سعد بن بكريلتمس بهاالرضعاء ......فقدمنا مكة فوالله ماعلمت مناامرءة الاوقدعرض عليهارسول الله فتأباه اذاقيل انه يتيم تركناه قلنا ماذاعسى ان تصنع اليناأمه ؟انمانرجوا المعروف من ابى الولد فاماأمه فماذاعسىٰ ان تصنع الينافوالله مابقى من صواحبى امرءة الااخذت رضيعاغيرى فلمالم نجدغيره واجمعنا الانطلاق قلت لزوجى الحارث بن عبدالعزى والله انى لاكره ان ارجع من بين صواحبى ليس معى رضيع لانطلقن الى ذالك اليتيم فلآخذنه فقال لاعليك ان تفعلى فعسى ان يجعل الله لنافيه بركة فذهبت فاخذته فوالله مااخذته الاانى لم اجدغيره فماهوالاان اخذته فجئت به رحلى فاقبل عليه ثدياى بماشاء من لبن فشرب حتى روى وشرب اخوه حتى روى وقام صاحبى الى شارفناتلك فاذا انهالحافل فحلب ماشرب وشربت حتى روينا فبتنا بخيرليلة فقال صاحبى حين اصبحنا ياحليمة والله انى لاراك قداخذت نسمة مباركة“......(البداية والنهاية : ۲/۲٧٧،۲٧۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ظہور مہدی علیہ الرضوان کے وقت حالات کیسے ہونگے؟

(مسئلہ نمبر ۱۳۶) کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کے وقت دنیا کے حالات کیسے ہوں گے؟ اور کیا موجودہ حالات اس طرح کے ہیں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

امام مہدی علیہ الرضوان اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں دنیا کے اندر برکات کا ظہور ہوگا، آج کل کے حالات کی ان کے حالات سے کوئی نسبت نہیں ہے۔

''عن ابی سعیدالخدری ؓ قال قال رسول اللہ ﷺ المھدی منی اجلی الجبھة اقنی الانف یملأالارض قسطاوعدلا کماملئت ظلماوجورا یملک سبع سنین''......(ابو داؤد: ۲/۲۳۹)

''عن ابی سعیدالخدری ؓ قال ذکررسول اللہ ﷺ بلاء یصیب ھذہ الامة حتی لایجدالرجل ملجأ یلجأالیه من الظلم فیبعث اللہ رجلامن عترتی و أھل بیتی فیملأالارض قسطاوعدلا کماملئت ظلماوجورا یرضیٰ عنه ساکن السماء وساکن الارض لاتدع السماء من قطرھا شیًا الاصبته مدرارا،ولاتدع الارض من نباتھاشیًا الااخرجته حتی یتمنی الاحیاء الاموات اه''......(مشکوٰة المصابیح :۲/۴۸۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆

کیاجنت اورجہنم تیارہوچکی ہیں؟

(مسئلہ نمبر۳۶۲) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام مندجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱)جنت اوردوزخ اللہ تعالیٰ نے کس جگہ تیارکررکھی ہیں؟(۲)دنیامیں جومیاں بیوی رہ رہے ہیں کیایہ دونوں جنت میں آپس میں ملیں گے(۳)کیاجنت میں ہرجنتی کو۷۰حوریں ملیں گی؟(۴)کیاجنت میں انسان کے ساتھ نفسانی خواہشات بھی ہوں گی ؟(۵)کیاآدمی کالی مہندی یاخضاب سیاہ رنگ کالگاسکتاہے؟(۶)کیاذی جرم خضاب سے وضوہوسکتاہے؟(۷)مؤذن کیساآدمی ہو؟(۸)مغرب کی اذان وجماعت میں کتنافاصلہ ہو؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱)جنت اورجہنم اللہ تعالیٰ پیداکرچکے ہیں رہایہ سوال کہ کہاں واقع ہیں توجنت کے بارے میں قرآن کریم میں ہے۔

''عندسدرة المنتھیٰ عندھاجنة الماوی (سورة النجم)ولقوله علیه الصلوة والسلام سقف الجنة عرش الرحمن ''

اللہ تعالیٰ کاعرش جنت کی چھت ہے،شرح ملاعلی قاری علی الفقہ الاکبر:۹۸)اوردوزخ کے بارے میں آتاہے''اعدت للکافرین''،جہنم کفارکے لیے تیارکی گئی ہے ''اولئک اصحاب النارھم فیھاخالدون'' یہی

لوگ جہنمی ہیں اور یہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے،اور جہنم ساتوں زمینوں کے نیچے ہے" والنار تحت الارضین السبع والحق تقویض علمه الی العلیم الخبیر "......(شرح العقائد : ۱۳۲)

(۳،۲) دنیا میں جومیاں بیوی اکٹھے ہیں جنت میں بھی اکھٹے ہوں گے،اور جنت میں ہر جنتی کو ۷۲ حوریں ملیں گی۔

"عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ادنی اهل الجنة الذی له ثمانون الف خادم واثنتان وسبعون زوجة الخ "......(مشکوة المصابیح : ۲/۵۱۰)

"عن ابی سعید رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ادنی اهل الجنة اقلهم خدماونساء الذی له ثمانون الف خادم واثنتان ای من نساء الدنیا وسبعون زوجة ای من الحورالعین" ......(مرقاة المفاتیح: ۱۰/۳۱۴ ، جامع الترمذی: ۲/۵۳۲)

"عن امامة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ مامن احدیدخله الله الجنة الازوجه الله عزوجل ثنتین وسبعین زوجة ثنتین من الحورالعین وسبعین من میراثه ......من اهل النار مامنهن واحدةالاولها قبل شهی وله ذکر لاینثنی قال هشام بن خالد من میراثه من اهل الناریعنی رجالا دخلواالنار فورث اهل الجنة نساؤهم کماورثت امرء ة فرعون"......(سنن ابن ماجه: ۳۲۲)(۴)

جنت میں انسان کے ساتھ لذت حاصل کرنے کے لیے نفسانی خواہشات بھی ہوں گی مگر وہاں فراغت کے بعد نجاست اور گندگی نہیں ہوگی۔

"عن انس رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال یعطی المؤمن فی الجنة قوة کذاوکذا من الجماع قیل یارسول الله اویطیق ذلک قال یعطی قوة مأة"......(مشکوٰة ۲/۵۰۸ ، مرقاة : ۱۰/۳۰۴، ۲/۵۳۲)

(۵) کالی مہندی اور سیاہ خضاب کا استعمال کرنا درست نہیں کیونکہ یہ مکروہ ہے۔

(۶) خضاب اگر ذی جرم یعنی جسم والا ہو جس کی وجہ سے پانی بالوں تک نہ پہنچ سکے تو لگا رہنے کی صورت میں نہ وضو ہوگا اور نہ غسل،البتہ سر کو دھونے کے بعد رنگ باقی رہ جائے تو وضو اور غسل دونوں درست ہیں۔

”قولہ خضاب شعرہ ولحیتہ ،لایدیہ ورجلیہ فانہ مکروہ للتشبہ للنساء قولہ والاصح انہ علیہ الصلوۃ والسلام لم یفعلہ لانہ لم یحتج الیہ لانہ توفی ولم یبلغ شیبہ عشرین شعرۃ فی رأسہ ولحیتہ بل کان سبع عشرۃ کمافی البخاری وغیرہ (قولہ ویکرہ بالسواد)وان لیزین نفسہ للنساء فمکروہ وعلیہ عامۃ المشائخ“......(فتاویٰ شامی: ۵/۳۹۹)

”ومن فعل ذلک لیزین نفسہ للنساء ولیحبب نفسہ الیھن فذالک مکروہ وعلیہ عامۃ المشائخ“......(فتاویٰ عالمگیری : ۵/۳۵۹،المحیط البرھانی: ۸/۸۸)

”والخضاب اذاتجسد ویبس یمنع تمام الوضوء والغسل کذافی السراج الوھاج “......(فتاویٰ ھندیۃ: ۱/۴)

(۷)مؤذن کونیک وپرہیزگارآدمی ہونا چاہیئے اوراوقات صلوٰۃ کوخوب جانتا ہو۔

”ویستحب ان یکون المؤذن صالحا ای متقیا لانہ امین فی الدین عالمابالسنۃ فی الاذان وعالمابدخول اوقات الصلوٰۃ لتصحیح العبادۃ“......(حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی الفلاح: ۱۹۷)

”وینبغی ان یکون المؤذن رجلاعاقلا صالحاتقیا عالمابالسنۃ کذا فی النھایۃ “......(ھندیۃ:۱/۵۳)

(۸)نمازمغرب کی اذان واقامت کے درمیان تین آیات قصار یا آیت طویلہ کا فاصلہ مستحب ہے۔

”المستحب ویفصل بینھما فی المغرب بسکتۃ ھی قدرقراءۃ ثلاث اٰیات قصار او آیۃ طویلہ“......(حاشیۃ الطحطاوی :۱/۱۹۷،البحرالرائق : ۱/۴۵۴)

”اما اذاکان فی المغرب فالمستحب ان یفصل بینھما بسکتۃ یسکت قائما مقدارا مایتمکن من قراءۃ ثلاث اٰیات قصار ھکذافی النھایۃ“......(فتاویٰ عالمگیری:۱/۵۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر کس نے دیا تھا:

(مسئلہ نمبر۳۶۳) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام رہنماء امت محمدیہ وورثاء انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو کس نے زہر دیا تھا

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے کسی وجہ سے زہر دے دیا تھا۔(سیر الصحابۃ ج۴ص۲۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مخلوق کی تخلیق کے بارے میں:

(مسئلہ نمبر۳۶۴) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے ذھن میں ایک بات ہے جو کہ میں ضروری حل کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ مجھے یہ بتائیں کہ اللہ تعالی نے ہر چیز کو مٹی سے بنایا پیدا کیا تخلیق کیا مہربانی فرماکر حدیث کے صحیح الفاظ تحریر فرماویں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

آپ نے اپنے سوال میں جس چیز کا ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالی نے ہر چیز کو مٹی سے بنایا ہے یہ دعوی ہی غلط ہے کیونکہ قرآن میں یہ آیت تو موجود ہے

"وجعلنا من الماء کل شئی حی"

یعنی ہم نے ہر چیز کو پانی سے زندگی بخشی ہے لیکن نظر سے نہیں گزرا کہ جہاں اللہ تعالی نے یہ فرمایا ہو کہ ہم نے ہر چیز کو مٹی سے بنایا ہے، لہٰذا آپ سے گذارش ہے کہ آپ اپنے سوال کی تحقیق کریں، ہاں ایک بات ذہن میں رہے کہ قرآن میں یہ آیت موجود ہے کہ ہم نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا لیکن ہر چیز کو مٹی سے بنانے کا کہیں تذکرہ نہیں "منھا خلقنکم وفیھا نعید ومنھا نخرجکم تارۃ اخری" فرشتوں کو نور سے اور جنات کو نار سے پیدا کیا گیا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مایتعلق بالتقلیدوالاجتھاد

تقلید کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۶۵) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں جو شخص مطلقاً تقلید کا انکار کرے یہ شخص کیسا ہے؟ کافر ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

چاروں مجتہد اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کرنا واجب ہے، اور مطلق تقلید کا انکار کرنے والا گمراہ ہے اور خواہشات نفسانی کا متبع ہے، لہذا سخت گنہگار ہے۔

"قال شارحه المحقق ابن امير الحاج :بل الدليل الشرعى اقتضىٰ العمل بقول المجتهد و تقليده فيه فيمااحتاج اليه و هو فاسئلوا أهل الذكر والسوال انمايتحقق عند طلب حكم الحادثة المعينة فاذاثبت عنده قول المجتهد وجب عمله به"......(ردالمحتار:۳/ ۲۰۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

قیاس کے منکر کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۶۶) جو شخص مطلقا قیاس کا انکار کرے یہ کیسا ہے؟ کافر ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

قیاس کا منکر بدعتی، فاسق اور گمراہ ہے۔

"لمافى التلويح من أن الواجب لايلزم اعتقاد حقيقته لثبوته بدليل ظنى...... فجاحده لايكفر و تارك العمل به ان كان مؤولالايفسق و لايضلل لان التأويل فى مظانه من سيرة السلف و الا.............. وان لم يكن مؤولاولامستخفايفسق لخروجه عن الطاعة بترك ماوجب عليه"......(ردالمحتار: ۱/ ۷۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

مذاہب چار کیوں ہیں؟:

(مسئلہ نمبر۳۶۷) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مذاہب چار ہیں، پانچ یا چھ کیوں نہیں؟ اگر اس کا جواب یہ دیا جائے کہ ان کے بعد اجتہاد بند ہو گیا، تو ان کے لیے اجتہاد کی گنجائش کیوں تھی، اور بلا واسطہ صحابہ کی تقلید کیوں نہیں ہوتی، اور اگر کوئی شخص مذاہب اربعہ سے کسی مذہب کی بھی تقلید نہ کرے اور صرف نص ظاہری جو قرآن اور حدیث ہے ان پر عمل کرے اور مذاہب اربعہ کا لحاظ نہ رکھیں تو عنداللہ مؤاخذہ ہوگا یا نہیں، اس کے بارے میں علماء نے کیا فرمایا ہے۔ بینوا بالبرهان وتوجروا عندالرحمن

الجواب باسم الملک الوهاب

یہ چار مذاہب استنباط اور استخراج احکام اور انضباط اصول اور عموم وفروع اور ان مذاہب کی حفاظت کے باعث مشہور ہیں، دیگر مجتہدین کی محنت ایسی محفوظ نہ رہی، ان مذاہب کی تقلید میں صحابہؓ کی تقلید بھی آجاتی ہے، آج کے دورِ جہالت میں تقلید کے بغیر دین پر عمل کرنا دشوار اور فتنہ خیز ہے، اس لیے بڑے بڑے علماء اور مشائخ اور بزرگان دین مقلد گزرے ہیں۔ (اگر پانچ یا چھ مذہب ہوتے تو بھی آپ کا سوال باقی ہوتا کہ چار کیوں نہیں؟ یا سات کیوں نہیں؟ یا آٹھ کیوں نہیں؟)

”قال الله تعالیٰ ”واتبع سبیل من أناب الی“ فاسئلوا أهل الذکر إن کنتم لاتعلمون“ وجعلناهم أئمة یهدون بأمرنا، أولٓئک الذین هداهم الله فبهدهم اقتده وغیر ذلک من الآیات وفی الرد والواجب علیه تقلید مجتهد وقد فعل الخ“......(۱/۳۶)

”وفی الدر المختار علی الردالمحتار: (۱/۴۴)وقد اتبعه علی مذهبه(أبی حنیفةؒ) کثیر من الأولیاء کرام ممن اتصف بثبات المجاهدة ورکض فی میدان المشاهدة کإبراهیم بن أدهمؒ وشقیق البلخیؒ ومعروف الکرخی وأبی یزید البسطامیؒ... وفضیل بن عیاضؒ...... وغیرهم ممن لایحصی لبعده ان یستقصی فلو وجدوا فیه شبهة مااتبعوه ولااقتدوا به ولاوافقوه ....فعجبالک یاأخی الم یکن لک اسوة حسنة فی هؤلاء السادات الکبار أکانوا متهمین فیهذاالاقرار والإفتخار ،وهم أئمة هذه الطریقة وأرباب الشریعة والحقیقة ، ومن بعدهم فی هذاالأمر فلهم تبع وکل ماخالف

ماا عتمدوه مردودو مبتدع اه (وقال فی الدرالمختارعلی الرد ص۵۷)وقد ذکروا أن المجتهد المطلق قد فقد ، وأماالمقید فعلی سبع مراتب مشهورة وأمانحن فعلینااتباع مارجحوه وماصححوه کمالو أفتوافی حیاتهم الخ"

دیگر تفصیل تقلید واجتہاد کتب اصول فقہ میں مذکور ہے نیز امداد الفتاوی:۲۹۴/۱تا۳۰۰) میں بھی بقدر ضرورت درج ہے۔

فمن شاء فلیطالع ثمه (فی امداد الفتاوی) بجز ائمہ اربعہ کے تفاصیل جزئیات کے ساتھ کسی کا اجتہاد معقول نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

تقلید کے منکر کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۶۸) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں جو شخص مطلقاً تقلید کا انکار کرے یہ شخص کیسا ہے کافر ہے یا کچھ اور؟

الجواب باسم الملک الوهاب

تقلید واجب ہے، اور اس کا انکار کرنے والا گمراہ، فاسق اور ضال ومضل ہے۔

"قال شارحه المحقق ابن امیرحاج بل الدلیل الشرعی اقتضیٰ العمل بقول المجتهد وتقلیده فیه فیما احتاج الیه وهو فاسئلوا اهل الذکروالسؤال انما یتحقق عند طلب حکم الحادثة المعینة فاذا ثبت عنده قول المجتهد وجب عمله به"......(شامی : ۲۰۹/۳)

"وهذه الطائفة الناجیة قداجتمعت الیوم فی مذاهب اربعة وهم الحنفیون والمالکیون والشافعون والحنبلیون رحمهم الله ومن کان خارجا عن هذه الاربعة فی هذا الزمان فهومن اهل البدعة والنار"......(طحطاوی علی الدر : ۱۵۳/۴)

"ثم من لم یکن مجتهدا وجب علیه اتباع المجتهد لقوله تعالی فاسئلوا اهل

الـذكر ان كنتم لا تعلمون ولاجماع السلف على ذلك وهذا الاتباع يسمىٰ تقليدا“...... (النبراس على شرح عقائد: ۷۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قیاس کے منکر کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۶۹) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں جو شخص مطلقاً قیاس کا انکار کرے ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اسلامی احکامات کا استنباط ادلہ اربعہ سے ہوتا ہے، جن میں قیاس بھی شامل ہے، لہٰذا قیاس کا انکار کرنے والا مبتدع اور گمراہ ہے۔

”اعـلـم ان اصـول الشـرع ثـلثة الـكتـاب والنسة واجماع الامة ......والاصل الرابع القياس “......(نورالانوار :۷)

(قـولـه فـلايـكفر جاحده)لمافي التلويح من ان الواجب لايلزم اعتقادحقيقة لثبوته بـدليـل ظـنـى ومبـنى الاعتقاد على اليقين لكن يلزم العمل بموجبه للدلائل الدالة عـلى وجوب اتباع الظن فجاحده لايكفر وتارك العمل به ان كان مؤولا لايفسق ولايضلل لان التاويل فى مظانه من سيرة السلف والا فان كان مستخفا يضلل لانه رد خبـرالـواحد والقياس بدعة وان لم يكن مؤولا ولا مستخفا يفسق لخروجه عن الطاعة بترك ماوجب عليه “......(ردالمحتار مع الدر : ۱/۷۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ کے درمیان فرق:

(مسئلہ نمبر۳۷۰) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہ اللہ میں کیا فرق ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ فقہ کے مدون اول ہیں،ان کی باقی ائمہ ثلاثہ پر افضلیت،علم،تقویٰ ورع کے لحاظ سے کسی سے پوشیدہ نہیں ہے، جب کہ امام شافعی رحمہ اللہ امام صاحب کے مایہ ناز شاگرد امام محمد بن الحسن شیبانی کے تلامذہ میں سے ہیں، نیز امام صاحب کا شمار تابعین میں ہوتا ہے، انہوں نے کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمین کی زیارت کی ہے، جب کہ امام شافعی رحمہ اللہ کو یہ مقام حاصل نہیں ہے، اگرچہ امام شافعی رحمہ اللہ کا شمار بھی ائمہ مجتہدین میں ہوتا ہے،خود امام شافعی رحمہ اللہ امام صاحب کی مدح میں فرماتے ہیں کہ ''تمام لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ کے محتاج ہیں،اور میں نے امام صاحب سے بڑا فقیہ کوئی نہیں دیکھا، نیز فرمایا کہ جو شخص امام صاحب کی کتب نہ دیکھے تو وہ علم اور فقہ کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکتا۔

''وابوحنیفة ابتداء تدوین الفقه کماقدمناه''......(شامی:۴۳/۱)

''فاما رؤیته لانس رضی الله عنه وادراکه لجماعة من الصحابة بالسن فصحیحان لاشک فیهما''......(شامی:۴۱/۱)

''قال الشافعی من ارادان یتبحر فی الفقه فهوعیال علی ابی حنیفة انه ممن وفق له الفقه هذه روایة حرملة عنه وروایة الربیع عنه الناس عیال فی الفقه علی ابی حنیفة مارأیت ای ماعلمت احداافقه منه ''......(شامی:۴۷/۱)

''ومن تلامذته ای محمدبن الحسن الشیبانی الشافعی رحمه الله''......(الدرعلی الرد:۳۷/۱)

''الحاصل ان التابعین افضل الامة بعدالصحابة فنعتقد ان الامام الاعظم والهمام الاقدم ابوحنیفة افضل الائمة المجتهدین واکمل الفقهاء فی علوم الدین ثم الامام مالک فانه من اتباع التابعین ثم الامام الشافعی لکونه تلمیذا لامام مالک بل تلمیذ الامام محمدرحمه الله ثم الامام احمد بن حنبل فانه کالتلمیذ للشافعی رحمه الله ''......(شرح فقه الاکبر:۱۲۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مایتعلق بالمتفرقات

کیا جہنم ہمیشہ رہے گی؟:

(مسئلہ نمبر۳۷۱) میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ جہنم کی ایک مدت مقرر ہے اوراس مدت کے بعد جہنم کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے فنا کر دیا جائے گا اور ابدی جہنمیوں یعنی کفار و مشرکین سے بھی عذاب ہٹالیا جائے گا، کیا یہ بات درست ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

کفار ومشرکین سے عذاب ہٹا لینے کی بات درست نہیں بلکہ وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اوراسی پر اجماع ہے۔

”وهـمـااى الـجـنـة والـنـار مخلوقتان الأن موجودتان الى أن قال باقيتان لقوله تـعـالـىٰ فـى حق الـفـريـقـيـن خـالـدين فيهاابدا .... ذهـبـت الـجـهـمـيةالى أنهـماتفنيان ويفنى اهلهماوهوقول مخالف للكتاب والسنةوالاجما ع.(شرح العقائد:ص/۱۳۴، ۱۳۲، مكتبه رحمانيه)

”وقـد نـص ابـن الـجـوزى عـلـى وضـع بعضهاكخبر عن عبدالله بن عمروبن الـعـاصؓ يأتى على جهنم يوم مافيهامن ابن آد م احد تصفق أبوابها كأنهاأبواب الموحدين ....وأنت تعلم أن خلود الكفار مماأجمع عليه المسلمون ولاعبرة بـالـمـخـالف والـقـواطع أكثر من أن تحصى ولايقاوم واحدامنها كثير من هذه الأخبار“...... (تفسير روح المعانى:۱۲/۱۴۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

خود کو کافر کہنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۷۲) مدینہ منورہ میں محمد رمضان سیال کو اس کے چچازاد بھائی حاجی خادم حسین نے کہا کہ بھائی آج جمعرات ہے آؤ نماز پڑھیں، جس پر محمد رمضان غصے میں کہنے لگا کہ تم نے اپنے لیے نماز پڑھنی ہے اور میں نے اپنے لیے پڑھنی ہے سن لو آج کے بعد مجھے کچھ نہ کہنا میں کافر ہوں، کیا محمد رمضان سیال دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا؟ اوراسکی بیوی جو کہ مؤمنہ ہے آیا اس پر حرام ہو گئی؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں فتوی جاری فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال اگر واقعی محمد رمضان نے کافر ہونے کا اقرار کیا ہے تو اس کا نکاح ٹوٹ گیا، جب تک تجدید ایمان اور تجدید نکاح نہ کرے اپنی اسی بیوی کے ساتھ ازدواجی تعلق قائم رکھنا جائز نہیں۔

" مسلم قال انا ملحد یکفر ولو قال ماعلمت أنه كفر لا یعذر بهذا"......(الهندية: ۲/ ۲۷۹)

"فی النوازل رجل قال أناملحد یکفر"......(خلاصة الفتاوى: ۴/ ۳۸۷)

"ومنها أن ردة أحد الزوجين يوجب البينونة بينهمافى الحال بدون قضاء القاضى"......(خلاصة الفتاوى: ۴/ ۳۸۳)

"ولو ارتد والعياذ بالله تحرم امرأته ويجدد النكاح بعد اسلامه"......(البزازية على هامش الهندية: ۶/ ۳۲۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

کسی پر غلط فتوی لگانے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۳۷۳) ہمارے گاؤں میں ایک فوتگی کے موقع پر دینی باتیں ہو رہی تھیں تو یہ بحث چھڑ گئی کہ بعض علماء نکاح پڑھانے کے پیسے لیتے ہیں اور بعض نہیں، تو ایک آدمی نے کہا کہ ہمارے مولوی صاحب نے نکاح پر ۵۰۰/روپے لیے تھے، یہ بات مولوی صاحب تک پہنچ گئی مولوی صاحب نے صبح کی نماز پر یہ حدیث سنائی اور فتوی دے دیا، تین اصحاب ذیل جوان کی عزت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی عزت فرمائیں گے، منصف حاکم، بوڑھا مسلمان اور حافظ قرآن، جس نے ان تینوں کی عزت نہیں کی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی عزت نہیں کی، وہ کافر ہو گیا اور اس کا نکاح ٹوٹ گیا لہٰذا مذکورہ آدمی کافر ہو گیا اور اس کا نکاح بھی ٹوٹ گیا اس بات کا اقرار مولوی صاحب نمازیوں سے بھی کرواتے رہے اور نمازی کہتے رہے کہ وہ آدمی کافر ہو گیا اور اس کا نکاح ٹوٹ گیا ہے اس پر محلے میں بہت بڑا اختلاف برپا ہوا تو مولوی صاحب چند دنوں کے بعد کہنے لگے کہ میں نے غصے میں یہ کہا تھا لہٰذا وضاحت فرمائیں۔

۱۔ کیا وہ آدمی کافر ہو گیا اور اس کا نکاح ٹوٹ گیا۔

۲۔ اگر وہ کافر نہیں ہوا تو مولوی صاحب اور ان نمازیوں کا یہ عمل کیسا تھا؟

۳۔ کیا ایسے حالات میں مولوی صاحب کے پیچھے نماز جائز ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال چونکہ ایسے الفاظ اہانت علماء کے زمرے میں نہیں آتے لہذا نہ ہی اس سے کفر لازم آتا ہے اور نہ نکاح ٹوٹتا ہے، البتہ امام کا ایسا غلط فتوی دینا گناہ ہے، لہٰذا امام پر توبہ واستغفار لازم ہے اور جب امام اپنے سابقہ قول سے رجوع کر چکا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا بلا کراہت درست ہے، البتہ عوام کو ایسے امام کا احترام ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔

”قال الله تبارک وتعالی : واستغفر واربکم انه کان غفارا (سورة نوح) وقوله تعالی: توبوا الی الله توبة نصوحا. (سورة تحریم) وقال رسول الله ﷺ: التائب من الذنب کمن لاذنب له. (متفق علیه) عن انس قال قال رسول الله ﷺ الله افرح بتوبة عبده من احدکم سقط علی بعیره وقد اضله فی ارض فلاة“...... (بخاری: ۹۳۲/۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اپنے آپ کو غصہ میں کافر کہنا:

(مسئلہ نمبر ۴۷۴) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بندہ اپنی بچی کو محلے کے دینی مدرسہ میں داخل کرانا چاہتا ہے، اس کے لیے داخلہ فارم پُر کرنا شروع کر دیتا ہے اس دوران بیوی اس سے کہتی ہے کہ میں بچی کو مدرسہ نہیں جانے دوں گی اور میں اس کی اجازت نہیں دیتی، شوہر کے ساتھ اس تلخ کلامی میں شوہر کہتا ہے کیا تو کافرہ ہے کہ بچی کو مدرسہ کے لیے نہیں چھوڑتی؟ بیوی کہتی ہے کہ ہاں میں کافرہ ہوں، اس کے بعد وہ نماز بھی پڑھتی ہے، تلاوت قرآن بھی کرتی ہے، اس کے بارے میں دو علماء سے رابطہ کیا ایک نے کہا کہ بیوی کافر ہو گئی ہے تجدید ایمان اور تجدیدِ نکاح ضروری ہے، دوسرے نے کہا کہ اس طرح کہنے سے کافر نہیں بنتی نہ نکاح فسخ ہوتا ہے۔ اب آپ سے درخواست ہے کہ آپ شریعت کی رو سے فیصلہ فرمائیں کہ کس کی رائے صحیح اور درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں اگر عورت نے اپنی زبان سے یہ کہا کہ میں کافرہ ہوں خواہ دل سے نہ کہہ رہی ہو تو کافرہ ہو جائے گی اور اس کے لیے تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح ضروری ہے۔

”رجل کفر بلسانه طائعاو قلبه علی الایمان یکون کافرا ولایکون عند الله تعالیٰ مؤمنا“...... (قاضی خان: ۳/ ۵۷۳)

”مسلم قال اناملحد یکفر ولو قال ماعلمت انه کفر لایعذر بهذا“...... (الهندیة: ۲/ ۲۷۹)

”و من رضی بکفر نفسه فقد کفر“......(التاتارخانیة: ۵/۳ ۳۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

یزید پرلعنت کرنے والے کاحکم:

(مسئلہ نمبر ۳۷۵) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید یزید کولعنتی کہتا ہے، جب اس کو سمجھایا گیاتو وہ کہتا ہے کہ یزید ظالم تھا،اس لیے ظالموں پرلعنت کرنا جائز ہے، جب کہ عمرو کہتا ہے کہ کسی مسلمان پر لعنت کرنا جائزنہیں ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ کسی معین مسلمان کا نام لیکرلعنت کرنا جائزنہیں ہے، جب تک کہ یقینی طور پرمعلوم نہ ہوکہ اس کی موت کفر پرواقع ہوئی ہے اگرچہ وہ فاسق کیوں نہ ہو،البتہ بغیرتعین کے کافروں پر لعنت کرنا جائز ہے مثلا ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

”اقول حقیقة اللعن المشهورة هی الطرد عن الرحمة وهی لاتکون الاالکافر ولذالم تجز علی معین لم یعلم موته علی الکفر بدلیل وان کان فاسقامتهوّراکیزید علی المعتمد بخلاف نحو ابلیس وابی لهب وابی جهل فیجوز وبخلاف غیر المعین کالظالمین والکاذبین فیجوز ایضا“...... (ردالمحتار: ۲/ ۵۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

گناہ کبیرہ کے مرتکب شخص کاحکم:

(مسئلہ نمبر ۳۷۶) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جس نے اپنی پوری زندگی

میں خوب گناہ کئے ہیں مثلاً قتل کرنا، کسی کا مال کھانا اور دین فرض پر عمل نہ کرنا مثلاً نماز، روزہ، جہاد جب فرض عین ہو وغیرہ وغیرہ مگر ان تمام گناہوں کو گناہ سمجھ کر کرنا اور حضور ﷺ کو صدق دل سے اللہ تعالیٰ کا نبی سمجھنا اور تمام ضروری باتوں کا اقرار کرنا اور جب ایسے شخص کو موت آئے تو اسی حالت میں موت آئے مگر توبہ کرنے کی توفیق نہ ہو کیا سب صحابہ ؓ مجتہدین، آئمہ کرام کے نزدیک ایسا شخص ایک نہ ایک دن ضرور جنت میں جائے گا یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں کوئی شخص کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو اور گناہوں کی حالت میں بغیر توبہ کے اس دنیا سے رخصت ہوا ہو تو ایک نہ ایک دن وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا، بشرطیکہ ایمان کی حالت میں فوت ہوا ہو۔

"قال الله تعالیٰ ان الله لایغفر ان یشرک به ویغفر مادون ذٰلک لمن یشاء.(النساء)وما کان من السیئات ای المعاصی جمیعهادون الشرک ای الاشراک خصوصاوالکفر ای عموماولم یتب عنهای عن السیئات صغیرهاو کبیرهادون مااستثنی منهاحتی مات مؤمناأی غیر تائب فانه فی مشیة الله تعالیٰ..... إن شاء عذبه ای بعدله علی قدر استحقاق عقابه وإن شاء عفاعنه ای بفضله...ولم یعذبه بالنار ابدابل یدخله الجنة ویجعله فیهامخلدا"......(شرح الفقه الأکبر:٧٨)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مجاہدین کو دہشت گرد کہنے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۳۷۷) کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان شرح متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے مجاہدین کو دہشت گرد کہا ہے اس حال میں کہ اس شخص کا مجاہدین سے بغض اور ان کے بارے میں بری نیت نہیں ہے اور اتفاقاً منہ سے یہ بات کہی کہ "مجاہدین ہر جگہ سے چندہ مانگتے پھرتے ہیں" اس بات کے سننے والوں نے کہا کہ تم مجاہدین کو غلط کہتے ہو تم کافر ہو، منافق ہو، اب کہنے والا اور سن کر جواب دینے والے کافر اور منافق ہو سکتے ہیں، اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں آدمی اس سے کافر نہیں ہوا ہے، باقی سن کر فتوی دینے والے نے جلدی کی ہے، ایسے ہی

جلد بازی میں کفر کا فتوی لگایا ہے، کفر کے فتوی کے بارے میں فقہاء کرام انتہائی احتیاط فرماتے ہیں، لہذا فتوی دینے والے پر توبہ واستغفار لازم ہے۔

" فقلت استغفروا ربکم انه کان غفاراً ط"......(سورة نوح:الآیة ۱۰)

"التائب من الذنب کمن لاذنب له(متفق علیه)عن أنس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الله أفرح بتوبة عبده من أحدکم سقط علی بعیره وقد أضله فی أرض فلاة"......(بخاری: ۹۳۳/۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

حیض کے مسائل کو لاؤڈ اسپیکر پر بیان کرنے کو خلاف تہذیب کہنا:

(مسئلہ نمبر ۳۷۸) موضع مٹورہ میں مدرسہ عربیہ محمدیہ میں ایک رات مولوی صاحب نے لاؤڈ اسپیکر پر حیض کا مسئلہ تفصیل سے بیان کیا، اس مسئلہ کے متعلق چند لوگوں نے موضع مٹورہ میں یہ پر چار شروع کیا کہ یہ مولوی صاحب لاؤڈ اسپیکر پر ایسے مسئلے بیان کرتا ہے یہ تو بہت خلافِ تہذیب ہے، مہذب لوگ ایسی باتیں نہیں کرتے فقط، پھر ایک دوسرے مولوی صاحب نے مذکورہ اشخاص کو جواباً کہہ دیا کہ یہ تہذیب والا لفظ چونکہ بہت دور تک جاتا ہے، اس سے تو یہ مطلب بھی نکالا جا سکتا ہے، (نعوذ بالله من ذلک) کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ نے بھی خلافِ تہذیب باتیں کہیں ہیں، اور آپ کے کہنے کے مطابق قرآن کی کچھ ایسی آیتیں بھی ہیں جو خلاف تہذیب ہیں، اس لیے قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور رسول مقبول ﷺ نے اپنی امت کو بیان فرمایا ہے اور تا قیامت ان کی تلاوت اور تفسیر ہوتی رہے گی یا تو ایسے لوگ جاہل ہو سکتے ہیں اور یا کافر، اس لیے کہ آیتوں پر کافر ہی ایسے باتیں کرتے تھے، اور کیا ایسے جاہل مسلمان کے لیے تجدید نکاح ضروری ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

حیض اور نفاس وغیرہ کے احکام بھی شرعی احکام ہیں، ان کا بیان جب شائستہ الفاظ میں ہو تو شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، دیکھئے اللہ تعالیٰ نے تیمّم کے حکم کو بیان فرماتے وقت "وان کنتم مرضی اوعلی سفر او جاء احد منکم من الغائط او لامستم النساء فلم تجدوا ماء فتیمموا صعید اطیباً"(سورة النساء:۴۳) بول وبراز سے غائط کے لفظ سے اور بقول احنافؒ جماع کرنے سے یہ لفظ " لامستم"، تعبیر فرمایا ہے، اسی طرح "ویسئلونک عن المحیض قل هو اذی فاعتزلوا النساء فی المحیض "(سورة البقرة: ۲۲۲) میں

حالت حیض میں جماع سے بچنے کا حکم فرمایا گیا ہے، ”**واولات الأحمال اجلهن ان يضعن حملهن**(سورۃ الطلاق: ۴)“ عدت کا مسئلہ بیان فرمایا گیا ہے، (اور جیسا کہ بیویوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ ”نساء کم حرث لکم “اسی طرح حدیث میں ”**اقل الحیض ثلثة ایام واکثره عشرة ایام**“ حیض کی مدت ظاہر فرمائی گئی ہے، اور حدیث امرأۃ رفاعہ میں ”**لاحتى تذوقى عسيلة ويذوق عسيلتك**“ او کماقال علیہ السلام، حلالہ کے لیے جماع زوج ثانی کے شرط کو ذوق عسیلہ سے تعبیر فرمایا ہے، اسی طرح محدثین کرامؒ نے باب الحیض باب الاستنجاء کے ذیل میں کئی احادیث حضور اقدس ﷺ کی روایت فرمائی ہیں، الحاصل عورتوں کے شرعی احکام کو مہذب طریقہ سے بیان کرنے کو خلاف تہذیب قرار دینا غلط ہے اور شریعت مقدسہ سے لاعلمی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

جھوٹی قسم اٹھانا گناہ کبیرہ ہے:

(مسئلہ نمبر ۳۷۹) ایک شخص قرآن مجید کی قسم کھا کر اپنے معاملات کو پیش کرتا ہے جبکہ وہ شخص لوگوں کے سامنے صرف سچا بننے کے لیے ایسا کرتا ہے، حالانکہ وہ جھوٹی قسم کھاتا ہے، سوال یہ ہے کہ جھوٹی قسم کھانے والا شخص شرعی نقطہ نگاہ سے کیسا ہے اور قرآن مجید کی قسم کھانا وہ بھی جھوٹی ہو تو شریعت اس کے بارے میں کیا حکم دیتی ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

امور ماضیہ پر جھوٹی قسم کھانے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے اس پر کفارہ نہیں ہے، بس جھوٹی قسم کھانے والا بارگاہِ خدا میں توبہ واستغفار کرتا رہے اور اپنے اس گناہ کی معافی مانگتا رہے۔

”**فالغموس هو الحلف على أمر ماض يتعمد الكذب فيه فهذه اليمين يأثم فيهاصاحبهالقوله عليه السلام من حلف كاذباأدخله الله النار ولا كفارة فيهاإلاالتوبة والاستغفار**“......(الهداية: ۲/ ۴۷۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

فضائل اعمال کتاب کیسی ہے؟

(مسئلہ نمبر ۳۸۰) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فضائل اعمال جو کتاب ہے وہ کیسی کتاب ہے؟ ہماری کئی مساجد میں اس کی تعلیم ہوتی ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

فضائل اعمال کتاب ایک اچھی کتاب ہے اوراس کی تعلیم بھی مفید ہے۔

"قال الفقیہ رحمہ اللہ تعالی ثم ان العلم علی الانواع وکل ذلک عنداللہ حسن وذلک لیس کالفقہ وینبغی الرجل ان یکون تعلم الفقہ اھم الیہ من غیرہ واذا اخذالانسان حظاوافرا فی الفقہ ینبغی ان لایقتصر علی الفقہ ولکن ینظر فی علم الزھد وفی حکم الحکماء وشمائل الصالحین "......(الھندیۃ :۵/۳۷۷)

"قولہ وھوالتبحر فی الفقہ التوسع فیہ والاطلاع علی غوامضہ وکذا غیرہ من العلوم الشرعیۃ وآلاتھا(قولہ وعلم القلب)ای علم الاخلاق وھوعلم یعرف بہ انواع الفضائل وکیفیۃ اکتسابھا وانواع الرذائل وکیفیۃ اجتنابھا "......(الفتاوی الشامیۃ : ۱/۳۲)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کعبہ پر چڑھنے کا حکم؟

(مسئلہ نمبر ۳۸۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کعبہ پر بغیر کسی ضرورت کے چڑھنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

کعبہ پر بغیر کسی ضرورت کے چڑھنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں کعبہ کی تعظیم کو ترک کرنا لازم آتا ہے۔

"ومن صلی علی ظھرالکعبۃ جازت صلاتہ خلافاللشافعی وقال بعداسطر الاانہ یکرہ لمافیہ من ترک التعظیم "......(فتح القدیر :۲/۱۱۱)

"صح فرض ونفل فیھا وفوقھا ای صح فرض الصلاۃ ونفلھا فی الکعبۃ وفوق الکعبۃ (وقال بعداسطر) لکن یکرہ فوقھا لمافیہ من ترک التعظیم "......(تبیین الحقائق : ۱/۲۵۰)

''قوله وان کره الثانی ای الصلاة فوقها ''......(ردالمحتار: ۱/۶۷۴)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

خودکشی کرنے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۸۲) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام درج ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ تین قسم کے آدمیوں کے بارے میں پوچھنا ہے کہ ان کی بخشش ہوسکتی ہے یا نہیں؟ بخشش کی امید ہے یا نہیں؟ ان کا ایمان سلامت رہتا ہے یا نہیں؟ (۱) جو خودکشی کرکے مرے (۲) جو شراب پی کر نشے کی حالت میں مرجائے (۳) جو شخص اپنی بیوی کو تین طلاق دے کر بغیر حلالہ کیے اپنے نکاح میں رکھے یہ تینوں قسم کے اشخاص ایمان کی حالت میں مرتے ہیں یا بے ایمان ہوکر؟

الجواب باسم الملک الوهاب

یہ سب گناہ کبیرہ ہیں اور گناہ کبیرہ سے آدمی کافر نہیں ہوتا جب تک کہ اس کو حلال نہ سمجھتا ہو۔

''من قتل نفسه ولوعمدا یغسل ویصلی علیه وبه یفتی وان کا ن اعظم وزرامن قاتل غیره(وقال ابن عابدین)قوله وبه یفتی لانه فاسق غیر سا ع فی الارض بالفساد وان کا ن باغیا علی نفسه کسائر فساق المسلمین'' ...... (در مع الشامی: ۱/۶۴۳)

''ومن قتل نفسه عمدا یصلی علیه عندابی حنیفة ومحمد رحمهماالله تعالی وهوالاصح کذافی التبیین''......(الهندیة: ۱/۱۶۳)

''(واما الخمر فلهااحکام ستة) احدها انه یحرم شرب قلیلها و کثیرها ''......(الهندیة : ۵/۴۱۰)

''وان کان الطلاق ثلاثا فی الحرة وثنتین فی الامة لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره نکاحا صحیحا ویدخل بها ثم یطلقها اویموت عنها کذا فی الهدایة ''......(الهندیة : ۱/۴۷۳)

''وبالجملة المرادههنا ان الکبیرة التی هی غیرالکفر لاتخرج العبدالمومن من الایمان لبقاء التصدیق الذی هوحقیقة الایمان''......(شرح العقائد :۱۳۵)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عالم دین یا تبلیغی جماعت والوں کا اکرام کرنا:

(مسئلہ نمبر ۳۸۳) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مولانا صاحب نے بیان کیا کہ اگر کسی بستی اور گاؤں میں کوئی عالم دین یا تبلیغی جماعت والے آئیں تو اس گاؤں وبستی والوں کے لیے مستحب ہے کہ وہ اس عالم دین یا تبلیغی جماعت والوں کی مجلس میں آئیں ،ان کا اکرام کریں اور ان سے استفادہ کریں، کیا مولانا صاحب کی یہ بات درست ہے اس کا کوئی ثبوت ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

مولانا صاحب کی یہ بات صحیح ہے اوراس کا ثبوت ہے۔

”وفيه انه يستحب لاهل المحلة اذاوردرجل صالح الى منزل بعضهم ان يجتمعوا اليه ويحضروا مجلسه لزيارته واكرامه والاستفادة منه “......(عمدة القارى : ۲۵۲/۴)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غلیظ گالیاں دینے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۳۸۴) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مسلمان شخص اگر کسی مجمع میں کسی مسلمان کو بآواز بلند ماں بہن کی غلیظ گالیاں دیتا ہے تو اس صورت میں ایسے شخص کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

گالی دینا فسق ہے اور گناہ کبیرہ ہے، اس کی عادت ڈالنا نفاق کی علامت ہے، لہذا اس آدمی کو چاہیئے کہ توبہ کرے اور جس کو گالی دی ہے اس سے معافی مانگے اور آئندہ کے لیے گالی نہ دینے کا پکا ارادہ کرے۔

”فيعزر بشتم ولده وقذفه وبقذف مملوك ولوام ولده وكذا بقذف كافر وكل من ليس بمحصن بزنا ويبلغ به غايته كمالواصاب من اجنبية محرما غيرجماع اواخذالسارق بعدجمعه للمتاع قبل اخراجه وفيماعداها لايبلغ غايته وبقذف اى بشتم (مسلم) ما (بيافاسق الا ان يكون معلوم الفسق)“......(الدرعلى الرد :۱۹۹/۳)

”(شتم مسلم ذميا عزر) لانه ارتكب معصية وتقييد مسائل الشتم بالمسلم اتفاقي فتح“......(الدرعلى الرد:۲۰۶/۳)

”وعن عبدالله بن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ سباب المسلم فسوق وقتاله كفر متفق عليه“......(مشکوٰۃ: ۴۲۵/۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کفار کی تعزیت کرنا کیسا ہے؟

(مسئلہ نمبر ۳۸۵) محترم مفتی صاحب السلام علیکم

اس مسئلہ کی شرعی وضاحت درکار ہے، ہمارے پڑوس میں سارے فقہ جعفریہ والے ہیں، کفریہ عقائد رکھتے ہیں، وہ ہماری غمی اور خوشی میں شریک ہوتے ہیں، تو کیا ہم بھی ان کے ساتھ تعزیت کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا بالتفصیل۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں ان کے ساتھ تعزیت کرنا جائز ہے۔

”ويقال في تعزية المسلم بالكافر اعظم الله اجرك واحسن عزاءك وفي تعزية الكافر بالمسلم احسن الله عزاءك وغفر لميتك ولايقال اعظم الله اجرك وفي تعزية الكافر بالكافر اخلف الله عليك ولانقص عددك كذا في السراج الوهاج“......(هنديه: ۱۶۷/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عیسائیوں کے ساتھ معاملات کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۳۸۶) محترم مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض ہے کہ بہت سے دفاتر وغیرہ میں مسلمانوں کے ساتھ عیسائی لوگ بھی نوکری یا کام کرتے ہیں مسلمان اپنی تقریبات میں (مذہبی غیر مذہبی ہیں) ان عیسائیوں کو بھی شریک کرتے ہیں یعنی کھانا کھلاتے ہیں، وہ ان تقریبات میں شریک ہوتے ہیں کھانا وغیرہ کھاتے ہیں، بعض دفعہ اپنے حصہ کی رقم بھی ڈال دیتے ہیں، جب عیسائیوں

کاتہوار ۲۵ دسمبر آتا ہے تو وہ بھی اپنی طرف اپنے ساتھیوں بشمول مسلم کو کھانے کی دعوت دیتے ہیں جو کہ ان کے مخصوص دن سے ہٹ کر کسی ہوٹل یا ہال یا ان کے متعلقہ دفتر وغیرہ میں منعقد ہوتی ہے، کیا مسلمان ان کے اس کھانے میں شریک ہوسکتے ہیں؟ نیز یہ کس درجہ کا گناہ ہوسکتا ہے اگر غلط ہوتو؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں جس طرح کفار سے دلی محبت والفت رکھنا ناجائز وحرام ہے اسی طرح ان کے مذہبی تہوار میں اس دن کی تعظیم جانتے ہوئے یا اس کی پارٹی میں شامل ہونا بھی ناجائز اور حرام ہے، مرتد سے دنیوی معاملات اور میل جول رکھنا حرام ہے البتہ اہل کتاب سے مذہبی رسومات کے علاوہ دنیوی معاملات کرنا درست ہے۔

"(وقوله تعالیٰ یاایهاالذین آمنوا لاتتخذوا الیهود والنصاریٰ اولیاء) ای لاتعتمدوا علیهم ولاتعاشروهم معاشرة الاحباب ،(بعضهم اولیاء بعض) ایماء الی علة النهی یعنی انهم متفقون علی خلافکم واضرارکم وتوالی بعضهم بعضا لاتحادهم فی الدین "......(تفسیر مظهری: ۱۵۶/۳)

"لابأس بان یکون بین المسلم والذمی معاملة اذاکان ممالابدمنه کذا فی السراجیة"......(هندیه : ۵/۳۴۸)

"ولابأس بان یصل الرجل المسلم المشرک قریباکان اوبعیدامحارباکان اوذمیاواراد بالمحارب المستأمن فامااذاکان غیرمستأمن فلاینبغی له ان یصله بشیٔ وفی الذخیرة اذاکان حربیا فی دارالحرب وکان الحال حال صلح فلابأس بان یصله واختلفوا هل یکره لناان نقبل هدیة المشرک اولانقبل؟ذکرفیه قولان وفی فتاوی اهل سمرقند مسلم دعاه نصرانی الی داره ضیفاحل له ان یذهب معه وفی النوازل المجوسی اوالنصرانی اذا دعارجلا الی طعام تکره الاجابة وان قال اشتریت اللحم من السوق فان کان الداعی یهود یا فلابأس"......(بحرالرائق : ۸/۳۷۴)

"(قوله ومن یتولهم منکم فانه منهم)یدل علی ان حکم نصاری بنی تغلب حکم نصاری بنی اسرائیل فی اکل ذبائحهم ونکاح نسائهم وروی ذالک

عن ابن عباس والحسن وقوله منكم يجوز ان يريد به العرب لانه لوارادالمسلمين لكانوااذاتولوا الكفار صاروا مرتدين والمرتدالى النصرانية واليهودية لايكون منهم فى شئ من احكامهم الاترى انه لاتؤكل ذبيحته وان كانت امرأة لم يجزنكاحهاولايرثهم ولايرثونه ولايثبت بينهماشئ من حقوق الولاية "......(احكام القرآن للجصاص :٢/٦٢٣)

"وعن الامام ابى حفص لوان رجلا عبدربه خمسين سنةثم جاء يوم النيروز فاهدى الى بعض المشركين هدية يريدتعظيم ذلك اليوم فقدكفروماجرت العادة فى سمرقندبنصب آميرنوروز واجتماع الناس وخروجهم الى آب رحمه واجتماعهم فيه ثلاثه ايام واهداء الناس الى امير نوروز فلاشك انهم اذا ارادواتعظيم اليوم بذلك كفروا وان ارادوا غيره فالاصوب والاوجب تركه"......(بزازيه على هامش الهنديه:٦/٣٣٣)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عیسائی سے روحانی علاج کروانے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۳۸۷) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرا ایک بھائی محمد کاشف ہے اس کو کالے علم کے تعویذات تھے، ہم نے اس کا علاج سنی مولویوں سے کروایا ہے لیکن انہوں نے جواب دے دیا کہ ہم اس کا علاج نہیں کر سکتے، تو ہم نے ایک غیر مسلم عیسائی سے علاج کروایا تو کاشف بھائی ٹھیک ہو گیا علاج کروانے کے بعد مولوی صاحب نے کہا کہ آپ اس علاج کروانے کی وجہ سے بہت گناہ گار ہو چکے ہیں، اس مولوی صاحب نے کہا کہ دوبارہ کلمہ پڑھو اور توبہ استغفار کرو، ہم بہت پریشان ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟ برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں اس مسئلہ کی وضاحت کریں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال عیسائی عام طور پر شرکیہ کلمات کے ساتھ دم کرتے ہیں، لہٰذا ایسے آدمی سے روحانی علاج کروانا جائز نہیں ہے اگرچہ فائدہ بھی ہو، بنابریں ایسے عمل کیوجہ سے محمد کاشف احتیاطاً تجدیدِ ایمان اور تجدید نکاح کرے۔

”وعن ابن مسعودرضی اللہ عنہ انہ قال سمعت رسول االلہ ﷺ یقول ان الرقی والتمائم والتولة شرک رواہ ابوداؤد وابن ماجة والتولة ای بوزن عنبة ضرب من السحرقال الاصمعی وھوتحبیب المرأة الی زوجھا وعن عروة بن مالک رضی اللہ عنہ انہ قال کنافی الجاھلیة نرقی فقلنا یارسول اللہ کیف تری فی ذلک فقال اعرضوا علی رقاکم لابأس بالرقی مالم یکن فیھاشرک،رواہ مسلم وابوداؤداہ “......(شامی: ۵/۳۰۴)

”حدثنی ابوالطاھر قال انا ابن وھب قال اخبرنی معاویة بن صالح عن عبدالرحمن بن جبیر عن ابیہ عن عوف بن مالک الاشجعی قال کنا نرقی فی الجاھلیة فقلنایارسول اللہ کیف تری فی ذلک فقال اعرضوا علی رقاکم لابأس بالرقی مالم یکن فیہ شرک “......(مسلم شریف ۲/۲۲۴)

”ماکان فی کونہ کفراالاختلاف فان قائلہ یومربتجدیدالنکاح وبالتوبة والرجوع عن ذلک بطریق الاحتیاط کذا فی الخلاصة ......ثم ان کانت نیة القائل الوجہ الذی یمنع التکفیر فھومسلم وان کانت نیتہ الوجہ الذی یوجب التکفیر لاتنفعہ فتوی المفتی ویؤمربالتوبة والرجوع عن ذلک وبتجدید النکاح بینہ وبین امرء تہ کذا فی المحیط “......(ھندیة:۲/۲۸۳)

”ولقولہ علیہ الصلاة والسلام التائب من الذنب کمن لاذنب لہ “......(شرح فقہ اکبر:۱۵۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

گھر کا نام مقام محمود رکھنا:

(مسئلہ نمبر۳۸۸) محترم مفتی صاحب السلام علیکم! گزارش ہے کہ میرا نام ”محموداحمد“ ہے، میں نے اپنے نئے تعمیر شدہ مکان کا نام چند عالم دین سے مشورہ کے بعد ”مقام محمود“ رکھا ہے، مگر چند اصحاب نے اس پر اعتراض کیا ہے، اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ آپ سے بھی اس سلسلہ میں فتویٰ لوں، ازراہ کرم اس سلسلہ میں ارشادفرمائیں کہ کیا یہ نام رکھنے میں کوئی شرعی عذرتونہیں ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مقام محمود ایک عظیم مقام کا نام ہے اس لیے مذکورہ مکان کا نام مقام محمود رکھنا مناسب نہیں "کمافی قوله تعالی فلاتزکوا انفسکم هو اعلم بمن اتقیٰ" البتہ بیت محمود نام رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

"عسى ان يبعثک ربک يوم القيامة مقاما محمودا منصوب على الظرف باضمار فعله اى فيقيمك اوعلى الحال بمعنى يبعثك ذامقام محمود يحمده الاولون والآخرون قال البغوى عن ابى وائل عن عبدالله عن النبى ﷺ قال ان الله اتخذ ابراهيم خليلا وان صاحبكم خليل الله واكرم الخلق على الله ثم قرء عسى ان يبعثك ربك مقامامحمودا قال يجلسه على العرش وعن عبدالله بن سلام قال يقعده على الكرسى والصحيح ان المقام المحمود مقام الشفاعة"......(تفسیر المظھری:۵/۳۱۷)

"التسمية باسم لم يذكره الله تعالىٰ ورسوله فى عبارة ولايستعمله المسلمون الاولى ان لايفعل"......(بزازیه علی هامش الهندية: ۶/۳۷۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

صفر کے مہینے کو منحوس سمجھنا اور اس میں نکاح کرنے کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۳۸۹) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) صفر کے مہینے میں شادی بیاہ کرنے میں کوئی قباحت ہے یا نہیں؟

(۲) عام لوگوں میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ اس ماہ میں بلائیں نازل ہوتی ہیں، اس لیے اس ماہ میں شادی بیاہ نہیں کرنا چاہیئے، کیا اس تصور کی کسی بھی طرح کی کوئی اصلیت ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) صفر کے مہینہ میں نکاح کرنا جائز ہے۔

(۲) یہ بات بے اصل اور غلط ہے۔

"وعنه قال قال رسول الله ﷺ لاعدوى ولاهامة ولانوء ولاصفر رواه مسلم"......(مرقاة المفاتیح :۸/۳۹۵)

”قال بقية سألت محمدبن راشد عنه قال كانوا يتشاء مون بدخول صفرفقال النبى ﷺ لاصفر قال ابوداؤد وقال مالك كان اهل الجاهلية يحلون صفراعاما ويحرمون عاما فقال عليه السلام لاصفر قلت الاظهر الجمع بين المعانى فانها كلها باطلة كماسبق نظيره،قال القاضى ويحتمل ان يكون نفيالمايتوهم ان شهر صفرتكثر فيه الدواهى والفتن“......(مرقاة المفاتيح: ۸/۳۹۴)

”سألته فى جماعة لايسافرون فى صفر ولايبدؤن بالاعمال فيه من النكاح والدخول ويتمسكون بماروى عن النبى ﷺ من بشرنى بخروج صفربشرته بالجنة هل يصح هذا الخبر وهل فيه نحوسة ونهى عن العمل وكذا لايسافرون اذاكان القمر فى برج العقرب وكذا لايخيطون الثياب ولايقطعونها اذاكان القمر فى برج الاسد هل الامر كمازعموا قال امامايقولون فى حق صفر فذلك شئ كانت العرب يقولونه وامامايقولون فى القمر فى العقرب اوفى الاسد فانه شئ يذكره اهل النجوم لتنفيذمقالتهم ينسبون الى النبى ﷺ وهوكذب محض كذا فى جواهر الفتاوىٰ“......(الهندية: ۵/۳۸۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جھوٹی گواہی دینے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۹۰) کیافرماتے ہیں علماءدین اورمفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جوشخص جان بوجھ کر جھوٹی گواہی دے اس کاحکم کتاب وسنت کی روشنی میں کیا ہے؟ جواب سے نوازیں عین نوازش ہوگی۔

الجواب باسم الملك الوهاب

قرآن وسنت میں حق، سچ کی گواہی دینے اوراس پراستقامت کی تعلیم دی گئی ہے،اورجھوٹی گواہی سے سختی سے منع کیا گیا ہے لہٰذا جھوٹی گواہی دینا نصوص صریحہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے حرام اوراکبرالکبائر ہے،لہٰذا ایسے شخص پرتوبہ کرناواجب ہے۔

”فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور“......(الحج : ۳۰)

”وعن ابن مسعود رضی اللہ عنه قال قال رسول الله من حلف علی یمین صبر وهو فیها فاجر یقتطع بها مال امرئ مسلم لقی الله یوم القیامة وهو علیه غضبان فانزل الله تصدیق ذلک ان الذین یشترون بعهدالله وایمانهم ثمنا قلیلا“......(مشکوٰة المصابیح:۲/۳۳۷)

”عن عبدالله بن عمرو رضی اللہ عنه قال قال رسول الله ﷺ الکبائر الاشراک بالله وعقوق الوالدین وقتل النفس والیمین الغموس رواه البخاری وفی روایة انس رضی اللہ عنه وشهادة الزور بدل الیمین الغموس، متفق علیه“......(مشکوٰة :۱/۱۷)

”قال حدثنا عبدالرحمن بن ابی بکرة عن ابیه قال کنا عند رسول الله ﷺ فقال الا انبئکم باکبر الکبائر ثلاثا الاشراک بالله وعقوق الوالدین وشهادة الزور وقول الزور وکان رسول الله ﷺ متکئا فجلس فمازال یکررها حتی قلنا لیته سکت“......(مسلم:۱:۶۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مجبوراً شیعہ کا جنازہ پڑھنے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۹۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شیعہ کا جنازہ جس سے میں نے دوسرے ساتھیوں کو بھی منع کیا لیکن عین موقع پر میرے سینئر میرے پاس کھڑے تھے جن کے سامنے مجھے مجبوراً جنازہ پڑھنا پڑا، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ میرے لیے تجدیدِ ایمان ونکاح ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال چونکہ آپ نے اس کا جنازہ ناجائز سمجھتے ہوئے پڑھا ہے، اس وجہ سے آپ کافر نہیں ہوئے لہٰذا آپ پر تجدید ایمان ونکاح لازمی نہیں ہے، البتہ اس عمل کی وجہ سے آپ گناہ گار ہوئے ہیں، لہٰذا توبہ ضروری ہے۔

”فنقول لایصلی علی الکافر......لان الصلوٰة علی ا لمیت دعاء واستغفار له والاستغفار للکافر حرام“......(المحیط البرهانی: ۳/۸۲)

”وشرطها ستة اسلام ا لميت وطهارته وفی الشامی قوله وشرطها ای شرط صحتها “......(الدرمع الشامی: ۱/۶۴۰)

”ومنها استحلال المعصية صغيرة كانت او كبيرة كفر“......(شرح فقه الاكبر: ۱۵۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیادارالاسلام میں جہالت عذر ہے؟

(مسئلہ نمبر۳۹۲) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جوشخص خودتو کوئی کفریہ عقائد نہیں رکھتا، مگر کسی کفریہ عقیدہ کے کفر ہونے کوبھی نہ سمجھتا ہو، ایسے شخص کے بارے میں کیا فتویٰ ہے؟ مثلاً پاکستان کے بعض جاہل اللہ تعالیٰ کی طرح نبی کریم ﷺ کے ہرجگہ حاضر ناظر ہونے کا عقیدہ بھی رکھتے ہیں، اب میرا جہاں تک خیال ہے کہ کفر کی حد تک پہنچا ہوا ہے، عقیدہ تو کم لوگوں کا ہوگا مگرکئی لوگ ایسے ہیں جن کا یہ عقیدہ تونہیں مگراس عقیدہ کے کفر ہونے کوبھی نہیں سمجھتے، ان کے بارے میں کیا فتویٰ ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اسلامی ملک میں رہتے ہوئے احکام سے جہل معتبر نہیں ہے، کفریہ عقائد علم سے ہوں یا جہل سے وہ کفر ہی ہیں، اس پرکفر کے احکام لاگو ہوں گے بشرطے کہ وہ احکام نظری نہ ہوں۔

”وثانيها اجماع الامة على تكفير من خالف الدين المعلوم بالضرورة والحكم بردته ان كان قد دخل فيه قبل خروجه منه، ولو كان الدين مستنبطا بالنظر لم يكن جاحده كافرا“......(اكفار الملحدين فی ضروريات الدين، رسائل كشميری: ۳/۸۱، ۸۲)

”اذلاعذر بالجهل بالاحكام فی دار الاسلام“......(ردالمحتار: ۱/۲۱۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تعویذات پر اجرت لینے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۹۳) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ تعویذات کی اجرت لینا جائز ہے یانہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

تعویذات پر اجرت لینا جائز ہے بشرطیکہ تعویذ میں سحر یا کوئی اور خلاف شرع بات نہ ہو ورنہ تعویذ ہی جائز نہ ہوگا، اورنا جائز عمل پر اجرت لینا بھی ناجائز ہے۔

''جوزوا الرقية بالاجرة ولوبالقرآن كماذكره الطحاوى لانه ليست عبادة محضة بل من التداوى''......(شامی: ۵/۳۹)

''فيهااستأجره ليكتب له تعويذالاجل السحرجازان بين قدرالكاغذوالخط وكذاالمكتوب (قوله لاجل السحر)اى لاجل ابطاله والافالسحرنفسه معصية بل كفرلايصح الاستيجارعليه''...... (درمع الشامی:۵/۶۳)

''والاحاديث فى القسمين كثيرة ووجه الجمع بينهما ان الرقى يكره منهاماكان بغيراللسان العربى وبغيراسماء الله تعالىٰ وصفاته وكلامه وكتبه المنزلة وان يعتقد ان الرقية نافعة لامحالة فيتكل عليها واياها ارادبقوله ﷺ ماتوكل من استرقىٰ ولايكره منهاماكان بخلاف ذلك كالتعوذبالقرآن واسماء الله تعالى والرقى المروية''......(عمدة القارى: ۲۱/۳۹۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اگر دینی جذبہ سے کوئی کام کرنے سے لوگوں کو تکلیف ہو تو کیا حکم ہے؟

(مسئلہ نمبر۳۹۴) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنے سائیکل کے ساتھ ایک لاؤڈ اسپیکر باندھ رکھا ہے اور رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ میں سحری سے پہلے اپنے گھر کے اردگرد محلوں میں اہل ایمان کو بیدار کرنے کا فریضہ سرانجام دیتا ہے، وہ لاؤڈ اسپیکر میں اللہ اور اس کے رسول کے فرمودات کے ساتھ تبلیغی کلمات ادا کرکے حق کی آواز دور دور تک پہنچاتا ہے۔

اگر کسی محلّہ میں اس شور کے نتیجہ میں کوئی احتجاج کرے تو وہ یہ رعایت دینے کے لیے تیار ہوتا ہے کہ لاؤڈ سپیکر اس کے گھر کے قریب بند کر دیتا ہے اور مذکورہ بالا فریضہ اونچی اونچی آواز میں سرانجام دیتا ہے اور وہ اس بات پر مصر ہے کہ وہ اجر وثواب کے لیے یہ کام ضرور کرے گا، علماء قرآن وحدیث کی سند کے ساتھ اس مسئلہ کی وضاحت کریں، کیونکہ زید کا یہ عمل قانون کے خلاف ہے، لاؤڈ سپیکر کا استعمال مسجد میں بھی اذان اور خطبہ جمعہ کے علاوہ ممنوع ہے، چہ جائیکہ

رات کے وقت کوئی اسے اٹھا کر محلّہ میں لے آئے، زید کا یہ عمل بظاہر شریعت اور اخلاقی اصولوں کے خلاف ہے، اس انداز میں محلّہ کے تمام لوگوں کو بشمول کسی وجہ سے روزہ نہ رکھنے والے بچے جن پر روزہ فرض نہیں، بیمار جنہیں اللہ نے اپنی کتاب میں رعایت دی ہے زبردستی اٹھا دینا نص قرآنی کے مطابق اکراہ فی الدین کے زمرہ میں آتا ہے۔

انتہائی حسن نیت کے باوجود تبلیغ کا یہ انداز "ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة" کے آفاقی اصول اور قرآنی نص سے متصادم نظر آتا ہے۔

یہی مسئلہ ایک بحث کی صورت میں کسی محلّہ میں پیدا ہو چکا ہے بلکہ نقض امن کے حوالے سے شدت اختیار کر سکتا ہے، اس محلّہ میں بکر شدید بیمار ہے اور اس کی جان بچانے کے لیے ایک انجکشن روزانہ صبح اور ایک انجکشن روزانہ شام کو لگتا ہے، وہ زید کی اس حرکت کی وجہ سے سخت پریشان ہے، بکر کی اس پریشانی کے سبب زید نے اسے یہ رعایت دی ہے کہ وہ اس کے گھر کے قریب لاؤڈ سپیکر کا منہ بند کر دے گا مگر اونچی اونچی آواز کے ذریعہ اہل محلّہ کو بیدار کرے گا اور تبلیغی کلمات ادا کرے گا۔

بکر کا خیال ہے کہ زید کا یہ عمل بھی شریعت محمدی ﷺ کے خلاف ہے کیونکہ نص قرآنی کے مطابق کسی کو محلّہ میں جا کر گھر سے باہر کھڑے ہو کر پکارنا خلاف ادب ہے کیونکہ سورۃ الحجرات میں کسی بات پر اللہ تعالیٰ نے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے (کسی اچھے مقصد کے لیے بھی ایسا نہیں کیا جا سکتا)

بکر نے تمام اہل محلّہ کو پیشکش کی ہے کہ وہ ہر گھر کے باہر جا کر گھنٹی کے ذریعہ روزہ رکھنے والے حضرات کو بیدار کرنے کی سعادت حاصل کرنے کے لیے تیار ہے، اہل محلّہ نے یہ پیشکش ٹھکرا دی ہے اور وہ بضد ہیں کہ تبلیغ دین کا یہ فریضہ اس انداز میں دیا جانا چاہیئے کیونکہ یہ کام دس پندرہ سال سے ہو رہا ہے، محلّہ میں یہ معاملہ انتہائی اہمیت اختیار کر چکا ہے کیونکہ بکر اپنے سکون کی خاطر زید سے جھگڑا کرتا ہے وہ زید کو قانون کے حوالے کرنا چاہتا ہے، اہل محلّہ چند دیگر افراد کے ساتھ مل کر رمضان المبارک کے آغاز میں بکر کے گھر میں بغیر اجازت کے گھس کر اس سے بحث وتمحیص کر چکے ہیں، اہل محلّہ نے اس مسئلہ کو مذہبی مسئلہ سمجھا ہوا ہے اور وہ یہ بہانہ بنا کر اس پر طرح طرح کے الزامات لگاتے ہیں اور آپس میں چہ میگوئیاں کرتے ہیں، بکر کا اصرار ہے کہ علمائے دین سے اس امر پر فتویٰ حاصل کیا جائے تاکہ غلط اور صحیح کا فیصلہ ہو جائے، اور اہل محلّہ کی باہمی غلط فہمیاں دور ہو سکیں، وہ اسلامی اخوت اور بھائی چارہ کی فضاء میں رمضان المبارک کی پُرسعادت ساعتوں سے بہرہمند ہو سکیں، اس لیے فوری طور پر اس مسئلہ کے حوالہ سے علماء اپنی رائے سے نوازیں، اور اپنا دینی فریضہ سرانجام دیں، برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں باحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اس میں کوئی شک نہیں کہ دین کا جذبہ رکھنا بہت ثواب کا کام ہے ،لیکن دین کا کام دائرہ کے اندررہ کرکرنا چاہیئے ،واضح رہے کہ فقہاء نے تحریرفرمایاہے کہ سونے والے شخص کے پاس بلندآواز سے ذکرکرنا درست نہیں ہے، بنابریں زیدکا مؤقف درست نہیں ہے۔

”قوله ورفع الصوت بذكر الخ اقول اضطرب كلام صاحب البزازية في ذلك فتارة قال انه على حرام وتارة قال انه جائز وفي الفتاوىٰ الخيرية من الكراهية والاستحسان جاء في الحديث مااقتضى طلب الجهر به نحووان ذكرني في ملأ ذكرته في ملأ خيرمنهم رواه الشيخان وهناك احاديث اقتضت طلب الاسراروالجمع بينهما بان ذلك يختلف باختلاف الاشخاص والاحوال كماجمع بذلك بين احاديث الجهر والاخفاء بالقراءة ولايعارض ذلك حديث خيرالذكر الخفي لانه حيث خيف الرياء وتاذى المصلين اوالنيام فان خلاممماذكرفقال بعض اهل العلم ان الجهرافضل لانه اكثرعملا ولتعدى فائدته الى السامعين ويوقظ قلب الذاكر يجمع اهله الى الفكر ويصرف سمعه اليه ويطردالنوم ويزيدالنشاط اه ملخصا وتمام الكلام هناك فراجعه وفي حاشية الحموي عن الامام الشعراني اجمع العلماء سلفاوخلفا على استحباب ذكرالجماعة في المساجدوغيرهاالاان يشوش جهرهم على نائم اومصل اوقارى“......(ردالمحتار: ۱/۴۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کسی قوم کی برائی کواس کے مصلح کی طرف منسوب کرنے کاحکم:

(مسئلہ نمبر۳۹۵) کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم میں شرک کے علاوہ جو بیماری پھیل گئی تھی اسے ہمارے ہاں لواطت کا نام دیا گیا ہے،بعض دینی کتابوں میں ایسے شخص کے لیے لوطی کا لفظ بھی استعمال ہواہے، یہ دونوں اسم تو حضرت لوط علیہ السلام سے مشتق ہوئے معلوم ہوتے ہیں،اب پوچھنا یہ ہے کہ کسی قوم کی برائی کا نام مصلح کے نام سے مشتق کرنا جائز ہے یانہیں؟ پھر بطورخاص جب کہ مصلح پیغمبر بھی ہو۔

الجواب باسم الملک الوهاب

لوط علیہ السلام کا نام قرآن پاک میں موجود ہے،ان کی قوم میں دیگر قبائح کے ساتھ مردوں سے بدفعلی کی قباحت بھی موجود تھی،لیکن واضح رہے کہ لوط علیہ السلام کی قوم کولوطی اپنے نبی کی نسبت سے کہا جارہا تھا نہ اس فعل بد کی وجہ سے،مگر چونکہ یہی قوم اس بدفعلی میں نمایاں تھی اس وجہ سے اس کا اس بدفعلی پراطلاق شروع ہوا،اب اس پر قیاس کرنا اورنسبتیں نکال نکال کرطعن کرتے رہنا شرعاناجائزاور گناہ ہے۔

”(ولاتنابزوا بالالقاب) وھذا یدل علی ان اللقب المکروہ ھومایکرھہ صاحبہ ،ویفید ذما للموصوف بہ لانہ بمنزلة السباب والشتیمة لہ“......(احکام القرآن للجصاص:۳/۶۰۳)

”قال العلامة آلوسی رحمہ اللہ والمنھی عنہ ھوالتقلیب بمایتداخل المدعوبہ کراھة لکونہ تقصیرابہ وذمالہ وشینا......اھ ومعنی قولہ تعالیٰ بئس الاسم الفسوق بعدالایمان بئس الذکر المرتفع للمؤمنین بسبب ارتکاب التنابزان یذکروابالفسق بعداتصافھم بالایمان“......(روح المعانی:۲۶/۱۵۴،۱۵۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جہاد کی فرضیت کے بعد اس میں نہ جانے والے کا حکم:

(مسئلہ نمبر۳۹۶) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا ایسا شخص جس نے اپنی زندگی میں کبھی جہاد نہیں کیا باوجود اس کے کہ جہاد فرض عین ہو چکا تھا لیکن اس نے اس بات کو یعنی ترک جہاد کو سخت گناہ سمجھا اوراپنی کمزوری سمجھا، کیا سب صحابہ، مجتہدین ،ائمہ کرام کے نزدیک ایسا شخص دوزخ سے نکل کر ایک دن جنت میں چلا جائے گا، یہ سوال اس شخص کے بارے میں ہے جس نے کسی شرعی حکم کا انکار نہیں کیا اور سچے دل سے حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور باتوں کی تصدیق کی جوضروری تھیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اہل السنّت والجماعت کے نزدیک گناہ گار شخص اپنے برے اعمال کی سزا پا کر بالآخر جنت میں ضرور جائے گا بشرطیکہ معاصی کو حلال سمجھ کر نہ کیا ہو،اوراگر اللہ چاہیں تو اپنی رحمت سے معاف بھی کر سکتے ہیں ،البتہ معاصی سے اجتناب اورتوبہ ضروری ہے۔

”ولانقول ای بحسب الاعتقاد ان المؤمن لاتضره الذنوب ای ارتکاب المعصیة بعدحصول الایمان والمعرفة وانه ای المؤمن المذنب لایدخل النار کمایقوله المرجئة والملاحدة والاباحیة ولاانه ای ولانقول ان المؤمن المذنب یخلدفیها وان کان فاسقا ای بارتکاب الکبائر جمیعها بعدان یخرج من الدنیا مؤمنا ای مقرونا بحسن الخاتمة خلافا لمایقوله المعتزلة وذلک لان صاحب المعصیة تحت المشیئة عنداهل السنة والجماعة لقوله تعالیٰ ان الله لایغفران یشرک به ویغفرمادون ذلک لمن یشاء،من غیرتوبة ،واماقول التفتازانی فی شرح العقائد عندقوله تعالی ویغفرمادون ذلک لمن یشاء من الصغائر والکبائر مع التوبة اوبدونها“......(شرح الفقه الاکبر :۷۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عاملوں اورنجومیوں کوہاتھ دکھانے کاحکم:

(مسئلہ نمبر۳۹۷) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عاملوں اورنجومیوں کوہاتھ دکھانا کیساہے؟ کیاقرآن وسنت کی روشنی میں ان کاعمل جائز ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

وہ علم نجوم کہ جس میں علم النسب کادعویٰ کیاجائے،شرعاناجائزاورحرام ہے،ایسے شخص کوہاتھ دکھاناحرام ہے۔

”قوله الکاهن قیل کالساحر فی الحدیث من اتی کاهنا اوعرافا فصدقه بمایقول فقدکفر بماانزل علی محمد اخرجه اصحاب السنن الاربعة ......والحاصل ان الکاهن من یدعی معرفة الغیب باسباب وهی مختلفة فلذا انقسم الی انواع متعددة کالعراف والرمال والمنجم وهوالذی یخبر عن المستقبل بطلوع النجم وغروبه والذی یضرب بالحصی والذی یدعی ان له صاحبا من الجن یخبره عن ماسیکون والکل مذموم شرعا محکوم علیه وعلی مصدقهم بالکفر“......(فتاویٰ شامی: ۳/۳۲ ۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

عاملوں کے معاوضہ کا حکم:

(مسئلہ نمبر ۳۹۸) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عاملوں اور نجومیوں کو جو معاوضہ دیا جاتا ہے کہ یہ ان کے لیے حلال ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

جب عاملوں اور نجومیوں کا عمل ناجائز ہے تو اس پر ان کے لیے معاوضہ بھی لینا درست نہیں ہے بلکہ حرام ہے۔

"ومن السحت بالضم وبضمتين الحرام اوماخبث من المكاسب فلزمعندالعار............ومن السحت مايوخذعلى كل مباح كملح وكلاوماء ومعادن ومايؤخذغازيغزو وشاعر لشعر ومسخرة وحكوانى قال الله تعالى ومن الناس من يشترى لهوالحديث واصحاب معازف وقواد وكاهن ومقامر وواشمة وفروعه كثيرة "......(درمع الرد: ۵/۳۰۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا ریاست عاملوں کو اپنے پیشے کی اجازت دے سکتی ہے؟

(مسئلہ نمبر ۳۹۹) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک اسلامی ریاست میں عاملوں اور نجومیوں کو ان کے پیشے کی تشہیر کے لیے ریاست اجازت دے سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ایک اسلامی ریاست میں حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ہر قسم کی برائی کو روکے اور ناجائز امور میں تعاون نہ کرے۔

"عن ابى سعيدالخدرى رضى الله عنه عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال من راٰ ى منكم منكرافليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وذلك اضعف الايمان وقدقال بعض علمائناالامرالاول للامراء والثانى للعلماء والثالث لعامة المؤمنين"......(مرقاة المفاتيح: ۹/۳۲۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

لوگوں پرجادوکرنے والے کاحکم:

(مسئلہ نمبر۴۰۰) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقہ میں ایک شخص ہے جوسحر،تعویذات وغیرہ کا کام کرتا ہے مثلاً مردکونامرد بناتا ہے یعنی سحر کی وجہ سے وہ عورت کے قابل نہیں رہتا،لوگوں کو آپس میں لڑاتا ہے عورتوں کوسحر کے ذریعے بانجھ کردیتا ہے وغیرہ وغیرہ،اس کے علاوہ مختلف قسم کے غیرشرعی کام کرتا ہےاورزیادہ سے زیادہ رقم وصول کرتا ہےاوراس کےاس کام کے بارے میں تمام اہل علاقہ کو پتہ ہے لیکن کوئی آوازنہیں اٹھاسکتا،کیونکہ آوازاٹھانے سےان کی جان بھی خطرہ میں پڑجاتی ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال اگراس آدمی کا یہ فعل بد،اس کاضرراس کے اپنے اقراریابینہ سے ثابت ہوجائے،توحکومت وقت کے ذمہ ہے کہ اس شخص کوقتل کرکےلوگوں کواس مصیبت سےنجات دلائیں۔

’’قال ابن عابدین وذکرفی فتح القدیر انه لاتقبل توبة الساحر والزندیق فی ظاهرالمذهب فیجب قتل الساحرولایستتاب لسعیه بالفسادلابمجرد علمه اذالم یکن فی اعتقاده مایوجب کفره اه ....ثم انه لایلزم من عدم کفره مطلقا عدم قتله لان قتله بسبب سعیه بالفساد کمامر فاذاثبت اصراره بسحره ولوبغیرمکفر یقتل دفعالشره کالخناق وقطاع الطریق‘‘......

(ردالمحتار:۳۳،۳۴/۱)

’’قوله والکافر بسبب اعتقاد السحر فی الفتح السحرحرام بلاخلاف بین اهل العلم واعتقاد اباحته کفروعن اصحابنا ومالک واحمد یکفرالساحر بتعلمه وفعله سواء اعتقدالحرمة اولا، ویقتل وفیه حدیث مرفوع حدالساحر ضربة بالسیف یعنی القتل......واماقتله فیجب ولایستتاب اذاعرفت مزاولته لعمل السحرلسعیه بالفساد فی الارض لابمجردعلمه اذالم یکن فی اعتقاده مایوجب کفره اه وحاصله انه اختیارانه لایکفر الااذااعتقد مکفرا وبه جزم فی النهر وتبعه الشارح وانه یقتل مطلقا ان عرف تعاطیه له ویؤیده مافی الخانیة اتخذ لعبة لیفرق بین المرء وزوجه قالوا هومرتد ویقتل ان کان یعتقد لهااثر اویعتقد التفریق من اللعبة لانه کافر اه وفی نورالعین عن المختارات ساحر

یسحر ویدعی الخلق من نفسه یکفر ویقتل لردته وساحر یسحر وھوجاحدلایستتاب منه ویقتل اذا ثبت سحره فعالضرر عن الناس وساحریسحرتجربة ولایعتقد به لایکفر قال ابوحنیفة رحمه الله تعالی الساحر اذا اقر بسحره اوثبت بالبینة یقتل ولایستتاب منه''

......(ردالمحتار:۳/۳۲۳)

''وفی جامع الجوامع والساحر بقتل علی کل حال وان قال ترکت الااذاقال قبل الاخذ وفی الفتاوی العتابیة یقتل الساحرولایستتاب''......(الفتاوی التاتارخانیة: ۵/۳۷۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

خودکشی کرنے والے کی توبہ کا حکم:

(مسئلہ نمبر۱۰۴) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص خودکشی کی نسبت سے زہر کی گولیاں کھاتا ہے پچیس دن بعدوہ شخص مرجاتا ہے۔

(۱) کیاان پچیس دنوں کے دوران کی جانے والی توبہ قابل قبول ہے یانہیں؟

(۲) کیاایسے شخص کی جس نے موت کواپنے قریب سے دیکھاہو اورخودکشی جیسے گناہ کبیرہ کامرتکب ہواہونماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یانہیں؟

(۳) کیاایسے شخص کی موت کوحرام کی موت یاناجائزموت کے مترادف قراردیناجائز ہے یاناجائز؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) حالت نزع سے پہلے توبہ کرلے تو عنداللہ مقبول ہوگی۔

''ولیست التوبة للذین یعملون السیئات حتیٰ اذاحضراحدھم الموت قال انی تبت الآن ولاالذین یموتون وھم کفار اؤلئک اعتدنا لھم عذابا الیما''

......(سورةالنساء:۱۴)

''ولیست التوبة ....وقع فی النزع ورأی ملائکة العذاب قال انی تبت

الآن یعنی حین یساق روحه فحینئذلایقبل من کافر ایمان ولامن عاص توبة“......(تفسیرمظھری: ۲/۲۵۷)

(۲) خودکشی کرنے والاشخص پرنمازِ جنازہ پڑھنا جائز ہے۔

”ومن قتل نفسه عمدایصلی علیه عندابی حنیفة ومحمدرحمهما الله تعالی وهوالاصح کذا فی التبیین “......(فتاویٰ هندیة:۱/۱۶۳)

”المسلم اذاقتل نفسه فی قول ابی حنیفة ومحمدرحمهماالله تعالیٰ یغسل ویصلی علیه “......(فتاویٰ قاضی خان هامش علی الهندیة: ۱/۱۸۶)

(۳) اگران پچیس دنوں میں سچے دل سے توبہ کرلی ہوتواس شخص کی موت کوحرام یاناجائزنہیں کہہ سکیں گے۔

”وعن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب کمن لاذنب له رواه ابن ماجة والبیهقی فی شعب الایمان “......(مشکوٰة : ۱/۲۰۹)

”وعن علی قال قال رسول الله ﷺ ان الله یحب العبدالمؤمن المفتن التواب“......(مشکوٰة : ۱/۲۰۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کالا جادوکرنے والے کاحکم:

(مسئلہ نمبر۴۰۲) کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کالا جادوکرنے کا کتنا گناہ ہے، وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

کالا جادوجس میں الفاظ کفریہ استعمال کیے جاتے ہوں کفرہے،ایسا کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

”وفی جامع الجوامع والساحریقتل علی کل حال وان قال ترکت الااذاقال قبل الاخذ وفی فتاوی العتابیة یقتل الساحر ولایستتاب“......(الفتاوی التاتارخانیة:۵/۳۷۵)

”قال فی الرد وذکرفی فتح القدیر انه لاتقبل توبة الساحر والزندیق فی ظاهرالمذهب فیجب قتل الساحر ولایستتاب بسعیه بالفساد علمه اذا

لم یکن فی اعتقاده مایوجب کفره اھ ثم انه لایلزم من عدم کفره مطلقا عدم قتله لان قتله بسبب سعیه بالفساد کمامر فاذاثبت اضراره بسحره ولوبغیره مکفر یقتل دفعالشره کالحناق وقطاع الطریق "......(ردالمحتار: ۱/۳۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

زنا کرنے والے اگر توبہ کرلیں تو کیا ان کی اخروی سزا معاف ہوجائے گی؟

(مسئلہ نمبر۴۰۳) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ پاکستان میں زانی کی شرعی سزا تو نہیں ہے، اگر زانی اور زانیہ خود پچھتائیں اور خلوص دل سے توبہ کرلیں تو کیا ان کی اخروی سزا معاف ہوجائے گی۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر صحیح طریقہ سے توبہ کی جائے اور دل سے ندامت ہو اور مستقبل میں نہ کرنے کا عزم ہو تو نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اس گناہ کو ایسے مٹادیتے ہیں کہ جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں، یعنی وہ انسان گناہ کے اثر سے بالکل پاک ہوجاتا ہے، لہذا اگر زانی یا زانیہ خلوص دل سے توبہ کرلیں تو اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ وہ ان کی آخرت کی سزا معاف کردیں گے۔

"وعن عبداللہ مسعود قال قال رسول اللہ التائب من الذنب کمن لاذنب له قال الملا علی القاری (التائب من الذنب) ای توبة صحیحة (کمن لاذنب له)ای فی عدم المؤاخذة بل قد یزید علیه بان ذنوب التائب تبدل حسنات"......(مرقاۃ المفاتیح: ۵/۲۶۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیر اللہ سے مدد طلب کرنا:

(مسئلہ نمبر۴۰۴) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا غیر اللہ سے کسی بھی معاملہ میں مدد طلب کرنا شرک میں داخل ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اسباب کے درجہ میں ایک انسان دوسرے سے مدد حاصل کرتا ہے مافوق الاسباب چیزوں میں مدد طلب

نہ کریں، اللہ والوں سے تمام جائز اشیاء کے بارہ میں دعاء طلب کر سکتے ہیں چاہے وہ ماوراء الاسباب ہوں یا ماتحت الاسباب ہوں، باقی کرنا یا نہ کرنا یعنی اجابتِ دعا اللہ تعالی کی مرضی پر ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تمام مسلک کے لوگوں کی مساجد میں نماز پڑھنا:

(مسئلہ نمبر ۴۰۵) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا تمام مسلک کے لوگوں کی مساجد میں نماز پڑھنا جائز ہے، نیز کسی امام کے عقیدہ کے بارے میں کس طرح جان کر اس کی اقتداء میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؟ کس عقیدہ کے امام کی اقتداء میں نماز جائز ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

ہر ایک مسلک کے لوگوں کی مساجد میں نماز پڑھنا درست نہیں جب تک کہ امام کا مسلمان ہونا واضح نہ ہو، اقتداء کے لیے ایسا امام نہ ہو جس کی اقتداء میں نماز فاسد ہو جائے اور وہ نماز کے فرائض، واجبات اور سنن کی معرفت نہ رکھتا ہو۔

"اما الاقتداء بالمخالف فی الفروع کالشافعی فیجوز مالم یعلم منه یفسد الصلاة علی اعتقاد المقتدی علیه الاجماع الخ"

"ویجث المحشی انه ان علم انه راعی فی الفروض والواجبات والسنن فلا کراهة وان علم ترکها فی الثلاثة لم یصح "......(شامی ج ۱ ص ۵۶۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

یزید کے بارے میں اہل السنۃ والجماعۃ کا مؤقف:

(مسئلہ نمبر ۴۰۶) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بندر روڈ پر واقع ایک مکان میں شہادت حضرت حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے سلسلہ میں ایک پروگرام میں جانے کا اتفاق ہوا، اس میں کالعدم سپاہ صحابہ کے ایک مقامی راہنما اور چند دیگر لوگوں نے جب یزید کی تعریف وتوصیف کی تو پروگرام کے مقرر خصوصی مولانا عبدالجبار سلفی جو مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ تعالی کے مرید بھی ہیں نے تردید کرتے ہوئے کہا کہ اہل سنت یزید کی تفسیق یعنی فاسق ہونے پر متفق ہیں البتہ تکفیر میں اختلاف ہے، نیز یزید کی وکالت کرنا اہل سنت کو قطعاً زیب نہیں دیتا،

وضاحت طلب امر یہ ہے کہ ان میں کس کا مؤقف درست ہے؟ اور کون اعتقادی غلطی پر ہے؟ براہ کرم ہمیں مطمئن فرمائیں۔

الجوا ب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ معتمد قول کے مطابق یزید فاسق اور ظالم تھا، لہٰذا اس کی مدح کرنا درست نہیں۔

''قال صاحب الدر فی باب الرجعة اقول حقیقة اللعن المشھورة ھی الطرز عن الرحمة وھی لاتکون الا لکافر ولذا لم تجز علی معین لم یعلم موته علی الکفر بدلیل وان کان فاسقا مشھورا کیزید علی المعتمد''......(الشامی : ج۲ ص۵۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تمت المجلدالاول بحمدالله تعالیٰ وعونه